www.besturdubooks.net

”فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ “......(التوبة)

”قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ “......(الحديث)

ارشاد المفتین

(جلد دوم)

(بقیہ کتاب العقائد، کتاب الطہارت)

فقیہ العصر، مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت اقدس

مفتی حمید اللہ جان صاحب نور اللہ مرقدہ

بانی ومہتمم جامعۃ الحمید لاہور

مکتبہ الحسن

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

www.besturdubooks.net

﴿جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب: ارشادالمفتین (جلد دوم)

مجموعہ فتاویٰ جات: حضرت اقدس مفتی حمیداللہ جان صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

بااہتمام: مفتی عارف اللہ خان صاحب، قاری سیف اللہ ناصر صاحب

تصحیح وتخریج: مفتیان ومتخصصین جامعۃ الحمید لاہور

کمپوزنگ ترتیب وتبویب: مفتی محمد حامد علی نفیسی

اشاعت اول: ستمبر 2016ء

قیمت:

ناشر: مکتبہ الحسن حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

ملنے کے پتے:

جامعۃ الحمید عظیم آباد رائیونڈ روڈ لاہور 042.35971895

دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت

جامع مسجد محمد ﷺ گلشن معمار کراچی

ضروری وضاحت:

اگرچہ انسانی وسعت کے مطابق کوشش کی گئی ہے کہ فتاویٰ ارشادالمفتین کی تصحیح وتخریج وکمپوزنگ میں کسی قسم کی لفظی غلطی نہ رہے، لیکن کبھی سہواً کوئی غلطی رہ جاتی ہے اگر کسی صاحب کو ایسی غلطی کا علم ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہوسکے، ادارہ آپ کے تعاون کا شکر گزار ہوگا۔ از مرتب

www.besturdubooks.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

ارشادالمفتین (جلد دوم)

اجمالی فہرست

www.besturdubooks.net

تفصیلی فہرست فتاویٰ ارشاد المفتین (جلد دوم)

بقیہ کتاب العقائد (مسائل شتیٰ)

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

کتاب الطھارۃ

الباب الاول فی احکام الوضوء:

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

الباب الثانی فی احکام الغسل

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

الباب الثالث فی احکام المیاہ

www.besturdubooks.net

الباب الرابع فی احکام التیمم

الباب الخامس فی المسح علی الخفین

www.besturdubooks.net

الباب السادس فی الحیض و النفاس و الدماء المختصة بالنساء

www.besturdubooks.net

الباب السابع فی النجاسة واحکامها

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

عرض مرتب!

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے اپنے اور بندوں کے درمیان واسطہ انبیاء علیہم السلام کی ذات کو بنایا، اور انبیاء علیہم السلام نے وحی کے ذریعے انسانیت کو اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی بتلائے، نبی کی ذات تمام صفات کی جامع ہوتی ہے، تمام صفات کاملہ اس میں بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں، وہ بیک وقت صدق، عدالت، سخاوت، شجاعت، شرافت، امانت، دیانت وغیرہ صفات کے ساتھ متصف ہوتا ہے، اور تمام اخلاق حمیدہ اس کی ذات کا خاصہ ہوتے ہیں، اور یہ تمام صفات اس نبی کے ذریعے اس کے امتیوں میں منتقل ہوتی ہیں، لیکن امتی میں بیک وقت تمام صفات کا ہونا ضروری نہیں ہے، کوئی کسی وصف کے ساتھ موصوف ہوتا ہے تو کوئی کسی وصف کے ساتھ، اور بعض میں کوئی خاص وصف نمایاں ہوجاتا ہے۔

اسی طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت قاری ء بھی تھے، معلم کتاب وحکمت بھی تھے، اور مزکی بھی تھے، اور یہی وہ فرائض نبوت ہیں جن کی طرف قرآن پاک کی آیات میں اشارہ کیا گیا ہے "**ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة**" (سورۃ الجمعۃ) اسی طرح سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران میں بھی انہی فرائض نبوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اور چونکہ بتقاضائے حدیث مبارکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی وراثت علم ہوتی ہے اس لیے یہ تمام صفات آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں اور ان کے بعد امت کے تمام علماء میں منتقل ہوئیں، کوئی قاری ہے، کوئی معلم کتاب وحکمت ہے، کوئی مزکی ہے، اور یہی علماء اس امت کا اثاثہ ہیں۔

انہی علماء ربانیین میں سے فقیہ العصر، مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت اقدس مفتی حمید اللہ جان حفظہ اللہ تعالیٰ ہیں، جو کہ شیخ الحدیث والتفسیر ہونے کے ساتھ ساتھ افتاء کے اہم منصب پر فائز ہیں، آپ کی فقہی رائے اور تحقیقی فتاویٰ جات فتاویٰ کے میدان میں حرفِ آخر کی حیثیت رکھتے ہیں، آپ کے دیے ہوئے فتاویٰ جات ملکِ پاکستان کے کونے کونے اور بیرون ممالک بھی پہنچ رہے ہیں، اور آپ کو اس منصب پر فائز ہوئے نصف صدی سے زائد عرصہ ہوچکا ہے، آپ نے دارالعلوم لکی مروت، دارالعلوم سرحد پشاور، دارالعلوم حنفیہ چکوال، جامعہ مخزن العلوم کراچی، جامعہ اشرفیہ لاہور، دارالافتاء والارشاد لاہور، جامعۃ الحمید لاہور کے دارالافتاؤں کو بحیثیت صدر مفتی زینت بخشی ہے، ملک پاکستان کے کئی بڑے مدارس میں افتاء کے منصب پر آپ کے تلامذہ جلوہ افروز ہیں، آپ نے فتاویٰ کے معاملہ میں حکم شرعی بتاتے ہوئے بلاخوف لومۃ لائم فتاویٰ جاری فرمائے ہیں۔

www.besturdubooks.net

ان تمام دارالافتاؤں میں آپ کے قلم سے ہزاروں فتاویٰ جات جاری ہوئے، ایک مدت سے ان فتاویٰ کی تصحیح وتخریج اور کمپوزنگ کا کام جاری ہے، جو کہ کچھ حوادثات کا شکار بھی رہا، لیکن محض اللہ کے فضل وکرم سے وہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا جس کا شائقین کو انتظار تھا، اور آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ موسوم ''ارشادالمفتین'' جلد اول جو کہ کتاب العقائد پر مشتمل ہے چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے اور عوام وخواص میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے، اب بھی محض اللہ کے فضل وکرم سے ''ارشادالمفتین'' جلد دوم جس میں بقیہ کتاب العقائد اور کتاب الطہارۃ کے مسائل ہیں کمپوزنگ، تصحیح وتخریج کے مراحل سے گزر کر چھپنے کے لیے تیار ہے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ استاذ محترم کا سایہ عاطفت تادیر صحت وعافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے، اور ہمیں بھی ان کے فقہی فیض سے حظِ وافر نصیب فرمائے اور محض اپنے فضل وکرم سے جلد از جلد اس فتاویٰ کو پایہ تکمیل تک پہنچائے (آمین)

آخر میں ''من لم یشکر الناس لم یشکر الله'' کے تحت شکر گزار ہوں ان تمام حضرات کا جنہوں نے کسی بھی درجہ میں اس فتاویٰ میں تعاون فرمایا، خصوصاً میرے اساتذہ کرام مفتی عارف اللہ خان صاحب جنہوں نے اس کام میں بھرپور سرپرستی فرمائی اور ہر موقع پر ہر ممکن تعاون فرمایا نیز مفتی رئیس احمد سروہی صاحب، مفتی حبیب نواز سعدی صاحب، مفتی محمد فہیم صاحب، مفتی محمد حنیف جوہرآبادی صاحب، قاری سیف اللہ ناصر صاحب، جنہوں نے اس فتاویٰ کو مرتب کرنے میں انتھک محنت اور کوشش کی، اور ان کی کی ہوئی محنت ہی میرے لیے مشعل راہ بنی، اور وہ بنیاد بنی جس پر آج یہ عمارت کھڑی ہے، اور مولانا زاہد اقبال صاحب اور مفتی دین محمد صاحب جنہوں نے اس فتاویٰ کی پروف ریڈنگ کی، یہ تمام حضرات بھی اس کار خیر میں برابر کے شریک ہیں، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنی شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے، اور ان تمام حضرات کی محنت کو اپنی بارگاہ الٰہی میں قبول فرما کر دنیا وآخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے، اور ہم سب کو اخلاص کی دولت نصیب فرما کر تادم آخر دین متین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے (آمین بجاہ النبی الکریم)

والسلام

دعاؤں کا طلب گار

محمد حامد علی نفیسی

یکے از تلامذہ وخادمین حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ

خادم ومدرس جامعۃ الحمید عظیم آباد رائیونڈ روڈ لاہور

www.besturdubooks.net

بقیہ کتاب العقائد

(مسائل شتیٰ)

عقائد اسلامی کے منکر شخص کا حکم؟

مسئلہ نمبر(۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مندرجہ ذیل عقائد کا حامل ہے۔

(۱) حدیث سے جو علم ہوتا ہے وہ کبھی درجہ یقین کو نہیں پہنچتا اس لیے دین میں ان سے کسی عقیدہ و عمل کا اضافہ بھی نہیں ہوتا۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا بھی منکر ہے۔

(۳) قیامت کے دن شفاعت بالاذن کے وقوع کا بھی انکاری ہے۔

(۴) معراجِ جسمانی کا بھی منکر ہے۔

(۵) تقدیرِ الٰہی کا بھی منکر ہے۔

(۶) قرآن مجید کی ایک قراءت کا قائل ہے باقی قراءت متواترہ کا بھی منکر ہے۔

(۷) تین طلاقوں کے وجود کا بھی منکر ہے، صرف دو طلاقوں کے وجود کا قائل ہے۔

(۸) عورتوں کے پردے کا بھی منکر ہے۔

مذکورہ بالا نظریات کا حامل شخص آٹھ دس سال سے تقریر و تدریس کے ذریعے اپنے عقائد کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہے، ایک معتد بہ جماعت اس کی ہمنوا ہو چکی ہے، لہذا از روئے شرع بتائیں کہ مذکورہ بالا عقائد کے حامل و داعی اور اس کے متبعین کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کے ساتھ سلام کرنا اور ان سے نکاح کرنا اور ان کی اقتداء میں نماز ادا کرنا اور ان کے درس میں شریک ہونا اور ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا اور ان کی میت پر نماز جنازہ پڑھنا وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ نیز کچھ لوگ ایسے ہیں جو مذکورہ بالا عقائد کے حاملین کے ساتھ ہر غمی و خوشی میں شریک ہوتے ہیں اور آٹھ دس سال سے ان کے درس و بیان میں شریک ہوتے ہیں اور ان کی اقتداء میں نماز اداء کرتے ہیں جب کہ قریب میں اہل حق کی مسجد بھی موجود ہے لیکن ہمیں کہتے ہیں کہ ہم مذکورہ بالا عقائد کے حامل و داعی کے ہمنوا اور ہم مذہب نہیں ہیں، جب ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ تم پھر اس کی اقتداء میں نماز اور اس کے درس میں کیوں شریک ہوتے ہو تو جواباً کہتے ہیں کہ ہماری بیٹی اس کے نکاح میں ہے ہم اس کے درس اور اس کے پیچھے نماز اس لیے پڑھتے ہیں تا کہ

www.besturdubooks.net

ہماری بیٹی کو تکلیف یا طلاق نہ دے دے اور یہ نکاح مذکورہ بالا عقائد کے اظہار سے پہلے ہوا تھا، لہذا ازروئے شرع تفصیل کے ساتھ بتائیں کہ اس ثانی قسم کے لوگوں کے ساتھ کیا رویہ رکھنا چاہیے، اس ثانی قسم کے لوگوں سے رشتہ لینا اور دینا محض اس بناء پر رکا ہوا ہے کہ ہمارے لیے لڑکی ان کے نکاح میں دینا اور ان کی لڑکی اپنے نکاح میں لینا جائز ہے یا نہیں؟ لہذا حق بات کی طرف ہماری رہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) صورت مسئولہ میں اگر ان الفاظ سے اس کی مراد انکار حدیث ہے تو وہ کافر ہے اور اگر اس سے مقصد تاویلیں کرنا ہے تو پھر وہ تاویل مسلمات دینیہ میں ہوگی یا مسلمات دینیہ میں نہیں ہوگی، اگر مسلمات دینیہ میں کرے تو بھی کافر ہے اور اگر مسلمات دینیہ میں نہیں تو کافر نہیں ہے۔

"یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ "......(النساء: ۵۹)

"وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا "......(الحشر :۷)

"مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْاَطَاعَ اللّٰہَ "......(النساء : ۸۱)

"وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ،اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحیٰ"......(النجم :۳)

"فَلاوَرَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَبَیْنَھُمْ ثُمَّ لَایَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجاً مِّمَّاقَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً، وفی ھذہ الآیة دلالة علی ان من ردّشیئا من اوامر اللّٰہ تعالی او اوامر رسول اللّٰہ ﷺ فھو خارج من الاسلام سواء ردہ من جھة الشک فیہ اومن جھة ترک القبول والامتناع من التسلیم وذلک یوجب صحة ما ذھب الیہ الصحابة فی حکمھم بارتداد من امتنع من اداء الزکاة وقتلھم وسبی ذراریھم لانّ اللّٰہ تعالی حکم بان من لم یسلم للنبی ﷺ قضاءہ وحکمہ فلیس من اھل الایمان "......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۳۰۲)

(۲تا۵) حیات عیسیٰ علیہ السلام اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا منکر اور تقدیر الٰہی کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

"عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من انکر خروج المھدی فقد کفر بماانزل علی محمد ﷺ ومن انکر نزول عیسی ابن مریم

www.besturdubooks.net

علیہ السلام فقد کفر ومن انکرخروج الدجال فقد کفر ومن لم یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ عزوجل فقد کفر فانّ جبریل اخبرنی بانّ اللّٰہ تعالی یقول من لم یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ فلیتخذ ربا غیری "......(مجموعہ رسائل الکشمیری:۲۴۲/۳)

"عن کعب الاحبار رحمہ اللّٰہ قال لما رأی عیسیٰ علیہ السلام قلۃ من اتبعہ وکثرہ من کذبہ شکا ذلک الی تعالی فاوحی اللّٰہ الیہ انّی متوفّیک ورافعک الی ولیس من رفعتہ عندی میتا وانی سابعثک علی الاعور الدجال فتقتلہ ثم تعیش بعدذلک اربعاً وعشرین سنۃً ثم امیتک میتۃ الحی قال کعب وذلک یصدق حدیث رسول اللہ ﷺ حیث قال کیف تہلک امۃ انا فی اوّلہا وعیسیٰ فی آخرہا "......(مجموعہ رسائل الکشمیری: ۲۴۶/۳)

(۳) قیامت کے دن شفاعت بالاذن کتاب اللہ اوراحادیث صحیحہ سے ثابت ہے جن کا قدر مشترک تواتر کو پہنچتا ہے لہذا اس کا منکر کافر ہے۔

"وشفاعۃ الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام حق ای عموما فی المقصود وشفاعۃ نبینا ﷺ ای خصوصاً فی المقام المحمود واللواء الممدود والحوض المورود للمؤمنین المذنبین ای من اہل الصغائر المستحقین للعقاب ولاہل الکبائر منہم المستوجبین للعقاب حق ثابت فقد وردشفاعتی لاہل الکبائر فی امتی ،رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاکم عن انس والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن جابر والطبرانی عن ابن عباس والخطیب عن ابن عمر وعن کعب بن عجرۃ رضی اللّٰہ فہوحدیث مشہور فی المبنی بل الاحادیث فی باب الشفاعۃ متواترۃ المعنی ومن الادلۃ علی تحقیق الشفاعۃ قولہ تعالی وَاسْتَغْفِرْلِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ومنہ قولہ سبحانہ وتعالی فَمَا تَنْفَعُہُمْ شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ اذ مفہومہ انہا تنفع المؤمنین " ......(شرح فقہ الاکبر :۹۴)

www.besturdubooks.net

(۴)　معراج جسمانی سے انکار کرنے والا اگر مکہ سے بیت المقدس تک کا انکار کرنے والا ہے تو وہ کافر ہے اور اگر وہ بیت المقدس سے آسمان تک کی معراج کا منکر ہے تو وہ مبتدع اور گمراہ ہے۔

"وخبر المعراج ای بجسد المصطفی ﷺ یقظة الی السماء ثم الی ماشاء اللّٰه تعالی من المقامات العلی حق ای حدیثه ثابت بطرق متعددة فمن رده ای ذلک الخبر ولم یؤمن بمقتضی ذلک الاثر فهو ضال مبتدع ای جامع بین الضلالة والبدعة وفی کتاب الخلاصة من انکر المعراج ینظر ان انکر الاسراء من مکة الی بیت المقدس فهو کافر ولو انکر المعراج من بیت المقدس لایکفر وذلک لانّ الاسراء من الحرم الی الحرم ثابة بالاٰیة وهی قطعیة الدلالة والمعراج من بیت المقدس الی السماء ثبت بالسنة وهی ظنیة الروایة والدرایة "......(شرح فقه الاکبر: ۱۱۱)

(۶)　قرآن مجید کی جو قرأتیں تواتر کے ساتھ ثابت ہیں تو ان میں سے کسی ایک کا یا سب کا انکار کرنا کفر ہے۔

"من انکر المتواتر فقد کفر ومن انکر المشهور یکفر عندالبعض "......(فتاوی الهندیة: ۲/۲۶۵)

"تتمة القرآن الذی تجوز به الصلاة بالاتفاق هو المضبوط فی مصاحف الائمة التی بعث بها عثمان رضی الله عنه الی الامصار وهو الذی اجمع علیه الائمة العشرة وهذا هو المتواتر جملة وتفصیلا فمافوق السبعة الی العشرة غیر شاذ وانما الشاذ ماوراء العشرة وهو الصحیح وتمام تحقیق ذلک فی فتاوی العلامة قاسم "......(فتاوی شامی : ۱/۳۵۹)

(۷)　جو آدمی تین طلاق کا علی الاطلاق منکر ہو کہ طلاقیں صرف دو ہی ہیں یعنی تیسری کے وجود کا ہی منکر ہے تو یہ آدمی قرآن کی نص قطعی کا منکر ہے اور قرآن کی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے اور اگر دفعۃً تین طلاق کو ایک ہی قرار دیتا ہے تو یہ گمراہ ہے کافر نہیں ہے۔

"اذاانکر آیة من القرآن اوسخر بآیة من القراٰن وفی الخزانة اوعاب فقد کفر"......(فتاوی التاتارخانیة:۵/۳۳۳)

www.besturdubooks.net

”اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ اشارۃ الی الطلاق المفهوم من قوله تعالی وبعولتهن احق بردهن وهو الرجعی وهو بمعنی التطلیق الذی هو فعل الرجل کالسلام بمعنی التسلیم لانه الموصوف بالوحدة والتعدد دون ماهو وصف المرء ة ویؤید ذلک ماذکر ماهو من فعل الرجل ایضا بقوله تعالی فامساک بمعروف ای بالرجعة وحسن المعاشرة اوتسریح باحسان ای اطلاق مصاحب له من جبر الخاطر واداء الحقوق وذلک اما بان لایراجعها حتی تبین اویطلقها الثالثة وهو المأثور فقداخرج ابوداؤد وجماعة عن ابی رزین الاسدی ان رجلا قال یا رسول اللّٰه انی اسمع اللّٰه تعالی یقول الطلاق مرتان فاین الثالثة فقال التسریح باحسان هو الثالثة“......(روح المعانی : ۲/۱۳۵)

(۸) اگر عورتوں کے مطلق پردے کا منکر ہے تو کافر ہے اور اگر صرف چہرے کے پردے کا منکر ہے تو فاسق اور گمراہ ہے۔

”یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ،(یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِن)خرج نساء من الانصار کان علی رؤسهن الغربان من اکسیة سود یلبسنها قال ابوبکر فی هذه الآیة دلالة علی ان المرء ة الشابة مامورة بستروجهها عن الاجنبیین واظهار الستر والعفاف عندالخروج لئلا یطمع اهل الریب فیهن“......(احکام القرآن : ۳/۵۴۶)

(۹) مذکورہ عقائد کا حامل شخص ان عقائد کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے اس لئے اسے سلام کرنا، اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کے درس میں شریک ہونا جائز نہیں ہے۔

”قال المرغینانی تجوز الصلوة خلف صاحب هوی وبدعة ولاتجوز خلف الرافضی والجهمی والقدری والمشبهة ومن یقول بخلق القرآن وحاصله ان کان هوی لایکفر به صاحبه تجوز الصلوة خلفه مع الکراهة والافلا هکذا فی التبیین والخلاصة وهو الصحیح هکذافی البدائع “......(فتاوی الهندیة: ۱/۸۴)

www.besturdubooks.net

(۱۰)　ایسے عقائد رکھنے والوں کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں ہے اور ان کے ساتھ میل جول رکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

"واما شرائط الزکاۃ فانواع ومنها ان یکون مسلما او کتابیا فلاتؤکل ذبیحۃ اہل الشرک والمرتد"......(فتاوی الھندیۃ: ۵/۲۸۵)

(۱۱)　ایسے عقائد رکھنے والوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

"فنقول لایصلی علی الکافر ....لان الصلوۃ علی المیت دعاء واستغفار لہ والاستغفار للکافر حرام"......(المحیط البرھانی: ۳/۸۲)

(۱۲)　جن لوگوں نے مذکورہ عقائد کے حامل شخص کو اپنی لڑکی نکاح میں دی ہوئی ہے تو ان عقائد کی وجہ سے اس لڑکی سے نکاح خود بخود ختم ہو گیا اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازیں ان عقائد کے اظہار کے بعد وہ بھی دہرائیں گے۔

"وحرم نکاح الوثنیۃ ......ویدخل فی عبد الاوثان عبدۃالشمس والنجوم والصورالتی استحسنوھا والمعطلۃ والزنادقۃ والباطنیۃ والاباحیۃ فی شرح الوجیز وکل مذھب یکفربہ معتقدہ"......(فتاوی شامی: ۲/۳۱۳)

(۱۳)　مذکورہ عقائد کے حامل شخص سے میل جول رکھنا اور ان کی خوشی وغمی میں شریک ہونا اس کی اعانت کرنا ہے جو کہ جائز نہیں ہے اور ثانی قسم کے لوگ اگر مذکورہ عقائد کی تردید کرتے ہیں اور ان کے عقائد مسلمانوں والے ہیں تو ان سے نکاح میں لڑکی لینا اور دینا دونوں جائز ہیں۔

"الاعانۃ علی مالایجوز وکل ماادی الی مالایجوز لایجوز"......(درمع الرد: ۵/۲۵۴)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مختلف نظریات رکھنے والے شخص کا حکم؟

مسئلہ نمبر(۲)　کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ

(۱)　اللہ کی سچی کتاب قرآن پاک کی سورۃ العصر میں اللہ تعالی زمانے کی قسم کھا کر انسان کو گھاٹے سے بچنے کے لیے چار شرطیں بیان فرماتا ہے۔

www.besturdubooks.net

☆ایمان ☆اعمال صالح ☆حق کی تلقین ☆صبر کی تاکید

(۲) سورۃ النساء کی آیت ۵۹ میں اللہ تعالی فرماتے ہیں،

''اے ایمان لانے والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور جو تم میں سے صاحب امر ہوں اور اگر کسی شئ میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔

گویا ان چاروں شرطوں کی وہ تشریح سب سے زیادہ قابل ترجیح ہے جو اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام سے صحیح حدیث میں ملے۔

(۳) قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالی نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، لہذا اس کی بات اٹل ہے۔

(۴) احادیث چونکہ انسانوں سے انسانوں تک پہنچی ہیں اس لیے ان میں تحقیق کا حق ہے جو مسلمان جس حدیث کو بشرط اہلیت اپنی تحقیق یا کسی دوسرے محقق کی تحقیق کے مطابق صحیح سمجھے اس پر عمل کرے، کسی حدیث کو صحیح مان کر اس کے خلاف عمل کرنے کا حق کسی فرد، طبقے، گروہ، علماء اور ائمہ تو کیا صحابہ کرام کو بھی حاصل نہیں۔

(۵) جو چیز نہ قرآن میں ملتی ہو اور نہ حدیث میں ملتی ہو اس کے لیے اجتہاد کیا جاتا ہے، اجتہاد چونکہ انسانی عقل کے تابع ہے اس لیے کسی بھی مجتہد سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، اس میں رواداری برتنی چاہیئے، جو جس کے اجتہاد کو بہتر سمجھے اس پر عمل کرے تو انسان دین و دنیا کے گھاٹے سے بچ سکتا ہے۔

کیا زید کی یہ سب باتیں درست ہیں؟ یا کون سی باتیں درست اور کون سی باتیں غلط ہیں؟ جو باتیں غلط ہیں ان کے بجائے درست بات قرآن وحدیث کے حوالے سے تحریر فرمائیں۔

انتہائی مشکور رہوں گا، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر سے نوازے (آمین)

الجواب باسم الملک الوهاب

زید نے جو باتیں کی ہیں ان میں سے پہلی بات درست ہے اور دوسری بات بھی درست ہے لیکن اس میں قدرے تفصیل ہے، ایک تو یہ کہ اللہ اور رسول اللہ اور صاحب امر کی اطاعت صرف ان چار امور میں نہیں ہوگی بلکہ تمام دین اور دینی مسائل میں ان کی اطاعت لازم ہے، نیز اولی الامر سے صرف صحابہ کرام مراد نہیں بلکہ مجتہدین، فقہاء، حاکم، لشکروں کے امیر وغیرہ، افراد بھی اس میں داخل ہیں اور اس میں اور بھی کچھ احتمالات ہیں، تو فقہاء مجتہدین کی تشریحات جو انہوں نے تمام دین کے متعلق فرمائی ہیں وہ بھی معتبر ہیں، اور زید کی تیسری بات بالکل صحیح ہے اور یہ

www.besturdubooks.net

اعتقاد رکھنا مومن ہونے کے لیے ضروری ہے اور زید کی چوتھی بات کہ احادیث چونکہ انسانوں سے انسانوں تک پہنچی ہیں اس لیے ان میں تحقیق کا حق ہے یہ درست نہیں ہے اور اس بنیاد پر کسی حدیث کو رد نہیں کیا جا سکتا۔

صحابہ کرام سب انسان تھے اس کے باوجود پوری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن قطعی ہے اس کا منکر کافر، حالانکہ حدیث کی طرح قرآن بھی انسانوں سے انسانوں تک پہنچا ہے اسی طرح حدیث بھی قطعی ہے مطلق حدیث کا منکر کافر ہے، ہاں البتہ حدیث کے آگے مختلف درجات ہیں خبر مشہور، خبر متواتر، خبر واحد وغیرہ اور تحقیق کا یہ حق ہر شخص اور ہر فرد کو حاصل نہیں ہے کہ وہ احادیث کی اور محدثین کی چھان بین کرتا پھرے بلکہ یہ حق صرف ان لوگوں کو حاصل ہے جو ماہرین فن اور مجتہد ہیں، راویوں کے حالات سے واقفیت رکھتے ہیں، علم شغف رکھتے ہیں، یعنی جرح وتعدیل کے فن کے ماہر ہیں، ہر شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے، جیسا کہ زید کہتا ہے کہ جو مسلمان جس حدیث کو بشرط اہلیت اپنی تحقیق یا کسی دوسرے محقق کی تحقیق کے مطابق صحیح سمجھے اور اس پر عمل کرے۔

واضح رہے کہ زید کی مراد اگر اہلیت سے اجتہاد ہو تو اجتہاد کی شرائط اس دور میں کسی شخص میں پایا جانا تکوینی طور پر مفقود ہیں اور اگر اجتہاد مراد نہ ہو تو مجتہدین کے طے شدہ مسائل میں عام اہلیت قابل اعتماد نہیں، اور خصوصاً ان فقہاء کرام کی رائے کا زیادہ اعتبار ہے جو خیر القرون میں رہے ہیں، اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کا عمل عملی شکل میں دیکھ چکے ہیں۔

اور زید کی پانچویں بات کہ جو چیز نہ قرآن میں ملتی ہو اور نہ حدیث میں ملتی ہو اس کے لیے اجتہاد کیا جاتا ہے، اس میں کچھ تفصیل کی ضرورت ہے کہ جو مسئلہ یا جو حکم قرآن وحدیث میں صراحتاً مذکور نہ ہو تو قرآن وحدیث کے اصول اور قواعد وضوابط کی روشنی میں اس کے لیے اجتہاد کیا جاتا ہے، اور زید کا یہ قول کہ اجتہاد چونکہ انسانی عقل کے تابع ہے زید کی یہ بات سراسر غلط ہے، اس لیے کہ اجتہاد کا مدار عقل پر نہیں ہے بلکہ قرآن وسنت میں مہارت پر ہے، عقل صرف آلہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے صرف قرآن وسنت کے پڑھنے پر نہ اجتہاد کا حق حاصل ہے اور نہ ہی تحقیق کا حق حاصل ہے لیکن اس بناء پر کسی بھی مجتہد سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا، دوسرا مجتہد تو دلائل کی روشنی میں اختلاف کر سکتا ہے لیکن ایک عامی آدمی اس طرح نہیں کر سکتا، اسی طرح جو جس کے اجتہاد کو بہتر سمجھے اس پر عمل کرے یعنی پھر تمام مسائل میں وہ اس کے اجتہاد کا پابند ہو گا، ایک مسئلہ ایک مجتہد کا اور دوسرا مسئلہ دوسرے مجتہد کا لینا اور پہلے کو چھوڑ دینا جائز نہیں ہے، یہ تلفیق ہے جو بالاجماع باطل ہے۔

www.besturdubooks.net

"اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ای خسر ان فی متاجرھم ومساعیھم وصرف اعمارھم فی مباغیھم التی لاینتفعون بھا فی الآخرۃ بل ربما تضر بھم اذاحلفوا الساھرۃ والتعریف للاستغراق بقرینۃ الاستثناء والتنکیر قیل للتعظیم ای فی خسر عظیم ویجوز ان یکون للتنویع ای نوع من الخسر غیر مایعرفہ الانسان (اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ) فانھم فی تجارۃ لن تبور حیث باعوا الفانی الخسیس واشتروا الباقی النفیس واستبدلوا الباقیات الصّالحات بالغادیات الرائحات فیالھا من صفقۃ ماأربحھا ومنفعۃ جامعۃ للخیر مااوضحھا والمراد بالموصول کلّ من اتصف بعنوان الصلۃ لا علی کرم اللہ تعالی وجھہ وسلمان الفارسی رضی اللہ تعالی عنہ فقط کمایتوھم مثل ذلک اقتصارہ ابن عباس رضی اللہ عنھما فی الذکرعلیھما بل ھما داخلان فی ذلک دخولا اولیاومثل اقتضارہ فی الانسان الخاسر علی ابی جھل وھوظاھر وھذا بیان لتکمیلھم لانفسھم وقولہ تعالی وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ بیان لتکمیلھم لغیرھم ای وصی بعضھم بعضا بالامر الثابت الذی لاسبیل الی انکارہ ولازوال فی الداریْن لمحاسن آثارہ وھوالخیر کلّہ من الایمان باللّٰہ عزّوجلّ واتباع کتبہ ورسلہ علیھم السلام فی کل عقد وعمل وتواصوا بالصبر عن المعاصی التی تشتاق الیھا النفس بحکم الجبلۃ البشریۃ وعلی الطاعات التی یشق علیھا اداؤھا وعلی مایبتلی اللّٰہ تعالی بہ عبادہ من المصائب والصبر المذکور داخل فی الحق وذکر بعدہ مع اعادۃ الجار والفعل المتعلق ھوبہ لا براز کمال العنایۃ بہ ویجوز ان یکون الاول عبارۃ رتبۃ العبادۃ التی ھی فعل مایرضی اللّٰہ تعالی والثانی عبارۃ رتبۃ العبودیۃ التی ھی الرضا بما فعل اللّٰہ تعالی فان المرادبالصبر لیس مجرد حبس النفس عماتتوق الیہ من فعل اوترک بل ھوتلقی ماورد منہ عز وجل بالجمیل والرضا بہ باطناً وظاھراً"......(تفسیر روح المعانی : ۳۰/۲۲۹)

www.besturdubooks.net

”یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بعد ماامر سبحانه ولاة الامور بالعموم اولخصوص باداء الامانة والعدل فی الحکومة امر الناس باطاعتهم فی ضمن اطاعته عزّوجلّ واطاعة رسوله ﷺ حیث قال عزمن قائل(اَطِیْعُوْااللّٰهَ)ای الزموا طاعته فیماامرکم به ونهاکم عنه (وَاَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ)المبعوث لتبلیغ احکامه الیکم فی کل مایامرکم به وینهاکم عنه ایضاً وعن الکلبی انّ المعنی (اَطِیْعُوْااللّٰهَ)فی الفرائض (وَاَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ)فی السنن والاول اولی واعادالفعل وان کانت طاعة الرسول مقترنة بطاعة اللّٰه تعالی اعتناما بشانه علیه الصلوة والسلام وقطعالتوهم انه لایجب امتثال مالیس فی القرآن وایذانا بان له ﷺ استقلالا بالطاعة لم یثبت لغیره ومن ثم لم یعدفی قوله سبحانه (واولی الامر منکم) ایذانا بانهم لااستقلال لهم فیها استقلال الرسول ﷺ واختلف فی المراد بهم ....وقیل المرادبهم اهل العلم وروی ذلک غیرواحد عن ابن عباس وجابر بن عبدالله ومجاهد والحسن وعطاء وجماعة واستدل علیه ابوالعالیة بقوله تعالی (وَلَوْرَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُوْلِیْ الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ) فانّ العلماء هم المستنبطون المستخرجون للاحکام وحمله کثیر ولیس ببعید علی مایعم الجمیع لتناول الاسم لهم لان للامراء تدبیر امر الجیش والقتال وللعلماء حفظ الشریعة ومایجوز ممالایجوزواستشکل ارادة العلماء بقوله تعالی(فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ)فان الخطاب فیه عام للمؤمنین مطلقا والشیٔ خاص بامرالدین بدلیل مابعده والمعنی فان تنازعتم ایهاالمؤمنون انتم واؤلوالامر منکم فی امر من امورالدین (فَرُدُّوْهُ) فراجعوا فیه (اِلَی اللّٰهِ) ای الی کتابه(وَالرَّسُوْلِ)ای الی سنته ولاشک ان هذا انما یلائم حمل أولی الامر علی الامراء دون العلماء لانّ للناس والعامة منازعة الامراء فی بعض الامور ولیس لهم منازعة العلماء اذا المراد بهم المجتهدون والنّاس ممن سواهم لاینازعونهم فی احکامهم“......(روح المعانی : ٥/٦٦)

www.besturdubooks.net

''باب فی طاعة أولی الامر قال الله تعالی(یَاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ)قال ابوبکر اختلف فی تاویل أولی الامر فروی عن جابر بن عبدالله وابن عباس روایة والحسن وعطاء ومجاهد انهم أولوالفقه والعلم وعن ابن عباس روایة وابی هریرة انهم امراء السرایا ویجوز ان یکونوا جمیعا مرادین بالآیة لانّ الاسم ینتاولهم جمیعا لانّ الامر اء یلون امر تدبیر الجیوش والسرایا وقتال العدو والعلماء یلون حفظ الشریعة ومایجوز وممالایجوزفامرا لنّاس بطاعتهم والقبول منهم ماعدل الامراء والحکام وکان العلماء عدولا مرضین موثوقا بدینهم وأمانتهم فیمایؤدّون ''......(احکام القرآن للجصاص :۲/۲۹۸)

''باب وجوب طاعة الرسول ﷺ قا ل الله تعالی(اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ)وقال تعالیٰ (وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّالِیُطَا عَ بِاِذْنِ اللّٰہِ)وقال تعالیٰ (وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَا عَ اللّٰہَ)وقال تعالیٰ (فَلَاوَرَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَایَجِدُوْافِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجاًمِّمَّاقَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً) فاکد جل وعلا بهذه الآیات وجوب طاعة رسول الله ﷺ وابان انّ طاعته طاعة الله ....وفی هذه الآیة دلالة علی انّ من ردّشیئامن اوامراللّٰہ تعالی اواوامر رسوله ﷺ فهوخارج من الاسلام سواء رده من جهة الشک فیه اومن جهة ترک القبول والامتناع من التسلیم وذلک یوجب صحة ماذهب الیه الصحابة فی حکمهم بارتداد من امتنع من اداء الزکاة وقتلهم وسبی ذراریهم لانّ اللّٰہ تعالی حکم بانّ من لم یسلم للنبی ﷺ قضاؤه وحکمه فلیس من اهل الایمان ''......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۳۰۲)

''انا نحن نزلنا الذکر عن لانکارهم واستهزاء هم ولذلک اکّده بوجوه وانا له لحفظون من التحریف والزیادة والنقصان ولایتطرق الیه الخلل ابداً وهذا دلیل علی کونه منزّلًا من اللّٰہ دون غیره اذلوکان من عندغیراللّٰہ لتطرق الیه الزیادة والنقصان وقدرالاعداد علی لطن فیه ویل للرافضة حیث قالوا

www.besturdubooks.net

قدتطرق الخلل الی القرآن وقالوا ان عثمان وغیرہ حرقوہ القوہ منه عشرة اجزاء وقیل الضمیر فی له ﷺ یعنی انا لمحمدحافظون ممن ارادہ بسوء نظیرہ قوله تعالیٰ (واللہ یعصمک من الناس"......(تفسیر مظہری : ۵/۱۵۶)

"انا نحن نزلنا الذکر ردلانکارهم واستهزائهم فی قولهم یایها الذی نزل علیه الذکر (الحجر)ولذلک قال انا نحن فاکد علیهم انه هوالمنزل علی القطع والبتات وانه هوالذی بعث به جبرئیل الی محمد ﷺ وبین یدیه ومن خلفه رصد حتی نزل وبلغ محفوظا من الشیاطین وهوحافظه فی کلّ وقت من کل زیادة ونقصان وتحریف وتبدیل بخلاف الکتب المتقدمة فانه لم یتول حفظها وانما استحفظها الربانین والاحبار فاختلفوا فیما بینهم بغیا فکان التحریف ولم یکل القرآن الی غیر حفظه فان قلت فحین کان قوله "انا نحن نزلناالذکر)ردا لانکارهم واستهزائهم فکیف اتصل به قوله وانا له لحفظون قلت قدجعل ذلک دلیلا علی انه منزل من عندہ آیة لانه لوکان من قول البشر اوغیر آیة لتطرق علیه الزیادة والنقصان کمایتطرق علی کل کلام سواہ وقیل الضمیر فی له لرسول اللہ ﷺ کقوله تعالی واللہ یعصمک "......(تفسیرالکشاف : ۲/۵۳۶،۵۳۵)

"فلاوربک معناه فوربک کقوله تعالی فوربک لنسألنهم،ولامزیدة لتأکید معنی القسم کمازیدت فی لئلاّ یعلم ،لتأکید وجود العلم ولایؤمنون جواب القسم فان قلت هلازعمت انها زیدت لتظاهر لا فی لایؤمنون ؟قلت یابی ذلک استواء النفی والاثبات فیه وذلک قوله فلااقسم بماتبصرون ومالاتبصرون انّه لقول رسول کریم فیما شجر بینهم فیما اختلف بینهم واختلط ومنه الشجر لتداخل اغصانه حرجا ضیقا ای لاتضیق صدورهم من حکمک وقیل شکا لان الشاک فی ضیق من امرہ حتی یلوح له الیقین ویسلمواوینقادوا ویزعنوا لما تاتی به من قضائک لایعارضوہ بشئ من

www.besturdubooks.net

قولک سلم الامر واسلم له وحقیقة سلم نفسه له واسلمها اذاجعلها سالمة له خالصة وتسلیما تاکید للفعل بمنزلة تکریره کانّه قیل وینقادلحکمة انقیادا لاشبهة فیه بظاهرهم وباطنهم "......(تفسیر کشاف : ۵۶۰/۱)

"فلاوربّک ای فوربّک ولامزیدة لتاکیدمعنی القسم لا لتاکیدالنفی فی جوابه اعنی قوله تعالی لایؤمنون لانّها تزاد فی الاثبات ایضاً کقوله تعالی فلااقسم بمواقع النجوم وهذا مااختاره الزمخشری ومتابعوه فی لا التی تذکر قبل القسم وقیل انها ردلمقدرای لایکون الامر کما زعمتم واختاره الطبرسی وقیل مزیدة لتاکید النفی فی الجواب ولتاکید القسم ان لم یکن نفی وقال ابن المنیر الظاهر عندی انها ههنا لتوطئة النفی المقسم علیه والزمخشری لم یذکر مانعا من ذلک سوی مجیئهالغیر هذا المعنی فی الاثبات وهولایابی مجیئها فی النفی علی الوجه الآخرمن التوطئة علی انها لم ترد فی القرآن الامع صریح فعل القسم ومع القسم بغیرالله تعالی مثل لااقسم بهذا البلد ، لااقسم بیوم القیامة "......(تفسیر روح المعانی: ۵/۷۰)

"وانّ الحکم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقلید بعدالعمل باطل اتفاقا وهوالمختار فی المذهب"......(فتاوی شامی : ۱/۷۵)

"قوله وان الرجوع الخ صرح بذلک المحقق ابن الهمام فی تحریره ومثله فی اصول الآمدی وابن الحاجب وجمع الجوامع وهومحمول کماقال ابن حجر والرملی فی شرحیها علی المنهاج وابن قاسم فی حاشیته علی ماذا بقی من آثار الفعل السابق اثریوڈی الی تلفیق العمل بشئ لایقول به من المذهبین"......(درمع الرد: ۱/۷۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

ڈاکٹر مسعود الدین اور جماعت المسلمین کے عقائد و نظریات کا حکم:

مسئلہ نمبر (۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی اور اس کے جماعتی لٹریچر سے نیز جماعت المسلمین کے لٹریچر سے مندرجہ ذیل عقائد و نظریات ثابت ہیں۔

(۱) نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں، اب وہ دوبارہ نہیں آئیں گے، ان کے نزول کا عقیدہ رکھنا قرآن کے خلاف ہے۔

(۲) امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا صاف انکار کرتے ہیں۔

(۳) دجال کے خروج کا انکار کرتے ہیں۔

(۴) زمینی قبر کا انکار کرتے ہیں۔

(۵) عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں۔

(۶) شہداء کی قبر کی حیات کا انکار کرتے ہیں۔

(۷) حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار ہی نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کے محفوظ ہونے کا بھی انکار کرتے ہیں۔

(۸) اعادہ روح کا انکار کرتے ہیں۔

(۹) قبر کی وسعت اور تنگی کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۰) خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۱) کرامات کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۲) ایصالِ ثواب کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۳) ہر قسم کے تعویذات کو شرک کہتے ہیں۔

(۱۴) وسیلہ کو شرک کہتے ہیں۔

(۱۵) باقی انبیاء علیہم السلام پر آپ ﷺ کی افضلیت کا انکار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ کسی نبی کو کسی نبی پر فضیلت نہیں دینی چاہیئے۔

(۱۶) تمام مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

(۱۷) موجودہ جو دین دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کے پاس ہے اس کا اصل دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

www.besturdubooks.net

(۱۸) تقلید کا انکار کرتے ہیں بلکہ اس کو شرک قرار دیکر تمام مقلدین (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کو مشرک قرار دیتے ہیں۔

(۱۹) اجماع اور قیاس کا انکار کرتے ہیں۔

(۲۰) آیات واحادیث کی تفسیر وتشریح محض رائے سے کرتے ہیں۔

(۲۱) علماء ربانیین مثلاً امام احمد بن حنبلؒ، ابراہیم بن ادہمؒ، شاہ ولی اللہؒ، بختیار کاکیؒ، جنید بغدادیؒ، اشرف علی تھانویؒ کی تکفیر کرتے ہیں۔

(۲۲) جوان کے عقائد ونظریات کو نہ مانے اس کو کافر اور مشرک جانتے ہیں۔

(۲۳) مطلقاً امور شرعیہ پر اجرت کو حرام قرار دیتے ہیں۔

(۲۴) اللہ کے علاوہ کسی کو مولا کہنے کو شرک قرار دیتے ہیں۔

(۲۵) مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو حرام سمجھتے ہیں۔

(۲۶) مسلمانوں کے جنازوں میں شرکت کو حرام سمجھتے ہیں۔

اہم بات یہ ہے کہ یہ ان چیزوں کا انکار ہی نہیں کرتے بلکہ اس کے ماننے کو شرک کہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ مندرجہ بالا عقائد ونظریات کے حامل لوگ مسلمان ہیں یا کافر؟ نیز جو مسلمان ان عقائد ونظریات کو مان لے تو کیا وہ مرتد سمجھا جائے گا یا نہیں؟

نیز ایسے لوگوں سے کس حد تک تعلقات کی گنجائش ہے، برائے مہربانی جواب بے غبار دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ سوالات میں غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان میں سے کچھ ایسے عقائد ہیں جن کی وجہ سے ان عقائد کی حامل جماعت دائرہ اسلام سے خارج اور زندیق ہے، اور ان سے تعلقات رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے، نیز جو شخص ان کے عقائد کو مان لے اور ان کو اچھا سمجھے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

”والثانی انه قدتواتر وانعقد الاجماع علی نزول عیسی ابن مریم علیه السلام فتاویل هذه وتحریفه کفر ایضاً وقدقال فی روح المعانی وهومن محقق المتأخرین انّ من لم یقل بنزوله فقداکفره العلماء وعلی القاعدة فی انکار ماتواترفی الشرح “......(اکفارالملحدین : ۱۱)

www.besturdubooks.net

"قال التفتازانی فی قصد الطالبین فی اصول الدین الکافران اظہر الایمان خص باسم المنافق وان کفر بعد الاسلام فبالمرتد وان قال بتعدد الآلهة فبالمشرک وان تدین ببعض الادیان فبالکتابی وان اسند الحوادث الی الزمان واعتقده قدمه فبالدهری وان نفی الصانع فبالمعطل وان ابطن عقائد هی کفر بالاتفاق فبالزندیق ....وقال فی شرحه وان کان مع اعترافه بنبوة النبی ﷺ واظهار شعائر الاسلام ببطن عقائد هی کفر بالاتفاق خص باسم الزندیق وهوفی الاصل منسوب الی الزند اسم کتاب اظهر مزدک فی ایام قباد وزعم انه تاویل کتاب المجوسی الّذی به زرادشت الذی یزعمون انه نبیهم ......قوله المعروف فان الزندیق یموه یکفره ویروج عقیدته الفاسدة ویخرجها فی الصورة الصحیة وهذا معنی ابطان الکفر فلاینافی اظهاره الدعوی الی الضّلال وکونه معروفاً بالاضلال اه"......(اکفار الملحدین :فی ضروریات الدین : ۱۲)

"وذکر شیخ الاسلام فی شرح السیر انّ الرضا بکفر الغیر انمایکون کفرا اذاکان یستجیز الکفر ویستحسنه"......(فتاوی التاتارخانیة: ۵/۳۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بیک آواز اجتماعی ذکر بالجہر کرنے کا حکم؟

مسئلہ نمبر (۴) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ خانقاہی نظام میں ذکر اللہ کی جو مجالس صدیوں سے رائج ہیں جو کبھی اجتماعی، کبھی انفرادی، کبھی ایک آواز سے اور کبھی اپنے شیخ کی متابعت میں آواز ملا کر ذکر کیا جاتا ہے، زید کا کہنا ہے کہ ترتیبات سنت سے ثابت نہیں ہیں، بالخصوص بیک آواز اجتماعی ذکر کسی صورت جائز نہیں بلکہ بدعت ہے، خالد کا کہنا ہے کہ یہ ساری ترتیبیں تعلیم وعلاج کے لیے ہیں سنت سمجھ کر نہیں کی جاتیں، بزرگوں کے تجربات سے محبتِ الٰہی اور حصولِ تقویٰ کے لیے مفید ثابت ہوئی ہیں، جیسا کہ علوم ظاہرہ کے لیے مدارس میں درجات کی ترتیب، نصاب کا تعین اور اوقات کی تقسیم کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ علماء کے تجربے سے یہ ترتیب مفید معلوم ہوئی، لہٰذا جس طرح تعلیمی ترتیبات بدعت نہیں ہیں اسی طرح حصولِ تزکیہ وتقویٰ کے لیے صدیوں سے

www.besturdubooks.net

اولیاء اللہ کے ہاں جاری شدہ ترتیبات بھی بدعت نہیں ہوسکتیں، بالخصوص ہمارے اکابر دیوبند کے ہاں بھی یہ ترتیبات رہی ہیں، مثلاً حضرت لاہوریؒ، حضرت زاہد الحسینیؒ، حضرت شیخ الحدیثؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت بہلویؒ، وغیرہم رحمہم اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ کے سلاسل آج تک جاری وساری ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس بات میں فیصلہ صادر فرمائیں کہ ان دونوں دوستوں میں سے کس کی بات اقرب الی الصواب ہے تاکہ ہم سب کے لیے تشفی واطمینان کا ذریعہ بن سکے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں ذکر بالجہر کرنا جائز ہے بشرطیکہ جہر مفرط نہ ہو اور نماز پڑھنے والوں کی نماز میں اور کسی کے آرام میں خلل انداز نہ ہو۔

”عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائكة يطوفون فی الطرق يلتمسون اهل الذكر فاذا وجدوا قوما يذكرون الله تنادوا هلموا الی حاجتكم فيحفون باجنحتهم الی السماء الدنيا قال فيسئلهم ربّهم وهو اعلم منهم مايقول عبادی قال يقول يسبّحونک ويكبّرونک ويحمدونک ويمجّدونک قال فيقول هل رأونی قال فيقولون لا والله مارأوک قال فيقول كيف لو رأونی قال يقولون لورأوک كانوا اشدّ لک عبادة واشدلک تمجيداً واكثر لک تسبيحاً قال يقول فمايسئلون قالوا يسئلونک الجنة قال يقول و هل رأوها قال يقولون لا والله يارب مارأوها قال يقول فكيف لوانهم رأوها قال يقولون لوانهم رأوها كانوا اشدعليها حرصاً واشد لها طلباً واعظم فيها رغبةً قال فمم يتعوذون قال يقولون من النار قال يقول وهل رأوها قال يقولون لاوالله يارب مارأوها قال يقول فكيف لورأوها قال فيقولون لورأوها كانوا اشد منها فرارًا او اشد لهامخافةً قال فيقول فانّی اشهدكم انی قدغفرت لهم قال يقول ملک من الملائكة فيهم فلان ليس منهم انما جاء لحاجة قال هم الجلساء لايشقی جليسهم “......(صحيح البخاری :۲/۹۴۸)

www.besturdubooks.net

"وفی شرف اصحاب الاذکار واهل التصوف الذین یلازمونها ویواظبون علیها "......(حاشیة علی صحیح البخاری :۲/۹۴۸)

"وفی الحدیث فضل مجالس الذکر والذاکرین وفضل الاجتماع علی ذلک"......(فتح الباری :۱۱/۲۵۵)

"وفی هذاالحدیث فضیلة الذکر وفضیلة مجالسه والجلوس مع اهله وان لم یشارکهم وفضل مجالسة الصالحین وبرکتهم "......(شرح النووی علی المسلم :۲/۳۴۴)

مسلم شریف کے حاشیہ پرعلامہ نووی رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب یوں لکھا ہے۔

"باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر "......(صحیح مسلم :۲/۳۴۵)

"عن ابی هریرة وابی سعید الخدری انّهما شهداعلی النبی ﷺ انه قال لایقعد قوم یذکرون الله عزوجل الّاحفتهم الملائکة وغشیتهم الرحمة ونزلت علیهم السکینة وذکرهم الله فیمن عنده "......(صحیح مسلم :۲/۳۴۵)

"واما رفع الصوت بالذکر فجائز"......(حاشیة الحموی علی الاشباه :۳/۱۹۱)

"وقدذکر الشیخ عبدالوهاب الشعرانی فی کتابه المسمی ببیان ذکرالذاکر للمذکور والشاکر للمشکور مانصه واجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذکر الله جماعة فی المساجد و غیرها من غیر نکیر الّاان یشوش جهرهم بالذکر علی نائم اومصلّ اوقاری کماهو مقررفی کتب الفقه وقدشبه الغزالی ذکرالانسان وحده وذکرالجماعة باذان المفردواذان الجماعة قال فکما انّ اصوات المؤذنین جماعة تقطع جرم الهوی اکثر من صوت مؤذن واحد کذالک ذکرالجماعة علی قلب واحد اکثرتاثیرا فی رفع الحجب الکثیفة من ذکر شخص واحد"......(حاشیة الحموی علی الاشباه :۳/۱۹۱)

www.besturdubooks.net

"اقول وبالله التوفيق ومنه الوصول الى التحقيق هذه عبارات اصحابنا فانظر كيف اضطربت آراء هم واختلفت اقوالهم فمن تجوز ومن عدم ومن قائل انه بدعة ومن قائل انه مكروه والاصح هوالجواز مالم يجاوز الحد كمااختاره خيرالرملى "......(سباحة الفكر فى الجهر بالذكر ،رسائل اللكهنوى: ٣/٤٧١)

"وفى تعليق الانوار حاشية الدرالمختار قوله ورفع الصوت بذكر الله لماروى عن عبدالله بن مسعود انّه رأى قوماً يهللون برفع الصوت فى المسجد فقال مااراكم الّا مبتدعين وامر باخراجهم لكن قال العلامة الحضنى فى رسالة فضل التسبيح والتهليل مانقل عن ابن مسعود غيرثابت بدليل مافى كتاب الزهد بالسند الى ابى وائل وانه قال هؤلاء يزعمون انّ عبدالله بن مسعود كان ينهى عن الذكر ماجلسته مجلسا الّاذكرالله اى جهراً "......(سباحة الفكر فى الجهربالذكر ،رسائل اللكهنوى :٣/٤٦٧)

"ونص الشعرانى فى ذكر الذاكر للمذكور والشاكر للمشكور مالفظه واجمع العلماء سلفاً وخلفاً على استحباب ذكرالله تعالى جماعة فى المساجد وغيرها من غيرنكير الاان يشوش جهرهم بالذكر على نائمٍ اومصلٍ اوقارىٍ القرآن كماهومقررفى كتب الفقه "......(حاشية الطحطاوى على المراقى الفلاح :٣١٨)

ان اکابر کی تصریحات وتشریحات کے بعد موجودہ دور کے بے ہودہ لوگوں کی طرف بالکل توجہ نہیں دینی چاہیئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جاوید احمد غامدی کے عقائد ونظریات اور اس کا حکم:(۱)

مسئلہ نمبر(۵) مکرم ومحترم جناب حضرت مولانا مفتی حمیداللہ جان صاحب رئیس دارالافتاء جامعۃ الحمید لاہور مدظلہ العالی

www.besturdubooks.net

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

دین اسلام کامل ومکمل دین اور ربانی ضابطہ حیات ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ بزرگ وبرتر نے اپنے ذمہ لی ہے، اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں بہت سے فتنوں نے جنم لیا اور اسلامی عمارت کو ڈھانے کی بھرپور کوشش کی لیکن اللہ تعالی نے علمائے امت کے ہاتھوں ان فتنوں کے تار و پود بکھیر دیے اور حق کو بالکل واضح کر دیا، اسی طرح کا ایک فتنہ گزشتہ ڈیڑھ سو برس سے مغرب سے مرعوبیت کے زیر اثر جدت پسند الحادی فکر کا پیدا ہوا ہے، جس کی کوکھ سے بے شمار فتنے معرض وجود میں آرہے ہیں، اور اگر فی زمانہ اس فتنے کو ''ام الفتن'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، ٹی وی کے ایک اسکالر جناب جاوید احمد غامدی صاحب آج کل اسی تجدد پسندی الحادی فکر کے علم بردار ہیں، موصوف کی آراء وافکار نے ایک مستقل مکتب فکر یا نئے مذہب کی شکل اختیار کر لی ہے، جس کا بنیادی مقصد امت مسلمہ کو اس کے قابل فخر، قابل رشک اور مضبوط ماضی سے کاٹنا اور اسے دین اسلام کی چودہ سو سالہ متفقہ اور متوارث تعبیر سے محروم کرنا ہے، یہ فتنہ شاید اس قدر پروان نہ چڑھتا اگر بعض علماء بھی جدت پسندی کی اس پرفریب وادی میں نہ اترتے، اب چونکہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اس طرز فکر کی بے جا پذیرائی کے سبب یہ فتنہ ہمارے دروازہ پر آ کھڑا ہوا ہے، بلکہ سادہ لوح عوام پے در پے اس کا شکار ہوتے جا رہے ہیں، اس لیے آپ حضرات کے سامنے غامدی صاحب کے چند بنیادی افکار و آراء باحوالہ پیش خدمت ہیں، براہ کرم ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ باتیں اسلام یا اہل سنت والجماعت کے عقائد کے موافق ہیں یا مخالف؟

(۱)　قرآن کی صرف ایک ہی قراءت ہے، باقی قراءتیں قرآن نہیں، بلکہ فتنہ عجم کی باقیات ہیں۔

''قرآن صرف وہی ہے جو مصحف میں ثبت ہے اور جسے مغرب کے چند علاقوں کو چھوڑ کر پوری دنیا میں امت مسلمہ کی عظیم اکثریت اس وقت تلاوت کر رہی ہے، یہ تلاوت جس قراءت کے مطابق کی جاتی ہے اس کے سوا کوئی دوسری قراءت نہ قرآن ہے اور نہ اسے قرآن کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے'' (میزان، ص 27، ناشر المورد طبع پنجم فروری 2010ء طابع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور)

یہ بات بالکل قطعی ہے کہ قرآن کی ایک ہی قراءت ہے جو ہمارے مصحف میں ثبت ہے اس کے علاوہ اس کی جو قراءتیں تفسیروں میں لکھی ہوئی ہیں یا مدرسوں میں پڑھی یا پڑھائی جاتی ہے یا بعض علاقوں میں لوگوں نے اختیار کر رکھی ہیں وہ سب انہیں فتنوں کی باقیات ہیں جن کے اثرات سے ہمارے علوم کا کوئی شعبہ افسوس ہے کہ محفوظ نہیں رہ سکا'' (میزان، ص 32 بحوالہ بالا)

(۲)　حدیث سے قرآن کے نسخ اور اس کی تحدید وتخصیص کا مسئلہ محض سوء فہم اور قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔

www.besturdubooks.net

’’حدیث سے قرآن کے نسخ اوراس کی تحدید وتخصیص کا مسئلہ محض سوءفہم اورقلت تدبر کا نتیجہ ہے،اس طرح کا کوئی نسخ یا تحدید وتخصیص سرے سے واقع ہی نہیں ہوئی کہ اس سے قرآن کی یہ حیثیت کہ وہ میزان اورفرقان ہے کسی لحاظ سے مشتبہ قرار پائے ،(میزان،ص:35،حوالہ بالا)

(۳) جانوروں کی حلت اورحرمت کا معیار انسانی عقل وفطرت ہے۔

’’خدا کی شریعت نے بھی ان جانوروں کی حلت وحرمت کواپنا موضوع نہیں بنایا، بلکہ صرف یہ بتاکر کہ تمام طیبات حلال اورتمام خبائث حرام ہیں انسان کواس کی فطرت ہی کی رہنمائی پر چھوڑ دیا ہے، چنانچہ شریعت کا موضوع اس باب میں صرف وہ جانوراوران کے متعلقات ہیں جن کی حلت وحرمت کا فیصلہ تنہا عقل وفطرت کی رہنمائی میں کرلینا انسان کے لیے ممکن نہ تھا......لوگوں کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اسے بیان فطرت کی بجائے بیان شریعت سمجھا‘‘(میزان،ص:37,36،حوالہ بالا)

(۴) سنت خبرواحد سے ثابت نہیں ہوتی اس کا ماخذ امت کا اجماع ہے:

جس طرح قرآن خبرواحد سے ثابت نہیں ہوتا،اسی طرح سنت بھی اس سے ثابت نہیں ہوتی ،لہذا قرآن ہی کی طرح سنت کا ماخذ بھی امت کا اجماع ہے‘‘(میزان،ص:60،حوالہ بالا)

(۵) اخبارآحاد سے دین میں کسی عقیدہ وعمل کا کوئی اضافہ نہیں ہوتا:

’’نبی ﷺ کے قول وفعل اورتقریر وتصویب کی روایتیں جوزیادہ تراخبارآحاد کے طریقے پرنقل ہوئی ہیں اورجنہیں اصطلاح میں حدیث کہا جاتا ہے، ان کے بارے میں یہ بات توبالکل واضح ہے کہ ان سے دین میں کسی عقیدہ وعمل کا کوئی اضافہ نہیں ہوتا‘‘(میزان،ص:61،حوالہ بالا)

(٦) معروف ومنکر کا معیار انسانی فطرت ہے:

’’قرآن کی دعوت اس کے پیش نظر جن مقدمات سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہیں (۱)فطرت کے حقائق (۲)دین ابراہیمی کی روایت (۳)نبیوں کے صحائف ،پہلی چیز کا تعلق ایمان اوراخلاق کے بنیادی حقائق سے ہےاور اس کے ایک بڑے حصے کووہ اپنی اصطلاح میں معروف ومنکر سے تعبیر کرتا ہے،یعنی وہ باتیں جوانسانی فطرت میں خیروشرکی حیثیت سے پہچانی جاتی ہیں اوروہ جن سے فطرت ابا کرتی ہے اورانہیں براسمجھتی ہے‘‘(میزان، ص:45،حوالہ بالا)

(۷) کسی کوکافرقرار دینا پیغمبر کے بعد کسی کے لیے جائز نہیں:

www.besturdubooks.net

''کسی کو کافر قرار دینا ایک قانونی معاملہ ہے، پیغمبر اپنے الہامی علم کی بنیاد پر کسی گروہ کی تکفیر کرتا ہے، یہ حیثیت اب کسی کو حاصل نہیں'' (ماہنامہ اشراق، ص: 55,54، دسمبر 2000ء)

(۸)　کسی چیز کو زکوۃ سے مستثنیٰ قرار دینے یا زکوۃ کا کوئی بھی نصاب مقرر کرنے کا ریاست کو اختیار ہے:

''ریاست اگر چاہے تو حالات کی رعایت سے کسی چیز کو زکوۃ سے مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے اور جن چیزوں سے زکوۃ وصول کرے، ان کے لیے دستور کے مطابق کوئی نصاب بھی مقرر کر سکتی ہے'' (میزان، ص: 351، حوالہ بالا)

(۹)　ارباب حل وعقد اگر چاہیں تو دیت کو نئے سرے سے مرتب کر سکتے ہیں۔

''قرآن کا حکم یہی ہے کہ دیت معاشرے کے دستور اور رواج کے مطابق ادا کی جائے ...... چنانچہ اس نے اس معاملے میں معروف کی پیروی کا حکم دیا ہے، قرآن کے اس حکم کے مطابق ہر معاشرہ اپنے ہی معروف کا پابند ہے ...... کسی معاشرے کے ارباب حل وعقد اگر چاہیں تو اپنے اجتماعی مصالح کے لحاظ سے انہیں نئے سرے سے مرتب کر سکتے ہیں'' (میزان، ص: 621,620، حوالہ بالا)

(۱۰)　مرتد کے قتل کی سزا زمانہ رسالت کے مشرکین کے لیے خاص ہے:

''یہی وہ ارتداد ہے جس کے بارے میں رسول ﷺ نے فرمایا ''**من بدل دینافاقتلوہ**'' نبی ﷺ کے اس حکم میں ''**من**'' اسی طرح زمانہ رسالت کے مشرکین کے لیے خاص ہے، جس طرح اوپر ''**امرت ان اقاتل الناس**'' میں ''**الناس**'' ان کے لیے خاص ہے...... ہمارے فقہاء کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے ''**الناس**'' کی طرح اسے قرآن میں اس کی اصل سے متعلق کرنے اور قرآن وسنت کے باہمی ربط سے اس حدیث کا مدعا سمجھنے کی بجائے اسے عام ٹھہرا کر ہر مرتد کی سزا موت قرار دیا اور اس طرح اسلام کے حدود وتعزیرات میں ایک ایسی سزا کا اضافہ کر دیا جس کا وجود ہی اسلامی شریعت میں ثابت نہیں ہے'' (البرہان، ص: 143,142، ناشر: المورد، طبع ششم، فروری 2009ء طابع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور)

(۱۱)　کنوارے زانیوں کی طرح شادی شدہ زانیوں کی اصل سزا بھی سو کوڑے ہی ہے:

''امام حمید الدین فراہی کی اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ زانی کنوارا ہو یا شادی شدہ، اس کی اصل سزا تو سورۃ نور میں قرآن کے صریح حکم کی بناء پر سو کوڑے ہی ہے، لیکن اگر مجرم زنا بالجبر کا ارتکاب کرے یا بدکاری کو پیشہ بنا لے یا کھلم کھلا اوباشی پر اتر آئے یا اپنی آوارہ منشی، بدمعاشی اور جنسی بے راہ روی کی بناء پر شریفوں کی عزت وناموس کے لیے خطرہ بن جائے یا مردہ عورتوں کی نعش قبروں سے نکال کر ان سے بدکاری کا مرتکب ہو یا اپنی دولت اور اقتدار کے نشے میں غرباء کی بہو بیٹیوں کو سر بازار برہنہ کرے یا کم سن بچیاں بھی اس کی درندگی سے محفوظ نہ رہیں تو مائدہ کی اس آیت

www.besturdubooks.net

محاربہ کی رو سے اسے رجم کی سزا بھی دی جاسکتی ہے......زنا کی سزا کے بارے میں اپنا جو نقطہ نظر ہم نے اوپر بیان کیا ہے،اس سے یہ حقیقت بالکل مبرہن ہوجاتی ہے کہ کنوارے زانیوں کی طرح شادی شدہ زانیوں کی سزا بھی قرآن مجید کی رو سے ضرب تازیانہ ہی ہے''(البرہان،ص:92,91،حوالہ بالا)

(۱۲)　اولاد میں صرف لڑکیاں ہوں تو سارا ترکہ انہیں دیا جائے گا:

''اولاد میں صرف لڑکے یا لڑکیاں ہوں تو سارا ترکہ دونوں میں سے جو موجود ہوگا اسے دیا جائے گا''

(میزان،ص:517،حوالہ بالا)

(۱۳)　والد کو حصہ دینے کے بعد اولاد میں اگر تنہا لڑکیاں ہی ہوں،تو بچے ہوئے ترکے ہی کا دو تہائی یا آدھا دیا جائے گا:

''اس وجہ سے یہ ضروری ہے کہ ابا کا حصہ پہلے دیا جائے اور باقی جو کچھ بچے وہ اس کے بعد بچوں میں تقسیم کیا جائے......اسی طرح میت کی اولاد میں اگر تنہا لڑکیاں ہی ہوں تو انہیں بھی اس بچے ہوئے ترکہ ہی کا دو تہائی یا آدھا دیا جائے گا،ان کے پورے ترکے میں سے کسی حال میں ادا نہ ہوں گے''(میزان،ص:520،حوالہ بالا)

(۱۴)　ظہور مہدی اور مسیح علیہ السلام کا آسمان سے نزول محل نظر ہے:

''ظہور مہدی اور مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نزول کو بھی قیامت کی علامات میں شمار کیا جاتا ہے،ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا،اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہور مہدی کی روایتیں محدثانہ تنقید کے معیار پر پوری نہیں اترتیں،ان میں کچھ ضعیف ہیں اور کچھ موضوع ہیں،اس میں شبہ نہیں کہ بعض روایتوں میں جو سند کے لحاظ سے قابل قبول ہیں ایک فیاض خلیفہ کے آنے کی خبر دی گئی ہے،لیکن دقت نظر سے غور کیا جائے تو صاف واضح ہوجاتا ہے کہ اس کا مصداق سیدنا عمر بن عبد العزیز تھے جو خیر القرون کے آخری خلیفہ بنے......نزول مسیح کی روایتوں کو اگرچہ محدثین نے بالعموم قبول کیا ہے،لیکن قرآن مجید کی روشنی میں دیکھیے تو وہ بھی محل نظر ہیں''(میزان،ص:178,177،حوالہ بالا)

(۱۵)　منکرین حق کے خلاف جنگ اور مفتوحین پر جزیہ عائد کر کے انہیں محکوم بنانا اب ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا ہے:

''یہ بالکل قطعی ہے کہ منکرین حق کے خلاف جنگ اور اس کے نتیجے میں مفتوحین پر جزیہ عائد کر کے انہیں محکوم اور زیر دست بنا کر رکھنے کا حق اس کے بعد ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا ہے،قیامت تک کوئی شخص اب دنیا کی کسی قوم پر اس مقصد سے حملہ کرسکتا ہے اور نہ کسی مفتوح کو محکوم بنا کر اس پر جزیہ عائد کرنے کی جسارت کرسکتا ہے،مسلمانوں کے لیے قتال کی ایک ہی صورت باقی رہ گئی ہے اور وہ ظلم وعدوان کے خلاف جنگ ہے،اللہ کی راہ میں قتال اب یہی ہے''(میزان،ص:599،حوالہ بالا)

www.besturdubooks.net

(۱۶) خدا، آخرت پر یقین اور اچھے اعمال کرنے والا کسی بھی مذہب کو ماننے والا ہو وہ جنت کا حق دار ہے:

''جنت میں جانے کا معیار قرآن میں بیان ہے، خدا اور آخرت پر یقین، اچھے اعمال کرنا اور جرائم سے دور رہنا، خواہ اب وہ مسلمان ہو، یہودی ہو، یا کسی بھی مذہب کو ماننے والا جنت کا حق دار ہے'' (سالانہ مجلّہ مصعبی، سال 2008ء2009ء ص:15، لاہور)

(۱۷) ڈاڑھی رکھنا دین کا کوئی حکم نہیں ہے:

''اسے باعث سعادت سمجھنا چاہیئے لیکن یہ دین کا کوئی حکم نہیں ہے، لہذا اگر کوئی شخص ڈاڑھی نہیں رکھتا تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی فرض یا واجب کا تارک ہے، یا اس نے کسی حرام یا ممنوع فعل کا ارتکاب کیا ہے'' (مقامات، ص:139,138 ناشر: المورد طبع اول، نومبر 2008ء طابع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور)

یہ جناب غامدی صاحب کے مشتے نمونہ از خروارے چند بنیادی نظریات وافکار کی نشاندہی ہے، جوانہوں نے جدید دین کی تعبیر میں ذکر کیے ہیں اور ان کے شاگرد وفیض یافتہ تو اس معاملہ میں ان سے دس قدم آگے ہیں، لہذا اب سوال یہ ہے کہ:

(۱) آیا یہ افکار و نظریات قرآن وسنت کی روشنی میں درست ہیں؟

(۲) جو ان نظریات کا حامل ہو اس کا کیا حکم ہے؟

(۳) مذکورہ بالا نظریات کے حاملین اور غامدی صاحب کے پیروکاروں سے تعلقات رکھنا کیسا ہے؟

(۴) ان لوگوں سے نکاح کرنا، ان کی خوشی وغمی میں شریک ہونا درست فعل ہے؟

(۵) اس قسم کے نظریات کے حامل شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

(۶) غامدی صاحب اور ان سے متاثر نام نہاد تحقیق والے اسکالرز کے لٹریچر کی نشر واشاعت کرنا جائز ہے؟

(۷) عوام کے لیے ان لوگوں کی تحریر وتقریر کا پڑھنا سننا کیسا ہے؟

(۸) غامدی فتنہ کی تردید کے لیے علماء کرام پر کیا ذمے داری عائد ہوتی ہے؟

مذکورہ بالا باتوں یا دیگر ان کے فاسد عقائد و باطل نظریات سے متعلق اگر مواد کی تفصیل مطلوب ہو تو درج ذیل ویب سائٹس کو دیکھا جا سکتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com

www.ghajidi,net

www.besturdubooks.net

www.al-mawrid.org pages download -books,php
www,al-mawrid .org

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال یہ شخص زندیق ہے اور اس کی کتابوں کا مطالعہ کرنا ناجائز ہے۔

’’الثانی انہ قدتواتر وانعقد الاجماع علٰی نزول عیسی بن مریم علیہ السلام فتاویل ھذہ وتحریفہ کفرایضاً وقدقال فی روح المعانی وھومن محققی المتاخرین ......ان من لم یقل بنزولہ فقداکفرہ العلماء وھوعلی القاعدۃ فی انکارہ ماتواترفی الشرع‘‘......(اکفارالملحدین فی ضروریات الدین: ۱۱)

’’قال التفتازانی فی مقاصد الطالبین فی اصول الدین الکافر ان اظھر الایمان خصّ باسم المنافق وان کفر وان تدین ببعض الادیان فبالکتابی وان اسند الحوادث الی الزمان واعتقد قدمہ فبالدھری وان نفی الصانع فبالمعطل وان ابطن عقائد ھی بالاتفاق فبالزندیق ......وقال فی شرحہ قدظھر انّ الکافر اسم لمن لاایمان لہ فان اظھر الایمان خصّ باسم المنافق وان طرء کفرہ بعدالاسلام خصّ باسم المرتد لرجوعہ عن الاسلام وان قال بالٰھین اواکثر خصّ باسم المشرک لاثباتہ الشریک فی الالوھیۃ وان کان متدیناً ببعض الادیان والکتب المنسوخۃ خصّ باسم الکتابی کالیھودی والنّصرانی وان کان یقول بقدم الدھر واسنادالحوادث الیہ خصّ باسم الدھری وان کان لایثبت الباری تعالی خص باسم المعطل وان کان مع اعترافہ بنبوۃ النبی ﷺ واظھار شعائرالاسلام یبطن عقائدھی کفربالاتفاق خص باسم الزندیق وھوفی الاصل منسوبٌ الی الزند اسم کتاب اظھر مزدک فی ایام قباد وزعم انہ تاویل کتاب المجوس الذی جاء بہ زرادشت الّذی یزعمون انّہ نبیھم قولہ المعروف اہ فانّ الزندیق یموہ کفرہ ویروج عقیدتہ الفاسدۃ ویخرجھا فی الصورۃ الصحیحۃ وھذا معنی ابطان الکفر فلاینافی اظھارہ الدعوی الی

www.besturdubooks.net

الضلال و کونہ معروفاً بالاضلال اہ‘‘......(اکفار الملحدین فی ضروریات الدین : ۱۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جاوید احمد غامدی کے عقائد ونظریات اور اس کا حکم: (۲)

مسئلہ نمبر(۶) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین جاوید احمد غامدی کے بارے میں، جس کے مذکورہ ذیل عقائد وخیالات ہیں اور ان کی دعوت واشاعت میں ہمہ تن مصروف ہے، شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی رو سے اس کا کیا حکم ہے؟

(۱) حیات ونزول عیسیٰ کا منکر ہے، کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔(میزان، علامات قیامت، ص:۱۷۸، طبع مئی ۲۰۱۴)

(۲) ظہور مہدی کا بھی منکر ہے، کہتا ہے کہ قیامت کے قریب کوئی مہدی نہیں آئے گا، اگر کوئی مہدی تھا تو وہ عمر بن عبدالعزیز تھے جو گزر گئے۔(میزان، علامات قیامت، ص:۱۷۷، طبع مئی ۲۰۱۴)

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی، غلام احمد پرویز سمیت کسی کو بھی کافر تسلیم نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ کسی بھی امتی کو کسی کی تکفیر کا حق نہیں ہے۔(اشراق، اکتوبر ۲۰۰۸ء ص:۶۷، جنوری ۲۰۱۰ء ص، ۶۳)

(۴) حجیت حدیث کا منکر ہے، اس کا کہنا ہے کہ حدیث سے دین میں کسی عمل یا عقیدے کا اضافہ بالکل نہیں ہوسکتا حدیث شریف اور سنت رسول سے قرآن پاک کی تخصیص وتحدید کا بھی منکر ہے، کہتا ہے کہ حدیث مبارکہ میں جو چیز (اس کے) علم وعقل کے مسلمات کے خلاف ہو وہ نا قابل قبول ہے۔(میزان، ص:۱۵، ۶۱، ۶۲، طبع مئی ۲۰۱۴ء)

(۵) سنت کے قبول کے لیے بھی قرآن پاک کی طرح تواتر کی شرط لگاتا ہے، اس کے نزدیک سنتوں کی کل تعداد صرف ۲۷ ہے، باقی تمام سنتوں کا منکر ہے، مثلاً آپ ﷺ کے مختلف اعمال، نفلی عبادات، مرغوب طعام، لباس وغیرہ کی سنیت کا منکر ہے۔(میزان، ص، ۱۴، ۲۵، ۵۷، ۵۸، ۶۰)

(۶) ڈاڑھی کو سنت اور دین کا حصہ نہیں مانتا (مقامات، ص:۱۳۸، طبع نومبر ۲۰۰۸)

(۷) اجماع کا منکر ہے اور اسے ’’دین میں بدعت کے اضافے‘‘ سے تعبیر کرتا ہے (اشراق، اکتوبر ۲۰۱۱، ص، ۲)

(۸) مرتد کی شرعی سزا کا بھی منکر ہے، کہتا ہے وہ صرف نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص تھی (اشراق، اگست ۲۰۰۸ء، ص:۵۹)

www.besturdubooks.net

(۹) محصن زانی کے لیے رجم کو، شراب نوشی کی شرعی سزا کو حد تسلیم نہیں کرتا (برہان، ص:۳۵ تا ۱۴۶ ، طبع فروری ۲۰۰۹ء)

(۱۰) کہتا ہے کہ اسلام میں فساد فی الارض اور قتل نفس کے علاوہ کسی بھی جرم کی سزا قتل نہیں ہوسکتی (برہان ص:۱۴۶، طبع فروری ۲۰۰۹ء)

(۱۱) قرآن پاک کی صرف ایک قرآت مانتا ہے، باقی قراءتوں کو عجم کا فتنہ قرار دیتا ہے (میزان، ص:۳۲ طبع اپریل ۲۰۰۲ء......بحوالہ تحفہ غامدی از مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم)

(۱۲) تمام فقہاء کرام کی آراء کو اپنے علم و عقل کی روشنی میں پرکھنے کا قائل ہے (سوال و جواب، ہٹس ۷۷، ۱۹ جون ۲۰۰۹ء)

(۱۳) ہر آدمی کو اجتہاد کا حق دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اجتہاد کی اہلیت کی کوئی شرائط متعین نہیں ہیں جو سمجھے کہ اسے تفقہ فی الدین حاصل ہے وہ اجتہاد کرسکتا ہے (سوال و جواب، ہٹس ۶۱۲، تاریخ اشاعت: ۱۰ مارچ ۲۰۰۹ء)

(۱۴) غلبہ دین کے لیے اقدامی جہاد کا منکر ہے، کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے بعد غلبہ دین کی خاطر جہاد ہمیشہ کے لیے ختم ہے (اشراق، اپریل ۲۰۱۱ء، ص:۲))

(۱۵) تصوف کو عالمگیر ضلالت قرار دیتا ہے اور اسے اسلام سے متوازن ایک الگ دین کہتا ہے (برہان، ص:۱۸۱ تا ۲۱۰، طبع ششم فروری، ۲۰۰۰ء)

(۱۶) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور یزید کو بہت متحمل مزاج اور عادل بادشاہ کہتا ہے، نیز واقعہ کربلا کو سو فیصد افسانہ قرار دیتا ہے۔ (بحوالہ غامدیت کیا ہے؟ از مولانا عبدالرحیم چاریاری)

(۱۷) مسلم و غیر مسلم اور مرد و عورت کی گواہی میں فرق کا قائل نہیں ہے، سب کی گواہی کو یکساں کہتا ہے (برہان، ص:۲۵ تا ۳۴، طبع ششم، فروری ۲۰۰۹ء)

(۱۸) کہتا ہے کہ زکوۃ کے نصاب میں ریاست کو تبدیلی کا حق حاصل ہے (اشراق، جون ۲۰۰۸ء، ص:۷۰)

(۱۹) یہود و نصاری کے لیے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کو ضروری قرار نہیں دیتا کہ اس کے بغیر بھی ان کی بخشش ہوجائے گی (ایضاً)

(۲۰) موسیقی کو فی نفسہ جائز کہتا ہے (اشراق، فروری ۲۰۰۸ء ص:۶۹ ...... جولائی، ۲۰۰۸ء، ص:۶۷ ...... مارچ، ۲۰۰۹ء، ص:۶۹)

www.besturdubooks.net

(۲۱) بت پرستی کے لیے بنائی جانے والی تصویر یا مجسمے کے علاوہ ہر قسم کی تصویروں کو جائز کہتا ہے (اشراق، مارچ، ۲۰۰۹ء، ص: ۶۹)

(۲۲) بیمہ کو جائز قرار دیتا ہے (اشراق، جون ۲۰۱۰ء، ص: ۲)

(۲۳) یتیم پوتے کو دادے کی وراثت کا حقدار کہتا ہے، مرنے والی کی وصیت کو ایک ثلث تک محدود نہیں مانتا، نیز وارثوں کے حق میں بھی وصیت کو درست مانتا ہے (اشراق، مارچ ۲۰۰۸ء ص :۶۳...... جون، ۲۰۱۱ء، ص: ۲...... مقامات، ص: ۱۴۰، طبع نومبر ۲۰۰۸)

(۲۴) سور کی نجاست کو صرف گوشت تک محدود کرتا ہے اس کے بال، ہڈیوں، کھال وغیرہ سے دیگر فوائد اٹھانے کو جائز کہتا ہے (اشراق، اکتوبر ۱۹۹۸ء، ص: ۷۹...... بحوالہ: غامدیت کیا ہے؟)

(۲۵) غامدی کا یہ بھی نظریہ ہے کہ سنت صرف دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جن کو نبی کریم ﷺ نے دین کی حیثیت سے جاری فرمایا، اور یہ قرآن سے مقدم ہے (لہذا اگر کہیں قرآن کا ٹکراؤ دین ابراہیمی کی اس روایت سے ہو جائے تو قرآن کی بجائے اسی کو ترجیح ہوگی، اور دین ابراہیمی کی روایت سے غامدی کی مراد یہود ونصاری کا متواتر فکر وعمل ہے (ناقل، میزان، ص: ۱۴، ۴۷، طبع مئی ۲۰۱۴ء)

(۱) جاوید غامدی کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ مسلمان ہے یا کافر...... اگر مسلمان ہے تو اہل سنت میں سے ہے یا ضال ومضل؟

(۲) اس کو مذہبی ودینی پیشوا بنانا اور اس سے شرعی احکام کے متعلق سوالات کرنا کیسا ہے؟

(۳) اس کے نظریات وخیالات کی تائید یا ترویج واشاعت کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟

(۴) اس کے گروہ میں شمولیت اور اس کے ادارے کی رکنیت حاصل کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(۵) عوام الناس کے لیے اس کے بیانات سننا یا اس کی اور اس کے تلامذہ ومتبعین کی تحریریں پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی ...... حافظ محمد عدیل عمران، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

جاوید احمد غامدی جو اپنے مخصوص خیالات وافکار اور معتقدات کے داعی ہیں، جن کی ترجمانی ان کا ادارہ ''المورد'' اور اس کے تحت پرینٹڈ والیکٹرانک میڈیا کے مختلف شعبے ''اشراق'' اور ''رینی رساں'' نامی اردو وانگریزی رسالے، ویب سائٹ، ان کی کتب (میزان، برہان، مقامات اور الاسلام وغیرہ) اور بعض ٹی وی چینل مسلسل کررہے ہیں، ان کے تلامذہ اور ادارے کے اراکین اپنی تحریرات وتقریرات میں ہر فورم پر ماحول وصورتحال کے پیش نظر مختلف

www.besturdubooks.net

ناموں سے ان کے افکار کی اشاعت کررہے ہیں، مختلف قومی روزناموں، ویب سائٹس، فیس بک اکاؤنٹس اور ٹی وی چینلوں سے لے کر، ماہانہ رسالوں، مختصر کتابچوں اور ضخیم کتابوں تک ہر صورت میں ان کے خیالات کو مختلف انداز وتعبیرات میں پھیلایا جارہا ہے، حالات سے واقفیت رکھنے والے علماء تو ان کے الحاد وزندقہ سے واقف ہیں، لیکن عوام الناس بلکہ بعض ضعیف الفکر خواص بھی آئے دن ان کے خیالات سے متاثر اور ان کے افکار کے گرویدہ ہوتے جارہے ہیں، اس لیے عوام وخواص سب کی آگاہی کے لیے حضرات علماء کرام سے مندرجہ ذیل استفتاء کیا جاتا ہے۔

ملحوظ رہے کہ غامدی صاحب اپنی تحریروں کی مختلف اشاعتوں (ایڈیشن) میں تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں، کسی قابل اعتراض بات پر کوئی اہل علم گرفت کرتا ہے تو اگلے ایڈیشن میں اسی مفہوم کو دوسرے الفاظ میں پیش کردیتے ہیں، اور ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ ان کا مفہوم بھی ادا ہوجائے اور کسی قسم کا کوئی شرعی حکم بھی ان کے اوپر نہ لگ سکے، اور اکثر ایسا کرتے ہیں کہ بغیر رجوع وتوبہ اور اعتراف غلطی کے بالکل خاموشی سے کسی بات کو حذف کردیتے ہیں، اور ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک کتاب پر گرفت ہوئی تو پوری کی پوری کتاب فوراً مارکیٹ سے اٹھوالی اور پھر نئے انداز سے شائع کرکے اسی پر ''طبع اول'' لکھ دیا، اس قسم کے طرز عمل کے نمونے ملاحظہ کرنے کے لیے ماہنامہ ''بینات'' میں مطبوعہ جناب خالد جامعی صاحب کا مضمون'' جناب جاوید غامدی صاحب کی دین فہمی......اور ان کے خودساختہ اصول دیکھا جاسکتا ہے۔

آئندہ اوراق میں درج ذیل مسائل سے متعلق غامدی صاحب کے موقف کے حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں۔

(۱)......حیات عیسیٰ علیہ السلام (۲)......ظہوری مہدی علیہ الرضوان(۳)......مسئلہ تکفیر (۴)......حجیت حدیث(۵)......تصور سنت (۶)......ڈاڑھی (۷)......اجماع (۸)......مرتد کی شرعی سزا (۹)......رجم اور شراب نوشی کی شرعی سزا (۱۰)......سزائے قتل (۱۱)......قرأت قرآن(۱۲)......فقہاء کرام کی آراء (۱۳)......اجتہاد(۱۴)......اقدامی جہاد(۱۵)......تصوف (۱۶)......حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین (۱۷)...... مسلم وغیر مسلم اور مرد وعورت کی گواہی (۱۸)......زکوۃ کے نصاب میں تبدیلی کا حق (۱۹)...... نبی کریم ﷺ پر ایمان (۲۰)......موسیقی (۲۱)......تصویر(۲۲)......بیمہ(۲۳)......یتیم پوتے کی وراثت اور وصیت کی تعمیم (۲۴)......سور کی نجاست (۲۵)......سنت۔

حوالہ جات

استفتاء میں جاوید احمد غامدی صاحب کے جو نظریات وخیالات ذکر کیے گئے ہیں ان کی پوری تفصیل تو غامدی

www.besturdubooks.net

صاحب کی کتب ورسائل ہی میں مل سکتی ہے، قدرے تفصیل کے ساتھ مختلف حوالہ جات ہم نے جمع کر کے یہاں غامدی صاحب یاان کے تلامذہ کے اصل الفاظ نقل کر دیے ہیں، تا کہ مفتیان کرام ان کے موقف سے پوری طرح آگاہ ہوسکیں، ان حوالہ جات میں غامدی صاحب کی کتب میزان، برہان، مقامات، ان کے رسالہ ''اشراق'' اوران کی ویب سائٹ ''المورد'' سے اکثر حوالہ جات بندہ نے بذات خود نقل کیے ہیں، بعض حوالہ جات مولانا عبدالرحیم چار یاری صاحب کی کتاب ''غامدیت کیا ہے؟'' سے اور بعض مفتی عبدالواحد مدظلہم کے رسالہ ''تحفہ غامدی'' سے لیے ہیں، جہاں جہاں ان دو سے حوالہ لیا ہے وہاں ان کا حوالہ دیدیا ہے، باقی سب بندہ ناچیز نے اپنی گناہ گار آنکھوں سے دیکھ کر خود لکھے ہیں۔

(عدیل عمران، لاہور)

(۱)......حیات عیسیٰ علیہ السلام:

(۱) سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ قرآن مجید سے میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کی روح قبض کی گئی......اوراس کے فوراً بعدان کا جسد مبارک اٹھالیا گیا تا کہ یہوداس کی بے حرمتی نہ کریں، یہ میرے نزدیک ان کے منصب رسالت کا ناگزیر تقاضا تھا چنانچہ قرآن مجید نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے، اس میں دیکھ لیں ''توفی'' وفات کے لیے اور ''رفع'' اس کے بعد جسم کے لیے بالکل صریح ہے (ماہنامہ اشراق، اپریل ۱۹۹۵ء صفحہ ۴۵،......بحوالہ تحفہ غامدی از مفتی عبدالواحد مدظلہم''

(۲) حضرت مسیح کو یہود نے صلیب چڑھانے کا فیصلہ کرلیا تو فرشتوں نے ان کی روح ہی قبض نہیں کی ان کا جسم بھی اٹھا کر لے گئے کہ مبادا یہ سرپھری قوم اس کی توہین کرے (اشراق جولائی ۱۹۹۴ء صفحہ ۳۲......بحوالہ ''تحفہ غامدی'' از مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم ص ۵۸)

(۳) ان کے علاوہ ظہور مہدی اور مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نزول کو بھی علامات قیامت میں شمار کیا جاتا ہے، ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ نزول مسیح کی روایتوں کو اگر چہ محدثین نے بالعموم قبول کیا ہے لیکن قرآن کی روشنی میں دیکھیے تو وہ بھی محلِ نظر ہیں۔

اولاً اس لیے کہ مسیح علیہ السلام کی شخصیت قرآن مجید میں کئی پہلوؤں سے زیر بحث آئی ہے، ان کی دعوت اور شخصیت پر قرآن نے جگہ جگہ تبصرہ کیا ہے، روز قیامت کی ہلچل بھی قرآن کا خاص موضوع ہے، ایک جلیل القدر پیغمبر کا زندہ آسمان سے نازل ہوجانے کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے، لیکن موقع بیان کے باوجود اس واقعے کی طرف کوئی ادنیٰ اشارہ بھی قرآن کے بین الدفتین کسی جگہ مذکور نہیں ہے، علم وعقل اس خاموشی پر مطمئن ہوسکتے ہیں؟ اسے باور کرنا آسان نہیں ہے۔

www.besturdubooks.net

ثانیاً اس لیے کہ سورۃ مائدہ میں قرآن کریم نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے جو قیامت کے دن ہوگا، اس میں اللہ تعالیٰ ان سے نصاریٰ کی اصل گمراہی کے بارے میں پوچھیں گے کہ کیا تم نے یہ تعلیم انہیں دی تھی کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود بناؤ، اس سوال کے جواب میں دوسری باتوں کے ساتھ یہ بھی کہیں گے کہ میں نے تو ان سے وہی بات کہی تھی جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا اور جب تک میں ان کے اندر موجود رہا، اس وقت تک دیکھتا رہا کہ وہ کیا کررہے ہیں، لیکن آپ نے مجھے اٹھالیا تو میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا بنایا اور کیا بگاڑا ہے، اس کے بعد تو آپ ہی ان کے نگران رہے ہیں، اس میں دیکھ لیجئے، مسیح علیہ السلام اگر ایک مرتبہ پھر دنیا میں میں آچکے ہیں تو یہ آخری جملہ کسی طرح موزوں نہیں ہے، اس کے بعد تو انہیں کہنا چاہیئے کہ میں ان کی گمراہی کو اچھی طرح جانتا ہوں اور ابھی کچھ دیر پہلے انہیں اس پر متنبہ کرکے آیا ہوں۔ فرمایا ہے

”مَاقُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤاَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ج وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًامَّادُمْتُ فِيْهِمْ ج فَلَمَّاتَوَفَّيْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ط وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ“......(المائدۃ:۱۱۷)

ترجمہ: میں نے تو ان سے وہی بات کہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی، اور میں ان پر گواہ رہا، جب تک میں ان کے اندر موجود رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو ان پر تو ہی نگران رہا ہے اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔

ثالثاً، اس لیے کہ سورۃ آل عمران کی ایک آیت میں قرآن نے مسیح علیہ السلام کے بارے میں قیامت تک کالائحہ عمل بیان فرمایا ہے، یہ موقع تھا کہ قیامت تک کے الفاظ کی صراحت کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ وہ چیزیں بیان کررہے تھے جو ان کے اور پیرووں کے ساتھ ہونے والی ہیں تو یہ بھی بیان کردیتے کہ قیامت سے پہلے میں ایک مرتبہ پھر تجھے دنیا میں بھیجنے والا ہوں، مگر اللہ نے ایسا نہیں کیا، سیدنا مسیح کو آنا ہے تو یہ خاموشی کیوں ہے؟ اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، آیت یہ ہے:

”اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ج ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ “......(آل عمران :۵۵)

ترجمہ: میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا اور (تیرے) ان منکروں سے تجھے پاک کروں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت کے دن تک ان منکروں پر غالب رکھوں گا پھر تم سب کو بالآخر

www.besturdubooks.net

میرے پاس آنا ہے ،سواس وقت میں تمہارے درمیان ان چیزوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔(میزان،علامات قیامت،ص:۱۷۸/طبع مئی ۲۰۱۴ء)

(۴) عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا قرآن مجید میں دومقامات پر ذکر موجود ہے ......ان دونوں آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے ہرگز قتل نہیں کیا تھا،جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے ،البتہ اللہ نے انہیں وفات دی تھی اور پھر اللہ نے ان کے بے جان جسم کو یہود کے ہاتھوں سے بچانے کے لیے اپنے پاس اٹھالیا تھا،چنانچہ یہی بات صحیح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں (اشراق،مئی ۲۰۰۸ء،ص:۶۷......محمد رفیع مفتی)

(۲)......ظہور مہدی:

(۱) ان کے علاوہ ظہور مہدی اور مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نزول کو بھی علامات قیامت میں شمار کیا جاتا ہے ، ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا،اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہور مہدی کی روایتیں محدثانہ تنقید کے معیار پر پوری نہیں اترتیں،ان میں کچھ ضعیف اور کچھ موضوع ہیں ،اس میں شبہ نہیں کہ بعض روایتوں میں جو سند کے لحاظ سے قابل قبول ہیں ایک فیاض خلیفہ کے آنے کی خبر دی گئی ہے ،لیکن دقت نظر سے غور کیا جائے تو صاف واضح ہوجاتا ہے کہ اس کا مصداق سیدنا عمر بن عبدالعزیز تھے جو خیر القرون کے آخر میں خلیفہ بنے ،رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی ان کے حق میں حرف بہ حرف پوری ہوچکی ہے اس لیے کسی مہدی موعود کے انتظار کی ضرورت نہیں ہے (میزان،ص:۱۷۷،طبع،۲۰۱۴ء)

(۲) سوال: قرآن وحدیث میں کیا کہیں امام مہدی کے نزول کا ذکر ملتا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں نزول مہدی کے بارے میں اشارۃً بھی کوئی ذکر نہیں ہے،اسی طرح صحیح حدیثیں بھی اس طرح کے تذکرے سے یکسر خالی ہیں،البتہ بعض دوسرے درجے کی ایسی روایات ملتی ہیں جن میں قیامت کے قریب اس طرح کی ایک شخصیت کے پیدا ہونے کا ذکر ملتا ہے،لیکن ان میں بھی ایسی باتیں کہی گئی ہیں کہ جو نہ علمی لحاظ سے درست ہیں اور نہ عقلی لحاظ سے ،میرا رجحان اس معاملے میں یہ ہے کہ یہ روایتیں درحقیقت اگر کچھ تھیں بھی تو سیدنا عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں تھیں،ان کے زمانے کے لوگوں نے اس کا مصداق پالیا اوروہ تاریخ میں اپنا کام مکمل کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اس موضوع پر بعض محققین نے بہت اچھی چیزیں اس زمانے میں لکھ دی ہیں، ان کے مطالعہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ یہ محض ایک افسانہ ہے جو مسلمانوں کے مابین،افسوس ہے کہ بہت رائج کر دیا گیا ہے اوراب امت مسلمہ اسی انتظار میں بیٹھی ہے کہ کوئی امام مہدی آئے گا ،اورایک مرتبہ پھر ان کی خلافت دنیا میں قائم کردے گا۔(جون ۲۰۰۴ء)(سوال وجواب،ہٹس ۸۸۸،تاریخ اشاعت ۲۸ فروری ۲۰۱۰......جاوید احمد غامدی)

www.besturdubooks.net

(۳)　قیامت کے قریب کوئی امام مہدی نہیں آئے گا۔(ماہنامہ اشراق،ص۶۰،جنوری۱۹۹۶ء......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

(۴)......پرویز پر کفر کا فتویٰ درست نہیں ہے:

سوال:　جاوید احمد غامدی علامہ پرویز صاحب کی قرآن فہمی سے کس حد تک متفق ہیں؟علمائے کرام نے پرویز صاحب پر کفر کے بہت فتوے لگائے تھے،غامدی صاحب کی پرویز صاحب کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کیا وہ صحیح تھے یا غلط؟(صفدر اقبال)

جواب:　معاملہ یہ ہے کہ غامدی صاحب اور پرویز صاحب کی قرآن فہمی میں کوئی اتفاق نہیں ہے،ان دونوں حضرات کے قرآن فہمی کے اصولوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے......غامدی صاحب کے نزدیک قرآن فہمی کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کے الفاظ کے وہی معنی لیے جائیں جو نزول قرآن کے زمانے میں عربوں کے مستعمل تھے،جب کہ پرویز صاحب کے نزدیک کسی لفظ کے معنی اس کے مادے سے طے کیے جائیں گے۔

ہمارے نزدیک کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا درست نہیں ہے،ہم دوسرے کی آراء سے اختلاف کر سکتے ہیں،اس کے خیالات کو غلط قرار دے سکتے ہیں لیکن کسی کو کافر کہنے کا حق ہمیں حاصل نہیں (اشراق،اکتوبر۲۰۰۸ء،ص:۶۷......محمد رفیع مفتی)

......کسی کو کافر قرار دینا:

(۱)　کسی کو کافر قرار دینا ایک قانونی معاملہ ہے،پیغمبر اپنے الہامی علم کی بنیاد پر کسی گروہ کی تکفیر کرتا ہے یہ حیثیت اب کسی کو حاصل نہیں ہے(ماہنامہ،اشراق،ص۵۴،۵۵،دسمبر 2000ء......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

(۲)　سوال:　کیا اسلامی شریعت کے مطابق ہم کسی کو کافر قرار دے سکتے ہیں؟

جواب:　اسلامی شریعت کے مطابق کسی شخص کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا حتی کہ کوئی اسلامی ریاست بھی کسی کی تکفیر کا حق نہیں رکھتی،وہ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتی ہے کہ اسلام سے واضح انحراف کی صورت میں کسی شخص یا گروہ کو غیر مسلم قرار دیدے،کافر قرار دینے کا حق اس کو بھی نہیں ہے۔

دین کی اصطلاح میں کافر قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص پر اللہ کی حجت پوری ہوگئی ہے اور یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اس نے ضد،عناد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر دین کا انکار کیا ہے،دین کی کامل وضاحت جس میں غلطی کا کوئی شائبہ نہ ہو صرف اللہ کا پیغمبر اور ان کے تربیت یافتہ صحابہ ہی کر سکتے تھے،اس وجہ سے اتمام حجت کے بعد تکفیر کا حق دین نے انہی کو دیا ہے،ان کے بعد دین کی کامل وضاحت چونکہ کسی فرد یا اجتماع کے بس کی بات نہیں ہے،اس لیے

www.besturdubooks.net

اب تکفیر کادروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا ہے،ہم لوگوں کواب اس کی جسارت بھی نہیں کرنی چاہیئے ،اگرہم کسی عقیدے کو باطل یا کفر سمجھتے ہیں تو ہمیں پوری دردمندی کے ساتھ اسے نصیحت کرنی چاہیئے اوردلائل اور حکمت کے ساتھ اس غلطی کوواضح کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ،اس سے زیادہ ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے ،(سوال وجواب،ہنس،۹۰۱،تاریخ اشاعت ۲۵ستمبر ۲۰۰۹......جاویداحمد غامدی)

......کافراورغیرمسلم میں فرق:

کافر سے مراد وہ شخص ہے جوجان بوجھ کرحق کاانکارکرتا ہےیعنی جس کے سامنے اسلام پیش کیا گیایااس نے خوداسے پڑھااورقرآن وغیرہ کا مطالعہ کیااوراسے بات کی سمجھ آگئی کہ یہ حق ہےاوراسے قبول کرنااس کے لیےضروری ہےلیکن اس نے جان بوجھ کراس حق کوجھٹلادیااوراسےنہیں مانا تو یہ شخص خداکےنزدیک کافرشمارہوگا،لیکن ہم چونکہ اس کے دل میں جھانک کر یہ فیصلہ نہیں کرسکتے کہ اس نے جان بوجھ کرجھٹلایا ہے یاوہ معذورتھااس لیےہم کافرنہیں کہہ سکتے جبکہ غیرمسلم سے وہ شخص مراد ہے جومسلمان نہیں ہے،اس نے جان بوجھ کرکسی حق کا انکارکیا ہے یانہیں؟ یہ ہم نہیں جانتے،چنانچہ قیامت کےدن خدااس کافیصلہ کرےگا(اشراق،جنوری ۲۰۱۰ءص:۶۳......محمدرفیع مفتی)

(۴)......حجیت حدیث:

نبیﷺ کےقول وفعل اورتقریر کی روایتیں جوزیادہ تر اخبارآحاد کے طریقہ پرنقل ہوئی ہیں اورجنہیں اصطلاح میں حدیث کہاجاتا ہےان کے بارے میں یہ دوباتیں ایسی واضح ہیں کہ کوئی صاحب علم انہیں ماننے سے انکارنہیں کرسکتا،ایک یہ کہ رسول اللہﷺ نے اس کی حفاظت اورتبلیغ واشاعت کے لیےکبھی کوئی اہتمام نہیں کیا،دوسری بات یہ ہے کہ ان سے جوعلم حاصل ہوتا ہے وہ کبھی علم یقین کے درجے تک نہیں پہنچتا۔(میزان،حصہ دوم،ص۶۸،طبع اپریل2002ءلاہور......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

دین لاریب انہی دوصورتوں میں ہے،ان کےعلاوہ کوئی چیز دین ہے نہ اسے دین قراردیا جاسکتا ہے،رسول اللہﷺ کےقول وفعل اورتقریروتصویب کے اخبارآحاد جنہیں بالعموم ''حدیث'' کہاجاتا ہےان کے بارے میں یہ حقیقت ناقابل تردید ہے کہ ان کی تبلیغ وحفاظت کے لیےآپﷺ نےکبھی کوئی اہتمام نہیں کیا بلکہ سننےاوردیکھنے والوں کے لیےچھوڑدیا ہے کہ چاہیں توانہیں آگے پہنچائیں اورچاہیں تو نہ پہنچائیں،اس لیے دین میں ان سے کسی عقیدہ وعمل کااضافہ بھی نہیں ہوتا۔(میزان،ص:۱۵،طبع ۲۰۱۴ء)

حدیث کےتدبر کےاصول:

نبی کریمﷺ کےقول وفعل اورتقریروتصویب کی روایتیں جوزیادہ تراخبارآحاد کےطریقے پرنقل ہوئی ہیں

www.besturdubooks.net

اور جنہیں اصطلاح میں حدیث کہا جاتا ہے،ان کے بارے میں یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ ان سے دین میں کسی عقیدہ وعمل کا اضافہ نہیں ہوتا۔(ص:۶۱)

ہر انسانی کام کی طرح حدیث کی روایت میں بھی جو فطری خلا اس کے باوجود باقی رہ گئے ہیں ان کے پیش نظر یہ دو باتیں اس کے متن میں بھی لازما دیکھنی چاہئیں (۱) ایک یہ کہ اس میں کوئی چیز قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو (۲) دوسری یہ کہ علم وعقل کے مسلمات کے خلاف نہ ہو(ص:۶۲)

(۵)......سنت:

سنت سے ہماری مراد دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبی ﷺ نے اس کی تجدید واصلاح کے بعد اور اس میں بعض اضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہے،اس ذریعے سے جو دین ہمیں ملا ہے وہ یہ ہے۔

''عبادات'' (۱) نماز (۲) زکوٰۃ اور صدقہ فطر (۳) روزہ اور اعتکاف (۴) حج وعمرہ (۵) قربانی اور ایام تشریق کی تکبیریں۔

''معاشرت'' (۱) نکاح وطلاق اور ان کے متعلقات (۲) حیض ونفاس میں زن وشوہر کے تعلق سے اجتناب۔

''خورد ونوش'' (۱) سؤر،خون،مردار اور خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کی حرمت (۲) اللہ کا نام لے کر جانوروں کا تزکیہ۔

''رسوم وآداب'' (۱) اللہ کا نام لے کر اور دائیں ہاتھ سے کھانا پینا (۲) ملاقات کے موقع پر السلام علیکم اور اس کا جواب (۳) چھینک آنے پر الحمدللہ اور اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا (۴) مونچھیں پست رکھنا (۵) زیرناف بال کاٹنا (۶) بغل کے بال صاف کرنا (۷) بڑھے ہوئے ناخن کاٹنا (۸) لڑکوں کا ختنہ کرنا (۹) ناک،منہ اور دانتوں کی صفائی (۱۰) استنجاء (۱۱) حیض ونفاس کے بعد غسل (۱۲) غسل جنابت (۱۳) میت کا غسل (۱۴) تجہیز وتکفین (۱۵) تدفین (۱۶) عید الفطر (۱۷) عید الاضحیٰ۔(میزان،ص:۱۴،طبع ۲۰۱۴ء)

سنت یہی ہے اور اس کے بارے میں یہ بالکل قطعی ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے اس میں اور قرآن مجید میں کوئی فرق نہیں ہے،وہ جس طرح صحابہ کے اجماع اور قولی تواتر سے ملا ہے،یہ اسی طرح ان کے اجماع اور عملی تواتر سے ملی ہے اور قرآن ہی کی طرح ہر دور میں مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہوتی ہے،لہٰذا اس کے بارے میں کسی بحث ونزاع کی گنجائش نہیں ہے(ایضاً)

www.besturdubooks.net

تدبر قرآن کے اصول......میزان اور فرقان:

قرآن مجید اس زمین پر حق و باطل کے لیے ''میزان'' اور ''فرقان'' اور تمام سلسلہ وحی پر ایک ''مہیمن'' کی حیثیت سے نازل ہوا ہے۔

......جو باتیں قرآن کے بارے میں بطور اصول ماننی چاہئیں، وہ یہ ہیں۔

پہلی یہ ہے کہ قرآن سے باہر کوئی وحی خفی یا جلی، یہاں تک کہ خدا کا وہ پیغمبر بھی جس پر یہ نازل ہوا، اس کے کسی حکم کی تحدید و تخصیص یا اس میں کوئی ترمیم و تغییر نہیں کرسکتا، دین میں ہر چیز کے رد و قبول کا فیصلہ اس کی آیات بینات کی روشنی میں ہوگا، ایمان و عقیدہ کی ہر بحث اس سے شروع ہوگی اور اسی پر ختم کردی جائے گی۔

دوسری یہ کہ اس کے الفاظ کی دلالت اس کے مفہوم پر بالکل قطعی ہے، یہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے پوری قطعیت کے ساتھ کہتا ہے اور کسی معاملے میں بھی اپنا مدعا بیان کرنے سے ہرگز قاصر نہیں رہتا، اس کا مفہوم وہی ہے جو اس کے الفاظ قبول کرلیتے ہیں وہ نہ اس سے مختلف ہے نہ متبائن، اس کے شہرستان معانی تک پہنچنے کا ایک ہی دروازہ ہے اور وہ اس کے الفاظ ہیں۔

یہ دونوں باتیں قرآن کے میزان اور فرقان ہونے کا لازمی تقاضا ہیں، ان کے بارے میں دو رائیں نہیں ہوسکتیں۔ (میزان، ص: ۲۵، طبع ۲۰۱۴ء)

......حدیث سے قرآن کے نسخ اور اس کی تحدید و تخصیص کا یہ مسئلہ محض سوء فہم اور قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ (ص، ۳۵)

یہ دور حاضر میں امام حمید الدین فراہی کے بعد قرآن کے سب سے بڑے عارف (امین احسن اصلاحی) کا بیان اور زندگی بھر کا تجربہ ہے۔ (ص: ۴۳)

تدبر سنت کا پہلا اصول:

سنت صرف وہی چیز ہوسکتی ہے جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے دین ہو، چنانچہ یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ میں تیر، تلوار، اور اس طرح کے دوسرے اسلحے استعمال کیے ہیں، اونٹوں پر سفر کیا ہے، مسجد بنائی ہے تو اس کی چھت کھجور کے تنوں سے پاٹی ہے، اپنے تمدن کے لحاظ سے بعض کھانے کھائے ہیں اور ان میں سے کسی کو پسند اور کسی کو ناپسند کیا ہے، ایک خاص وضع قطع کا لباس پہنا ہے جو عرب میں اس وقت پہنا جاتا تھا اور جس کے انتخاب میں آپ ﷺ کے شخصی ذوق کو بھی دخل تھا، لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی سنت نہیں ہے اور نہ کوئی صاحب علم اسے سنت کہنے کے لیے تیار ہوسکتا ہے (ص: ۵۷)

www.besturdubooks.net

دوسرا اصول:

سنت کا تعلق تمام تر عملی زندگی سے ہے یعنی وہ چیزیں جو کرنے کی ہیں، علم وعقیدہ، تاریخ، شان نزول اور اس طرح کی دوسری چیزوں کا سنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے (ص:۵۸)

تیسرا اصول:

عملی نوعیت کی وہ چیزیں بھی سنت نہیں ہوسکتیں جن کی ابتداء پیغمبر کی بجائے قرآن سے ہوئی ہے نبی ﷺ کے بارے میں معلوم ہے کہ آپ نے چوروں کے ہاتھ کاٹے ہیں، زانیوں کو کوڑے مارے ہیں، اوباشوں کو سنگسار کیا ہے، منکرین حق کے خلاف تلوار اٹھائی ہے، لیکن ان میں سے کسی چیز کو بھی سنت نہیں کہا جاتا (ص:۵۸)

چوتھا اصول:

سنت پر بطور تطوع عمل کرنے سے بھی وہ کوئی سنت نہیں بن جاتی، ہم جانتے ہیں کہ نبی ﷺ نے شب وروز کی پانچ نمازوں کے ساتھ نفل نمازیں بھی پڑھی ہیں، رمضان کے روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی رکھے ہیں، نفل قربانی بھی کی ہے، لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی اپنی اس حیثیت میں سنت نہیں ہے۔ (ص:۵۹)

پانچواں اصول:

وہ چیزیں جو محض بیان فطرت کے طور پر آئی ہیں وہ بھی سنت نہیں ہیں، پالتو گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت سے متعلق نبی ﷺ کے ارشادات اسی قبیل سے ہیں (ص:۵۹)

چھٹا اصول:

وہ چیزیں بھی سنت نہیں ہوسکتیں جو نبی ﷺ نے لوگوں کی رہنمائی کے لیے انہیں بتائیں تو ہیں لیکن اس رہنمائی کی نوعیت ہی پوری قطعیت کے ساتھ واضح کر دیتی ہے کہ انہیں سنت کے طور پر جاری کرنا آپ کے پیش نظر ہی نہیں ہے، اس کی ایک مثال نماز میں قعدے کے اذکار ہیں (ص:۶۰)

ساتواں اصول:

جس طرح قرآن خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتا اسی طرح سنت بھی اس سے ثابت نہیں ہوتی (ایضاً)

(۶)......ڈاڑھی:

(۱)　ڈاڑھی مرد رکھتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ڈاڑھی رکھی ہوئی تھی، آپ کے ماننے والوں میں کوئی شخص اگر آپ کے ساتھ تعلق خاطر اظہار کے لیے یا آپ کی اتباع کے شوق میں ڈاڑھی رکھتا ہے تو اسے باعث سعادت سمجھنا چاہیئے لیکن یہ دین کا کوئی حکم نہیں ہے، لہذا کوئی شخص اگر ڈاڑھی نہیں رکھتا تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی فرض وواجب کا تارک

www.besturdubooks.net

ہے یا اس نے کسی حرام یا ممنوع فعل کا ارتکاب کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے تطہیر اخلاق کے مقصد سے فرمایا ہے، ڈاڑھی سے متعلق آپ کی نصیحت کا صحیح محمل یہی تھا مگر لوگوں نے اسے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم سمجھا اور اس طرح سے ایک ایسی چیز دین میں داخل کر دی جو اس سے کسی طرح متعلق نہیں ہو سکتی۔

یہی معاملہ ٹخنوں سے نیچی ازار کا ہے، تہ بند کے بارے میں یہ بات البتہ کہی جا سکتی ہے کہ اسے ٹخنوں سے نیچے لٹکتا چھوڑ دیا جائے تو متکبرین کی اس وضع سے ایک نوعیت کی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے لٹکانے کی وجہ تکبر نہ بھی ہو تو احتیاط کرنی چاہیئے، یہ بات کہی جا سکتی ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ مشابہت تہ بند ہی میں ہوتی ہے، ہماری شلوار، پاجامے اور پتلون سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے (۲۰۰۸) (مقامات، ص ۱۳۸، طبع اول نومبر ۲۰۰۸) (۲)　دین میں ڈاڑھی کے بارے میں استاذ گرامی جناب جاوید احمد غامدی کے دو قول ہیں، قول جدید کے مطابق یہ ان کے نزدیک کوئی دینی نوعیت رکھنے والی چیز نہیں (اشراق، جنوری ۲۰۱۱ء ص: ۴۵)

(۷) اجماع:

دین کا تنہا ماخذ رسالت مآب ﷺ کی ذات والا صفات ہے، آپ سے دین آپ کے صحابہ کے اجماع اور قولی و عملی تواتر سے منتقل ہوا اور دو صورتوں میں ہم تک پہنچا ہے، ایک قرآن، دوسری سنت، آپ ﷺ کے بعد اب یہ انہی دو چیزوں سے اخذ کیا جاتا ہے، ان کے علاوہ تبعاً اگر کوئی چیز خدا کے منشا تک پہنچنے کا ذریعہ بن سکتی ہے تو وہ اجتہاد ہے، آپ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ و تابعین نے یہ روایت قائم رکھی لیکن فقہاء کا دور شروع ہوا تو اس کے ساتھ ایک چوتھی چیز کا اضافہ کر دیا گیا، یہ مسلمانوں کا اجماع ہے، اس کے بعد سے اب تک بالعموم مانا جاتا ہے کہ اسلامی شریعت کا ایک مصدر یہ اجماع بھی ہے، دین کے ماخذ میں یہ اضافہ یقیناً ایک بدعت ہے، قرآن و سنت کے نصوص میں اس کے لیے کوئی بنیاد تلاش نہیں کی جا سکتی۔ (اشراق، اکتوبر ۲۰۱۱ء ص: ۳۰، جاوید احمد غازی)

(۸)......اسلام میں ارتداد کی سزا:

(۱)　سوال:　اسلام میں ارتداد کی سزا قتل کیوں ہے؟ جب کہ دوسرے کسی مذہب میں ایسا نہیں ہے (عائشہ خان)

جواب:　کسی قوم میں جب کوئی رسول اتمام حجت کر دیتا ہے تو پھر اس کے لیے ایمان لانا لازم ہو جاتا ہے، اگر وہ ایمان نہیں لاتی تو پھر اس پر خدا کا عذاب آ جاتا ہے اور صرف وہی لوگ بچتے ہیں جو ایمان لائے ہوتے ہیں جیسا کہ قوم نوح، قوم لوط، قوم صالح، اور قوم ہود پر عذاب آئے تھے، اور ان میں صرف صالح مسلمان ہی بچے تھے، یہ خدا کی سنت ہے ان قوموں میں سے اگر کوئی ایمان لانے کے بعد دوبارہ کفر کو اختیار کر لے تو وہ پھر خدا کے

www.besturdubooks.net

عذاب کا شکار ہو جاتا ہے، نبی علیہ السلام کی قوم میں عذاب کی شکل یہ تھی کہ اسے قتل کر دیا جائے گا، چنانچہ ہمارے خیال میں مرتد کے لیے قتل کی سزا صرف رسول کے براہ راست مخاطبین تک ہی محدود تھی، آج اس کا اطلاق کرنا غلط ہوگا (اشراق، اگست ۲۰۰۸ء، ص:۵۹......محمد رفیع مفتی)

(۲)　لیکن فقہاء کی یہ رائے (کہ ہر مرتد کی سزا قتل ہے) محل نظر ہے، رسول اللہ علیہ السلام کا یہ حکم (کہ جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو) تو بے شک ثابت ہے مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی حکم عام نہ تھا بلکہ صرف انہی لوگوں کے ساتھ خاص تھا جن میں آپ کی بعثت ہوئی اور جن کے لیے قرآن مجید میں ''امیین یا مشرکین'' کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے (برہان، ص ۱۴۰، طبع چہارم، جون 2006ء......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

(۱۰/۹)......حدود و تعزیرات، سزائے قتل:

......رجم کی سزا:

زنا کی سزا کے بارے میں جو قطعی حکم قرآن مجید کی سورۂ نور میں بیان ہوا ہے اس میں بالصراحت فرمایا گیا ہے کہ زانی مرد ہو یا عورت ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارے جائیں گے، اس میں شبہ نہیں کہ قرآن مجید کا یہ حکم اپنے اسلوب کے اعتبار سے بہت کچھ شرح و وضاحت کا متقاضی ہے، لیکن ہمارے فقہاء نے اس کے ساتھ جو طرفہ معاملہ کیا ہے اس کی رو سے احناف کے نزدیک یہ سزا صرف کنوارے زانیوں کے لیے ہے، شادی شدہ زانیوں کی سزا سنت نے مقرر کی ہے اور وہ رجم یعنی سنگ ساری ہے، شادی شدہ زانیوں کی سزا کے بارے میں یہی رائے شوافع اور مالکیہ کی ہے، رہے غیر شادی شدہ زانی تو امام شافعی، امام احمد، امام داؤد، اسحٰق بن راہویہ، سفیان ثوری، حسن بن صالح اور ابن ابی لیلیٰ ان کی سزا بھی سنت ہی سے اخذ کرتے ہیں اور ان کی رائے کے مطابق مرد و عورت ہر دو کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، امام مالک اور امام اوزاعی بھی کنوارے مرد کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کے قائل ہیں، امام احمد، اسحٰق بن راہویہ اور داؤد ظاہری شادی شدہ زانیوں کے معاملے میں بھی ان حضرات سے متفق نہیں ہیں، ان کی تحقیق کے مطابق شادی شدہ زانیوں کو قرآن مجید کی رو سے سو کوڑے مارنے کے بعد سنت کی پیروی میں سنگ ساری کی سزا دی جائے گی۔

زنا کی سزا کے بارے میں ہمارے فقہاء کے ان مسالک پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان حضرات نے قرآن مجید کی بیان کردہ سزا میں سنت کے ذریعے سے اضافہ کر دیا ہے یا اسے کنوارے یا کنواری کے ساتھ خاص قرار دے دیا ہے، فقہاء کے ایک گروہ کے نزدیک یہ تخصیص ہے اور دوسرا اسے نسخ سے تعبیر کرتا ہے۔

www.besturdubooks.net

بہر حال اسے نسخ کہیے یا تخصیص، اس کی دلیل چونکہ سنت سے دی جاتی ہے اس وجہ سے یہ سوال فطری طور پر پیدا ہوتا ہے کہ سنت کیا قرآن کریم کے کسی حکم میں اس نوعیت کا تغیر تبدل کر سکتی ہے؟ اصطلاحات کے فرق سے قطع نظر کر لیا جائے تو یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ ہمارے فقہاء نے اس سوال کا جواب مطلق اثبات میں دیا ہے، برسوں کے مطالعہ اور فکر و تدبر کے بعد ہم اس عقیدت و احترام کے باوجود ان حضرات کے علمی خدمات کے لیے ہمارے دل میں ہے، یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اپنے اس موقف کی تائید میں جتنے دلائل انہوں نے پیش فرمائے ہیں، وہ سب منطقی مغالطیوں پر مبنی اور بے حد کمزور ہیں، اس وجہ سے ہمارے نزدیک یہ اصول کہ سنت قرآن مجید کے احکام میں کسی نوعیت کا تغیر و تبدل کر سکتی ہے عقل و نقل دونوں اعتبار سے صحیح نہیں ہے (برہان، ص: ۳۵ تا ۱۳۶، طبع ششم فروری ۲۰۰۹ء جاوید احمد غامدی)

شراب نوشی اور ارتداد کی سزا:

اسلامی شریعت میں جرائم کی سزاؤں سے متعلق اپنا جو نقطہ نظر ہم نے اپنی کتاب ''میزان'' میں بیان کیا ہے، اس سے واضح ہے کہ یہ صرف پانچ جرائم (زنا، قذف، قتل و جراحت، محاربہ اور چوری) ہیں جن کی سزا شریعت میں مقرر کی گئی ہے، ان کے علاوہ باقی سب جرائم کا معاملہ اسلامی ریاست کے ارباب حل و عقد سے متعلق ہے حدود و تعزیرات کے باب میں شریعت اتنی ہی ہے جتنی ہم نے وہاں بیان کر دی ہے، اس کے علاوہ کوئی چیز شریعت نہیں ہے، لیکن اس معاملے میں رائج تصورات کی رو سے یہ چار سوالات پیدا ہو سکتے ہیں:

ایک یہ کہ شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے کیا شریعت کی رو سے مقرر نہیں ہے؟

دوسرا یہ کہ کیا ارتداد کی سزا بھی شریعت میں قتل بیان نہیں ہوئی؟

تیسرا یہ کہ شریعت کے علاوہ باقی جرائم میں ارباب حل و عقد کیا موت کی سزا بھی کسی مجرم کو دے سکتے ہیں؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ سزا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مسلمانوں کے حکمران کی حیثیت سے ان کے ارباب حل و عقد کے ساتھ مشورے سے مقرر کی ہے، اس سے واضح ہے کہ یہ شریعت ہرگز نہیں ہو سکتی، اس زمین پر قیامت تک کے لیے یہ حق صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے کہ وہ کسی چیز کو شریعت قرار دیں، اور جب ان کی طرف سے کوئی چیز شریعت قرار پا جائے تو پھر صدیق و فاروق بھی اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کر سکتے، لہذا یہ بالکل قطعی ہے کہ حضور ﷺ نے اگر شراب نوشی کے مجرموں کو پٹوایا تو شارع کی حیثیت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے حکمران کی حیثیت سے پٹوایا، چنانچہ ہم پورے اطمینان کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی حد نہیں، بلکہ محض تعزیر ہے جسے مسلمانوں کا نظم اجتماعی اگر چاہے تو برقرار رکھ سکتا ہے اور چاہے تو اپنے حالات کے لحاظ سے اس میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے۔

www.besturdubooks.net

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ارتداد کی سزا کا یہ مسئلہ محض ایک حدیث کا مدعا نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، ہمارے فقہاء اسے بالعموم ایک حکم عام قرار دیتے ہیں جس کا اطلاق ان سب لوگوں پر ہوتا ہے جو زمانہ رسالت سے لے کر قیامت تک اس زمین پر کہیں بھی اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کریں گے، ان کی رائے کے مطابق ہر وہ مسلمان جو اپنی آزادانہ مرضی سے کفر اختیار کرے گا اسے اس حدیث کی رو سے لازماً قتل کر دیا جائے گا۔

لیکن فقہاء کی یہ رائے محل نظر ہے، رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم تو بے شک ثابت ہے، مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی حکم عام نہ تھا بلکہ صرف انہی لوگوں کے ساتھ خاص تھا جن پر آپ نے براہِ راست اتمامِ حجت کیا اور جن کے لیے قرآن مجید میں ''مشرکین'' کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

ہمارے فقہاء کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے ''الناس'' کی طرح اسے قرآن میں اس کی اصل سے متعلق کرنے اور قرآن وسنت کے باہمی ربط سے اس حدیث کا مدعا سمجھنے کی بجائے اسے عام ٹھہرا کر ہر مرتد کی سزا موت قرار دی اور اس طرح اسلام کے حدود وتعزیرات میں ایک ایسی سزا کا اضافہ کر دیا جس کا وجود ہی اسلامی شریعت میں ثابت نہیں ہے۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ موت کی سزا قرآن مجید کی رو سے قتل نفس اور فساد فی الارض کے سوا کسی جرم میں بھی نہیں دی جا سکتی (برہان، ص:۱۳۷، تا ۱۴۶، طبع ششم فروری ۲۰۰۹ء، جاوید احمد غامدی)

سورۂ نور میں زنا کے عام مرتکبین کے لیے ایک متعین سزا ہمیشہ کے لیے مقرر کر دی گئی ہے، زانی مرد ہو یا عورت اس کا جرم اگر ثابت ہو جائے تو اس کی پاداش میں اسے سو کوڑے مارے جائیں گے (میزان، ص ۲۹۹، ۳۰۰، طبع دوم، اپریل 2002ء......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

(۱۱)......قرءآت قرآن:

(۱) قرآن صرف وہی ہے جو مصحف میں ثبت ہے اور جسے مغرب کے چند علاقوں کو چھوڑ کر پوری دنیا میں امت مسلمہ کی عظیم اکثریت اس وقت تلاوت کر رہی ہے، یہ تلاوت جس قرات کے مطابق کی جاتی ہے اس کے سوا کوئی دوسری قرات نہ قرآن ہے اور نہ اسے قرآن کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ (میزان، ص ۵۲ تا ۶۲، طبع دوم، اپریل 2002ء لاہور......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟ از مولانا عبدالرحیم چار یاری)

(۲) یہ بالکل قطعی ہے کہ قرآن کی ایک ہی قرأت ہے، اس کے علاوہ سب قراتیں فتنۂ عجم کی باقیات ہیں۔ (میزان، ص ۳۲، طبع دوم، اپریل 2002ء ......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟ از مولانا عبدالرحیم چار یاری وتحفہ غامدی، از مفتی عبدالواحد صاحب)

www.besturdubooks.net

(۳) سوال: کیا یہ بات درست ہے کہ جاوید احمد غامدی صاحب قرآن مجید کی صرف ایک ہی قرأت کے قائل ہیں حالانکہ ساری امت قرآن مجید کی سات یا دس بلکہ اس سے بھی زیادہ قرأت کی قائل ہے؟ اگر یہ بات صحیح ہے تو انہوں نے امت سے ہٹ کر یہ نقطہ نظر کیوں اختیار کیا ہے؟ کیا امت سے ہٹ کر نقطۂ نظر اختیار کرنا گمراہی نہیں ہے؟ (رشید احمد)

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری امت میں یہ نقطۂ نظر بھی پایا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی بہت سی قرأتیں نبی ﷺ سے ثابت ہیں، لیکن ایسا نہیں ہے کہ امت میں بس ایک یہی نقطۂ نظر موجود ہے، صحیح بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی قرأت کے حوالے سے ہماری امت میں دو نقطۂ ہائے نظر موجود ہیں، ایک یہ کہ قرآن مجید کی مختلف قرأت ہیں، بہرحال مختلف قرأتوں کے اس تصور کو قبول کرنے کے بعد یہ خیال غلط قرار پاتا ہے کہ خدا کی طرف سے نازل ہونے والے قرآن کے الفاظ میں ایک زیر، زبر اور ایک شوشے کا بھی فرق نہیں ہے، اور مزید یہ کہ بعض قرأتوں سے معنی و مفہوم میں فرق واقع ہوجاتا ہے، بلکہ بعض جگہ شریعت کا حکم بھی بدل جاتا ہے۔

اس سلسلے میں دوسری رائے یہ ہے کہ قرآن مجید کی ایک قرأت ہے، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اسی کے مطابق تلاوت فرماتے تھے، غامدی صاحب ان آراء میں سے دوسری رائے کے قائل ہیں (اشراق، اکتوبر ۲۰۰۹ء، ص:۶۱......محمد رفیع مفتی)

(۱۲)......فقہاء کی آراء کو اپنے ''علم و عقل'' کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا:

سوال: آپ کے مکتبۂ فکر کے بارے میں مجھے کچھ شکوک اور شبہات پیش آرہے ہیں، کیونکہ آپ لوگ ان بہت سی چیزوں کا انکار کرتے ہیں یا انہیں غیر دینی قرار دیتے ہیں جو صدیوں سے چلی آرہی ہیں، ٹی وی پر آنے والے پروگرامز میں آپ کے حلقے کے اسکالرز کو سننے کے بعد جب میں دوسری اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں تو وہ مجھے مشکوک لگتی ہیں کیونکہ آپ لوگ بہت سی مستند اور قدیم باتوں سے اختلاف و انکار کرتے ہیں، مجھے اس سلسلے میں وضاحت مطلوب ہے (حسیب احمد)

جواب: اسلام کے نام پر ہمارے معاشرے میں دو طرح کی چیزیں رائج ہیں، ایک وہ دین جو اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے دنیا کو دیا تھا، اس میں وہ تمام عقائد، عبادات، اخلاقیات اور قوانین شامل ہیں جو قرآن و سنت میں پائے جاتے ہیں، معاشرے میں رائج دوسری چیز بعد میں آنے والے اہل علم اور فقہاء کے اجتہادات اور ان کا فہم دین ہے۔

www.besturdubooks.net

ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ دین تو بس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دی ہوئی ہدایات کا نام ہے، اس کے بعد ہر رائے کو ہم توجہ اور غور سے سنیں گے، وہ ہمیں دین کے تقاضوں کے مطابق ایک معقول بات محسوس ہوئی تو اسے سر آنکھوں پر رکھیں گے، اور اگر ایسا نہ ہوا تو احترام کے ساتھ قبول کرنے سے انکار کر دیں گے۔

ہمارا نقطۂ نظر بالکل واضح ہے کہ اختلاف صرف اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ نہیں ہوسکتا، باقی ہر رائے کو دین، علم اور عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھا جائے گا (سوال وجواب، ہٹس ۲۷،۷۲۷، ۱۹ جون ۲۰۰۹ ...... ریحان احمد یوسفی)

(۱۳)...... ہر کسی کو اجتہاد کا حق حاصل ہے:

سوال: کیا آج اجتہاد کا دروازہ بند ہے؟ اگر اجتہاد بند نہیں تو کیا شرائط پر پورا اترنے والا ہر مجتہد از خود اجتہاد کرنے کا مجاز ہوگا؟ اگر ہر مجتہد از خود اجتہاد کرنے کا مجاز نہیں تو کس دلیل سے؟ اگر مجاز ہے تو کیا ایک ملک میں بیک وقت کئی مجتہد ہو سکتے ہیں؟ اگر ایک سے زیادہ مجتہد نہیں ہو سکتے تو واجدین شرائط میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دینے کا جواز کیا ہوگا؟ اگر کئی مجتہد ہو سکتے ہیں تو ایک ہی مسئلہ کے کئی حل ہو سکتے ہیں جو باہم متضاد بھی ہو سکتے ہیں اس صورت میں امت کئی فقہی مسالک میں بٹ کر پارہ پارہ ہو جائے گی۔

جواب: اجتہاد کا مطلب ہے کہ کسی مسئلہ میں اللہ کی منشاء کو معلوم کرنا، یہ کام ہر مسلمان کی شب و روز کی ضرورت ہے، یہ کسی صورت میں بند نہیں ہوسکتا، وہ لوگ بھی اجتہاد کرتے ہیں جو اجتہاد کا دروازہ بند ہونے کا قائل ہیں۔

ہمارے دین میں اجتہاد کی اجازت دینے کا کوئی طریقہ نہیں بتایا گیا، مجتہد کے لیے شرائط کا معاملہ بھی عقل پر مبنی ہے، ظاہر ہے کسی معاملے میں کلام کرنے کا مجاز وہی شخص ہوسکتا ہے جو اس معاملے سے واقف ہو، تمام علوم وفنون میں یہ اصول جاری ہے، دین کا علم بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے، جو آدمی بھی دین میں تفقہ کی اہلیت پیدا کر لیتا ہے وہ اجتہاد کرنے کا بھی مجاز ہوتا ہے۔

دین میں بصیرت رکھنے والا دینی علوم سے بہرہ مند آدمی ہمارے نزدیک اجتہاد کا مجاز ہے، اگر ایک ملک میں کئی افراد نے یہ اہلیت پیدا کر لی ہے تو سب اجتہاد کے مجاز ہوں گے، جب ایک سے زیادہ لوگ کسی ایک متن یا کلام پر غور کرتے ہیں تو مختلف اسباب کے تحت ان میں اتفاق یا اختلاف بھی ہوتا ہے، علمی اختلاف تفرقے کا باعث نہیں ہے، باقی رہا اجتماعی زندگی کا معاملہ تو اس میں اگر اکثریت کی رائے کے قانون بننے کا طریقہ اختیار کر لیا جائے تو وہاں بھی انتشار کی راہ روکی جاسکتی ہے (سوال وجواب، ہٹس ۶۱۲، تاریخ اشاعت ۱۰ مارچ ۲۰۰۹ ...... طالب محسن)

www.besturdubooks.net

(۱۴)......اقدامی جہاد:

(۱)　رسولوں کی طرف سے اتمامِ حجت کے بعد اگر ان کواوران کے ساتھیوں کوکسی خطۂ ارض میں اقتدار حاصل ہوجائے تو خدا کا فیصلہ ہے کہ ان کے منکرین کے لیے دو ہی صورتیں ہیں،ان میں مشرکین ہوں گے تو قتل کردیے جائیں گےاور کسی نہ کسی درجے میں توحید کے ماننے والے ہوں گےتو محکوم بنالیے جائیں گے،بقرہ،انفال اورتوبہ میں اللہ تعالیٰ نے جس قتل کی ہدایت فرمائی اورمشرکینِ عرب کے جس قتل کا حکم دیاہے وہ اسی فیصلے کا نفاذ ہے،اس کا شریعت اوراس کےاحکام سے کوئی تعلق نہیں ہے چنانچہ اپنی کتاب ''میزان'' میں ہم نےلکھا ہے۔

''یہ محض قتال نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا جواتمامِ حجت کے بعد سنتِ الٰہی کے عین مطابق اورفیصلۂ خداوندی کی حیثیت سے پہلے عرب کے مشرکین اور یہود ونصاریٰ پراوراس کے بعد عرب سے باہر قوموں پرنازل کیا گیا،لہٰذا یہ بالکل قطعی ہے کہ منکرین حق کے خلاف جنگ اوراس کے نتیجے میں مفتوحین پرجزیہ عائد کرکےانہیں محکوم بنا کر رکھنے کاحق اس کے بعد ہمیشہ کے لیےختم ہوگیا ہے،قیامت تک کوئی شخص اب نہ دنیا کی کسی قوم پراس مقصد سے حملہ کرسکتا ہے اورنہ کسی مفتوح کومحکوم بنا کراس پر جزیہ عائد کرنے کی جسارت کرسکتا ہے،مسلمانوں کے لیے قتال کی ایک ہی صورت باقی رہ گئی ہے اوروہ ظلم وعدوان کے خلاف جنگ ہے،اللہ کی راہ میں قتال اب یہی ہے،اس کے سوا کسی مقصد کے لیے بھی دین کے نام پر جنگ نہیں کی جاسکتی ''(۵۹۹)(اشراق ،اپریل ۲۰۱۱ء ، ص:۲،......جاوید احمد غامدی)

(۲)　انہیں(نبی اورآپ کے صحابہ کو) قتال کا جوحکم دیا گیااس کا تعلق شریعت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قانون اتمام حجت سے ہے(میزان،ص۲۶۴،طبع اپریل،2002ءلاہور......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟

(۱۵)......اسلام اورتصوف:

ہمارے خانقاہی نظام کی بنیاد جس دین پر رکھی گئی ہے اس کے لیے ہمارے ہاں تصوف کی اصطلاح رائج ہے،یہ اس دین کےاصول ومبادی سے بالکل مختلف ایک متوازی دین ہے جس کی دعوت قرآن مجید نے بنی آدم کودی ہے۔

اس باب میں قرآن مجید کی اس صراط مستقیم سے انحراف کے بعد جس میں نہ ممکن کے لیے وجود کا اثبات کوئی شرک ہے اورموجود یامشہود صرف اللہ ہی کوقرار دینا توحید کا کوئی مرتبہ ہے،اہل تصوف نے جوراہ اختیار کی ہے یہ سب اسی کےاحوال ومقامات ہیں۔

www.besturdubooks.net

توحید کے باب میں یہی نقطۂ نظر اپنشدوں کے شارح شری شنکراچاریہ، شری رام نوج اچاریہ، حکیم فلوطین اوراسپنوزا کا ہے، مغرب کے حکماء میں سے لائبنز، فختے، ہیگل، شوپن ہاوراور بریڈلے بھی اسی سے متاثر ہیں، ان میں سے شری شنکر، فلوطین اوراسپنوزا، وجودی، اوررام نوج اچاریہ ''شہودی'' ہیں، گیتا میں شری کریشن نے بھی یہی تعلیم دی ہے، اپنشد، برہم سوتر، گیتا اورفصوص الحکم کواس دین میں وہی حیثیت حاصل ہے جونبیوں کے دین میں تورات، زبور، انجیل اورقرآن کوحاصل ہے، اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اللہ کی ہدایت، یعنی اسلام کے مقابلے میں تصوف وہ عالم گیر ضلالت ہے جس نے دنیا کے ذہین ترین لوگوں کومتاثر کیا ہے۔

قرآن کریم کی رو سے نبوت محمد عربی ﷺ پر ختم ہوگئی ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ اب نہ کسی کے لیے وحی والہام اورمشاہدۂ غیب کا کوئی امکان ہے اورنہ اس بناء پرکوئی عصمت وحفاظت اب کسی کوحاصل ہوسکتی ہے۔

اہل تصوف کے دین میں یہ سب چیزیں اب بھی حاصل ہوسکتی ہیں، ان کے نزدیک وحی اب بھی آتی ہے فرشتے اب بھی اترتے ہیں، عالم الغیب کا مشاہدہ اب بھی ہوتا ہے اوران کے اکابر اللہ کی ہدایت اب بھی وہیں سے پاتے ہیں جہاں سے جبرئیل امین اسے پاتے اور جہاں سے یہ کبھی اللہ کے نبیوں نے پائی تھی، (ص:۱۹۳)

اس کے بعد وہ آگے بڑھتے ہیں اورحریم نبوت میں یہ نقب لگانے کے بعد یزداں بہ کمند آورائے ہمت مردانہ، کا نعرۂ مستانہ لگاتے ہوئے لامکاں کی پنہائیوں میں داخل ہوجاتے ہیں (ص:۱۹۹)

چنانچہ خدا کی بادشاہی میں وہ اس شان سے اس کے شریک ہوجاتے ہیں کہ خامۂ تقدیر کولوحِ محفوظ پر لکھتے ہوئے ہرلحظہ دیکھتے، دل کے خیالات کوجانتے، اس عالم کوصبح وشام تھامتے، سنبھالتے اور عالمِ امرمیں ذاتِ خداوندی کا آلہ بن جاتے ہیں (ص:۲۰۱)

یہی وہ مقام ہے جس پر پہنچنے کے بعد پھروہ کہتے ہیں، اے جماعت انبیاء تمہیں صرف نبی کا لقب دیا گیا اورہمیں وہ کچھ دیا گیا جس سے تم محروم ہی رہے، (ص:۲۰۳)

اہل تصوف کے دین میں اللہ تعالیٰ کی یہ ساری ہدایت جوقرآن وسنت میں بیان ہوئی ہے، درحقیقت لوگوں کی اصلاح کے لیے ایک عمومی ضابطہ ہے جس سے زیادہ سے زیادہ اگرکوئی چیز حاصل کی جاسکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ظلم اورآخرت کے عذاب سے نجات پالیں، رہا اس سے آگے خواص اوراخص الخواص کے مراتب فناء وبقاء اورتمکین تام تک پہنچنے کا طریقہ تو یہ ہدایت نہ اس کے لیے آئی ہے، اورنہ اس طرح کی کوئی چیز اس میں کسی شخص کوکبھی تلاش کرنی چاہیئے (ص:۲۰۶)

www.besturdubooks.net

چنانچہ اس تصور کے تحت اوراد و اشغال اور چلوں اور مراقبوں کی ایک پوری شریعت ہے جو خدا کی شریعت سے آگے اور قرآن وسنت سے باہر، بلکہ ان کے مقاصد کے بالکل خلاف ان اہل تصوف نے طریقت کے نام سے رائج کرنے کی کوشش کی ہے، اور اس کے بارے میں وہ برملا کہتے ہیں کہ اس کا علم جس طرح ہمارے مشائخ سے تعلق پیدا کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے، اس طرح کسی دوسرے طریقے سے اس کا حصول اب لوگوں کے لیے آسان نہیں رہا (ص:۲۰۹)

یہ چند بنیادی نکات ہیں، ہماری یہ تحریر اس موضوع پر کسی مفصل بحث کے لیے نہیں ہے تاہم ان چند نکات ہی سے پوری طرح واضح ہے کہ تصوف فی الواقع ایک متوازی دین ہے جسے دینِ خداوندی کی روح اور حقیقت کے نام سے اس امت میں رائج کرنے کی کوشش کی گئی ہے (ص:۲۱۰، طبع ۱۹۹۳)

(برہان، ص:۱۸۱ تا ۲۱۰، طبع ششم فروری ۲۰۰۹ء جاوید احمد غامدی)

(۱۶)......حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

نواسہ رسول ﷺ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اقدامِ خروج کے متعلق سوال کے جواب میں غامدی صاحب فرماتے ہیں (یزیدی) حکومت نے ایسے عفو و درگزر سے کام لیا جس کی مثال نہیں ملتی (بحوالہ ماہنامہ ''ساحل'' کراچی، ص۶۲، ۶۳، مئی 2007ء......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر ان کے ساتھ کے لوگوں نے حملہ کر دیا تھا (ایضاً......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ اب تک سنا کہا گیا ہے وہ لوگوں کا مکروہ پروپیگنڈہ ہے جو تحقیق کے کسی معیار پر پورا نہیں اترتا، جس میں افسانہ تراشی کی گئی ہے (ایضاً......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ بغاوت کر کے آئے تھے (ایضاً......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

شہداء کربلا اور شہادت حسین رضی اللہ عنہ سو فیصد افسانہ تراشی ہے (ایضاً......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

(۱۷) مرد و عورت کی گواہی:

(۱)　ثبوتِ جرم کے لیے قرآن مجید نے کسی خاص طریقے کی پابندی لازم نہیں ٹھہرائی، اس لیے یہ بالکل قطعی ہے کہ اسلامی قانون میں جرم ان سب طریقوں سے ثابت ہوتا ہے جنہیں اخلاقیاتِ قانون میں مسلمہ طور پر ثبوتِ جرم کے طریقوں کی حیثیت سے قبول کیا جاتا ہے، اور جن کے بارے میں عقل تقاضا کرتی ہے کہ ان سے اسے ثابت ہونا چاہیئے، چنانچہ حالات، قرائن، طبی معائنہ، پوسٹ مارٹم، انگلیوں کے نشانات، گواہوں کی شہادت، مجرم کے اقرار، قسم، قسامہ اور اس طرح کے دوسرے تمام شواہد سے جس طرح جرم دنیا میں ثابت ہوتے ہیں، اسلامی شریعت کے جرائم بھی ان سے بالکل اسی طرح ثابت قرار پاتے ہیں۔

www.besturdubooks.net

اس سے مستثنیٰ صرف دو صورتیں ہیں۔

اول یہ کہ کوئی شخص کسی ایسے شریف اور پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگائے جس کی حیثیت عرفی بالکل مسلم ہو، اس صورت میں قرآن کا اصرار ہے کہ اسے ہر حال میں چار عینی گواہ پیش کرنا ہوں گے۔

دوم یہ کہ کسی معاشرے میں اگر قحبہ عورتیں ہوں تو ان سے نمٹنے کے لیے قرآن مجید کی رو سے یہی کافی ہے کہ چار مسلمان گواہ طلب کیے جائیں، جو اس بات کی گواہی دیں کہ فلاں فی الواقع زنا کی عادی ایک قحبہ عورت ہے۔

ان دو مستثنیات کے سوا اسلامی شریعت ثبوتِ جرم کے لیے عدالت کو ہرگز کسی خاص طریقے کا پابند نہیں کرتی، لہذا حدود کے جرائم ہوں یا ان کے علاوہ کسی جرم کی شہادت، ہمارے نزدیک یہ قاضی کی صوابدید پر ہے کہ وہ کس کی گواہی قبول کرتا ہے اور کس کی گواہی قبول نہیں کرتا، اس میں عورت اور مرد کی تخصیص نہیں ہے، عورت اگر اپنے بیان میں الجھے بغیر واضح طریقے پر گواہی دیتی ہے تو اسے محض اس وجہ سے رد نہیں کر دیا جائے گا کہ اس کے ساتھ کوئی دوسری عورت یا مرد موجود نہیں۔

یہ واضح رہے کہ ہمارے فقہاء کا استدلال، ہمارے نزدیک دو وجوہ سے محلِ نظر ہے۔

ایک یہ کہ واقعاتی شہادت کے ساتھ اس آیت کا سرے سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ دستاویزی شہادت کے متعلق ہے۔

دوسری یہ کہ آیت کے موقع ومحل اور اسلوب بیان میں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اسے قانون وعدالت سے متعلق قرار دیا جائے، اس میں عدالت کو مخاطب کر کے یہ بات نہیں کہی گئی، اس کے مخاطب ادھار کا لین دین کرنے والے ہیں۔

اس زمانے میں بعض لوگوں نے فقہاء کے اسی موقف کے حق میں سورۂ نور کی آیت ۱۴، اور سورۂ نساء کی آیت ۱۵ بالترتیب "**اربعة شهداء او اربعة منكم**" سے بھی استدلال کیا ہے، یہ بظاہر عربیت کے قواعد پر مبنی ایک دلیل ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ علم واستدلال کی دنیا میں عربیت سے اس قدر اجنبی کوئی چیز شاید ہی کسی شخص نے کبھی دیکھی ہو (۱۹۸۷ء) (برہان، ص: ۲۵ تا ۳۴ طبع ششم فروری ۲۰۰۹ء)

(۲)　سوال:　غامدی صاحب کے نزدیک حدود آرڈیننس کا نیا بل شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ (عاقب خلیل خان)

جواب:　غامدی صاحب اس بل سے متفق نہیں ہیں ان کے نزدیک اس بل میں شریعت کی رہنمائی سے شدید انحراف موجود ہے، وہ اس بل میں موجود جن باتوں کو شریعت کی رہنمائی سے مختلف محسوس کرتے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

www.besturdubooks.net

(۱)　اس بل میں مسلم اور غیر مسلم کی گواہی اور مرد وعورت کی گواہی میں فرق کیا گیا ہے، ان کے خیال میں یہ چیز شریعت سے ثابت نہیں ہے۔

(۲)　اس بل کے مطابق زنا کی سزا سو کوڑے اور زنا بالجبر کی سزا موت ہے، جب کہ غامدی صاحب کے نزدیک جرم کی دو نوعیتیں ہیں، ایک اس کی سادہ شکل ہے، جیسے زنا یا چوری اور دوسری وہ شکل ہے جس میں مجرم قانون کے خلاف قوت سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے، اس صورت میں زنا، زنا بالجبر کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور چوری، ڈاکے کی شکل اختیار کر لیتی ہے (اشراق، فروری ۲۰۰۹ء، ص: ۶۹ ...... محمد رفیع مفتی)

(۱۸)......نصاب زکوٰۃ میں تبدیلی کا حق:

(۱)　ریاست اگر چاہے تو حالات کی رعایت سے کسی چیز کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے، اور جن چیزوں سے زکوٰۃ وصول کرے ان کے لیے عام دستور کے مطابق کوئی نصاب بھی مقرر کر سکتی ہے (قانون عبادات، ص ۱۱۹، طبع اپریل، 2005ء......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

(۲)　سوال:　کیا ریاست زکوٰۃ کے نصاب میں تبدیلی کر سکتی ہے؟ (اے کے فریدی)

جواب:　استاد محترم غامدی صاحب کی تحقیق کے مطابق زکوٰۃ کے نصاب میں ریاست اجتہاد کر سکتی ہے، لہٰذا ریاست جو نصاب بھی طے کر دے گی، اس سے کم مال یا پیداوار پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی، وہ اپنی کتاب "قانون عبادات" میں زکوٰۃ کے حوالے سے بعض غلط فہمیوں کے دور کرنے کے لیے یہ لکھتے ہیں کہ

چند باتیں مزید واضح رہنی چاہئیں، ریاست اگر چاہے تو حالات کی رعایت سے کسی چیز کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے اور جن چیزوں سے زکوٰۃ وصول کرے، ان کے لیے عام دستور کے مطابق کوئی نصاب بھی مقرر کر سکتی ہے، روایتوں میں بیان ہوا ہے کہ نبی ﷺ نے اسی مقصد سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ نہیں لی اور مال مواشی اور زرعی پیداوار میں اس کا نصاب مقرر فرمایا، یہ نصاب درج ذیل ہے،

مال میں ۵ اوقیہ/۶۴۲ گرام چاندی　　پیداوار میں ۵ وسق/۶۵۳ کلوگرام کھجور　　مواشی میں ۵ اونٹ، ۳۰ گائیں اور ۴۰ بکریاں

آپ کا ارشاد ہے "قد عفوت عن الخیل والرقیق" (میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے) اسی طرح فرمایا ہے۔

"لیس فیما دون خمسة اوسق من التمر صدقة، ولیس فیمادون خمس اواق من الورق صدقة، ولیس فیمادون خمس ذودمن الابل صدقة"

......(المؤطا، رقم ۵۷۸)

www.besturdubooks.net

۵ وسق سے کم کھجور میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے ۵ اوقیہ سے کم چاندی میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے اور ۵ سے کم اونٹوں میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے (۱۳۰،۱۳۱)

نبی ﷺ سے یہ الفاظ واضح طور پر یہ بتا رہے ہیں کہ یہ نصاب نبی کریم ﷺ نے اللہ کا رسول ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ عرب کی ریاست کا فرماں روا ہونے کی حیثیت سے مقرر فرمایا تھا، چنانچہ اگر ریاست محسوس کرے تو وہ اس میں تبدیلی کرسکتی ہے (اشراق، جون ۲۰۰۸ء ص: ۶۴ ...... محمد رفیع مفتی)

(۱۹) ...... یہود و نصاریٰ کے لیے نبی کریم ﷺ پر ایمان:

سوال: سورۂ بقرہ آیت ۶۲ اور سورۂ مائدہ کی آیت ۶۹، جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان، عیسائی، یہودی اور صابی جو بھی اللہ پر ایمان رکھے گا، یومِ حساب سے ڈرے گا اور نیک کام کرے گا، اس کے لیے اس کے رب کے پاس اجر ہوگا اور وہ ایسی زندگی میں ہوگا جس میں نہ کوئی خوف ہوگا، اور نہ کوئی غم، ان آیات سے کیا مراد ہے؟ کیا یہود و نصاریٰ اور صائبین یا کسی بھی غیر مسلم کے لیے نبی ﷺ پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے؟ (غلام یاسین)

جواب: یہ دونوں آیات دراصل، ایک ہی بات بیان کر رہی ہیں اور وہ یہ کہ انسان کے لیے بخشش کا اصل معیار اللہ اور آخرت پر ایمان اور عمل صالح ہے، اگر کوئی شخص ان پر پورا اترتا ہے اور اس نے کوئی ایسا جرم بھی نہیں کیا جو اس کے ایمان کے لازمی تقاضے کے خلاف ہو تو پھر اس کی بخشش ہوجائے گی (اشراق، جون ۲۰۰۸ء، ص: ۷۰ ...... محمد رفیع مفتی)

(۲۰/۲۱)

سوال: غامدی صاحب نے موسیقی کے بارے میں کہا تھا کہ یہ کوئی برا عمل نہیں ہے کہ اگر اسے صحیح استعمال کیا جائے، ایک تو انہوں نے موسیقی اور شاعری کو ایک ہی پیمانے میں ڈال دیا، پھر مجھے یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ موسیقی کا صحیح استعمال کیا ہے؟ (طارق بن یامین)

جواب: موسیقی کے حوالے سے آپ کا اشکال یہ ہے کہ موسیقی کا صحیح استعمال کیا ہے، گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ موسیقی کی رائج صورتوں میں تو قباحت ہی قباحت نظر آتی ہے، یہ درست ہے کہ گانوں کی شکل میں جو موسیقی ہر جگہ سنی سنائی جا رہی ہے، اسے نا قابل قبول قرار نہیں دیا جاسکتا، ہمارے نزدیک بھی اس طرح کی موسیقی سے پرہیز ہی کرنا چاہیئے، لیکن دین کے ایک عالم کو اصولی بات بھی بتانا پڑتی ہے، اصولاً موسیقی کو ناجائز قرار دینے کی کوئی دلیل نہیں ہے، البتہ موسیقی کے عمومی استعمال میں قباحت موجود ہے، اسے سامنے رکھتے ہوئے استاد محترم ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ اگر استعمال درست نہ ہو تو یہ گناہ ہے، جائز موسیقی کی بعض صورتیں ہمارے ہاں بھی موجود ہیں، جیسے جنگی اور ملی ترانے،

www.besturdubooks.net

حمدیہ اور نعتیہ کلام ،اچھے مضامین کی حامل غزلیں اور نظمیں جنہیں آلات موسیقی کے ساتھ فن موسیقی کے مطابق گایا جاتا ہے،موسیقی کے صحیح استعمال کی مثالیں ہیں ۔(اشراق ،فروری ۲۰۰۸ء ص:۶۹......طالب محسن)

اسلام میں موسیقی:

سوال: کیا اسلام میں موسیقی حرام ہے؟(عبدالرحمٰن میمن)

جواب: اسلام میں موسیقی حرام نہیں ہے،البتہ اگر موسیقی کے ساتھ کچھ حرام چیزیں (شراب،وکباب اورفحش رقص وسرور وغیرہ) شامل ہوجائیں تو پھر وہ حرام ہوگی ،اسی طرح اگر موسیقی کی دھن ہی ایسی ہے کہ وہ انسان کے اندر سفلی جذبات پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے تو ایسی موسیقی بھی اپنی دھن کی شناعت کے درجے کے مطابق مکروہ یا حرام ہوگی ،اگر معاملہ یہ ہے کہ نہ موسیقی کی دھن وغیرہ میں کوئی خرابی ہے اور نہ اس کے ساتھ کسی حرام چیز ہی کی آمیزش ہے تو پھر اس صورت میں موسیقی جائز ہوگی ،لیکن اس جائز موسیقی کا بھی ایک مسئلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں زیادہ اشتغال انسان کے تزکیے کے عمل کو خراب کرتا ہے اور اسے خدا سے غافل کرتا ہے،چنانچہ یہی وجہ ہے کہ موسیقی میں اشتغال کو اشتغال بالادنی (کم درجے کی چیز میں مشغول ہونا) سے تعبیر کیا گیا ہے،چنانچہ موسیقی جائز تو ہے،لیکن اس درج بالا ساری بات کے مطابق ہی موسیقی کے جواز کا مفہوم طے کرنا چاہیئے ۔(اشراق ،جولائی ۲۰۰۸ء ص:۶۷......محمد رفیع مفتی)

اسلام میں تصویر اور موسیقی:

سوال: تصویر اور موسیقی کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے؟(عدنان اکرم)

جواب: اسلام میں تصویر اور موسیقی بذات خود حرام نہیں ہیں ،البتہ ان کے ساتھ اگر کوئی آلائش لگی ہوئی ہو تو وہ انہیں مکروہ یا حرام بنا دیتی ہے،مثلاً فحش تصاویر بنانا حرام ہے،مشرکانہ تصاویر اور مجسمے بنانا حرام ہے،اسی طرح وہ موسیقی جو سفلی جذبات پیدا کرتی ہے یا وہ جس کے ساتھ شراب وکباب کی محفلیں برپا ہوتی ہیں وہ حرام ہے ، تصویر اور موسیقی کے بارے میں حدیثوں میں جو کچھ آیا ہے وہ اسی حوالے سے آیا ہے۔(اشراق ،مارچ ،۲۰۰۹ء ص:۶۹......محمد رفیع مفتی)

(۲۲)......بیمہ:

بیمہ یا انشورنس ایک نوعیت کا عقد معاونت ہے جس میں لوگ ایک متعین رقم بالاقساط اس لیے ادا کرتے ہیں کہ ان میں کسی کے جان ومال کو کوئی نقصان پہنچے تو لوگوں کی جمع شدہ رقوم سے ایک مقررہ قاعدے کے مطابق اس کے نقصان کا ازالہ کر دیا جائے ، یہ رقوم کبھی واپس نہیں کی جاتیں ، بلکہ جو افراد یا ادارے یہ ذمہ داری اٹھاتے ہیں ،انہیں

www.besturdubooks.net

اس عقد معاونت کے شرکاء یہ حق بھی دیتے ہیں کہ اپنی اس خدمت کے معاوضے میں ان کی جمع شدہ رقوم کو وہ جس طرح چاہیں استعمال کر سکتے ہیں۔

یہ ایک غیر معمولی سکیم ہے جو نقصانات کے ازالے اور مشکل حالات میں لوگوں کی معاونت کے لیے مرتب کی گئی ہے، اس کی افادیت اب ہر جگہ تسلیم کی جاتی ہے، اس میں بظاہر کوئی قباحت نظر نہیں آتی، لیکن علماء بالعموم اسے حرام قرار دیتے ہیں، ان کی طرف سے جو تین اعتراضات اس اسکیم پر کیے گئے وہ یہ ہیں:

(۱) یہ سود ہے اور سود اسلامی شریعت میں ممنوع ہے۔

(۲) یہ جوا ہے اور جوا بھی اسلامی شریعت میں ممنوع ہے۔

(۳) اس میں غرر، غبن، اور جہالت ہے جن کے ساتھ کوئی معاہدہ جائز نہیں۔

یہ تینوں اعتراضات، غور کیجئے تو بالکل بے بنیاد ہیں (اشراق، جون ۲۰۱۰ء، ص:۲...... جاوید احمد غامدی)

(۲۳)...... میراث، وصیت:

سوال: ہم چار بھائی اور چار بہنیں ہیں، میری بڑی بہن (نسرین) آٹھ سال کی عمر میں ۱۹۴۶ء میں فوت ہو گئیں، میرا سوال یہ ہے کہ کیا سلیمہ، سلمان اور عدنان کا میرے باپ کی جائیداد میں حصہ ہے اور اگر ہے تو کتنا؟ (شاہد افضال)

جواب: آپ کا سوال سادہ لفظوں میں یہ ہے کہ جو بیٹا والد کی موجودگی میں فوت ہو جائے کیا اس کی اولاد دادا کی وراثت کی حقدار ہے؟

قرآن مجید میں جب وراثت کا حکم بیان ہوا تو اس میں اولاد، والدین، بیوی شوہر اور بہن بھائیوں کے حصے بیان ہوئے ہیں، ان حصوں کو بیان کرنے کے لیے انہی الفاظ کے عربی مترادفات آئے ہیں، میری مراد یہ ہے کہ یتیم پوتے کی وراثت کا براہ راست ذکر نہیں ہے، ہمارے نزدیک اس کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ یہ پوتا اپنے والد کے حصے کا حقدار نہ ہو، آپ نے جو صورت حال لکھی ہے، اس سے غالباً آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انہیں وراثت کے اس مال کی ضرورت نہیں ہے، یا آپ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ باقی لوگ ان کے مقابلہ میں زیادہ مستحق ہیں، معاملہ کچھ بھی ہو اس سے قانون وراثت کا کوئی تعلق نہیں ہے، ہمارے نزدیک آپ کے بھتیجے اور بھابھی آپ کے والد کی وراثت میں اپنے والد یعنی آپ کے بھائی کے حصے کے حقدار ہیں۔ (اشراق، مارچ ۲۰۰۸ء ص:۶۳...... طالب محسن)

www.besturdubooks.net

یتیم پوتے کی وراثت:

اولاد کے معاملے میں ایک صورت یہ بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ ایک یا چند بچے آدمی کی زندگی میں مرجائیں اور ایک یا چند بچے اس کے مرنے کے بعد زندہ ہوں، فقہاء کا اجتہاد یہ ہے کہ اس صورت میں جو بچے مر گئے ہوں، ان کی اولاد کو دادا کی میراث نہیں پہنچے گی، اپنے چچاؤں کے ہوتے ہوئے وہ اس سے محروم کر دیے جائیں گے، الا یہ کہ دادا ان کے حق میں وصیت کرے، دور حاضر میں بعض اہل علم نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ فقہاء کا یہ اجتہاد درست معلوم نہیں ہوتا، پوتا بمنزلہ اولاد ہے، اس لیے بیٹے کی وفات کے بعد اس کو وہ حصہ ملنا چاہیئے جو اس کا باپ زندہ ہوتا تو اسے ملتا، ہمارے نزدیک یہی رائے صحیح ہے۔ (اشراق، جون ۲۰۱۱ء، ص:۲...... جاوید احمد غامدی)

وصیت کا حق:

تقسیم وراثت کا جو قانون قرآن میں بیان ہوا ہے اس میں بار بار تاکید کی گئی ہے کہ یہ تقسیم اس وصیت کے بعد ہے جو مرنے والا کسی کے لیے کرتا ہے، اس پر دو سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

ایک یہ کہ وصیت کے لیے کوئی حد مقرر کی گئی ہے یا آدمی جس کے لیے جتنی چاہے وصیت کر سکتا ہے؟

دوسرا یہ کہ وصیت کیا ان لوگوں کے حق میں بھی ہو سکتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے میت کا وارث ٹھہرایا ہے؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ میں کسی تحدید کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے علی الاطلاق فرمایا ہے کہ یہ تقسیم مرنے والے کی وصیت پوری کرنے کے بعد کی جائے گی، زبان و بیان کے کسی قاعدے کی رو سے اس اطلاق پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ بات تو بالکل قطعی ہے کہ ان کے لیے وصیت بر بنائے رشتہ داری نہیں ہو سکتی، مگر انہی وارثوں کی کوئی ضروریات یا ان میں سے کسی کی کوئی خدمت یا اسی نوعیت کی کوئی دوسری چیز تقاضا کرے تو وصیت یقیناً ہو سکتی ہے، اس میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ (۲۰۰۸ء) (مقامات، ص ۱۴۰، طبع اول نومبر ۲۰۰۸ء)

ii۔ فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ لڑکیوں کے حصے بہر صورت پورے ترکے میں سے دیے جائیں گے، ان حضرات کی یہی غلطی ہے جس کی وجہ سے انہیں عول کا وہ عجیب و غریب قاعدہ ایجاد کرنا پڑا ہے جس کو ماہرین فقہ و قانون کی بوالعجبیوں میں قیامت تک بلند ترین مقام حاصل رہے گا، کسی شخص نے کبھی علمی دنیا کے اعجوبوں کی تاریخ مرتب کرنا شروع کی تو ہمیں یقین ہے کہ ہمارے علم میراث کی یہ یادگار اس میں سر فہرست ہو گی۔

حیرت ہوتی ہے کہ اسلوب بیان کی نزاکتوں کو سمجھنے اور آیات پر غور و تدبر کرنے کی بجائے ان حضرات نے یہ

www.besturdubooks.net

چیستان اللہ تعالیٰ سے منسوب کردیا ہے،اوراس کی دریافت کا سہرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر باندھا ہے (میزان:50،نیا ایڈیشن......بحوالہ عمار خان کا نیا اسلام،ص:۱۴)

(۲۴)......سور:

ان علاقوں میں جہاں سور کا گوشت بطور خوراک استعمال نہیں کیا جاتا وہاں اس کی کھال اور دوسرے جسمانی اعضاء کو تجارت اور دوسرے مقاصد کے لیے استعمال کرنا ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا۔(ماہنامہ اشراق،ص۷۹،شمارہ اکتوبر 1998ء......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

یہ سب چیزیں (خون،مردار،سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ) جس طرح کہ قرآن کی ان آیات میں واضح ہے صرف خوردونوش کے لیے حرام ہیں، رہے ان کے دوسرے استعمالات تو وہ بالکل جائز ہیں (میزان،ص۳۲۰،طبع دوم،اپریل 2002ء......بحوالہ غامدیت کیا ہے؟)

(۲۵)......سنت:

سنت دینِ ابراہیمی کی وہ روایت جسے نبی ﷺ نے اس کی تجدید واصلاح کے بعد اور اس میں بعض اضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہے (میزان،ص:۱۴،طبع مئی ۲۰۱۴ء)

یعنی مشرکینِ مکہ اور یہود و نصاریٰ کے طریقے،اس کی وضاحت اگلی عبارت میں موجود ہے (ناقل) قرآن کے بعد نہیں بلکہ قرآن سے مقدم ہے،(یعنی یہود و نصاری کے طریقے قرآن پر حاکم ہیں (ناقل) اس لیے وہ لازماً اس کے حاملین کے اجماع وتواتر ہی سے اخذ کی جائے گی،یعنی دین کو مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ سے اخذ کیا جائے گا (ناقل) قرآن میں اس کے جن احکام کا ذکر ہوا ہے،،ان کی تفصیلات بھی اسی اجماع وتواتر پر مبنی روایت یعنی یہود ونصاریٰ اور مشرکین کی روایت (ناقل) سے متعین ہوں گی،انہیں قرآن سے براہ راست اخذ کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی (میزان،ص:۴۷،طبع مئی ۲۰۱۴ء)

مطلب یہ ہوا کہ اگر قرآن میں کوئی ایسی بات آگئی جو مشرکین یا یہود و نصاریٰ کے فکر وعمل کے خلاف ہے تو قرآن کی بناء پر ان کفار کے فکر وعمل کو نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ ان کفار کے فکر وعمل کی بناء پر قرآن کو چھوڑ دیا جائے گا (ناقل)

غامدی صاحب کے کچھ مزید خیالات:

اسلام میں پردے کا حکم:

سوال: پردے کے بارے میں صحیح نقطہ نظر کیا ہے؟ (صبیحہ خان)

www.besturdubooks.net

جواب: بالغ عورت کے لیے پردے کا وہ تصور جو ہمارے ہاں پایا جاتا ہے یہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، چنانچہ یہ بات غلط ہے کہ عورت کو نامحرموں سے اپنا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں لازماً چھپانا چاہیئے، صحیح بات یہ ہے کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو ان کے میل جول کے موقعوں کے حوالے سے کچھ ضروری آداب سکھائے گئے ہیں، ان آداب کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ نور میں موجود ہے، ان میں غض بصر، شرم گاہوں کی حفاظت اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کرنے کا حکم تو موجود ہے، لیکن نامحرموں سے اپنے چہرے ڈھانکنے کا حکم موجود نہیں ہے۔

چنانچہ ایک مسلمان خاتون نامحرموں کے سامنے اپنا چہرہ اور ہاتھ پاؤں کھلے رکھ سکتی ہے، اس کے علاوہ وہ ایسا لباس اور چادر وغیرہ پہنے گی جس سے اس کی زینتیں ہرگز ظاہر نہ ہوں، چہرہ کھلا رکھنے کا مطلب بھی یہ نہیں ہے کہ عورت کو چہرے کی زینتیں جان بوجھ کر نمایاں کرنے اور دکھانے کی اجازت دے دی گئی ہے، نہیں بلکہ جس چیز کی اجازت دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ چہرے اور ہاتھوں وغیرہ کی حد تک جو زینت عام طور پر ظاہر ہو جایا کرتی ہے، اسلام میں اس کو روا رکھا گیا ہے، چنانچہ کوئی عورت چہرے کی زینت کو بھی جان بوجھ کر ظاہر نہیں کر سکتی۔

سورۂ نور کے علاوہ سورۂ احزاب میں نبی کریم ﷺ کی ازواج کے حوالے سے بعض احکام دیے گئے ہیں، ان میں یہ بات موجود ہے کہ اگر کسی کو ان سے کوئی چیز مانگنی ہے تو وہ پردے کی اوٹ سے مانگے، لیکن یہ اور اس طرح کے کچھ اور احکام اصلاً آپ کی ازواج ہی کے ساتھ خاص تھے، جیسا کہ سورۂ احزاب کے اپنے الفاظ سے پتا چلتا ہے، اسی سورۂ نور میں مدینے میں موجود منافقین کی شرارتوں سے بچنے کی غرض سے مسلمان عورتوں کو باہر نکلتے ہوئے اپنے اوپر بڑی چادر لینے کا حکم دیا گیا، سورۃ کے الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ یہ حکم اسی صورت حال سے نبٹنے کے لیے ایک حل کے طور پر دیا گیا تھا، اسے سورۂ نور میں موجود احکام کی طرح شریعت کا مستقل حصہ نہیں بنایا گیا تھا، پردے کے معاملے میں علمائے امت میں اختلاف اس وجہ سے پیدا ہوا کہ انہوں نے ان سب احکام کو بالواسطہ طور پر پوری امت سے متعلق سمجھ لیا ہے۔ (اشراق، اگست ۲۰۰۸ء، ص: ۵۹......محمد رفیع مفتی)

پردہ:

سوال: اسلام میں عورتوں کے حجاب کے حوالے سے کیا تصور پایا جاتا ہے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ وہ نامحرم افراد سے اپنے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کو چھپائیں اور ان کے ساتھ درشتی سے بات کیا کریں؟ (محمد کامران)

جواب: بالغ عورت کے لیے پردے کا وہ تصور جو ہمارے ہاں پایا جاتا ہے، یہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، چنانچہ یہ بات غلط ہے کہ عورت کو نامحرموں سے اپنا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں لازماً چھپانا چاہیئے، اسی طرح یہ بات بھی غلط ہے کہ عورت کو مردوں کے ساتھ درشتی سے بات کرنی چاہیئے، مزید تفصیل کے لیے آپ غامدی صاحب کی

www.besturdubooks.net

تصنیف ''میزان'' کے باب ''قانون معاشرت'' میں مرد و زن کا اختلاط کی بحث کا مطالعہ کر سکتے ہیں (اشراق، اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص: ۶۳......محمد رفیع مفتی)

اسلام میں پردے کے احکام:

سوال: اسلام میں پردے کے اصل احکام کیا ہیں؟

جواب: میں پردے کی بجائے آداب کا لفظ زیادہ موزوں سمجھتا ہوں، یعنی اختلاط مرد و زن کے کچھ آداب ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں، پردے کا لفظ نہ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے اور نہ ہی حدیث میں، البتہ یہ ازواج مطہرات کے بارے میں ضرور استعمال ہوا ہے اور ان کے لیے اس کے بالکل الگ احکام ہیں جو سورۂ احزاب میں بیان ہوئے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت رسالت مآب ﷺ کے گھرانے کے لیے جو صورت حال پیدا کر دی گئی تھی، اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ خصوصی احکام دیے، انہی احکام کو بالعموم لوگ دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، لیکن قرآن نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ ان احکام کا عام مسلمان عورتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

عام مسلمان عورتوں کے لیے جو احکام دیے گئے ہیں، وہ سورۂ نور میں بڑی تفصیل سے بیان ہوئے ہیں، یہاں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی بات: مردوں اور عورتوں دونوں کو الگ الگ خطاب کر کے یہ بات کہی گئی ہے کہ اپنی نگاہوں پر پہرہ بٹھاؤ، عام حالات میں تو ہم جب کوئی حکم دیتے ہیں تو بس مذکر کے صیغے استعمال کر دیتے ہیں، وہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہوتا ہے، لیکن قرآن مجید نے وہاں اہتمام کیا اور یہ کہا کہ **"قل للمؤمنین، قل للمؤمنات"** اے پیغمبر آپ مسلمان مردوں سے یہ کہہ دیں، اے پیغمبر! آپ مسلمان عورتوں سے یہ کہہ دیں۔

دوسری بات: یہ ہے کہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، یعنی ان کے اندر ایک دوسرے کے لیے کوئی میلان پیدا نہیں ہونا چاہیے، لباس کا تمہیں خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ اعضاء کو نمایاں کرنے والا نہ ہو۔

تیسری بات: یہ کہی ہے کہ عورتوں کو اپنے سینوں کو بھی اچھی طرح ڈھانپ کر رکھنا چاہیئے۔

چوتھی بات: اور آخری بات بھی عورتوں ہی سے متعلق ہے اور وہ یہی ہے کہ عورتیں زیب و زینت کرتی ہیں، زیورات پہنتی ہیں، اگر وہ یہ پہنے ہوئے ہوں تو پھر ان کو چھپا کر رکھیں، صرف ہاتھ پاؤں اور چہرے کی زیبائش اس سے مستثنیٰ ہے، یہ بہت ہی قابلِ عمل اور بڑے ہی سادہ احکام ہیں، اگر آپ ان پر غور کریں تو ان میں ایک شرافت ہے جو پیدا کرنا مقصود ہے، یہی بات ہے جو قرآن میں بیان ہوئی ہے، اور رسالت مآب ﷺ نے حدیثوں میں بھی اسی کو بیان کیا ہے، اس سے زائد کوئی بات حدیث کے پورے ذخیرے میں نہیں ملتی (اشراق، نومبر ۲۰۰۹ء، ص: ۳۴......جاوید احمد غامدی)

www.besturdubooks.net

تین طلاق:

سوال: استمداد اور قربانی ونذر اور پکار (لغیر اللہ استغاثہ) دفعۃً تین طلاقوں کا تین ہونا، ہدہد اور نملہ کے لیے مرفوع احادیث بیان کریں (پرویز قادر)

جواب: تین طلاقوں کا ایک طلاق ہونا ایک فقہی بحث ہے، اس میں استدلال کا مدار کن روایات پر ہے، اس کا خلاصہ ابن رشد نے اپنی کتاب ''بدایۃ المجتہد'' میں بخوبی بیان کیا ہے، میں اسے آپ کے لیے نقل کر دیتا ہوں۔

ان کے استدلال کی بنیاد حضرت ابن عباسؓ کی حدیث پر بھی ہے، جس کی تخریج امام مسلم (رقم ۱۴۷۲) اور امام بخاری نے کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں حضرت ابوبکر صدیق کے دور میں اور حضرت عمر فاروق کی خلافت کے دو سالوں میں تین طلاقیں ایک ہی قرار دی جاتی تھیں، حضرت عمر فاروق نے تینوں کو نافذ کر دیا، ان حضرات کے استدلال کی بنیاد ابن اسحاق کی روایت پر بھی ہے جو انہوں نے عکرمہ سے بواسطہ ابن عباس بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیں اور اس پر انہیں شدید قلق ہوا اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے طلاق کس طرح دی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیں ہیں، آپ نے فرمایا کہ وہ تو ایک ہی طلاق ہے تم اس سے رجوع کرلو (ابوداؤد، رقم ۲۲۰۶: ابن ماجہ، رقم ۲۰۵۱) (اشراق، مئی ۲۰۰۸ء، ص: ۵۶ ...... طالب محسن)

غصہ میں دی گئی طلاق ثلاثہ:

سوال: میں نے اپنی بیوی کو شدید غصہ کی حالت میں تین طلاقیں دے دی ہیں، اب میں بہت پریشان ہوں کہ میں کیا کروں؟ ازراہ مہربانی آپ اس کے بارے میں اپنی رائے دیں۔ (محمد عمیر فیاض)

جواب: استاذ محترم جاوید احمد صاحب غامدی کے نزدیک غصہ سے مغلوب ہو کر دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''لا طلاق ولا عتاق فی غلاق'' (ابوداؤد، رقم ۱۲۹۳) غصے سے مغلوب ہو کر دی ہوئی طلاق مؤثر ہوتی ہے اور نہ غلام کی آزادی کا فیصلہ۔ (اشراق، جولائی ۲۰۰۸ء، ص: ۶۰ ...... محمد رفیع مفتی)

حج میں محرم کی شرط:

استاذ محترم غامدی صاحب کے نزدیک اس زمانے میں چونکہ عورت کے لیے سفر محفوظ ہو گیا ہے، لہٰذا غیر محفوظ سفروں کے زمانے میں محرم کے ساتھ ہونے کی جو ہدایت دی گئی تھی، ان حالات میں اب اس کا اطلاق نہیں ہوتا (اشراق، جولائی ۲۰۰۸ء، ص: ۶۸ ...... محمد رفیع مفتی)

www.besturdubooks.net

دوران نماز اردو میں تسبیحات:

رکوع اور سجدے میں اردو زبان میں دعائیں کی جاسکتی ہیں۔(اشراق، نومبر ۲۰۰۸ء، ص: ۶۵......محمد رفیع مفتی)

اپنی زبان میں نماز پڑھنا:

وہ اذکار اور دعائیں جو امام اور مقتدی اپنے طور پر پڑھتے ہیں وہ استاذ محترم جاوید احمد غامدی صاحب کی رائے کے مطابق اپنی زبان میں پڑھی جاسکتی ہیں۔(اشراق، جنوری ۲۰۱۰، ص: ۶۴......محمد رفیع مفتی)

وتر کا طریقہ:

وتر کی نماز کی رکعات لازماً طاق ہوتی ہیں، اس کی ادائیگی کا بہترین وقت تہجد ہی کا وقت ہوتا ہے، پڑھنے کا طریقہ کوئی خاص مختلف نہیں ہے، آپ تہجد کے نوافل چار، چھ، آٹھ، جتنے بھی پڑھنا چاہتے ہیں وہ پڑھیں، اس کے بعد وتر کی ایک، تین، یا جتنی طاق رکعتیں بھی آپ پڑھنا چاہیں وہ عام طریقے سے پڑھیں، سوائے اس کے کہ آخری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قرآن کی آیات کی تلاوت کے بعد تکبیر دوبارہ کہہ کر دوبارہ ہاتھ باندھیں اور دعائے قنوت پڑھیں، پھر رکوع میں چلے جائیں۔(اشراق، نومبر ۲۰۰۸ء، ص: ۶۵......محمد رفیع مفتی)

مرد وعورت کے مابین تفریق:

سوال: کیا دین نے عورتوں اور مردوں کے احکام میں فرق کیا ہے؟ بعض معاشروں میں عورتوں کے ساتھ تفریق کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے مثلاً سعودی عرب میں عورتیں گاڑی نہیں چلاسکتیں۔

جواب: اگر آپ، رسالت مآب ﷺ کے دور کا مطالعہ کریں تو ہمیں وہاں ایسی کوئی تفریق نظر نہیں آتی، اس طرح کی کوئی چیز نہ تورات میں ہے، نہ زبور و انجیل میں اور نہ ہی قرآن میں، قرآن مجید میں یہ بات کہیں بھی موجود نہیں کہ عورت گاڑی نہیں چلاسکتی یا اس کو اگر باہر شاپنگ کے لیے جانا ہے تو اسے کسی کے ساتھ لے جانے والے کا اہتمام کرنا ہوگا۔(اشراق، نومبر ۲۰۰۹ء، ص: ۳۱......جاوید احمد غامدی)

تبلیغی جماعت:

تبلیغی جماعت کئی پہلوؤں سے مفید اور کارآمد خدمات سرانجام دے رہی ہے، تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ کئی پہلوؤں سے تبلیغی جماعت کے کام میں بہتری لانے کی ضرورت ہے، ہمارے نزدیک اس میں سب سے اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ تبلیغی جماعت جس نصاب کی بنیاد پر عام لوگوں تک دین کی دعوت پہنچاتی ہے اس کا بڑا حصہ ضعیف اور موضوع روایات پر مشتمل ہے، اس سے بڑھ کر یہ کہ قرآن کریم کی شکل میں جو عظیم ترین نعمت ہمیں حاصل

www.besturdubooks.net

ہے،اس کو بنیاد بنا کر یہ کام نہیں کیا جارہا، ہمارے نزدیک قرآن کریم جب کسی دینی دعوت کی بنیاد نہ ہوتو ایسے دعوتی کام میں افراط وتفریط کا پیدا ہوجانا لازمی ہوجاتا ہے، جہاں ان لوگوں کا سوال ہے جو ٹی وی چینلز کو ذریعہ بنا کر دین کے حوالے سے کام کررہے ہیں توان کو بھی غلط نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔(اشراق، جنوری ۲۰۱۱ء،ص:۵۰......ریحان احمد یوسفی)

مردوعورت کی دیت میں عدم تفریق:

دیت کا جوقانون قرآن میں بیان ہوا ہے،اس کے متعلق یہ دوسوالات اس زمانے میں بہت کچھ موضوع بحث رہے ہیں۔

ایک یہ کہ کیا دیت کی کوئی مقدار شریعت میں مقرر کردی گئی ہے اوراس کے مطابق کیا مرد کے مقابلہ میں عورت کی دیت فی الواقع نصف ہے؟

دوسرا یہ کہ دیت کی حقیقت کیا ہے؟ یہ کیااس معاشی نقصان کا بدل ہے جو مجرم کی طرف سے مقتول کے وارثوں یا خود مجروح کو پہنچتا ہے یا جان یا عضو کی قیمت ہے یااس کے سوا کوئی تیسری چیز ہے؟

اس بحث سے یہ حقیقت پوری طرح مبرہن ہوجاتی ہے کہ اسلام نے دیت کی کسی خاص مقدار کا ہمیشہ کے لیے تعین کیا ہے نہ عورت اور مرد، غلام اور آزاد اور کافر اور مومن کی دیتوں میں کسی فرق کی پابندی ہمارے لیے لازم ٹھہرائی ہے ،اس کی مقدار،نوعیت اور دوسرے تمام امور میں قرآن کا یہی حکم ہے کہ معروف یعنی معاشرے کے دستور اور رواج کی پیروی کی جائے (برہان،ص:۹ تا ۲۴،طبع ششم،فروری ۲۰۰۹ء)

طلاق کا حق:

جس طرح یہ ذمہ داری مرد پر عائد ہوجاتی ہے کہ عورت اوراس کے بچوں کی تمام معاشی ضرورتیں اب وہ پوری کرے گا،اسی طرح عورت بھی پابند ہوجاتی ہے کہ اگر خدانخواستہ نباہ نہ ہوسکے تو علیحدگی کا کوئی اقدام وہ مرد سے معاملہ کیے بغیر نہ کرے، چنانچہ طلاق کی نوبت آجائے تو وہ طلاق دے گی نہیں بلکہ طلاق کا مطالبہ کرے گی ،عام حالات میں توقع یہی ہے کہ ہر شریف النفس آدمی نباہ کی کوئی صورت نہ پا کر یہ مطالبہ مان لے گا ،لیکن اگر ایسا نہ ہوتو عورت کیا کرے؟اس سوال کا کوئی جواب شریعت نے نہیں دیا بلکہ زندگی کے دوسرے معاملات کی طرح اسے ہمارے اجتہاد کے لیے چھوڑ دیا ہے۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ ریاست کی سطح پر یہ قانون بنادینا چاہئے کہ مطالبۂ طلاق کے بعد اگر شوہر نوے دن کے اندر طلاق نہیں دیتا تو نکاح آپ سے آپ فسخ ہوجائے گا ،اور اموال وملک سے متعلق اگر کوئی نزاع ہے تو فریقین

www.besturdubooks.net

عدالت سے رجوع کریں گے، دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اس وقت جو نکاح نامہ رائج ہے اس میں حق طلاق کی تفویض کا کالم ختم کر کے درج ذیل عبارت نکاح نامہ کی ابتداء میں درج کر دی جائے:

''یہ نکاح اس شرط کے ساتھ منعقد ہوا ہے کہ بیوی اگر کبھی تحریری طور پر طلاق کا مطالبہ کرے گی تو شوہر نوے دن کے اندر اندر اسے طلاق دینے کا پابند ہوگا، وہ اگر ایسا نہیں کرے گا تو یہ مدت گزر جانے کے بعد اس کی طرف سے بیوی پر آپ سے طلاق واقع ہو جائے گی (مقامات، ص ۱۴۷، طبع اول نومبر ۲۰۰۸ء)

سر کی اوڑھنی:

اس سے واضح ہے کہ سر کے معاملہ میں بھی پسندیدہ بات یہی ہونی چاہیئے اور بناؤ سنگھار نہ بھی کیا ہو تو عورتوں کو دوپٹا سر پر اوڑھ کر رکھنا چاہیئے، یہ اگرچہ واجب نہیں ہے لیکن مسلمان عورتیں جب مذہبی احساس کے ساتھ جیتی اور خدا سے زیادہ قریب ہوتی ہیں تو وہ یہ احتیاط لازماً ملحوظ خاطر رکھتی ہیں اور کبھی پسند نہیں کرتیں کہ کھلے سر اور کھلے بالوں کے ساتھ اجنبی مردوں کے سامنے ہوں۔ (مقامات، ص ۱۵۰، طبع اول نومبر ۲۰۰۸ء)

نیل پالش:

عورتیں اپنے ناخن کسی نہ کسی چیز سے رنگتی رہی ہیں، ہمارے زمانے میں اس کے لیے مختلف اقسام کی نیل پالش ایجاد ہوگئی ہے، مہندی وغیرہ کے برعکس اس کی موٹی تہ چونکہ ناخن پر جم جاتی ہے اس لیے یہ سوال پیدا ہوا کہ اس کے ساتھ وضو کا کیا کیا جائے؟ اس کے تین جواب دیے گئے ہیں۔

تیسرا یہ کہ اسے جرابوں کے مسح پر قیاس کرنا چاہیئے، چنانچہ نیل پالش اگر وضو کر کے لگائی گئی تو اتارنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کے اوپر ہی وضو کر لیا جائے گا، لیکن وضو کے بغیر لگائی ہے تو اس کو اتار کر وضو کرنا چاہیئے۔

ہمارے نزدیک یہی تیسرا مسلک قابل ترجیح ہے، یہ احتیاط کا مسلک ہے (مقامات، ص ۱۵۱، طبع اول نومبر ۲۰۰۸ء)

صحیح مسالک:

سوال: دین کے اعتبار سے کون کون سے مسالک صحیح ہیں؟

جواب: دین کے بارے میں جو مسالک، مکاتب فکر یا نقطہ ہائے نظر اس وقت موجود ہیں انہیں انسانوں ہی نے اپنے فہم کی روشنی میں قائم کیا ہے، ان میں سے کسی مکتب فکر کی ضروری نہیں کہ ہر بات صحیح ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر بات غلط ہو، علم وفکر کے اعتبار سے کسی بھی انسانی کاوش کو بالکلیہ صحیح نہیں کہا جا سکتا، میں جو دین آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اس کے بارے میں یہ دعویٰ ہرگز نہیں کر سکتا کہ یہ سارے کا سارا لازماً صحیح ہوگا، میری اپنی تاریخ

www.besturdubooks.net

مجھے بتاتی ہے کہ میں نے اپنی قائم کی ہوئی بہت سے آراء سے رجوع کیا ہے،اب سے پہلے کسی رائے کو میں اپنے علم وعقل کے مطابق صحیح سمجھتا تھا اور پورے یقین کے ساتھ اس کو بیان کرتا تھا،آج میں اپنے علم وعقل کی روشنی میں اس رائے کو غلط سمجھتا ہوں ،میرے ایمان ویقین کا معاملہ اصل میں میرے فہم کے ساتھ وابستہ ہے،اس معاملے میں صحیح رویہ یہی ہے کہ ہمیں ہروقت اپنے دل ودماغ کو کھلا رکھنا چاہیئے اوراپنی رائے کے تعصب میں مبتلانہیں ہونا چاہیئے ،چنانچہ مکاتب فکر کے بارے میں یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ فلاں مکتب فکر حقیقت کے زیادہ قریب ہے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں مکتب فکر سرتاپا حق ہے،حق کی حتمی حجت کی حیثیت صرف اورصرف اللہ کے پیغمبر کی بات کو حاصل ہے،اس کومعیار بنا کرآپ کسی بات کے رد یا قبول کا فیصلہ کرسکتے ہیں۔(سوال وجواب،ہٹس ۱۹۹۶،تاریخ اشاعت ۲۵ستمبر ۲۰۰۹ء......جاوید احمد غامدی)

دین اسلام کا غامدی ایڈیشن:

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے،کم وبیش ربع صدی کے مطالعہ وتحقیق سے میں نے اس دین کو جو کچھ سمجھا ہے وہ اپنی اس کتاب میں بیان کردیا ہے،اس کی ہر محکم بات کو پروردگار کی عنایت اورمیرے جلیل القدر استاذ امام امین احسن اصلاحی کے رشحات فکر سے اخذ واستفادہ کا نتیجہ سمجھیے ،اس میں کوئی کمزور بات نظر آئے تو اس کو میری کوتاہی علم پر محمول کیجئے ،(جاوید،المورد لاہور ۱۰/اپریل ۱۹۹۰ء،میزان،ص:۱۱،طبع ۲۰۱۴)

دین کا تنہا ماخذ:

دین اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جواس نے پہلے انسان کی فطرت میں الہام فرمائی اوراس کے بعد اس کی تمام ضروری تفصیلات کے ساتھ اپنے پیغمبروں کی وساطت سے انسان کو دی ہے،اس سلسلہ کے آخری پیغمبر محمد ﷺ ہیں، چنانچہ دین کا تنہا ماخذ اس زمین پر اب محمد ﷺ کی ذات والا صفات ہے،صرف انہی کی ہستی ہے کہ جس سے قیامت تک بنی آدم کو ان کے پروردگار کی ہدایت میسر ہوسکتی ہے،اور یہ صرف انہی کا مقام ہے کہ اپنے قول وفعل اورتقریر وتصویب سے وہ جس چیز کو دین قرار دیں وہی اب رہتی دنیا تک دینِ حق قرار پائے۔(میزان،ص:۱۳،طبع ۲۰۱۴ء)

توہینِ رسالت کی سزا:

توہینِ رسالت کی سزا کا جو قانون ریاست پاکستان میں نافذ ہے،اس کا کوئی ماخذ قرآن وحدیث میں تلاش نہیں کیا جاسکتا،اس لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ قانون کہاں سے اخذ کیا گیا؟اس سوال کے جواب میں بعض اہل علم نے فرمایا کہ یہ سورۂ مائدہ کی آیات ۳۳،۳۴ سے ماخوذ ہوسکتا ہے،ان کا یہ ارشاد ہے کہ مائدہ کی ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.net

نے محاربہ اور فساد فی الارض کی سزا بیان فرمائی ہے اور اس کے رسول کی توہین و تحقیر بھی محاربہ ہی کی ایک صورت ہے، آیات کا ترجمہ یہ ہے۔

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑیں گے اور زمین پر فساد برپا کرنے کی کوشش کریں گے، ان کی سزا پھر یہی ہے کہ عبرت ناک طریقے سے قتل کر دیے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں بے ترتیب کاٹ دیے جائیں، یا انہیں علاقہ بدر کر دیا جائے، یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے ایک بڑا عذاب ہے، مگر ان کے لیے نہیں جو تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کر لیں، سو (ان پر زیادتی نہ کرو) اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ بخشنے والا ہے اس کی شفقت ابدی ہے''۔

اس قانون کے ماخذ سے متعلق دوسرے نقطہ ہائے نظر کی طرح یہ رائے بھی ہمارے نزدیک محلِ نظر ہے۔

اول اس لیے کہ آیت میں ''یحاربون'' کا لفظ ہے، یہ لفظ تقاضا کرتا ہے کہ آیت میں جو سزائیں بیان ہوئی ہیں وہ اسی صورت میں دی جائیں جب مجرم سرکشی کے ساتھ توہین پر اصرار کرے، فساد انگیزی پر اتر آئے، دعوت وتبلیغ، تلقین ونصیحت اور بار بار کی تنبیہ کے باوجود باز نہ آئے، بلکہ مقابلہ کے لیے کھڑا ہو جائے، آدمی الزام سے انکار کرے یا اپنی بات کی وضاحت کر دے اور اس پر اصرار نہ کرے تو لفظ کے کسی مفہوم میں بھی اسے محاربہ یا فساد قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ثانیاً اس لیے کہ اقرار واصرار کے بعد بھی مجرم قانون کی گرفت میں آنے سے پہلے توبہ اور رجوع کر لے تو قرآن کا ارشاد ہے کہ اس پر حکم کا اطلاق نہیں ہوگا، چنانچہ فرمایا کہ توبہ کرنے والوں کو یہ سزائیں نہیں دی جا سکتیں، اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ کاروائی سے پہلے انہیں توبہ واصلاح کی دعوت دینی چاہیئے اور بار بار توجہ دلانی چاہیئے کہ وہ خدا اور رسول کے ماننے والے ہیں تو اپنی عاقبت برباد نہ کریں اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں، اور ماننے والے نہیں ہیں تو مسلمانوں کے جذبات کا احترام کریں اور اس جرمِ شنیع سے باز آ جائیں۔

ثالثاً اس لیے کہ آیت کی رو سے یہ ضروری نہیں کہ انہیں قتل ہی کیا جائے، اس میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ جرم کی نوعیت اور مجرم کے حالات تقاضا کرتے ہوں تو عدالت اسے کم تر سزا بھی دے سکتی ہے، چنانچہ فرمایا ہے کہ اس طرح کے مجرموں کو علاقہ بدر کر دیا جائے۔

اس وقت جو قانون نافذ ہے، ان میں سے کوئی بات بھی اس میں ملحوظ نہیں رکھی گئی، وہ مجرد شہادت پر سزا دیتا ہے، اس میں انکار یا اقرار کو بھی وہ اہمیت نہیں دی گئی جس کا آیت تقاضا کرتی ہے، سرکشی اور اصرار بھی ضروری نہیں ہے، دعوت وتبلیغ اور اس کے نتیجے میں توبہ اور اصلاح کی بھی گنجائش نہیں ہے، اس کی رو سے قتل کے سوا کوئی

www.besturdubooks.net

دوسری سزا بھی نہیں دی جاسکتی، علماء اگر آیت محاربہ کو قانون کا ماخذ مان کر اس کے مطابق ترمیم کے لیے راضی ہو جائیں تو اس سے اچھی بات کیا ہوسکتی ہے؟ اس کے نتیجہ میں وہ تمام اعتراضات ختم ہو جائیں گے جو اس وقت اس قانون پر کیے جا رہے ہیں، قرآن اس معاملہ میں بالکل واضح ہے کہ موت کی سزا کسی شخص کو دو ہی صورتوں میں دی جاسکتی ہے، ایک یہ کہ وہ کسی کو قتل کر دے، دوسرے یہ کہ ملک میں فساد برپا کرے اور لوگوں کی جان، مال و آبرو کے لیے خطرہ بن جائے، آیت محاربہ کے مطابق ترمیم کر دی جائے تو قرآن کا یہ تقاضا پورا ہو جائے گا، پھر یہی نہیں، قانون بڑی حد تک اُس نقطہ نظر کے قریب بھی ہو جائے گا جو فقہ اسلامی کے جلیل القدر امام ابو حنیفہ اور جلیل القدر محدث امام بخاری نے اختیار فرمایا ہے۔ ہمارے نزدیک یہی نقطۂ نظر اس معاملے میں قرینِ صواب ہے، ریاست پاکستان میں احناف کی اکثریت ہے، لیکن باعث تعجب ہے کہ قانون سازی کے موقع پر ان کی رائے یکسر نظر انداز کر دی گئی ہے، چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ موجودہ قانون قرآن کے بھی خلاف ہے، حدیث کے بھی خلاف ہے اور فقہائے احناف کی رائے کے بھی خلاف ہے، اسے لازماً تبدیل ہونا چاہیئے، یہ پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا باعث بن رہا ہے۔

(۲)

توہینِ رسالت کی سزا کے جو واقعات بالعموم نقل کیے جاتے ہیں، ان کی حقیقت بھی سمجھ لینی چاہیئے، ابورافع ان لوگوں میں سے تھا جو غزوۂ خندق میں قبائل کو مدینہ پر چڑھا لانے کا مجرم تھا، ابن اسحاق کے الفاظ میں **"فیمن حزب الاحزاب علی رسول الله ﷺ"** کعب بن اشرف کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد اس نے مکہ جا کر قریش کے مقتولین کے مرثیے کہے جن میں انتقام کی ترغیب تھی، مسلمان عورتوں کا نام لے کر تشبیب لکھی اور مسلمانوں کو اذیت پہنچائی، رسول اللہ ﷺ کی حکومت میں رہتے ہوئے آپ کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کرنے کی کوشش کی، یہاں تک کہ بعض روایتوں کے مطابق آپ کو دھوکے سے قتل کر دینا چاہا، عبداللہ بن خطل کو رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کی تحصیل کے لیے بھیجا، اس کے ساتھ ایک انصاری اور ایک مسلمان خادم بھی تھا، راستے میں حکم عدولی پر اس نے خادم کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا، پھر یہی نہیں، یہ تینوں خدا کے رسول کی طرف سے اتمام حجت کے باوجود آپ کی تکذیب پر مصر رہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ قانون قرآن میں جگہ جگہ بیان فرمایا ہے کہ رسولوں کے براہ راست مخاطبین عذاب کی زد میں ہوتے ہیں، چنانچہ معاندات پر اتر آئیں تو قتل بھی کیے جاسکتے ہیں۔

اس سے واضح ہے کہ یہ محض توہین کے مجرم نہیں تھے، بلکہ ان سب جرائم کے مرتکب بھی ہوئے تھے، لہٰذا انہی کی پاداش میں قتل کیے گئے، عبداللہ بن خطل ایک خونی مجرم تھا، اس کے بارے میں اسی بناء پر حکم دیا گیا کہ کعبے کے پردوں میں بھی چھپا ہوا ہو تو اسے قتل کر دیا جائے۔

www.besturdubooks.net

اسی طرح کے مجرم تھے جن کا ذکر سورۂ احزاب میں ہوا ہے، خدا کے پیغمبر سے مسلمانوں کو برگشتہ اور بدگمان کرنے اور اسلام اور مسلمانوں کی اخلاقی ساکھ بالکل برباد کردینے کے لیے یہ ان کی خانگی زندگی کے بارے میں افسانے تراشتے، بہتان لگاتے اور اسکینڈل پیدا کرتے تھے، ازواج مطہرات سے نکاح کے ارمان ظاہر کرتے تھے، مسلمانوں میں گھبراہٹ پھیلانے اور ان کے حوصلے پست کرنے کے لیے طرح طرح کی افواہیں اڑاتے تھے، مسلمان عورتیں جب رات کی تاریکی میں یا صبح منہ اندھیرے رفع حاجت کے لیے نکلتی تھیں، تو ان کے درپے آزار ہوتے اور اس پر گرفت کی جاتی تو اس طرح کے بہانے تراش کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے تھے کہ ہم نے تو فلاں اور فلاں لونڈی سمجھ کر ان سے فلاں بات معلوم کرنا چاہی تھی، ان کے بارے میں یہ سب چیزیں قرآن کے اشارات سے بھی واضح ہیں اور روایتوں میں بھی صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہی، چنانچہ فرمایا کہ مسلمان عورتیں اپنی کوئی چادر اوپر ڈال کر باہر نکلیں تا کہ لونڈیوں سے الگ پہچانی جائیں اور ان کو ستانے کے لیے یہ اس طرح کے بہانے نہ تراش سکیں، نیز فرمایا کہ یہ اشرار بھی متنبہ ہو جائیں کہ ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو عبرت ناک طریقے سے قتل کردیے جائیں گے۔

یہ منافق اگر (اس کے بعد بھی) اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور وہ بھی جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ بھی جو مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے ہیں، تو ہم ان کے خلاف تمہیں اٹھا کھڑا کریں گے، پھر وہ مشکل ہی سے تمہارے ساتھ رہ سکیں گے، ان پر پھٹکار ہوگی، جہاں ملیں گے پکڑے جائیں گے اور عبرت ناک طریقے سے قتل کردیے جائیں گے۔ (۳۳،۶۰،۶۱)

ان کے علاوہ جو واقعات سنائے جاتے ہیں، وہ اگر چہ سند کے لحاظ سے نا قابلِ التفات ہیں، لیکن بالفرض ہوئے ہوں تو ان کی نوعیت بھی یہی سمجھنی چاہیئے کہ منکرین کے سب وشتم سے ان کی معاندت پوری طرح ظاہر ہوجانے کے بعد رسولوں کی تکذیب کا وہ قانون ان پر نافذ کردیا گیا جو قرآن میں ایک سنت الٰہی کی حیثیت سے مذکور ہے، بعض مقتولین کے خون کو ہدر قرار دینے کی وجہ بھی یہی تھی "**لا یقتل مسلم بکافر**" اسی کا بیان ہے، علماء ان حقائق سے واقف ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کا اصرار ہے کہ ان واقعات سے وہ توہینِ رسالت کا قانون اخذ کریں گے۔

یہاں ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص اس قصے سے بھی استدلال کرنا چاہے جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فیصلہ تسلیم نہ کرنے پر انہوں نے ایک شخص کی گردن اڑا دی تھی، ہمارے علماء منبروں پر یہ واقعہ سناتے اور لوگوں کو بالواسطہ ترغیب دیتے ہیں کہ توہینِ رسالت کے مرتکبین کے ساتھ وہ بھی یہی سلوک کریں

www.besturdubooks.net

گے، مگر حقیقت یہ ہے کہ حدیث کے پہلے، دوسرے، یہاں تک کہ تیسرے درجے کی کتابیں بھی اس واقعے سے خالی ہیں، ابن جریر طبری ہر طرح کی تفسیری روایتیں نقل کر دیتے ہیں، مگر انہوں نے بھی اسے قابل اعتناء نہیں سمجھا، یہ ایک غریب اور مرسل روایت ہے جسے بعض مفسرین نے اپنی تفسیروں میں نقل ضرور کیا ہے، لیکن جن لوگوں کو علم حدیث سے کچھ بہرہ حاصل ہے انہوں نے وضاحت کر دی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی سند بالکل واہی ہے، اور ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم کی سندوں میں اس کا راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے، اس کے بارے میں یہ بات بالکل غلط ہے کہ مفسرین سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۵ کی شان نزول کے طور پر یہی واقعہ بیان کرتے ہیں، نساء کی آیت اگرچہ کسی شان نزول کی محتاج نہیں ہے، تاہم جو واقعہ امام بخاری اور دوسرے ائمہ محدثین نے اس کے شان نزول کے طور پر بیان کیا ہے اور جسے مفسرین بالعموم نقل کرتے ہیں، وہ اس کے برخلاف یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر کا ایک انصاری سے پانی پر اختلاف ہو گیا، معاملہ حضور کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ زبیر اپنے کھیت کو سیراب کر کے باقی پانی اس کے لیے چھوڑ دیں گے، اس پر نصاریٰ نے فوراً کہا، یا رسول اللہ! اس لیے نا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں؟ یہ صریح بے انصافی اور اقرباء پروری کا اتہام اور انتہائی گستاخی کی بات تھی، چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، مگر آپ نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنی بات مزید وضاحت کے ساتھ دہرا دی اور فرمایا کہ کھیت کے منڈیر تک پانی روک کر باقی اس کے لیے چھوڑ دیا جائے۔

علماء کو حسن انتخاب کی داد دینی چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کے عفو و درگذر اور رأفت ورحمت کی یہ روایت تو انہوں نے نظر انداز کر دی ہے، دراں حالیکہ یہ بخاری و مسلم میں مذکور ہے اور حضرت عمر کے گردن مار دینے کی ضعیف اور ناقابل التفات روایت ہر جگہ نہایت ذوق وشوق کے ساتھ سنا رہے ہیں۔

(۳)

توہین رسالت کے بارے میں جمہور فقہاء کی رائے کیا خاص اس سزا سے متعلق قرآن وحدیث کے کسی حکم پر مبنی ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہر گز نہیں، مسلمانوں کے لیے اس کی بنا ارتداد اور ذمیوں کے لیے نقض عہد پر قائم کی گئی ہے، فقہاء یہ کہتے ہیں کہ مسلمان اگر توہین رسالت کا ارتکاب کرے گا تو مرتد ہو جائے گا اور مرتد کی سزا قتل ہے، اسی طرح غیر مسلم ذمی اس کا مرتکب ہو گا تو اس کے لیے عقد ذمہ کی امان ختم ہو جائے گی اور اس کے نتیجے میں اسے بھی قتل کر دیا جائے گا، اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ سورۂ توبہ کی آیت ۲۹ میں غیر مسلم اہل کتاب کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے محکوم اور زیر دست بن کر رہنے کے لیے تیار نہ ہوں تو انہیں قتل کر دیا جائے، چنانچہ اگر کوئی

www.besturdubooks.net

ذمی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سب وشتم کا رویہ اختیار کرتا ہے تو اس کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ سرکشی پر اتر آیا ہے، اور وہ محکوم اور زیر دست بن کر رہنے کے لیے تیار نہیں ہے، فقہ اسلامی میں اس استدلال کی ابتداء غالباً عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس رائے سے ہوئی، ان کا ارشاد ہے،

جو مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر یا نبیوں میں سے کسی دوسرے نبی پر سب وشتم کرے گا، وہ رسول اللہ کی تکذیب کا مرتکب ہوگا، یہ ارتداد ہے جس پر اس سے توبہ کا تقاضا کیا جائے، اگر رجوع کر لیتا ہے تو چھوڑ دیا جائے گا اور اگر نہیں کرتا تو قتل کر دیا جائے گا، اسی طرح غیر مسلم معاہدین میں سے کوئی شخص اگر معاند ہو کر اللہ یا اللہ کے کسی پیغمبر پر علانیہ سب وشتم کرتا ہے تو عہد ذمہ کو توڑنے کا مجرم ہوگا تم اسے بھی قتل کر دو گے۔ (زاد المعاد، ابن قیم ۴/ ۳۷۹)

فقہاء کے نزدیک سزا کی بنیاد یہی ہے، لیکن قرآن وحدیث پر تدبر سے واضح ہو جاتا ہے کہ دور صحابہ کے بعد یہ بنیاد ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہے، ہم نے اپنی کتابوں ''میزان'' اور ''برہان'' میں پوری طرح مبرہن کر دیا ہے کہ ارتداد کی سزا انہی لوگوں کے ساتھ خاص تھی جن پر رسول اللہ ﷺ نے براہِ راست اتمامِ حجت کیا اور آپ پر ایمان لانے کے بعد وہ کفر کی طرف پلٹ گئے، ان کے بارے میں خدا کا فیصلہ یہی تھا کہ اگر کفر پر قائم رہیں گے تو اس کی سزا بھی موت ہے اور ایمان لے آنے کے بعد دوبارہ کفر اختیار کریں گے تو اس کی سزا بھی موت ہے، رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''من بدّل دیناً فاقتلوہ'' (جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو) انہی سے متعلق ہے، ان کے لیے یہ سزا اس سنت الٰہی کے مطابق مقرر کی گئی تھی جو قرآن میں رسولوں کے براہ راست مخاطبین سے متعلق بیان ہوئی ہے، زمانہ رسالت کے بعد پیدا ہونے والے مسلمانوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

نقض عہد کا معاملہ بھی یہی ہے، اب دنیا میں نہ کوئی ذمی ہے نہ کسی کو ذمی بنایا جا سکتا ہے، سورۃ التوبہ کی آیت ۱۲۹ اتمام حجت کے اسی قانون کی فرع ہے جس کا ذکر اوپر ہوا ہے، چنانچہ منکرین حق کے خلاف جنگ اور اس کے نتیجے میں مفتوحین پر جزیہ عائد کر کے انہیں محکوم اور زیر دست بنا کر رکھنے کا حق بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ہے، قیامت تک کوئی شخص اب نہ دنیا کی کسی قوم پر اس مقصد سے حملہ کر سکتا ہے اور نہ کسی مفتوح کو محکوم بنا کر اس پر جزیہ عائد کرنے کی جسارت کر سکتا ہے، مسلمان ریاستوں کے غیر مسلم شہری نہ اصلاً مباح الدم ہیں، نہ ذمی ہیں اور نہ کسی امان کے تحت رہ رہے ہیں جس کے اٹھ جانے کی صورت میں ان کے بارے میں قتل کا حکم دیا جائے، یہ سب چیزیں اب قصہ ماضی ہیں، انہیں کسی لحاظ سے بھی بناء استدلال نہیں بنایا جا سکتا۔

اس کے بعد دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں، ایک یہ کہ اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کو سامنے رکھ کر قانون سازی کی جائے اور تعزیر کے طور پر سزا مقرر کر دی جائے، دوسرے یہ کہ سورۃ المائدہ کی آیات ۳۳، ۳۴، کو قانون

www.besturdubooks.net

سازی کی بنیاد بنایا جائے، یہی دوسری صورت ہے جس کے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں، سورۃ المائدہ کی ان آیتوں کو بنیاد بنا کر قانون سازی کی جائے گی تو یہ تین چیزیں لازماً ملحوظ رکھنا ہوں گی، قرآن کے الفاظ اس کا تقاضا کرتے ہیں۔

(۱) توہین کے مرتکب کو توبہ واصلاح کی دعوت دی جائے گی اور بار بار توجہ دلائی جائے گی کہ وہ خدا اور رسول کا ماننے والا ہے تو اپنی عاقبت برباد نہ کرے، اور ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے، اور اگر ماننے والا نہیں ہے تو مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرے اور جرمِ شنیع سے باز آجائے۔

(۲) اس کے خلاف مقدمہ صرف اس صورت میں قائم کیا جائے جب وہ توبہ اور رجوع سے انکار کر دے، سرکشی کے ساتھ توہین پر اصرار کرے، فساد انگیزی پر اتر آئے، دعوت وتبلیغ، تلقین ونصیحت اور بار بار کی تنبیہ کے باوجود باز نہ آئے، بلکہ مقابلہ کے لیے کھڑا ہو جائے۔

(۳) سزا میں گنجائش رکھی جائے گی کہ جرم کی نوعیت اور مجرم کے حالات تقاضا کرتے ہوں تو قتل جیسی انتہائی سزا کی بجائے اسے کوئی کم تر سزا بھی دی جا سکتی ہے (اشراق، مارچ تا مئی ۲۰۱۱ء...... جاوید احمد غامدی)

بغیر نیت، الفاظ طلاق:

سوال: میں نے اپنی بیوی کے ساتھ جھگڑے کے دو مختلف موقعوں میں سے ہر موقع پر محض اسے دبانے اور چپ کرانے کے لیے دو بار طلاق طلاق کے الفاظ بولے ہیں جس کے نتیجے میں اس وقت وہ جھگڑا ختم ہو گیا، میرا سوال یہ ہے کہ کیا اس صورت میں جب کہ میں نے طلاق دینے کی نیت سے طلاق کے الفاظ بولے ہی نہیں تھے، میرے ان الفاظ سے طلاق واقع ہو گئی تھی؟ (عبدالستار، جاپان)

جواب: آپ نے جو بات لکھی ہے، اگر وہ واقعۃً ایسے ہی ہے تو پھر ہمارے نزدیک ان الفاظ سے کوئی ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوئی، البتہ ان الفاظ کا اس طرح بولنا شدید غلطی ہے، یہی الفاظ اگر آپ قاضی کی عدالت میں کھڑے ہو کر بولیں گے تو وہ آپ سے نیت پوچھے بغیر طلاق واقع کر دے گا، کیونکہ ان الفاظ کا ایک سنجیدہ مطلب اور طے شدہ مقصد ہے، اس مقصد کے بغیر انہیں بولنا ہرگز درست نہیں، بہر حال ہمارے خیال میں آپ کے طلاق کی نیت کے بغیر یہ الفاظ بولنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، البتہ آپ کو اپنی اس غلطی پر سچے دل سے توبہ واستغفار کرنی چاہیئے، طلاق کے لفظ کی جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے، ایک قانونی حیثیت ہے، چنانچہ ان الفاظ کو کسی اور مقصد کے لیے استعمال کرنا کسی صورت بھی درست نہیں، لہٰذا آپ یہ عہد کریں کہ آپ آئندہ ان الفاظ کو کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں کریں گے۔ (اشراق، جون ۲۰۰۸ء، ص: ۶۵...... محمد رفیع مفتی)

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال یہ شخص زندیق ہے اور اس کی کتابوں کا مطالعہ کرنا ناجائز ہے۔

”الثانی انّہ قدتواتر وانعقد الاجماع علی نزول عیسی بن مریم علیہ السلام فتاویل ھذہ وتحریفہ کفرایضاً وقدقال فی روح المعانی وھومن محققی المتاخرین ......انّ من لم یقل بنزولہ فقداکفرہ العلماء وھوعلی القاعدۃ فی انکارہ ماتواترفی الشرع“......(اکفارالملحدین فی ضروریات الدین: ۱۱)

”قال التفتازانی فی مقاصد الطالبین فی اصول الدین الکافر ان اظھر الایمان خص باسم المنافق وان کفر وان تدین ببعض الادیان فبالکتابی وان اسند الحوادث الی الزمان واعتقد قدمہ فبالدھری وان نفی الصانع فبالمعطل وان ابطن عقائد ھی بالاتفاق فبالزندیق ......وقال فی شرحہ قدظھر ان الکافر اسم لمن لاایمان لہ فان اظھر الایمان خص باسم المنافق وان طرء کفرہ بعدالاسلام خص باسم المرتد لرجوعہ عن الاسلام وان قال بالٰھین اواکثر خص باسم المشرک لاثباتہ الشریک فی الالوھیۃ وان کان متدینا ببعض الادیان والکتب المنسوخۃ خص باسم الکتابی کالیھودی والنصرانی وان کان یقول بقدم الدھر واسنادالحوادث الیہ خص باسم الدھری وان کان لایثبت الباری تعالی خص باسم المعطل وان کان مع اعترافہ بنبوۃ النبی ﷺ واظھار شعائرالاسلام یبطن عقائدھی کفربالاتفاق خص باسم الزندیق وھوفی الاصل منسوب الی الزند اسم کتاب اظھر مزدک فی ایام قباد وزعم انہ تاویل کتاب المجوس الذی جاء بہ زرادشت الذی یزعمون انہ نبیھم قولہ المعروف اہ فان الزندیق یموہ کفرہ ویروج عقیدتہ الفاسدۃ ویخرجھا فی الصورۃ الصحیحۃ وھذا معنی ابطان الکفر فلاینافی اظھارہ الدعوی الی الضلال وکونہ معروفا بالاضلال اہ“......(اکفار الملحدین فی ضروریات الدین :۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

رسول اکرم ﷺ کے والدین کا مذہب کیا تھا؟

مسئلہ نمبر(۷)　کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱)　رسول کریم ﷺ کے والدین کا مذہب کیا تھا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے والدین کو ان کی وفات کے بعد زندہ کیا گیا تھا اور آپ ﷺ پر ایمان لائے تھے، باقی صحیح بات یہی ہے کہ اس سلسلے میں توقف کیا جائے یعنی خاموشی اختیار کی جائے، اور آپ ﷺ کے والدین کے بارے میں کسی قسم کی گستاخی اور بے ادبی سے زبان کو محفوظ رکھا جائے۔

"فی الدر المختار، ولایقال انّ فیه اساء ة ادب لاقتضائه کفر الابوین الشریفین مع انّ اللّٰہ تعالی احیاھما له وآمنّا به کماوردفی حدیث ضعیف......وبالجملة کما قال بعض المحققین انه لاینبغی ذکر ھذہ المسئلة الامع مزید الادب ولیست من المسائل التی یضر جھلھاویسئل عنھا فی القبر اوفی الموقف فحفظ اللسان عن التکلم فیھا الّابخیر اولی واسلم اہ"......(فتاوی شامی:۲/۴۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"ان الله خلق آدم علی صورته" کا مفہوم:

مسئلہ نمبر(۸)　باسمہ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے سٹوڈنٹس کو لیکچر دیتے ہوئے ایک حدیث پیش کی کہ "ان الله خلق آدم علی صورته" کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے، اس کے بعد وائٹ بورڈ پر لفظ اللہ کو لکھا، پھر کہنے لگے کہ اللہ کو الٹ کرو تو انسان بن جاتا ہے، پھر اللہ کے لفظ کو الٹا کر کے انسانی شکل بنادی۔

براہ کرم مفتی صاحب! قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے شخص کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ اسلام کی نظر میں اس کا کیا حکم ہے؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مذکورہ میں شخص مذکور نے اللہ تعالیٰ کے نام کا استہزاء نہیں کیا بلکہ حدیث کی تشریح میں غلطی ہوئی ہے، چونکہ یہ تشریح کا اہل نہیں تھا لہذا توبہ واستغفار ضروری ہے، اس حدیث کی صحیح تشریح درج ذیل ہے۔

(۱) حدیث میں "علی صورته" سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت ہے جو دوسرے انسانوں سے جدا ہے، دوسرے انسانوں کی پیدائش پہلے نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر جنین پھر بچہ پھر آدمی پھر اس کا قد مکمل ہوتا ہے، جب کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ابتداءً ہی کامل مکمل ساٹھ ہاتھ قد کا انسان بنایا دوسرے انسانوں کی طرح مختلف مراحل سے نہیں گزرنا پڑا۔

(۲) "علی صورته" سے مراد صفات بھی ہوسکتی ہیں، یعنی اللہ نے اپنی چند صفات پر پیدا کیا، زندہ، جاننے والا، سننے والا، دیکھنے والا، بولنے والا۔

(۳) "علی صورته" سے مراد اعزاز ہے جیسے بیت اللہ، روح اللہ۔

"قوله علی صورته ای علی صورة آدم لانه اقرب ای خلقه فی اوّل الامر بشراً سویا کامل الخلقة طویلًا ستین ذراعاً کماهوالمشاهد بخلاف غیره فانه یکون اولاًنطفة ثم علقةً ثم مضغةً ثم جنیناً ثمّ طفلاً ثم رجلاً حتّٰی یتم طوله فله اطوار"......(عمدة القاری:۲۲/۳۵۸)

"فمعنی الصورة ای الصفة کمایقال عرفنی صورة هذه الامر ای صفة یعنی خلق آدم علی صفته ای حیاً، عالماً، سمیعاً، بصیراً، متکلماً اوهو اضافة تشریفیة نحوبیت الله وروح الله"......(عمدة القاری:۲۲/۳۵۸)

"وفی الخلاصة وغیرها اذاکان فی المسئله وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الّذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم"......(البحرالرائق:۵/۲۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

کسی عامل کا قرآن کریم کو الٹا لکھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر (۹) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام دریں مسئلہ کہ ایک شخص (عامل) جو کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، لوگوں میں اس بات کا پرچار کرتا ہے کہ اپنی حاجات کو پورا کرنے کے لیے سورۃ الفاتحہ یا قرآن مقدس کی دوسری آیات کا الٹا عمل کرے اور اپنی بات کی وضاحت یوں کرتا ہے، سورۃ الفاتحہ الٹی لکھنا شروع کریں یعنی''ولا الضالین'' سے ''الحمد'' تک مثلا''نیلا ضلاو'' یہ ''ولا الضالین'' کا الٹ ہے۔

آیا ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں، اگر غلط ہے تو ایسے عمل کا بتانے والا اور اسے کرنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے کہ وہ مسلمان ہے یا مرتد ہے اور ایک اسلامی ملک میں اس طرح کی باتوں کو شائع کرنے والے کی کیا سزا ہونی چاہیئے، براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت کریں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

قرآن پاک کو رسم الخط عثمانی کے مطابق لکھنا ضروری ہے، اس کے خلاف کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اور اس کی ترتیب کو ایسے بدل دینا کہ اس کے معنی بگڑ جائیں تو یہ کفر ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہوگا اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ایسے شخص کو شرعی سزا دے تاکہ دوسروں کے لیے عبرت ہو، قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

''وان من نقص منه حرفا قاصدا بذالک اوبدله بحرف آخر مکانه اوزاد فیه حرفا الی ان قال انه کافر ''......(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ)

''فصل القاعدة العربیة ان اللفظ یکتب بحروف هجائیة مع مرعاة الابتداء به والوقف علیه،وقدمهد النحاة له اصولا وقواعد وقد خالفها فی بعض الحروف خط المصحف الامام،وقال اشهب سئل مالک هل یکتب المصحف علی ماحدثه الناس من الهجاء؟فقال لا الاعلی الکتبة الاولی،رواه الدانی فی المقنع ثم قال ولامخالف له من علماء الامة وقال فی موضع آخر سئل مالک عن الحروف فی القرآن مثل الواو والالف اتری ان یّغیر من المصحف اذوجد فی کذلک قال لا قال ابوعمرو یعنی الواو والالف المزیدتین فی الرسم المعدومتین فی اللفظ نحو اولوا وقال الامام احمدیحرم مخالفة مصحف الامام فی واوٍاویاءٍ اوالفٍ اوغیرذٰلک وقال البیهقی فی

www.besturdubooks.net

شعب الایمان من یکتب مصحفاً فینبغی ان یحافظ علی الهجاء الذی کتبوا به هذه المصاحف ولایخالفهم فیه،ولایغیر مماکتبوه شیئافانهم کانوا اکثر علماً،وادق قلباً ولساناً،واعظم امانةً منا، فلاینبغی ان نظن بانفسنا استدراکاً علیهم"......(الاتقان فی علوم القرآن:۲/۳۲۹)

"وجمع عثمان کان لماکثر الاختلاف فی وجوه القراء ة حتیٰ قرؤوه بلغاتهم علی اتساع اللغات،فادّی ذٰلک بعضهم الی تخطئه بعض فخشی من تفاقم الامر فی ذلک فنسخ تلک الصحف فی مصحف واحد مرتبا لسوره واقتصر من سائر اللغات علی لغة قریش"......(الاتقان فی علوم القرآن،۱۲۰،۱/۱۲۱)

"فقال عثمان،کان رسول الله ﷺ تنزل علیه السور ذوات العدد،فکان اذانزل علیه الشئ دعابعض من کان یکتب،فیقول ضعوا هؤلاء الآیات "......(الاتقان فی علوم القرآن:۱/۱۲۲)

"اذاا نکر آیة من القرآن اوسخربآیة من القرآن وفی الخزانة اوعاب فقدکفر"......(فتاوی تاتارخانیة:۵/۳۳۳)

"اذاانکر الرجل آیةً من القرآن اوتسخربآیة من القرآن وفی الخزانة اوعاب کفر"......(فتاوی الهندیة:۲/۳۶۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن مجید کے رسم الخط میں خط عثمانی کی اتباع واجب ہے:

مسئلہ نمبر(۱۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک قرآن کریم قدرت اللہ کمپنی نے شائع کیا ہے جس میں انہوں نے چند سورتوں کے ایسے نام لکھے ہیں جو ہم نے پہلے کبھی نہیں سنے تھے اور بعض جگہ رسم الخط بھی عام قرآن مجید جو کہ ہمارے ملک میں رائج ہیں سے ہٹ کر اختیار کیا گیا ہے،عوام اس سلسلے میں بہت تشویش کا شکار ہیں،قرآن کریم کا نسخہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے،اس کو دیکھ کر ہماری راہنمائی فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

سوال میں ذکر کردہ قدرت اللہ کمپنی کا چھپا ہوا قرآن مجید نمبر ۵۷ کو میں نے بغور بعض جگہوں سے دیکھا جن سورتوں کے نام مرتب نے تبدیل کیے ہیں روایات سے انکا ثبوت تو اپنی جگہ مسلم ہے، لیکن یہ ہمارے ملک میں غیر معروف ہیں جس کی وجہ سے عوام میں تشویش کی لہر دوڑ گئی اور مزید فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ ہے، یہ تو کر سکتے تھے کہ معروف نام لکھ کر بین القوسین غیر معروف نام ذکر کر دیے جاتے، لیکن مرتب نے ایسا نہیں کیا، نیز یہ کہ رسم الخط میں خط عثمانی کی اتباع بالا جماع واجب ہے، حضور ﷺ نے بھی باوجود دلی خواہش اور جائز ہونے کے خانہ کعبہ کی تعمیر نو نہیں فرمائی کہ کہیں امت میں فتنہ برپا نہ ہو، لہذا اسداً للفتنہ مذکورہ قرآن مجید کی اشاعت پاکستان میں فی الفور بند کی جائے یا اس کی اصلاح کی جائے۔

”فصل ،قدیکون للسورة اسم واحد وھو کثیر وقدیکون لھااسمان فاکثر من ذلک “......(الاتقان فی علوم القرآن: ۱۰۶/۱)

”فصل وکماسمیت السورة الواحدة باسماء سمیت سور باسم واحد کالسور المسماة (الم)او(الر)علی القول بان فواتح السور اسماء لھا “......(الاتقان فی علوم القرآن: ۱۱۳/۱)

”خاتمه قسم القرآن الی اربعة اقسام وجعل لکل قسم منه اسم اخرج احمدوغیره من حدیث واثلة بن الاسقع انّ رسول اللّٰه ﷺ قال واعطیت مکان التوراة السبع الطول واعطیت مکان الزبور المئین واعطیت مکان الانجیل المثانی،وفصلت بالمفصل وفی جمال القرآن قال بعض السلف فی القرآن میادین،بساتین ومقاصیر وعرائس ودیابیج ورياض فمیادینهماافتتح ب (الم)وبساتینهماافتتح ب(الر)ومقاصیره الحامدات وعرائسه المسبحات ودیابیجه آل عمران ورياضه المفصل وقالوا الطواسیم والطواسین وآل حم والحوامیم قلت واخرج الحاکم عن ابن مسعود قال الحوامیم دیباج القرآن قال السخاوی وقوارع القرآن الآیات التی یتعوذ بها ویتحصن سمیت

www.besturdubooks.net

بذلک لانها تقرع الشیطان وتدفعه وتقمعه کآیة الکرسی والمعوذتین ونحوها قلت وفی مسند احمدمن حدیث معاذبن انس مرفوعا آیة العزالحمدلله الذی لم یتخذ ولدا (الاسراء، ۱۱۱)......(الاتقان فی علوم القرآن: ۱۱۴،۱۱۵/۱)

"فصل وقال اشهب سئل مالک هل یکتب المصحف علی مااحدثه النّاس من الهجاء فقال لا الاعلی الکتبة الاولی رواه الدانی فی المقنع ثم قال ولامخالف له من علماء الامة وقال فی موضعٍ آخر سئل مالک عن الحروف فی القرآن مثل الواو والالف المزید تین فی الرسم المعدومتین فی اللفظ نحو (أولوا)وقال الامام احمد یحرم مخالفة مصحف الام فی واواویاء اوالف اوغیرذلک وقال البیهقی فی شعب الایمان من یکتب مصحفا فینبغی ان یحافظ علی الهجاء الّذی کتبوا به هذه المصاحف ولایخالفهم فیه ولایغیر ممّا کتبوه شیئاً فانّهم کانوا اکثرعلماً وادق قلباً ولساناً واعظم امانةً منا فلاینبغی ان نظنّ بانفسنا استدراکاًعلیهم"......(الاتقان فی علوم القرآن: ۳۲۸، ۳۲۹/۲)

"وجمع عثمان کان لماکثرالاختلاف فی وجوه القراءة حتی قرؤوه بلغاتهم علی اتساع اللغات فادی ذالک بعضهم الی تخطئة بعض فخشی من تفاقم الامر فی ذلک فنسخ تلک الصحف فی مصحف واحد مرتباً لسوره واقتصر من سائر اللغات علی لغة قریش محتجا بانّه نزل بلغتهم، وان کان قد وسع قراءته بلغة غیرهم،دفعاًللحرج والمشقة فی ابتداء الامر فرأی انّ الحاجة الی ذلک قدانتهت فاقتصر علی لغة واحدة "......(الاتقان فی علوم القرآن: ۱۲۰،۱۲۱/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

وفات کے دوسرے، تیسرے روز مجلس منعقد کرنے کا شرعی حکم:

مسئلہ نمبر(۱۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ پھول نگر تحصیل پتوکی قصور میں تنظیم الائمہ واہل مدارس کے نام سے موسوم علماء ائمہ کے اتحاد کی خوبصورت انجمن ہے جس کا ماہانہ اجلاس ہوتا ہے اور دسیوں علماء اور ائمہ شرکت کرتے ہیں اپریل 2014ء کے اجلاس میں ایک خدا ترس عالم نے صدر محترم سے اپیل کی کہ ہمارے علاقہ وضیافت کے دوسرے تیسرے روز مخصوص مجلس منعقد ہوتی ہے، (جیسے قل خوانی یا پھر ایصال ثواب کی مجلس کہا جاتا ہے) وہاں بجائے اس کے کہ اہل بدعۃ شرکت کریں ہمیں شرکت کرنا چاہیئے، اور موت کی یاد ہدایت اور خیر کی بات کرنا چاہیئے، اس پر صدر محترم سے اپیل کی گئی کہ اس کی شرعی حیثیت واضح فرمادیں تو حضرت صدر محترم اور ان کی تائید سے جو اعلامیہ جاری ہوا وہ یہ تھا کہ اس میں ہرگز ہرگز شرکت نہ کرنا چاہیئے یہ اہل بدعت کا شعار ہے، اور اس میں شرکت کرنے والے مسلک ومشرب سے مخلص نہیں، چوں چراں ہونے لگا تو طے یہ پایا کہ فیصلہ اپنے بڑوں سے اور بڑے مدارس سے کروایا جائے اور جو فیصلہ آئے، سب اس پر اتفاق رکھیں، اب آپ ہی فیصلہ فرمادیں کہ مروجہ قرآن خوانی یا ایصال ثواب کی مجلس یا کسی اور نام سے وفات کے پہلے دوسرے تیسرے یا پھر چوتھے پانچویں روز مجلس منعقد کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس میں شرکت کرنا، اس کو ایصال ثواب کا ذریعہ جاننا کیسا ہے؟ مزید یہ کہ اس میں شرکت کرنے والوں کو بشارات بخشش سنانے کی حیثیت کیا ہے؟ اس موقع پر عوام اور علماء کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک نفس ایصال ثواب عقلاً ونقلاً دونوں طرح ثابت ہے، خود حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور تمام اکابرین امت سے قولاً وعملاً ثابت ہے، خواہ وہ قرآن پاک کی تلاوت ہو یا ذکر واذکار یا نوافل پڑھ کر ایصال ثواب کیا جائے، یعنی جو بھی نیک عمل کرے اس کا ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے، صرف مردوں کے ساتھ ایصال ثواب خاص نہیں بلکہ زندہ لوگوں کو بھی اپنے کسی عمل کا ثواب بخش سکتے ہیں۔

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک عبادات مالیہ کے ثواب پہنچانے اور ایصال ثواب کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے جیسا کہ صدقہ، عتق۔

اختلاف علماء کے درمیان عبادات بدنیہ مثلاً صوم، صلوۃ اور دعاء واستغفار اور قبر کے پاس دعاء مغفرت وقرأت وغیرہ میں ہے لیکن اس میں بھی محققین علماء کے نزدیک فتویٰ جواز کا ہے۔

www.besturdubooks.net

صورت مسئولہ میں اگر یہ مجلس بدعات وغیرہ پر مشتمل ہو اور آپ لوگ اس کے روکنے پر قادر نہ ہوں تو پھر آپ کے لیے اس میں شرکت کرنا جائز نہیں، اور اگر یہ مجلس منکرات پر مشتمل نہ ہو یا مشتمل ہو لیکن آپ لوگ اس کے روکنے پر قادر ہوں، تو پھر ایسے لوگوں کے لیے اس مجلس میں جانا اور شرکت کرنا نہ یہ کہ صرف جائز ہے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وجہ سے ضروری ہے بشرطیکہ یہ قرآن خوانی وغیرہ صرف اللہ کی رضاء کے لیے ہو۔

”فان من صام اوصلّى اوتصدّق وجعل ثوابه لغيره من الاموات اوالاحياء جازويصل ثوابها اليهم عندا هل السنة والجماعة وقدصحّ عن رسول اللّٰه ﷺ انه ضحى بكبشين املحين احدهما عن نفسه والآخر عن امّته ممّن آمن بوحدانية الله وبرسالته ﷺ وروى عن سعدبن ابى وقاص رضى الله عنه سأل رسول الله ﷺ فقال يارسول الله! انّ امّى كانت تحبّ الصدقة افاتصدق عنها فقال النبى ﷺ تصدق وعليه عمل المسلمين من لدن رسول الله ﷺ الى يومنا هذا من زيارة القبور وقراء ة القرآن عليها والتكفين والصدقات والصوم والصلوة وجعل ثوابها للاموات ولاامتناع فى العقل ايضالان اعطاء الثواب من الله تعالىٰ افضال منه لااستحقاق عليه فله ان يتفضل على من عمل لاجله بجعل الثواب له كماله ان يتفضل باعطاء الثواب من غيرعمل رأسا“......(بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع: ۲/۴۵۴)

”وسئل عن قراءة اهل الميت تصل اليه؟والتسبيح والتحميد والتهليل والتكبير اذا اهداه الى الميّت يصل اليه ثوابها ام لا؟فاجاب يصل الى الميت قراءة اهله وتسبيحهم وتكبيرهم وسائر ذكرهم للّٰه تعالى اذااهدوه الى الميت وصل اليه والله اعلم“......(مجموعه فتاوى شيخ الاسلام احمدابن تيميه: ۲۴/۳۲۴)

”مات فاجلس وارثه من يقرء القرآن لابأس به اخذبعض المشائخ“ ......(الفتاوى البزازية الموضوع على هامش الهندية: ۴/۸۱)

”لوقرء طمعاً فى الدنيا فى المجالس يكره وان قرأ لوجه الله تعالىٰ لايكره

www.besturdubooks.net

وقدکان اصحاب رسول الله ﷺ واصحابه اذا اجتمعوا امروااحدهم ان یقرأ سورة من القرآن‘‘......(فتاوی الهندیة: ۵/۳۱۶)

’’وسئل عن الختمة التی تعمل علی المیت والمقرئین بالاجرة هل قراء تهم تصل الی المیت؟وطعام الختمة یصل الی المیت ام لا؟وان کان ولدالمیت یداین لاجل الصدقة الی المیسور تصل الی المیت؟فاجاب ،استئجار الناس لیقرأوا ویهدوه الی المیت لیس بمشروع ولااستحبه احدمن العلماء فان القرآن الذی یصل ماقری ء لله فاذاکان قداستوجر للقراء ة لله والمستأجر لم یتصدق عن المیت بل استأجر من یقرأ عبادة لله عزوجل لم یصل الیه ،لکن اذاتصدق عن المیت علی من یقرء القرآن وغیرهم ینفعه ذلک باتفاق المسلمین وکذلک من قرء القرآن محتسبا واهداه الی المیت نفعه ذلک والله اعلم‘‘......(مجموع فتاوی شیخ الاسلام احمد بن تیمیة: ۲۴/۲۹۹،۳۰۰)

’’ذکر الفقیه فی کتاب البستان انّ الامر بالمعروف علی وجوه ان کان یعلم باکبررأیه انه لوامر بالمعروف یقبلون ذلک منه ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیه ولایسعه ترکه ولوعلم باکبررأیه انّه لوامرهم بذلک قذفوه وشتموه فترکه افضل وکذٰلک لوعلم انّهم یضربونه ولایصبر علٰی ذلک ویقع بینهم عداوة ویهیج منه القتال فترکه افضل ولوعلم انهم لوضربوه ......صبرعلی ذلک ولایشکوالی احدفلابأس بان ینهی عن ذلک وهومجاهد ولوعلم انهم لایقبلون منه ولایخاف منه ضرباً ولاشتماً فهوبالخیار والامرافضل‘‘......(فتاوی الهندیة: ۵/۳۵۲،۳۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

مذاق میں کلمہ کفر کہنے کا حکم:

مسئلہ نمبر (۱۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس شخص کے بارے میں کہ جس نے دورانِ گفتگو یہ کہا کہ حضور ﷺ اور آپ کی امت بھی جہنم میں گر گئی (معاذ اللہ) بعد میں جب اس شخص سے وضاحت طلب کی تو اس نے کہا کہ میں نے تو مذاق میں کہا تھا، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور مسلمانوں کو ایسے شخص کے بارے میں کیا رویہ رکھنا چاہیئے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اس کو توبہ کرنا اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنا لازم ہے، مذاق میں بھی کلمہ کفر کہنا جائز نہیں، لہذا اس کی یہ تاویل باطل ہے۔

"وفی المحیط من شتم النبی ﷺ واهانه اوعابه فی امور دینه اوفی شخصه اوفی وصف من اوصاف ذاته سواء کان الشاتم مثلاًمن امته اوغیرها وسواء کان من اهل الکتاب اوغیره ذمیاً اوکان حربیاً سواء کان الشتم اوالاهانة اوالعیب صادراعنه عمداً اوسهواً اوغفلةً اوجداًاوهزلاً فقدکفر خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبته ابداالاّعنداللہ ولاعند الناس وحکمه فی الشریعة المطهرة عندمتاخرین المجتهدین اجماعا وعندالمتقدمین القتل قطعا ولایداهن السلطان ونائبه فی حکم قتله وفی شرح الطحاوی کلّ من سبّ رسول الله ﷺ اوینقصه کان فیه ردة"......(خلاصة:الفتاویٰ: ۴/۳۸۶)

"وفیهامانقص مقام الرسالة بقوله بان سبّه ﷺ اوبفعله بان بغضه بقلبه قتل حدا کما مرالتصریح به لکن صرح فی آخرالشفاء بان حکمه کالمرتد ومفاده قبول التوبة کمالایخفی قوله لکن صرح فی آخرالشفاء الخ واظهر ممارواه عنه الولیدفهذا کلام الشفاء صریح فی ان مذهب ابی حنیفة واصحابه القول بقبول التوبة کماهوروایة الولید عن مالک وهوایضاقول الثوری واهل الکوفة والاوزاعی فی المسلم ،قوله ومفاده قبول التوبة اقول بل هوصریح ونص فی ذلک کماعامته"......(درمع الرد : ۳/۳۱۸،۳۱۹)

www.besturdubooks.net

’’قولہ من ہزل بلفظ کفر ای تکلّم بہ باختیارہ غیرقاصد معناہ وھذا لاینافی مامرّمن انّ الایمان ھوالتصدیق فقط اومع الاقرار لانّ التصدیق وان کان موجودا حقیقۃ لکنّہ زائل حکماًلانّ الشارع جعل بعض المعاصی امارۃ علی عدم وجودہ کالھزل المذکور وکما لوسجد لصنم اووضع مصحفاً فی قاذورۃ فانہ یکفر وان کان مصدقا لان ذلک فی حکم التکذیب کماافادہ فی شرح العقائد واشارالی ذلک بقولہ للاستخفاف فان فعل ذٰلک استخفافاً واستھانۃ بالدین فھوامارۃ عدم التصدیق‘‘......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۱۰)

’’وفی شرح الوھبانیۃ للشرنبلالی مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولادزنا ومافیہ خلاف یؤمربالاستغفار والتوبۃ وتجدیدالنکاح قولہ والتوبۃ ای تجدید الاسلام قولہ وتجدیدالنکاح ای احتیاطا کمافی الفصول العمادیۃ‘‘......(درمع الرد:۳/۳۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنی لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ نمبر(۱۳) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، دین مبین (فقہ حنفی) کی روشنی میں مندرجہ ذیل استفتاء پر فتویٰ جاری فرما کر مشکور فرمادیں۔

(الف) ایک سنی عقیدہ فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والی لڑکی کا برضا ورغبت ایک شیعہ مسلک کے لڑکے کے ساتھ شادی کرنا کیسا ہے؟ کیا یہ شادی دو مسلمانوں کے درمیان ہوگی؟

(ب) اگر یہ شادی وقوع پذیر ہوجاتی ہے تو اس کے بعد اس لڑکی کی ہمارے دین مبین میں کیا حیثیت رہ جائے گی؟

(ج) اس شادی کے بعد ہونے والی اولاد کس دین پر ہوگی؟

(د) اس متوقع شادی کے بعد اس لڑکی سے حنفی مسلک کے رشتہ داروں کا مثلاً ماں، بہن، ماموں، خالہ وغیرہ وغیرہ کا تعلق رکھنا دین میں کیسا ہے؟ جائز ہے؟ کیا ان کو اس شادی میں شریک ہونا دین میں جائز ہے؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

چونکہ شیعہ کے اکثر عقائد کفریہ ہیں مثلاً حضرت عائشہ پر تہمت لگانا اور تحریف قرآن کا قائل ہونا وغیرہ، کفریہ عقائد رکھنے والے شیعہ کا سنی مسلمان لڑکی سے نکاح نہ ہوگا، اس لڑکی کو سمجھایا جائے باوجود سمجھانے کے اگر لڑکی نہ مانے تو تمام رشتہ دار اس سے قطع تعلق کریں، واضح رہے کہ اس شادی میں شرکت اور کسی قسم کا تعاون جائز نہیں کیونکہ یہ تعاون علی الاثم ہے۔

”فان کان احدالزوجین مسلمافالولد علی دینه فکذلک ان اسلم احدهماوله ولدصغیر صارولده مسلماباسلامه لان فی جعله تبعاله نظراله“......(هدایه اولین: ۳۶۵)

”اذاکانت المرءة مسلمة فلایجوز انکاح المؤمنة الکافرولان فی نکاح المؤمنة الکافر خوف وقوع الفتفنة فی الکفرلانّ الزوج یدعوها الی دینه والنساء فی العادات یتبعن الرجال فیما یؤثروان من الافعال ویقلدونهم فی الدین الیه وقعت الاشارة فی آخرالآیة بقول عزوجل(اؤلئک یدعون الی النّار) لانّهم یدعون المؤمنات الی الکفر والدعاء الی الکفر دعاء الی النّار لانّ الکفر یوجب النارفکان نکاح الکافر المسلمة سبباً داعیاً الی الحرام فکان حراماً والنص وان ورد فی المشرکین لکن العلة وهی الدعاء الی النار یعم الکفرة اجمع فیتعمم الحکم بعموم العلة ......(ولن یّجعل اللّٰه للکافرین علی المؤمنین سبیلاً)فلوجازا نکاح الکافر المؤمنة لثبت له علیها سبیل وهذا لایجوز “......(بدائع الصنائع: ۲/۵۵۴)

”وینبغی ان من اعتقد مذهبایکفربه ان کان قبل تقدم الاعتقاد الصحیح فهومشرک وان طرء علیه فهومرتد وبهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی اوکان ینکرصحبة الصدیق اویقذف السیدة الصدیقة فهوکافرلمخالفتة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة “......(فتاویٰ شامی: ۲/۳۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

چکڑالوی اور پرویزی فرقہ کے نظریات کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۴)　کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء کرام

چکڑالوی فرقہ اور پرویزی فرقہ (یعنی مسٹر غلام احمد پرویز کے نظریات کے بارے جو کسی اہل علم سے مخفی نہیں، کیا قرآن وحدیث کی روشنی میں اہل اسلام کے ہاں کافر ہیں یا کچھ اور؟

سوال نمبر(۲) ایک شخص طلوع اسلام یعنی پرویزی ادارہ میں پرویزیت کی تشہیر اور پرویزی لٹریچر وغیرہ کی ترسیل کرتا ہے یا ترسیل کنندہ جماعت کا اہم ذمہ دار ہے اس نے اپنی بستی میں مذکورہ بالا ادارہ کی طرف سے سکول کی تعلیم کے لیے ایک ادارہ کھول رکھا ہے، جس سے اہل اسلام کو تشویش ہے کیا اس کا فعل جو مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر رہا ہے جائز ہے؟ کیا مسلمان اسے ٹھنڈے پیٹ ہضم کر جائیں؟ یا قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس کا انسداد کریں؟ مسلمانوں پر ایسا کرنا مستحب، سنت یا فرض ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱)　اہل اسلام کے ہاں غلام احمد پرویز کے نظریات کے حامل تمام فرقے بلاشبہ کافر ہیں۔

(۲)　سوال میں ذکر کردہ تحریر اگر حقیقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں اہل علاقہ پر لازم ہے کہ وہ شرعی قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے حتی الوسع اس کا انسداد کریں۔

”واذاروی رجل حدیثا عن النبی ﷺ وردّہ آخر قال بعض مشائخنا انه یکفر ومن المتاخرین من قال ان کان متواترا یکفر وکذلک لوقال بطریق الاستخفاف سمعناه کثیرا یکفر وفی الظهیریة ومن انکر المتواتر فقد کفر ومن انکر المشهور یکفر عندالبعض ،وقال عیسی بن ابان یظلل ولایکفر وهوالصحیح“......(فتاویٰ تاتارخانیة:۵/۳۲۷)

”فان الاخبار المروية عنه ﷺ علی ثلاث مراتب بینته کمافی شرح النخبة ونخبة هنا انه اما متواتر وهوماروا ه جماعة عن جماعة لایتصور تواطؤهم علی الکذب فمن انکر یکفر اومشهور وهوماروا ه واحدعن واحد ثمّ جمع عن جمع لایتصور توافقهم علی الکذب فمن انکر کفرعندالکل الاعیسی ابن ابان فان عنده یضلل ولایکفر وهوالصحیح اواخبر الواحد وهوان یرویه

www.besturdubooks.net

واحدعن واحد فلایکفر جاحده غیرانه یاثم بترک القبول اذاکان صحیحاً اوحسناًوفی الخلاصة من ردّحدیثا قال بعض مشائخنا یکفر وقال المتاخرون ان کان متواترا کفراقول هناهوالصحیح الاّاذاکان ردّحدیثا الاحاد من الاخبار علی وجه الاستخفاف والاستحقاق والانکار وفی الفتاوی الظهیریة من روی عنده عند النبی ﷺ انّه قال مابین بیتی ومنبری اومابین قبری ومنبری روضة من ریاض الجنة فقال الآخراری المنبروالقبرولاارىٰ شیئا انه یکفر وهومحمول علی انه ارادبه الاستهزاء والانکار“......(الفقه الاکبر:١٦٦)

”رجل اظهرالفسق فی داره ینبغی ان یتقدم الیه ابلاء للعذر فان کفّ عنه لم یتعرض له وان لم یکف عنه فالامام بالخیار ان شاء حبسه وان شاء زجره وان شاء ادّبه اسواطا وان شاء ازعجه عن داره وعن عمر انّه اخرق بیت الخمار وعن الامام الزائدالصفار انه اسر بتخریب دارالفاسق بسبب الفسق“......(فتاوی الهندیة:۵/۳۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اسلام بالجبراور نکاح بالجبر کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۵) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ دین دریں مسئلہ کہ میاں بیوی عیسائی ہوں ،کوئی مسلمان مرد عیسائی عورت سے جو کہ شادی شدہ تھی زبردستی اسلام قبول کروا کر نکاح بالجبر کرے،دس بارہ دن بعد وہ عیسائی عورت مسلمان مرد سے بھاگ کر اپنے عیسائی خاوند کے پاس آئی اور کہتی ہے کہ مجھے زبردستی مسلمان کر کے زبردستی نکاح کیا گیا جب کہ میں بدستور عیسائی ہوں اور تمہاری ہی بیوی ہوں،آپ فرمائیں کہ اسلام بالجبر اور نکاح بالجبر کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ نکاح اور اسلام قبول کرنا جائز ہے یا نا قابلِ اعتبار ہے،اس میں وضاحت فرمائیں۔

ان تمام مراحل کے بعد کوئی آدمی ان عیسائی میاں بیوی کو اسلام لانے کی ترغیب دیتے ہیں اب وہ دونوں اسلام لانے کے لیے راضی ہیں،اب وہ کیا کریں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوہاب

کسی غیر مسلم کو زبردستی مسلمان کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، ”لقولہ تعالیٰ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ “ اوراگر خاتون اپنی مرضی سے مسلمان ہوئی تھی تو اس کے بعد اس کا مذہب اسلام کو چھوڑنا جائز نہیں ہے، اوراگر خدانخواستہ وہ مذہب اسلام کو اپنے ارادہ سے چھوڑتی ہے (العیاذ باللہ) تو وہ اس وجہ سے مرتدہ ہو جائے گی اور عورت اگر (العیاذ باللہ) مرتدہ ہو جائے تو اس کو جیل میں رکھا جائے گا اگر وہ ارتداد سے سچے دل سے توبہ کر لیتی ہے اوراسلام دوبارہ قبول کر لیتی ہے تو اس کو جیل سے رہا کر دیا جائے گا اور توبہ نہ کرنے کی صورت میں تادم آخر جیل میں ہی رکھا جائے گا۔

اگر شوہر کافر ہو اور اس کی بیوی مسلمان ہو جائے تو خاوند پر عدالت میں اسلام پیش کیا جائے گا، اگر وہ اسلام قبول کر لے تو دونوں بدستور میاں بیوی ہی رہیں گے، اوراگر خاوند اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے تو دونوں کا نکاح ٹوٹ کر ختم ہو جائے گا، اور عدت کے بعد عورت کسی اور جگہ شادی کرنا چاہے تو کر سکے گی، بناء بریں مسلمان کا نکاح مذکورہ بہ عورت کے ساتھ جائز نہیں تھا، لہٰذا اپنے عمل پر توبہ واستغفار اس کے ذمہ ضروری ہے۔

”واماالمرءۃ فلایباح دمھا اذا ارتدت ولاتقتل عندنا ولکنّھا تجبر علی الاسلام واجبارھا علی الاسلام ان تحبس وتخرج فی کلّ یوم فتستتاب ویعرض علیھا الاسلام فان اسلمت والاّحبست ثانیا ھکذا الی ان تسلم اوتموت“......(بدائع الصنائع: ۶/۱۱۹)

”ولاتقتل المرتدۃ بل تحبس حتّٰی تسلم وتضرب فی کل ثلاثۃ ایام مبالغۃ فی الحمل علی الاسلام“......(فتاوی الھندیۃ: ۲/۲۵۴)

”واذااسلمت المرءۃ وزوجھا کافرعرض القاضی علیہ الاسلام فان اسلم فھی امرءتہ وان ابی فرق بینھما وکان ذالک طلاقا عندابی حنیفۃ ومحمدوان اسلم الزوج وتحتہ مجوسیۃ عرض علیھا الاسلام فان اسلمت فھی امرءتہ وان ابت فرّق القاضی بینھماولم تکن الفرقۃ بینھماطلاقاً وقال ابویوسف لایکون الفرقۃ طلاقاً فی الوجھین“......(الھدایۃ: ۲/۳۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

قرآن مجید، مقدس اوراق اور کلمہ طیبہ کی توہین کرنے والے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں

کہ پہلے تو یہود ونصاریٰ اور قادیانی وغیرہ قرآنی آیات کی بے حرمتی اور توہین رسالت کا ارتکاب کرتے تھے، کبھی کپڑوں پر اور کبھی جوتوں کے تلووں کے نیچے قرآنی آیات، کلمہ طیبہ، مقدس اسماء گرامی لکھوا کر اپنی بددیانتی کا ثبوت دیتے تھے، لیکن اب خود کو مسلمان کہلانے والے قرآن مجید کی بے حرمتی، مقدس اسماء گرامی اور کلمہ طیبہ کی توہین کا ارتکاب کررہے ہیں، اس گھناؤنے کاروبار میں تین قسم کے لوگ ملوث ہیں۔

(۱) پریس والے۔ (۲) کباڑیئے۔ (۳) خرادیے۔

جو کہ قرآنی آیات، اللہ اور رسول کے مقدس اسماء گرامی اور کلمہ طیبہ جن پر لکھا ہوا ہوتا ہے ان کے شیشوں کے ڈھکن وغیرہ تیار کرکے توہین رسالت کا ارتکاب کررہے ہیں، لیکن قصور کی ایک دکان محمد اشرف خرادیے جو کہ جستی چادروں کے شیشوں کے ڈھکن وغیرہ بنا رہا تھا پکڑا گیا، تمام ثبوت حاضر ہیں، اس کا اس نے اعتراف بھی کیا ہے، کیا قرآن شریف کی بے حرمتی، اللہ اور رسول کے مقدس اسماء گرامی اور کلمہ طیبہ کی توہین کرنے والوں کو معافی دینے کا کوئی شخص مجاز ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے خلاف کاروائی طے کی جائے، معاف کردیا جائے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معاف کردیتے ہیں اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایسے لوگ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے یہ کام کررہے ہیں ان کو معافی نہیں دینی چاہیئے، لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ کیا ایسے ملزمان کو معافی دی جاسکتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ تحریر اگر حقیقت پر مبنی ہے جیسا کہ منسلکہ ثبوت سے ظاہر ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں کسی مسلمان کا دانستہ اور جانتے ہوئے ایسا کرنا ایک بہت بڑا جرم ہے اس لیے حکومتِ وقت اور انتظامیہ پر لازم ہے کہ وہ اپنی پوری ذمہ داری اور احتیاط سے اس معاملہ کا جائزہ لے اور اس سلسلے میں غفلت اور کوتاہی کے مرتکب ہونے والے افراد سے سخت بازپرس کریں اور مناسب سزادیں اور آئندہ کے لیے ایسے اقدامات کریں جس سے لوگ اس مجرمانہ غفلت اور کوتاہی کے مرتکب نہ ہوں، اور عوام ملکی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے پر مجبور نہ ہوں۔

"الاصل فی وجوب التعزیر انّ کلّ من ارتکب منکرا او اذیٰ مسلماً بغیر حق بقوله اوبفعله یجب التعزیر"......(فتاوی الھندیة: ۲/۱۶۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

حضور ﷺ کو حاضر وناظر اور مختار کل ماننے والے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

سائل مسلک دیوبند سے تعلق رکھتا ہے اور سائل نے احسن الفتاویٰ کا مطالعہ کیا ہے، اس میں لکھا ہوا ہے کہ بریلوی مسلک کا آدمی قربانی کے حصہ میں شامل نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ مشرک ہے اوران کے عقائد یہ ہیں کہ وہ حضور ﷺ کو نور اور حاضر وناظر مانتے ہیں اور مختار کل، علم غیب اور نذر وغیرہ مانتے ہیں اور ایک بریلوی مسلک کے آدمی سے حصے میں شامل ہونے کی وجہ سے گفتگو ہوئی اور اس نے یہ کہا کہ ہم حضور ﷺ کی ہر چیز عطائی مانتے ہیں، حضور ﷺ کے نور کو اللہ تعالی کے حسن کی پہلی تجلی مانتے ہیں، اور اختیار عطائی مانتے ہیں اور روحانی طور پر ہر جگہ حضور ﷺ کو حاضر وناظر مانتے ہیں، جسمانی طور پر اگر چاہیں تو متعدد مقامات پر تشریف لے جاسکتے ہیں، ما کان وما یکون کا علم اللہ تعالی کے علم کے برابر اتنا بھی نہیں ہے جتنا ایک سمندر میں سے ایک قطرے کا کروڑواں حصہ، ایسے عقائد رکھنے والا بریلوی مشرک کہلائے گا یا صحیح العقیدہ کہلائے گا؟ اور نذر کے بارے میں پوچھا تو یہ جواب دیا کہ ہم جو نذر کہتے ہیں اس میں ہمارا عقیدہ اور نظریہ یہ ہوتا ہے کہ یا اللہ ہمارا یہ کام پورا فرمادے، ہم آپ کے نام پر ایک دیگ پکا کر خیرات کریں گے اور اس کا ثواب فلاں بزرگ کو پہنچائیں گے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

سوال میں ذکر کردہ تفصیلات کے ساتھ مذکورہ عقائد رکھنے والا شخص مشرک نہیں کہلائے گا۔

”قوله قيل يكفر لانّه اعتقد انّ رسول الله ﷺ عالم الغيب قال فى التتارخانية وفى الحجة ذكر فى الملتقط انّه لايكفر لانّ الاشياء تعرض على روح النبى ﷺ وان الرسول يعرفون بعض الغيب قال تعالى عالم الغيب فلايظهر على غيبه احداًالاّمن ارتضىٰ من رّسول قلت بل ذكروا فى كتب العقائد انّ من جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض المغيبات وردّوا على المعتزلة المستدلين بهذه الآية على نفسها بان المراد الاظهار بلاواسطة والمراد من الرسول الملك اوغيره“......(فتاویٰ شامی: ۲/۳۰۰)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

فاطمہ اوراویس نام رکھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد تقویٰ (مجاہد آباد، کشمیر کالونی راولپنڈی) کے خطیب مولوی اسلم جو کہ روزانہ بعد نمازِ عشاء درسِ قرآن دیتے ہیں درسِ قرآن کے دوران انہوں نے کہا کہ ''فاطمہ'' اور ''اویس'' نام رکھنا نامناسب ہے درس قرآن کے اگلے دن موبائل فون پر دوبارہ اس بات کو پوچھا گیا تو انہوں نے جواب میں یہی فرمایا کہ ''فاطمہ'' اور ''اویس'' نام رکھنا بالکل نامناسب ہے، اور ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ صرف میری بات نہیں بلکہ سرحد کے مفتی زرولی کا بھی یہی کہنا ہے کہ ''فاطمہ'' اور ''اویس'' نام رکھنا بالکل نامناسب ہے، اس بات کے گواہ درس قرآن میں بیٹھنے والے شخص شعیب بٹ نے عاطف بٹ کے سامنے یہ بات کہی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ (ا) (الف) کیا ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کا نام فاطمہ نامناسب رکھا (ب) کیا ہمارے نبی ﷺ لفظ فاطمہ اور اویس کے معانی کو مولوی اسلم سے زیادہ نہیں مانتے تھے (ج) اگر اویس نام نامناسب ہے تو نبی نے اپنی زندگی میں اور ان کے بعد خلفائے راشدین میں سے کسی نے افضل ترین تابعی اویس قرنی کے نام کو کیوں نہیں بدلا۔

(۲) ایسے مولوی کے درس قرآن میں بیٹھنا اور اس کے پیچھے نماز یا جمعہ ادا کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) ایسے مولوی کی جو لوگ حمایت کرتے ہیں ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۴) اس واقعہ کے بعد ایسے مولوی کو مسجد کا خطیب رکھے رکھنا انتظامیہ کے لیے جائز ہے یا ناجائز؟

(۵) اس معاملے میں اہل محلّہ کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

قرآن وحدیث کی روشنی سے جواب عنایت فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ان مولوی صاحب کا فتوی ہی نامناسب ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل مبارک، امت میں بہت کثرت سے یہ دونوں نام مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں، کسی نے ان کو نامناسب نہیں کہا، لہذا جو ان کو نامناسب کہتا ہے اس کا کہنا نامناسب ہے، تعامل امت کے خلاف نہ کہنا چاہیئے، باقی صرف اس وجہ سے ان کو مسجد سے نکالنا وغیرہ بھی مناسب نہیں بلکہ ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔

''التسمية باسم لم يذكره اللّٰه تعالى فى عباده ولاذكره رسوله ﷺ ولايستعمله المسلمون تكلموا فيه والاولى ان لايفعل وروى اذا ولدلاحدكم

www.besturdubooks.net

ولدٌ فمات فلایدفنه حتّٰی یسمیه وان کان ذکر باسم الذکر وان کان انثیٰ فباسم انثٰی وان لم یعرف فباسم یصلح لهما ولوکنی ابنه الصغیر بابی بکر وغیره کرهه بعضهم وعامتهم لایکره لانّ النّاس یریدون به التفاؤل"......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۹۶)

"التسمیة باسم لم یذکره الله تعالی فی عباده ولاذکره رسول الله ﷺ ولااستعمله المسلمون تکلموافیه والاولی ان لایفعل کذافی المحیط"......(فتاوی الهندیة: ۵/۳۶۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیارزق کاتعلق ہماری عبادت سے ہے؟

مسئلہ نمبر(۱۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے رزق کا ہماری عبادت سے کوئی تعلق ہے؟ میں نے ایک تبلیغی بیان میں پڑھا ہے کہ جو اعمال آپ سارادن کرتے ہیں اگلے دن نظر ڈالیں تو ایسا آدمی جو نماز تک نہیں پڑھتا اس کے حالات نمازی اور عابد سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں، میرا خیال یہ ہے کہ آپ نے میرا مخمصہ سمجھ لیا ہوگا، اور جواب عطا فرما کر میرے دل کی صفائی کا اہتمام فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اس سے مراد مالی حالات نہیں ہیں بلکہ امت مسلمہ کے عمومی حالات مراد ہیں اور چونکہ آج کل امت مسلمہ عمومی طور پر بداعمالیوں میں مشغول ہے اس وجہ سے ان کی عمومی حالت بدتر ہوتی جارہی ہے جیسا کہ آج کل ظاہر ہے۔

اوراس سے اطمینان قلب اور سکون بھی مراد لے سکتے ہیں، ہم اس کا روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ نیک اعمال والاشخص اگرچہ اس کے پاس مال زیادہ نہ بھی ہو تب بھی مطمئن اور پرُسکون ہوتا ہے اور بداعمال شخص باوجود کثرتِ مال کے پریشان رہتا ہے اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا۔

"من عمل صالحامن ذکر اوانثٰی وهومؤمن فلنحیینّه حیوةً طیبةً،(سورة النحل)(فلنحیینه حیوة طیبة) قال غیرواحدهی حیاة فی الدنیا وارید بهاحیاة تصحبها القناعة والرضا بماقسمه الله تعالی وقدّره وقال ابوبکر الورّاق هی

www.besturdubooks.net

حیـاۃ تـصـحبهـا حلاوۃ الطاعة واولی الاقوال علی تقدیر ان یکون ذلک فی الـدنیـا تـفسیـرھا بمایصبحه القناعة قال الواحدی انّ تفسیرھا بذلک حسن مـختـار فـانـه لایـطیـب فـی الـدنیـا الا عیـش القانع واماالحریص فانه ابدافی الـکـدوالـعـنـاء وقـال الامام ان عیش المؤمن فی الدنیااطیب من عیش الکافر لـوجـوہ ،الاوّل انـه لماعرف انّ رزقه انماحصل بتدبیرالله تعالیٰ وانه سبحانه مـحسـن کـریم لایفعل الاالصواب کان راضیاً بکلّ ماقضاہ وقدرہ وعرف انّ مـصـلـحته فی ذلک واماالجاھل فلایعرف ھذہ الاصول فکان ابداًفی الحزن والشـقـاء ،الثـانی انّ المؤمن یستحضر ابدافی عقله انواع المصائب والمحن ویـقـدر وقـوعها ویجدنفسه راضیة بذلک فعندالوقوع لایستعظمها بخلاف الـجـاھل فانه غافلٌ عن تلک المعارف فعندوقوع المصائب یعظم تاثیرھا فی قـلبـه،الثـالـث انّ الـمـؤمـن مـنشـرح بـنـورمعرفة الله والقلب اذاکان مملوء ابـالـمـعـرفة لـم یتسع للاحزان الواقعة بسبب احوال الدنیا واماالجاھل فقلبه خـالٍ عـن الـمعرفة متفرغ للاحزان من المصائب الدنیویة ، الرابع انّ المؤمن عـارف ان خیـرات الـحیـات الـجسـمـانیة خسیسة فلایعظم فرحه بوجدانها ولاغـمـه بـفـقـدانهـا والـجـاھـل لایـعـرف سعادہ اخری تغایرھا فیعظم فرحه بـوجـدانها وغمه بفقدانها،والخامس ان المؤمن یعلم ان خیرات الدنیا واجبة التـغیـر سـریـعة الزوال ولولاتغیرھا وانقلابها ماوصلت الیه فعند وصولها الیه لایتـعـلـق بهـاقلبه ولایعانقها معانقة العاشق فلایحزنه فواتها والجاھل بخلاف ذلک“......(روح المعانی :۱۴/۲۲۷)

”ومـن اعـرض عـن ذکـری فـان لـه مـعیشةً ضـنکاً الآیة ،والمتبادران تلک الـمـعیشة لـه فـی الدنیا وروی ذلک عن عطاء وابن جبیر ووجه ضیق معیشة الـکـافـر الـمـعـرض فـی الـدنیـا انّـه شدیدالحرص علی الدّنیا متهالک علی ازدیـادھـاخـائف مـن انـتـقـاصها غالب علیه الشح بهاحیث لاغرض له سواھا بـخـلاف الـمؤمن الطالب الآخرۃ وقیل الضنک مجازعمّالاخیر فیه ووصف

www.besturdubooks.net

معیشة الکافر بذلک لانّها وبالٌ علیه وزیادةٌ فی عذابه یوم القیامة کمادلّت علیه الآیات وهوماخوذ مماخرجه ابن ابی حاتم عن ابن عباس انه قال فی الآیة یقول کلّ مال اعطیته عبدامن عبادی قل اوکثر لایتقینی فیه فلاخیرفیه وهوالضنک فی المعیشة''......(روح المعانی :۱٦/۲۷۷)

''ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا الخ ،و قال عکرمة هوالحرام وقال الضحاک الکسب الخبیث وعن ابن عباس قال الشقاء قلت وانمااطلق الضنک علی الحرام والکسب الخبیث والشقاء لکونها مفضیة الی ضیق المقام فی القبر اوالنار قال اللّٰه تعالی فی اهل النار ،اذاالقوا منهامکاناًضیّقاًمقرنین ،وروی عن ابن عباس انّه قال کلّ مال اعطی العبد قل اوکثر فلم یتق فیه فلاخیرفیه وهوالضنک فی المعیشة وانّ قوماً اعرضوا عن الحق وکانوااولی سعة من الدنیا مکثرین فکانت معیشتهم ضنکا وذلک انهم یرون اللـه لیس بمخلف علیهم معائشهم من سوء ظنهم باللّٰه عزّوجلّ وقال سعید بن جبیرمعناه نسلبه القناعة حتی لایشبع وحاصل هذین القولین انّ من اعرض عن ذکرالله تعالی کان مجامعاهمه ومطامح نظره الی اعراض الدنیا متهالکا علی ازدیادها خائفاً علی انتقاضها بخلاف المؤمن الطالب للآخرة فانّه قانع علی مااعطاه اللّٰه شاکر علیه متوکل علی اللّٰه فتکون حیاته فی الدنیا طیبة قلت وعلی هذا التاویل لیس المراد بمن اعرض عن ذکرالله الکافر المعرض عن الایمان بل المعرض عن الاکثار ذکرالله فان عامة المؤمنین منهمکون فی طلب الدنیا خائفون علی انتقاصها فمن اعرض عن اکثار ذکراللـه وجعل همته فی اعراض الدنیا اظلم علیه وقته وتشویش علیه رزقه''......(تفسیرالمظهری: ٦/١٠١)

''ظهرالفساد فی البروالبحربماکسبت ایدی الناس ، ظهرالفسادفی البروالبحر کالجرب والموتان وکثرة الحرق والغرق والقتال والجدال ومحق البرکات والظم وکثرة المضاروالامراض والضلال والریاح المفسدة

www.besturdubooks.net

فی البحار ومصادمه الدواب فی البحار بماکسبت ایدی الناس ای بشؤم معاصیهم اوبکسبهم ایاه ''......(تفسیر مظهری: ۲۲۴/۷)

''ظهر الفسادفی البروالبحر کالجدب والموتان وکثرة الحرق والغرق واخفاق الصیادین والغاصة ومحق البرکات من کل شیئ وقلة المنافع فی الجملة وکثرة المضار بماکسبت ایدی الناس ای بسبب مافعله الناس من المعاصی والذنوب وشؤمه کقوله تعالی وماا صابکم من مصیبة فبماکسبت ایدیکم وهوعلی التفسیر الاوّل للفساد ظاهر وامّاعلٰی تفسیره بالمعاصی فالمعنی ظهرت المعاصی فی البر والبحر بکسب الناس ایّاها وفعلهم لها ومعنی قوله تعالی لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلّهم یرجعون، علی الاول ظاهر وهوانّ الله تعالیٰ قدافسد اسباب دنیاهم ومحقها وبال بعض اعمالهم فی الدنیا قبل ان یعاقبهم بجمیعها فی الآخرة لعلهم یرجعون عماهم علیه واماعلی الثانی فاللام مجازعلی معنی انّ ظهورالمعاصی بسببهم ممااستوجبوا به ان یذیقهم اللّٰه تعالی وبال اعمالهم ارادة الرجوع فکانّهم انمافسدوا وتسببوا لفشو المعاصی فی الارض لاجل ذلک (روح المعانی :۳۷/۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن مجید کوآگ لگادوں گا کہنے کاحکم:

مسئلہ نمبر(۲۰) کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب نے بعض باتوں کی وجہ سے طیش میں آکر کہا کہ میں اپنے بچوں کو چھت سے گراکر ہلاک کردوں گا ،اورسب دینی کتابوں کو پھینک دوں گا اورقرآن مجید کوآگ لگادوں گا ،ان کلمات کے کہنے والے کے متعلق کیاحکم ہے؟ کیایہ کلمات دینی کتابوں اورقرآن مجید کی گستاخی ہے یانہیں؟اورایسےامام صاحب کے پیچھے نماز جائزہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال قرآن پاک کوآگ لگانا یابچوں کوہلاک کرنے کی دھمکی وغیرہ دیناجائزنہیں ہےاور جب تک یہ شخص خوب علی الاعلان توبہ نہ کرے اس کوامام بناناجائزنہیں ہے،اوراگران باتوں سے خوب توبہ کرے تواس کی

www.besturdubooks.net

امامت بلا کراہت جائز ہے، واضح رہے کہ یہ شخص اگر توبہ اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کر چکا ہے تو اس کو مزید پریشان کرنا جائز نہیں، نیز تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم علی سبیل الاحتیاط پہلے بھی دیا گیا ہے اور اب بھی علی سبیل الاحتیاط یہ حکم دیا جاتا ہے، کیونکہ مذکورہ الفاظ اگر توہین قرآن کی نیت سے کہے ہوں تو وہ کافر ہوا ہے۔

"اذاانکر اٰیة من القرآن اوسخر بآیة من القرآن وفی الخزانة اوعاب فقد کفر"......(التاتارخانية: ۵/۳۳۳)

"وفی الذخيرة المصحف اذاصار خلقا وتعذر القراء ة منه لایحرق بالنار اليه اشارمحمد وبه ناخذ"......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۹۹)

"يكفر ان قصد به الاستخفاف بالدين وان لم يرد به الاستخفاف بالدين لايكفر"......(بزازيه على هامش الهندية: ۶/۳۳۷)

"القی الفتویٰ علی الارض ای اهانة كماتشير اليه عبارة الالقاء اوقال ماذاالشرع هذاكفر "......(شرح فقه الاكبر: ۱۷۳)

"ومن تاب عن كبيرةٍ صحت توبته مع الاصرار على كبيرة اخرى ولايعاقب بهااى على الكبيرة الّتى تاب عنها"......(شرح فقه الاكبر: ۱۵۶)

"ان مايكون كفراًاتفاقاً يبطل العمل والنكاح ومافيه خلاف يؤمر بالاستغفاروالتوبة وتجديدالنكاح وظاهره انه امراحتياط "......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جنت میں صرف مسلمان ہی کیوں جائیں گے؟

مسئلہ نمبر(۲۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین بیچ اس مسئلہ کے۔

سوال یہ ہے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوسکیں گے یا یہودی اور عیسائی، بدھ مت، سکھ اور دوسرے مذاہب والے بھی جنت میں جاسکتے ہیں؟ اگر صرف مسلمان جنت میں جائیں تو کیوں؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ آج کل یہ جو فیشن شو ہو رہے ہیں اس میں خواتین تقریباً برہنہ ہوتی ہیں، اس طرح سے

www.besturdubooks.net

کپڑوں کی نمائش کرنا، اس کا اہتمام کرنا اور اس کام پر روپے صرف کرنا درست ہے یا کہ نہیں؟ اگر غلط ہے تو اس کا گناہ کس قدر ہے؟ اس کا جواب عنایت فرمائیں، ہم ممنون ہوں گے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) جنت میں داخلہ کی شرط ایمان و اسلام ہے لہذا صرف مسلمان ہی جنت میں جائیں گے، غیر مسلم جنت میں نہیں جاسکتے۔

(۲) سوال میں ذکر کردہ قباحتوں کی وجہ سے فیشن شو کروانا اور اس پر رقم خرچ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اور فیشن شو کئی گناہوں کا مجموعہ ہے اور گناہ بھی ایسے ہیں جن کا نقصان بھی اجتماعی ہے اور کئی معاشرتی خرابیاں اس سے جنم لیتی ہیں اسی کا اعتبار سے اس کا گناہ بھی بہت زیادہ ہے اور مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ وہ گناہ والے کام سے صرف اللہ ہی کے خوف کی وجہ سے اجتناب کرتا ہے۔

”واعلم انّ مذهب اهل السنة والجماعة وماعليه اهل الحق من السلف والخلف ان من مات موحدا دخل الجنة قطعاً على كل حال ......لايدخل الجنة احدمات على الكفر ولوعمل من اعمال البر“......(حاشية نووى على هامش المسلم: ۱/۴۱)“

”وقوله تعالىٰ وقرن فى بيوتكن ،كن اهل وقار وهدوء وسكينة وفيه الدلالة على ان النساء مامورات بلزوم البيوت منهيات عن الخروج وقوله تعالىٰ(ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولىٰ)روى ابن ابى نجيح عن مجاهد قال كانت المرء ة تتمشى بين ايدى القوم فذالك تبرج الجاهلية وقال سعيدعن قتادة ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولىٰ يعنى اذا خرجتن من بيوتكن قال كانت لهن مشية وتكسر وتغنج فنهاهن الله عن ذلك“......(احكام القرآن للجصاص: ۳/۵۲۹)

”قوله تعالىٰ يٰايّهاالنّبى قل لازواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن الآية،قال ابوبكر فى هذه الآية دلالة على انّ المرء ة الشابة مامورة بستر وجهها عن الاجنبيين واظهارالستر والعفاف عندالخروج لئلايطمع اهل الريب فيهن“......(احكام القرآن للجصاص: ۳/۵۴۶)

www.besturdubooks.net

”عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ صنفان من اهل النار لم ارهما قوم معهم سياط كاذناب البقريضربون بهاالناس ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤسهن كاسنمة البخت المائلة لايدخلن الجنة ولايجدن ريحها وان ريحها التوجد من مسيرة كذا وكذا ،الحديث ،عاريات وقيل معناه تستر بعض بدنها وتكشف بعضه اظهارا لجمالها ونحوه وقيل معناه تلبس ثوبارقيقا يصف لون بدنها“......(صحيح مسلم مع حاشية النووی:۲/۲۰۵)

”عن ابن عمررضی الله عنه ان النبی ﷺ قال لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة،متفق عليه“......(مشكوٰة المصابيح :۲/۳۹۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کی توہین کرنے والے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری جامع مسجد فیصل آباد کے امام صاحب کا جھگڑا سعید نامی شخص سے ہوا، امام نماز جمعہ کے بعد اس جھگڑے کی تفصیل نمازیوں کو بتلا رہے تھے کہ اسی دوران سعید کا ماموں جو کہ گاؤں کا مالدار سردار علی کے نام سے مشہور ہے مسجد میں داخل ہوا، اور امام صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی اگر تم نے صحیح طریقے سے یہاں رہنا ہے تو رہو ورنہ تمہاری ڈاڑھی اکھاڑ کر تمہاری گانڈ میں دے دوں گا، (استغفر اللہ) اس نے یہ الفاظ کہے اور وہاں سے بھاگ گیا، اس کے بعد گاؤں کے چند معزز افراد اس کے گھر گئے کہ مولوی صاحب سے معافی مانگ لو اور توبہ کرلو، لیکن جواباً اس نے کہا کہ میں نے جو کہا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے، مجھے جو پھانسی دلوانی ہے دلوادو (حالانکہ امام صاحب کا اس کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں ہوا تھا) آنجناب سے گزارش ہے کہ اس شخص کے بارے میں شریعت اسلامیہ کیا حکم دیتی ہے؟ وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

سنن نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام میں سے کسی ادنیٰ سنت کا مذاق اڑانا یا اس کی توہین کرنا حضور ﷺ کا مذاق اور توہین ہے اور ڈاڑھی تو واجب ہے اس کی توہین بطریق اولیٰ کفر ہے، بنابریں اس شخص کے ذمہ

www.besturdubooks.net

لازم ہے کہ توبہ کرے اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرے ورنہ مسلمان حاکم اس سے توبہ کروائے، توبہ نہ کرنے کی صورت میں اس پر شرعی سزا نافذ کی جائے۔

"وفی الظهيرية من قال لفقيه اخذشاربه مااعجب قبحا او اشدقبحاقص الشارب ولف طرف العمامة تحت الذقن يكفر، لانه استخفاف بالعلماء يعنى وهومستلزم لاستخفاف الانبياء عليهم السلام لان العلماء ورثة الانبياء عليهم السلام، وقص الشارب من سنن الانبياء عليهم السلام فتقبيحه كفر بلااختلاف بين العلماء وفى الخلاصة من قال قصصت شاربک والقيت العمامة على العاتق استخفافا يعنى بالعالم اوبعلمه فذلک کفر"......(فقه اکبر: ۱۷۳

"ومنها مايتعلق بالانبياء عليهم السلام من لم يقرببعض الانبياء عليهم السلام اولم يرض بسنة من سنن المرسلين فقدكفر"......(فتاوى الهندية: ۲/۲۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کو گالی دینے والے کے ایمان کا حکم:

مسئلہ نمبر (۲۴۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

زید کا اپنی بیوی کے ساتھ چھوٹا سا تنازعہ ہوا جس پر وہ ناراض ہوکر میکے چلے گئی اس دوران ثالثین زید کے پاس آئے تو زید نے کہا کہ فاطمہ میری بیوی کی حیثیت سے اگر رہنا چاہے تو آسکتی ہے ورنہ میں اپنے لیے بندوبست کروں گا، جس کی شرعاً مجھے اجازت ہے، اللہ نے مرد کو چار شادیوں تک کی اجازت دی ہے، اس بات پر زید کے بیٹے نے اپنے تین بھائیوں کی موجودگی میں غصے میں آکر مجھے اور اللہ کو ان الفاظ میں گالی دی کہ "میں تیری ماں چودھوں اور تیرے خدا کی بھی ماں چودھوں گا" (نعوذ باللہ من ذلک) اور ساتھ مجھے قتل کی دھمکی بھی دی ہے۔

مذکورہ تفصیل کے بعد اب سوال یہ ہے کہ،

(۱) ایسے بیٹے کے نکاح کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جو کہ شادی شدہ ہے۔

(۲) ایسے بیٹے کو اپنے گھر میں رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۳) ایسے بیٹے کی کمائی کا استعمال کرنا شرعاً میرے لیے جائز ہے؟

www.besturdubooks.net

(۴) ایسا بیٹا شرعاً میراث کا حصہ دار بنتا ہے؟

بینوا توجروا

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بشرط صحت سوال مذکورہ الفاظ صریح کفر ہیں، اس صورت میں نکاح ختم ہو جاتا ہے، مذکورہ شخص کو چاہیئے کہ توبہ کرے اور تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کرے۔

(۲) ایسے شخص کو جب تک توبہ نہ کرے الگ کر دینا چاہیئے، گھر میں نہیں رکھنا چاہیئے۔

(۳) کمائی سے بھی اجتناب کریں۔

(۴) ایسا بیٹا میراث سے محروم ہے، جب تک توبہ نہ کرے اور توبہ سے پہلے باپ یا کوئی رشتہ دار وفات پا جائے۔

"واذاوصف اللہ بمالایلیق بہ اوسخرباسم من اسماء اللہ تعالیٰ اوبامرمن اوامرہ وانکروعدہ اووعیدہ یکفر"......(التاتارخانیة: ۵/۳۱۴)

"الفرقة اذاارتداحدالزوجین ثم ان کانت الردة من المرء ة کانت فرقة بغیرطلاق بالاتفاق،وان کانت من الرجل ففیه خلاف مذکور فی کتاب النکاح ولاترتفع ھذہ الفرقة بالاسلام"......(بدائع الصنائع: ۶/۱۲۰)

"وفی الخانیة واجمع اصحابنا علی ان الردة تبطل عصمة النکاح وتقع الفرقة بینھا بنفس الردة"......(التاتارخانیة: ۵/۳۷۰)

"المرتدلایرث من مسلم ولامن مرتد مثله کذافی المحیط"......(فتاوی الھندیة: ۶/۴۵۵)

"ویومربالتوبة والرجوع عن ذلک وتجدیدالنکاح بینه وبین امرء ته"......(التاتارخانیة: ۵/۳۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

سماعِ موتیٰ اور صلوۃ وسلام کے سماع کے منکر کا حکم:

مسئلہ نمبر (۲۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس شخص کے بارے میں کہ جو نبی کریم ﷺ کو نہ قبر میں زندہ مانے اور نہ نبی کریم ﷺ کے قبر میں سلام سننے کا قائل ہو اور نہ نبی کریم ﷺ کو حاضر وناظر مانے اور نہ نبی کریم کے صلوٰۃ وسلام مثلاً یہ جو پڑھتے ہیں "الصلوۃ والسلام علیک یارسول الله" کے سننے کا قائل ہو، مگر نماز کی حالت میں جب کوئی مومن "السلام علیک ایھاالنبی ورحمة الله وبرکاته" چاہے زمین کی آخری تہہ میں کھڑے ہو کر کہے کے سننے کا قائل ہو اس کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حیات فی القبر اور سماع سلام عندالقبر اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور نماز کا سلام بذریعہ ملائکہ پہنچنا بھی اجماعی عقیدہ ہے، بنابریں جب یہ شخص اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے کہ حیات فی القبر کا منکر اور سماع سلام عندالقبر کا منکر اور سلامِ نماز ہر جگہ سے براہ راست سننے کے قائل ہونا تو یہ اہل سنت سے خارج اور بدعتی خراب عقیدے والا ہے۔

"عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیاابلغته رواه البيهقی فی شعب الايمان"......(مشکوٰۃ المصابیح: ۱/۸۸)

"ومماهومقررعندالمحققين انه صلی الله عليه وسلم حی يرزق ممتنع بجميع الملاذوالعبادات غيرانه حجب عن ابصارالقاصرين عن شريف المقامات ينبغی لمن قصدزيارة النبی ﷺ ان يكثرالصلاة عليه فانه يسمعها وتبلغ اليه"

......(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح: ۱۹۲)

"واماالمبتدع فهوصاحب البدعة وهی كمافی المغرب اسم من ابتدع الامر اذابتداء واحدثه كالرفقة من الارتفاق والخلفة من الاختلاف ثم غلبت علی ماهوزيارة فی الدين اونقصان منه اه وعرفها الشمنی بانهامااحدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول الله ﷺ من علم اوعمل اوحال بنوع شبهة واستحسان وجعل دينا قويما وصراطاً مستقيما"......(البحرالرائق : ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

انبیاء اور اولیاء کے بارے میں مشکل کشا اور مختار کل کا عقیدہ رکھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر (۲۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور باقی فوت اولیاء اللہ اور شہداء اور پیر وغیرہ ہماری نداء اور پکار کو سنتے ہیں اور ہمارے حالات دیکھ رہے ہیں اور دیکھتے ہیں اور ہماری ہر مشکل سے واقف ہیں اور مشکل کو رفع کر سکتے ہیں، اور یہ عقیدہ بھی رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ کے نور میں سے نور ہیں اور یہ بھی کہ اللہ کے پلے میں سوائے وحدت کے اور دھرا کیا ہے؟ جو کچھ لینا ہے ہم لے لیں گے محمد سے

لے احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو سب کن مکن ہے حاصل یا غوث تجھ کو

اسی طرح شرک اکبر فعلی بھی کرتا ہے، قبر پر سجدہ، طواف، چومنا چاٹنا، نذر و نیاز غیر اللہ کے نام پر دیتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ فوت شدہ بزرگ نفع اور نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں اور عالم الغیب بھی ہیں، مختار کل بھی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

کیا ایسے شخص کی امامت میں نماز پڑھنا جائز ہے، اس کے ساتھ قربانی کرنا، نکاح کرنا جائز ہے، اور کیا ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام ہے؟ کیا یہ شخص مسلمان ہے یا مرتد ہے؟

قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرما کر ہماری اصلاح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر سوال حقیقت پر مبنی ہے اور سوال میں کسی قسم کی مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا گیا ہے تو مسئول عنہ کو امام بنانا قطعاً ناجائز ہے بلکہ ان کا تو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا خطرہ ہے، اس کے ساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے، قربانی اور ذبیحہ کا بھی یہی حکم ہے، واضح رہے کہ عام بریلوی حضرات کا حکم اس سے مختلف ہے، عام بریلوی مسلمان ہیں۔

"الاولیٰ بالامامة اعلمهم باحكام الصلوة هكذافی المضمرات ويجتنب الفواحش الظاهرة وان كان غيره اورع منه"......(فتاویٰ عالمگیری: ۱/۸۳)

"ويكره تقديم المبتدع ايضالانه فاسق من حيث الاعتقاد وهواشدمن الفسق من حيث العمل الاان الفاسق من حيث العمل يعترف بانه فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف

www.besturdubooks.net

مایعتقده اهل السنة والجماعة وانما یجوز الاقتداء به مع الکراهة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفر عنداهل السنة امالوکان مؤدیا الی الکفر فلایجوز اصلاً......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

"قوله وان کان شریک الستة نصرانیااومریداللحم لم یجزعن واحدمنهم وکذا اذاکان عبدااومدبرا یریدالاضحیة لان نیته باطلة لانه لیس من اهل هذه القربة فکان نصیبه لحما فمنع الجواز اصلا"......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۲۹)

"فنقول اهلیة الذبح من له ملة التوحید دعوی واعتقادا کالمسلم اودعوی لااعتقادا کالکتابی"......(المحیط البرهانی: ۸/۴۴۸)

"ومنهاان یکون مسلمااوکتابیا فلاتؤکل ذبیحة اهل الشرک والمجوسی والوثنی وذبیحة المرتد اماذبیحة اهل الشرک فلقوله تعالیٰ(وما اهل لغیرالله)"......(بدائع الصنائع: ۴/۱۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد میں کسی کی تعظیم کے لیے کب کھڑا ہونا چاہیئے؟

مسئلہ نمبر(۲۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض مساجد میں نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نمازی حضرات امام مسجد سے مصافحہ کرتے ہیں، اور آپس میں بھی مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں، امام مسجد مصلے پر بیٹھتا ہے اور لوگ مصافحہ کر لیتے ہیں، لیکن بعض احباب جو مسجد انتظامیہ سے تعلق رکھتے ہیں امام سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ امام کو کھڑے ہو کر ان لوگوں سے مصافحہ کرنا چاہیئے کیونکہ بڑے اور بزرگ لوگ بھی ہوتے ہیں، حالانکہ امام کا معمول ہے کہ وہ نماز کے بعد مصلے پر ہی کچھ ذکر اذکار میں مصروف ہوتا ہے اور کھڑے ہو کر مصافحہ کرنے میں حرج بھی محسوس کرتا ہے۔

اسی طرح بعض احباب نماز سے قبل جب مسجد میں آتے ہیں تو اس وقت بھی مصافحہ کر لیتے ہیں۔

آنجناب کی خدمت میں گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمادیں کہ مسجد میں کب کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا چاہیئے اور کب کھڑا نہیں ہونا چاہیئے؟

اللہ کریم آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو کامل شریعت پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

اصل مسئلہ یہ ہے کہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اوراحادیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے،لیکن مخصوص نمازوں کے بعدسنت سمجھ کرکرناممنوع ہے،کیونکہ خیرالقرون میں ان مخصوص نمازوں کے بعدمصافحہ کرنے کے بارے میں محققین نے اس کے ثبوت کی نفی کی ہےخواہ امام کےساتھ ہویاغیرامام کےساتھ،ہاں مخصوص نمازوں کےعلاوہ تعظیم کے لیےکھڑے ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ بزرگ لوگوں کے لیےتعظیماً کھڑے ہونے میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ ایسے لوگوں کے لیے کھڑاہونا مندوب ہے،جیسے عالم،والد،مسافر اور استاد بلکہ مطلقاً دوسروں کے لیے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ مسجد میں ہویاغیرمسجد میں،البتہ اگراس نیت سے کھڑاہوتاہوکہ پھریہ میرے لیےکھڑاہوگاتویہ مکروہ ہے،ہاں کھڑے ہونے کے بارے میں جووعیدآئی ہے یہ ان کے لیے ہے جودوسروں کے لیے کھڑاہوناضروری سمجھتے ہیں،لہذامسجدکی انتظامیہ والے اگرامام پردوسروں کے لیے کھڑاہوناضروری سمجھتے ہیں تو یہ ٹھیک نہیں ہے،اوراگرامام بخوشی کھڑاہوتاہےتو کچھ حرج نہیں ہے۔

”اعلم ان المصافحة مستحبة عندكل لقاء اماماعتاده الناس من المصافحة بعدصلاة الصبح والعصر فلااصل له فى الشرع على هذاالوجه ولكن لاباس به فان اصل المصافحة سنة وكونهم حافظوا عليها فى بعض الاحوال وفرطوا كثيرمن الاحوال اواكثرها لايخرج ذلك البعض عن كونه من المصافحة التى وردالشرع باصلها اه قال الشيخ ابوالحسن البكرى وتقييده بمابعدالصبح والعصر على عادة كانت فى زمنه والافعقب الصلوة كلهاكذلك كذافى رسالة الشرنبلالى فى المصافحة ونقل مثله عن الشمس الحانوتى وانه افتى به مستدلا بعموم النصوص الواردة فى مشروعيتها وهوالموافق لماذكره الشارح من اطلاق المتون لكن قديقال ان المواظبة عليهابعدالصلوات خاصة قديؤدى الجهلة الى اعتقاد سنيتها فى خصوص هذه المواضع وان لهاخصوصية زائدة على غيرهامع ان ظاهر كلامهم انه لم يفعله احدمن السلف فى هذه المواضع وكذا قالوا بسنية قراء ة السورالثلاث فى الوتر مع الترك احياناالئلايعتقدوجوبها ونقل فى تبيين المحارم عن الملتقط انه تكره المصافحة بعداداء الصلوة بكل حال لان الصحابة رضى

www.besturdubooks.net

اللہ عنہم ماصافحوا بعداداء الصلوۃ ولانھا من سنن الروافض اہ ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعیۃ انھابدعۃ مکروھۃ لااصل لھا فی الشرع وانہ ینبہ فاعلھا اولاویعزر ثانیا ثم قال وقال ابن الحاج من المالکیۃ فی المدخل انھامن البدع وموضع المصافحۃ فی الشرع انماھوعندلقاء المسلم لاخیہ لافی ادبارالصلوات فحیث وضعھا الشرع یضعھا فینھی عن ذلک ویزجرفاعلھا لماآتی بہ من خلاف السنۃ"......(ردالمحتار: ۵/۲۷۰)

"وقدصرح بعض علمائنا وغیرھم بکراھۃ المصافحۃ المعتادۃ عقب الصلوات مع ان المصافحۃ سنۃ وماذاک الالکونھا لم تؤثر فی خصوص ھذا الموضع فالمواظبۃ علیھافیہ توھم العوام بانھاسنۃ فیہ"......(ردالمحتار: ۱/۶۶۰)

"وفی الوھبانیہ یجوزبل یندب القیام تعظیما للقادم کمایجوزالقیام ولوللقاری بین یدی العالم وسیجیء نظما(قولہ یجوزبل یندب القیام تعظیما للقادم الخ) ای ان کان ممن یستحق التعظیم قال فی القنیۃ قیام المجالس فی المسجد لمن دخل علیہ تعظیما وقیام قاریء القرآن لمن یجیء تعظیما لایکرہ اذاکان ممن یستحق التعظیم وفی مشکل الآثار القیام لغیرہ لیس بمکروہ لعینہ انماالمکروہ محبۃ القیام لمن یقام لہ فان قام لمن لایقام لہ لایکرہ قال ابن وھبان اقول وفی عصرنا ینبغی ان یستحب ذلک ای القیام لمایورث ترکہ من الحقدوالبغضاء والعداوۃ لاسیما اذاکان فی مکان اعتیدفیہ القیام وماورد من التوعد علیہ فی حق من یجب القیام بین یدیہ کمایفعلہ الترک والاعاجم اہ قلت یؤیدہ مافی العنایۃ وغیرھا عن الشیخ الحکیم ابی القاسم کان اذادخل علیہ غنی یقوم لہ ویعظمہ ولایقوم للفقراء وطلبۃ العلم فقیل لہ فی ذلک فقال الغنی یتوقع منی التعظیم فلوترکتہ لتضرروالفقراء والطلبۃ انمایطمعون فی جواب السلام والکلام معھم فی العلم"......(الدرمع الرد: ۵/۲۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

قرآن مجید کے شہید اوراق کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلمائے عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن مجید کے شہید صفحات کو سنبھالنے کی کونسی صورت اختیار کریں تو گناہ نہ ہوگا، کیا ان کو جلا کر ان کی راکھ کو اونچی جگہ پر رکھ دیں؟ کیا ہم شہید صفحات کو دریا کے پانی میں بہادیں؟ کیا ہم انہیں قبرستان میں دفن کردیں؟ ان تین صورتوں میں سے کونسی صورت جائز ہے؟ جس کو کرنے سے ہم گناہ سے بچ جائیں، اگر کسی نے صفحات جلادیے ہیں تو وہ گناہ گار ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں دوسری اور تیسری صورت جائز ہے، لیکن دفن کرنا افضل ہے مگر قرآن مجید کو اسی طرح دفن کیا جائے جس طرح مردے کو بغلی قبر میں دفن کیا جاتا ہے، یا کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیا جائے تاکہ اوپر مٹی نہ پڑے۔

”المصحف اذاصار بحال لایقرء فیه یدفن کالمسلم“ ......(الدرالمختار: ۱/۳۳)

”قال ابن عابدین تحت قوله یدفن ای یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن فی محل غیرممتهن لایؤطأ وفی الذخیرة وینبغی ان یلحدله ولایشق له لانه یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی ذلک نوع تحقیر الااذاجعل فوقه سقف بحیث لایصل التراب الیه فهوحسن ایضا ولابأس بان تلقی فی ماء جار کماهی تدفن وهواحسن“......(ردالمحتار: ۱/۱۳۰)

”المصحف اذاصار خلقا لایقرأ منه ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن ودفنه اولی من وضعه موضعا یخاف ان یقع علیه النجاسة اونحوذلک ویلحدله لانه لوشق ودفن یحتاج الی اهالة التراب علیه وذلک نوع تحقیر الااذاجعل فوقه سقف بحیث لایصل التراب الیه فهوحسن“......(فتاوی الهندیة: ۵/۳۲۳)

”قوله یدفن ای فی محل غیرممتهن لایؤطأ بالارجل ولابأس بان تلقی فی ماء

www.besturdubooks.net

جار کماھی اوتدفن وھواحسن کمافی الاشباہ"......(الطحطاوی علی الدر: ۱/۱۰۰)

قرآن مجید کوجلانا جائز نہیں ہے۔

"وفی الذخیرۃ المصحف اذا صار خلقا وتعذرالقراءۃ منہ لایخرق بالنار الیہ اشارمحمد وبہ ناخذ"......(ردالمحتار: ۵/۲۹۹)

"المصحف اذاصار خلقا وتعذرت القراءۃ منہ لایحرق بالنار اشارالشیبانی الی ھذا فی السیرالکبیر وبہ ناخذ"......(فتاوی الھندیۃ: ۵/۳۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جان بوجھ کر مرزائی کا جنازہ پڑھنے والے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی مسلمان کسی مرزائی کا عمداً نماز جنازہ پڑھے تو اس کے لیے شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

قرآن وسنت واجماع امت کی روشنی میں مرزائی کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور واضح رہے کہ کافر کو مسلمان سمجھنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، بنابریں جس شخص نے مرزائی کو مسلمان سمجھ کر نماز جنازہ پڑھی وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوکر کافر ہوگیا اور اس پر تجدید ایمان اور شادی شدہ ہونے کی صورت میں تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

اور اگر مرزائی کو مسلمان سمجھ کر نہیں بلکہ کافر سمجھ کر نماز جنازہ پڑھی ہے تو پھر نماز جنازہ پڑھنے والا شخص کافر تو نہیں ہوا البتہ فاسق اور فاجر مداہن اور بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوا ہے لہذا وہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور آئندہ کسی بھی غیر مسلم کا جنازہ نہ پڑھے۔

"سمعت بعضھم یقول اذالم یعرف الرجل ان محمدا ﷺ اخر الانبیاء علیھم وعلی نبینا السلام فلیس بمسلم کذافی الیتیمۃ"......(فتاویٰ الھندیۃ: ۲/۲۶۳)

www.besturdubooks.net

"والاصل ان من اعتقدالحرام حلالا فان کان حراما لغیرہ کمال الغیر لایکفر وان کان لعینه فان کان دلیله قطعیا کفروالافلا،وقیل التفصیل فی العالم امالجاهل فلایفرق بین الحلال والحرام لعینه ولغیرہ وانماالفرق فی حقه انما کان قطعیا کفربه والافلا فیکفر اذاقال الخمرلیس بحرام "......

(البحرالرائق: ۵/۲۰۶،فتاوی الهندیة: ۲/۲۳۲)

"ولاتصل علی احدمنهم مات ابدا قال علماؤنا هذانص فی الامتناع من الصلوة علی الکفار یؤخذ لانه علل المنع من الصلوة علی الکفار"......(تفسیرقرطبی: ۴/۲۲۱)

"ان مایکون کفرااتفاقا یبطل العمل والنکاح ومافیه خلاف یؤمربالاستغفاروالتوبة وتجدیدالنکاح"......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کا ثبوت قرآن پاک سے نہیں ہے، یہ کہنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس شخص کے بارے میں جو یہ کہتا ہے کہ پانچ وقت نماز جو متواتر پوری امت میں پوری دنیا میں مکہ مدینہ میں اداہوتی چلی آرہی ہے اس کا قرآن مجید میں ثبوت نہیں ہے،لہذا اس طریقہ سے نماز ادا کرنا منافقین کا طریقہ ہے مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے ،کیا یہ شخص مسلمان رہایا کافر ہوگیا؟ کیا اس کا نکاح باقی ہے؟ یا کیا کرنا چاہیئے؟

اگر کوئی شخص امام ہواور اس کی بیوی مذکورہ بالاعقیدہ رکھتی ہواور امام صاحب کی تاویل یہ ہے کہ میری بیوی پاگل ہے،اورڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق یہ عورت پاگل نہیں ہے، کیا اس امام کی تاویل درست ہے؟ اب ہمیں اس امام صاحب کے بارے میں کیا کرنا چاہیئے؟ اوران کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگرامام صاحب کی بیوی کا یہ عقیدہ ہے کہ پانچ وقت نماز جو متواتر پوری امت میں اداہوتی چلی آرہی ہے اس کا قرآن میں ثبوت نہیں ہے، لہذا اس طریقہ سے نماز ادا کرنا منافقین کا طریقہ ہے مسلمانوں

www.besturdubooks.net

کا طریقہ نہیں ہے، اس عقیدہ کے رکھنے کی وجہ سے وہ کافرہ ہوگئی ہے، تجدید نکاح اور تجدید ایمان ضروری ہے، امام صاحب کے قول کے مطابق اگر واقعی حقیقت میں وہ پاگل ہے تو پھر کافر نہیں ہوئی ، کیونکہ جنون کبھی مستقلاً ہوتا ہے، اور کبھی درمیان میں مریض صحت مند ہو جاتا ہے، اس پر دورے کی کیفیت نہیں رہتی، اس حالت میں اگر ڈاکٹر اسے چیک کریں تو وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ صحت مند ہے، لہٰذا پوری تحقیق کریں جلد بازی اور جذبات کی رو میں فتویٰ نہیں لینا چاہیئے۔

”ما كان في كونه كفرا اختلاف فان قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط“......(فتاوى الهندية: ٢/٢٨٣)

”ويكون الكفر بقول المريض لااصلي ابداجوابا لمن قال له صل وقيل لاوكذا قوله لااصلي حين امربها وقيل انما يكفر اذا قصدنفي الوجوب وفيه بترك الصلوة متعمدا غيرنا وللقضاء وغير خائف من العقاب“ ......(البحر الرائق: ٥/٢٠٥)

”هي فرض عين على كل مكلف ويكفر جاحدهالثبوتها بدليل قطعي وتاركها عمدا مجانة اى تكاسلا فاسق“......(درمختار: ١/٥٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

”ھذاالکتاب“ کی جگہ ”ذلک الکتاب“ کیوں کہا گیا؟

مسئلہ نمبر (۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن پاک کے شروع میں ”ھذا“ کی بجائے ”ذلک“ کا لفظ استعمال ہوا ہے جب کہ یہ کتاب یعنی قرآن حکیم ہمارے پاس موجود ہے، اس میں اشارہ قریب کی بجائے اشارہ بعید کا کیوں استعمال ہوا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

آیت مسئولہ میں جو اسم اشارہ بعید کے لیے استعمال کیا گیا ہے اس کے سمجھنے سے پہلے ایک تمہید کا جاننا ضروری ہے، وہ یہ کہ بُعد دو قسم پر ہے (۱) بعد حسی (۲) بعد رتبی۔

(۱) بعد حسی: (مکانی یا زمانی جو محسوس ہو رہا ہو) یہ ایسے بعد کو کہتے ہیں جو محسوس ہو رہا ہو یا نظر آ رہا ہو جیسے کراچی بعید ہے راولپنڈی سے، یہ ایسا بعد ہے جو نظر آ رہا ہے۔

www.besturdubooks.net

(۲) بعد رتبی: (مرتبہ کی بلندی) یہ کہتے ہیں ایسے بعد کو جو محسوس نہ ہو جیسے کتاب اللہ، یعنی کتاب اللہ مرتبہ کے اعتبار سے اتنی بعید ہے کہ کوئی مخلوق اس تک نہیں پہنچ سکتی۔

اس لیے ''ذلک'' اشارہ بعید لائے اس کتاب کا رتبہ بتانے کے لیے کہ یہ کتاب رتبے کے اعتبار سے بہت بلند و بعید ہے، کوئی کتاب اس مقام تک نہیں پہنچ سکتی، اگر اشارہ قریب ''ھذا'' لاتے تو یہ بعد رتبی حاصل نہ ہوتا، لہٰذا جو عظمت ''ذلک'' میں ہے وہ ''ھذا'' میں نہیں ہے۔

''والاشارة بذلک وھی للبعید تعظیما لشانه''......(تفسیر المظھری : ۱/۲۳)

''ذلک ای ھذاالکتاب ....وجملة النفی خبر مبتدائه ذلک والاشارة به للتعظیم قوله ای ھذا آه اشاربذلک الی ان حق الاشارة ان یوتی بھاللقریب وانما اتی بمایدل علی البعید للتعظیم لکون القرآن مرفوع الرتبة وعظیم القدر ،صاوی''......(تفسیر جلالین : ۱/۴ ،وحاشیة نمبر ۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم فکر شاہ ولی اللہی کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۱): حضرت اقدس مفتی حمید اللہ جان صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

بعد از سلام مسنون عرض ہے کہ آپ صاحبان کو بخوبی علم ہوا ہوگا کہ ہمارے وطن میں تحریک فکر شاہ ولی اللہی کے نام سے ایک تنظیم ہمارے دینی مدارس میں نہایت تیزی سے بڑھتی چلی آرہی ہے، اس تنظیم پر دارالعلوم ٹل کے مہتمم وبانی حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے تلمیذ رشید حضرت مولانا معز الحق صاحب رحمہ اللہ نے دہریت کا فتویٰ لگا دیا ہے، مگر جناب ہمارے علاقہ کے بعض لوگ خصوصاً سکول و کالج کے طلباء اور پروفیسر صاحبان اس فتویٰ پر اعتماد نہیں کرتے اور ہم نے مندرجہ بالا فتویٰ سے قوی ترین فتویٰ کا مطالبہ کرتے ہیں، حضرت جناب ان کی کتابوں میں کافی غیر شرعی باتیں موجود ہیں، اپنی ایک کتاب ''قرآنی دستور انقلاب'' اور رسالہ عزم میں ان کے غیر اسلامی تحاریر حاضر خدمت ہیں، جن میں سورۃ الماعون کا ترجمہ غلط انداز میں بیان ہوا ہے، اور یہ لوگ عوام کو غلط تصور دے رہے ہیں، نیز جہاد کا مقصد اور مساجد کی عظمت کو نوجوانوں کے دلوں سے مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

تنظیم فکرولی اللہی معاشی مساوات کی علمبردار جماعت ہے اور جو بھی معاشی مساوات کے علمبردار ہوں وہ گمراہ ہیں، کفر کا فتویٰ اس پر اس لیے نہیں دیا جاسکتا ہے کہ وہ متاولین ہیں، نیز بعض افراد کی خرافات کیوجہ سے پوری جماعت پر کفر کا فتویٰ لگانا صحیح نہیں۔

''السابعة مافی البحر من باب المرتد نقلا عن الفتاوی الصغری الکفرشیء عظیم فلااجعل المؤمن کافرا وجدت روایة انه لایکفر انتهی ثم قال والذی تحرز انه لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی حمل حسن اوکان فی کفره اختلاف ولوروایة ضعیفة اه''......(رسائل ابن عابدین)

''وفی فتاوی الصغریٰ الکفر شیء عظیم فلااجعل المؤمن کافرا متی وجدت روایة انه لایکفر اه ....وفی الخلاصة وغیرها اذاکان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم ......والذی تحرر انه لایفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن اوکان فی کفره اختلاف ولوروایة ضعیفة''......(البحرالرائق: ۵/۲۱۰)

''یجب ان یعلم انه اذاکان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه اللذی یمنع التکفیر تحسیناللظن بالمسلم ''......(فتاوی تاتارخانیة: ۵/۳۱۲)

''واعلم انه لایفتی بکفرمسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن اوکان فی کفره خلاف ولوکان ذلک روایة ضعیفة کماحرره فی البحر وعزاه فی الاشباه الی الصغریٰ وفی الدر وغیرها اذاکان فی المسئلة وجوه توجب الکفروواحد یمنعه فعلی المفتی المیل لمایمنعه''......(درمع الرد : ۳/۳۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

’’کافر کافر شیعہ کافر‘‘ کا نعرہ لگانے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) دور حاضر میں ’’کافر کافر شیعہ کافر‘‘ کا نعرہ لگانا کیسا ہے؟ جب کہ شیعہ حضرات جواب میں صحابہ کرام کے نام لے لے کر کافر کہتے ہیں، جب کہ قرآن کریم کی آیت ’’**ولاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ الخ**‘‘ سے اس کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے۔

(۲) شیعہ حضرات یوم حسین ۱۰ محرم الحرام کو مناتے ہیں، کیا اس کے مقابلہ میں ہم سنی حضرات کسی صحابی کا یوم منا سکتے ہیں؟

(۳) آیا علماء دیو بند کا متفقہ فیصلہ ہے کہ شیعہ کافر ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) شیعوں کے اکثر فرقے اگرچہ کافر ہیں مگر پھر بھی ’’کافر کافر شیعہ کافر‘‘ کہہ کر تبلیغ کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ خالص تفضیلی شیعہ کافر نہیں ہیں، اس لیے مطلق طور پر کافر کہنا درست نہیں ہے۔

(۲) اسلام میں کسی کی پیدائش یا وفات کے ایام منانے کا کوئی تصور نہیں ہے کیونکہ اسلام کی تاریخ میں کوئی دن بھی ایسا نہیں ہے کہ جب کہیں کوئی اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جان قربان کرتے ہوئے دکھائی نہ دے، عمل و کردار سے شناخت ہوتی ہے نہ کہ دن منانے سے، ہونا یہ چاہیئے کہ سارا سال صحابہ کرام کے فضائل و مناقب بیان کیے جائیں۔

(۳) اس بات پر نہ صرف علماء دیو بند کا متفقہ فیصلہ ہے بلکہ بریلوی مکتبہ فکر سے مولانا احمد رضا خان بریلوی اور اہل حدیثوں میں سے علامہ احسان الٰہی ظہیر جیسے علماء کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شیعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرے یا تحریفِ قرآن کا قائل ہو وہ کافر ہے۔

’’**عن الخلاصة ان الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما فهو کافر وان کان یفضل علیا علیهما فهو مبتدع**‘‘......(**فتاوی شامی : ۳/۳۲۱**)

پاکستان میں موجودہ شیعہ اثناء عشریہ جعفریہ من حیث الفرقۃ علی الاطلاق اپنے کفریہ عقائد کی وجہ سے کافر ہیں ان سے نکاح اور موالات حرام ہے، ان کے جنازے میں شرکت بھی حرام ہے، جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، اس مخصوص نعرہ لگانے سے چونکہ ان کی طرف سے گستاخی کا غالب گمان ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں ہمیشہ حکمت و بصیرت سے کام لینا چاہیئے تاکہ فساد کم ہو۔

www.besturdubooks.net

”ویجب اکفار الروافض فی قولهم برجع الاموات الی الدنیا وبانتقال الاموات وتناسخ الارواح وانتقال روح الاله الی الائمة وان الائمة آلهة ولقولهم فی خروج امام باطن وبتعطیلهم الامروالنهی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولهم ان جبریل غلط فی الوحی الی محمدﷺ دون علی ابن ابی طالب رضی الله عنه وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامه احکام المرتدین“......(فتاویٰ تاتارخانیة: ۵/۳۶۵)

”من سب الشیخین اوطعن فیهما کفر، اقول نعم فی البزازیة عن الخلاصة ان الرافضی اذاکان یسب الشیخین ویلعنهما فهو کافر......نعم لاشک فی تکفیرمن قذف السیدة عائشة رضی الله عنهااوانکرصحبة الصدیق اواعتقد الالوهیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی اونحوذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن ”درمختارمع الشامی: ۳/۳۲۱)

”فلذا اجمع علماء الاعصارعلی اباحة قتلهم وان من شک فی کفرهم کان کافرا “......(رسائل ابن عابدین: ۱/۳۶۹)

”ولاتسبوا الذین یدعون من دون الله، الثانیة قال العلماء حکمهاباق فی هذه الامة علی کل حال فمتی کان الکافر فی منعة وخیف ان یسب الاسلام اوالنبی ﷺ اوالله عزوجل فلایحل لمسلم ان یسب صلبانهم ولادینهم ولاکنائسهم ولایتعرض الی مایؤدی الی ذلک لانه بمنزلة البعث علی المعصیة “......(احکام القرآن للقرطبی: ۷/۶۱)

”قال فی تفسیرالمظهری تحت هذه الآیة، وفیه دلیل علی ان الطاعة اذاادت الی معصیة راجحة وجب ترکها لان مایؤدی الی الشرشر“......(تفسیرالمظهری: ۳/۳۰۱)

(۲)”البدعة هی الفعلة المخالفة للسنة سمیت البدعة لان قائلها ابتدعها من غیرمقال امام،وهی الامرالمحدث الذی لم یکن علیه الصحابة والتابعون ولم یکن مماقتضاه الدلیل الشرعی “......(کتاب التعریفات:۳۳)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

درود ابراہیمی میں لفظ سلام کیوں نہیں ہے؟

مسئلہ نمبر(۳۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن کریم میں فرمان خداوندی ہے

"ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما"

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے صلوۃ (درود) بھیجتے ہیں نبی علیہ السلام پر، اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر صلوۃ (درود) بھیجو۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں اس لیے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود اور سلام بھیجو، اس کے بعد درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے جس میں صلوٰۃ (درود) ہے، سلام نہیں، یہ تضاد کیوں ہے؟ برائے کرم اس سوال کا جواب بذریعہ ڈاک روانہ کردیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں "ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" اس آیت کریمہ کے بعد صرف درود پر اکتفاء کرنا اور سلام نہ پڑھنا اس میں تضاد نہیں ہے، کیونکہ "سلموا" سے مراد اکثر اہل علم کے نزدیک انقیاد لقضاء الرسول ﷺ ہے، اور دوسرا یہ بھی ہے کہ واؤ جمع کے لیے نہیں ہے حتی کہ درود کے ساتھ سلام پڑھنا واجب ہوجائے۔

"واما قولہ تعالیٰ وسلموا فالمراد منہ سلموا لقضائہ "......(طحطاوی: ۲/۱۲۰)

"والتسلیم فی الآیة یحتمل الانقیاد ولو سلم فلا دلالة علی الجمع نحو اقیموا الصلوۃ واٰتوا الزکاۃ "......(نبراس شرح شرح العقائد: ۲)

"الحروف العاطفة وھی الواو والفاء وثم وحتی واو واما ......فالاربعة الاول للجمع اعم ان یکون مطلقا او مع ترتیب ......ولیس المراد اجتماع المعطوف والمعطوف علیہ فی الفعل فی زمان او مکان فقولک جاء نی زید وعمرو او فعمرو ای حصل الفعل من کلیھما لا من احدھما"......(شرح جامی: ۳۵۴)

نیز ان دونوں میں تضاد اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ آیت میں سلام سے مراد وہ سلام ہے جو تشہد میں ہے یعنی

www.besturdubooks.net

”السلام علیک ایھا النبی“ اور صلوۃ سے مراد درود پاک ہے، جب تشہد اور درود پڑھ لیا جائے گا تو ”صلوا علیه“ اور ”سلموا“ دونوں پر عمل ہو جائے گا۔

”وکذافی حدیث ابی سعید الخدری قیل یارسول الله اماالسلام علیک فقدعرفنا فکیف الصلاۃ قال قولوا اللھم صل علی محمد الی اٰخرہ ،یعنی قدعرفنا السلام فی التشھد وھوقوله السلام علیک ایھاالنبی ورحمة الله وبرکاته فکیف نصلی حینئذٍفعلم رسول الله ﷺ بقوله اللھم صل علی محمد الی اٰخرہ “......(تفسیر المظھری : ۳۷۷/۷)

”عن کعب بن عجرۃ قال لمانزلت ان الله وملائکته یصلون علی النبی یاایھاالذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما قال قلنایارسول الله قدعلمنا السلام فکیف الصلوۃ علیک قال قولوا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمدالخ ومعنی قولھم اماالسلام علیک فقدعرفناہ ھوالّذی فی التشھد الّذی کان یعلمھم ایاہ کمایعلمھم السورۃ من القرآن وفیه السلام علیک ایھاالنبی ورحمة الله وبرکاته “......(تفسیر ابن کثیر: ۵/۲۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نوری علم کے ذریعے کوئی کام کرنے اور کروانے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) نوری علم اور کالے علم کا قرآن وحدیث میں کیا بیان ہے؟

(۲) نوری علم کروانا جائز ہے؟

(۳) بچے پر حاضری کروا کر غیب کے بارے میں بتانا جائز ہے؟

(۴) کیا نوری علم کسی صحیح کام کے لیے کروا سکتے ہیں؟

(۵) کیا نوری علم قرآن پاک کی آیات سے کیا جا سکتا ہے؟

اور کسی دینی کتاب کا نام لکھ دیں جس میں تمام سوالوں کا جواب مل سکے۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) نوری علم سے مراد اگر دم اور تعویذ کرنا ہے تو یہ فی نفسہ جائز ہے بشرطیکہ قرآنی آیات یا اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ یا کسی ماثورہ دعا کے ساتھ ہو، اور اگر دم اور تعویذ غیر عربی زبان میں ہو اور معلوم نہ ہو کہ کیا چیز ہے تو پھر جائز نہ ہوگا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس میں جادو یا کفریہ کلمات ہوں۔

”ولاباس بالمعاذات اذاكتب فيهاالقرآن اواسماء الله تعالىٰ وانما تكره العوذة اذاكانت بغيرلسان العرب ولايدرى ماهوولعله سحر اوكفر اوغيرذلك واماماكان من القرآن اوشىء من الدعوات فلاباس به“ ...... (ردالمحتار المعروف بالشامی: ۵/۲۵۶)

(۲) مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

(۳) جائز نہیں ہے کیونکہ یہ کہانت ہے، اور کاہن کی غیب کی باتوں میں تصدیق کرنا کفر ہے۔

”ومنهاان تصديق الكاهن بمايخبره من الغيب كفر ثم الكاهن هوالذى يخبر عن الكوائن فى مستقبل الزمان ويدعى معرفة الاسرارفى المكان“......(شرح ملاعلى القارى على الفقه الاكبر : ۱۴۹)

(۴) مذکورہ بالا شرائط کی رعایت رکھتے ہوئے کرواسکتے ہیں۔

(۵) جی ہاں نوری علم قرآن پاک کی آیات سے کیا جاسکتا ہے۔

”ان الرقى يكره منها ماكان بغيراللسان العربى وبغيراسماء الله تعالى وصفاته وكلامه فى كتبه المنزلة وان اعتقد ان الرقية نافعة لامحالة فيتكل عليها واياها ارادبقوله ماتوكل من استرقى ولايكره منهاماكان على خلاف ذلک كالتعوذ بالقرآن واسماء الله تعالى الرقى بالمروية لذلک قال ﷺ للذى رقى بالقرآن واخذعليه اجرا من اخذ برقية باطل فقداخذت برقية حق“......(مرقاة المفاتيح : ۸/۳۵۸)

”ان الرقى يكره منها ماكان بغيراللسان العربى وبغيراسماء الله تعالىٰ وصفاته وكلامه فى كتبه المنزلة وان يعتقد ان الرقية نافعة لامحالة فيتكل عليها واياها ارادبقوله ﷺ ماتوكل من استرقى ولايكره منهاماكان بخلاف ذلک

www.besturdubooks.net

کالتعوذ بالقرآن واسماء الله تعالی والرقی المرویة وفی مؤطا مالک ان ابابکر الصدیق رضی الله عنه دخل علی عائشة وهی تشتکی ویهودیة ترقیها فقال ابوبکر ارقیها بکتاب الله یعنی بالتوراة والانجیل"......(عمدة القاری : ۲۱/۳۹۰)

"قوله الکاهن قیل کالساحر، فی الحدیث من اتی کاهنا اوعرافا فصدقه بمایقول فقد کفربماانزل علی محمد اخرجه اصحاب السنن الاربعة وصححه الحاکم عن ابی هریرة والکاهن کمافی مختصر النهایة للسیوطی من یتعاطی الخبر عن الکائنات فی المستقبل ویدعی معرفة الاسرار والعراف المنجم وقال الخطابی هوالذی یتعاطی معرفة مکان المسروق والضالة ونحوهمااه والحاصل ان الکاهن من یدعی معرفة الغیب باسباب وهی مختلفة فلذا انقسم الی انواع متعددة کالعراف والرمال والمنجم وهوالذی یخبر عن المستقبل بطلوع النجم وغروبه والذی یضرب بالحصی والذی یدعی انه له صاحبا من الجن یخبره عماسیکون والکل مذموم شرعا محکوم علیهم وعلی مصدقهم بالکفر وفی البزازیة یکفر بادعاء علم الغیب وباتیان الکاهن وتصدیقه وفی التتارخانیة یکفربقوله انااعلم المسروقات اواناخبرعن اخبارالجن ایای اه"......(فتاوی الشامیة: ۳/۳۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اہل سنت لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری چچازاد بہن کی منگنی دوسال قبل اس کے والد کی طرف سے کزن کے بیٹے سے ہوئی، گزارش یہ ہے کہ لڑکے کا تعلق شیعہ جماعت سے ہے اور وہ کہتا رہا ہے کہ لڑکی اہل سنت ہے، اپنی زندگی اپنے طریقے سے گزارتی رہے اور میں اپنی فقہ کے مطابق گزاروں گا، لیکن اب جب کہ نکاح ہونے والا ہے تو لڑکے نے اپنی عزیزہ کے ذریعے کہا ہے کہ اس کی خواہش ہے کہ لڑکی اگر شیعہ ہوجائے گویا کہ زبردستی نہیں ہے، آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں آگاہ کریں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوہاب

شیعہ کے بہت سے عقیدے کفریہ ہیں مثلاً

(۱) تحریفِ قرآن کے قائل ہیں۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی خلافت اور صحابیت کے منکر ہیں۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا یا خدا کی صفات کا حامل قرار دیتے ہیں۔

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں۔

(۵) کلمہ اسلام میں اضافہ کرتے ہیں۔

ان مذکورہ عقائد کی بناء پر ان سے کسی سنی کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

”ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق اویقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة “......(فتاویٰ شامی : ۲/۳۱۴)

لہٰذا ان کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا، اگر لڑکا ان عقائد کا قائل ہو، اور اگر ان عقائد کا قائل نہ بھی ہو تو تب بھی اس سے نکاح نہیں کرنا چاہیئے۔

”نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله عنها اوانکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی اونحو ذلک من الکفر الصریح المخالف القرآن “......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۲۱)

”ویجب اکفار الروافض فی قولهم برجع الاموات الی الدنیا وبانتقال الاموات وتناسخ الارواح وانتقال روح الاله الی الائمة وان الائمة آلهة وبقولهم فی خروج امام باطن وبتعطیلهم الامر والنهی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولهم ان جبرئیل غلط فی الوحی الی محمد ﷺ دون علی بن ابی طالب رضی الله عنه وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین “......(فتاویٰ تاتارخانیة: ۵/۳۶۵)

www.besturdubooks.net

"اگرچه صاحب ظهيريه وغيره حكم كفر بسبب سب شيخين وغيره داده اند مگر اصح خلاف آنست چنانچه ابوشكورسلمى وعلى قارى وغيره تصريح ماسازندحق ايں است كه من انكر ضروريات الدين كفر ومن لم ينكر لاپس اطلاق كفر بدون تحقيق اين امر كه آنكس آيامنكرضروريات دين است يانه مناسب نيست آرى وجه دوم صحيح است كه رافضى مبتدع وفاسق است وفاسق كفوصالحه نيست ونكاح باغير كفونافذ نيست امافسق رافضى پس درشرح فقه اكبر على القارى وفتح القدير وغيره مصرح است واماعدم كفاء ت فاسق باصالحه پس نقابيه ومجمع البحرين وملتقى الابحر وغيره موجوداست بلكه جمهورفقهاء مى نويسند الفاسق پس كفوء نيست صالح راماعدم نفاذ نكاح ازغير كفوپس دربحرالرائق ومجمع الانهر وغيره مرقوم است اه"......(مجموعۃ الفتاوی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شرکیہ الفاظ سے عملیات اوردم تعویذ کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۶): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چکوال روڈ پر ایک مدرسہ بمقام بھنگائی شریف ہے وہاں موجود پیر جابر حسین شاہ صاحب نے چند دن پہلے میرے ماموں کو کچھ تعویذ دیے تھے،اور کچھ گولیاں بھی دی ہیں کہ کسی قسم کی تکلیف کے موقع پر ان کا استعمال کرلیا جائے اور وہ تعویذ میری نظر سے گزرا تو مجھے کچھ شک سامعلوم ہوا کیونکہ ان تعویذوں کے اوپر یاعلی یاحسن یاحسین وغیرہ لکھا ہوا تھا تو مجھے ان صاحب کے بارے میں ایمانی خطرہ ہوگیا وہ بریلوی قسم کے عقیدہ کے ہیں،ان کے والد بڑے بزرگ تھے ان کا نام جناب عبداللہ شاہ ہے،میں تعویذ ساتھ بھیج رہا ہوں اس تعویذ اور صاحب تعویذ کے بارے میں آگاہ کریں،ان کا سالانہ جلسہ بھی ہوتا ہے،روحانی اجتماع ودستار فضیلت دارالعلوم بھنگائی شریف۔

الجواب باسم الملک الوهاب

عملیات اور تعویذات میں ایسے کلمات لکھنا پڑھنا جو شرکیہ الفاظ پر مشتمل ہوں یا ان کے اندر شرک کا شائبہ ہو جائز نہیں ہیں،آپ کے ارسال کردہ تعویذ میں چونکہ یاعلی یاحسن یاحسین ایسے الفاظ ہیں جن کے اندر دونوں احتمال

www.besturdubooks.net

موجود ہیں، لہذا اب شرکیہ تعویذات سے احتراز لازم ہے اوراس کی جگہ کسی متبع سنت صحیح العقیدہ صاحبِ نسبت بزرگ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے، کیونکہ جواب میں مذکورا گر دونوں احتمال صحیح نہ ہوں تو تیسرا احتمال جودرجہ یقین کے قریب ہے کہ یہ پیر صاحب نہ تو مشرک ہیں اور نہ ان کے الفاظ موہم شرک ہیں بلکہ یہ محض جہالت اور بے علمی اور بے دینی کا نتیجہ ہے، لہذا آیات قرآنیہ وغیرہ سے علاج کو اختیار کیا جائے جوصرف آیات قرآنیہ سے متعلق ہوں اس کے علاوہ دوسری لایعنی اور شرکیہ عبارات والے تعویذات کے استعمال کو ترک کرنالازم ہے، کیونکہ قرآن کریم سارے کا سارا شفاء ہے، لقولہ تعالیٰ ''وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمة للمؤمنین'' لہذا ایسے تعویذ استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔

''ولاباس بالمعاذات اذاکتب فیھا القرآن اواسماء اللہ تعالی ویقال رقاء الراقی رقیا اذاعوذہ قالوا وانما تکرہ العوذۃ اذاکانت بغیرلسان العرب ولایدری ماھو ولعلہ یدخلہ سحراوکفر اوغیرذلک واماماکان من القرآن اوشیء من الدعوات فلاباس بہ ا ہ ''......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

توہین رسالت کے مرتکب کوقتل کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی آدمی (زید، بکروغیرہ) توہین رسالت اورتوہین صحابہ کرتا ہے، توکیا وہ شخص واجب القتل ہے؟ اس کاقتل جائز ہے (جبکہ ذاتی دشمنی نہ ہو) فرض ہے؟ حرام ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

توہین رسالت کفر ہے جبکہ توہین صحابہ انتہائی درجہ کی ضلالت اور گمراہی اور بے دینی ہے، لیکن اگر واقعۃً یہ ثابت ہوبھی جائے تو شرعی سزاؤں کا نفاذ حکومت وقت کا کام ہے، عوام اور عامۃ الناس میں سے کسی کو شرعاً کسی سزااورحد جاری کرنے کی اجازت نہیں ہے، لہذا کوئی بھی شخص رعایا میں سے قتل اوردیگر شرعی حدود میں سے کوئی سزا جاری نہیں کرسکتا، البتہ اگرکوئی مجرم شخص توہین رسالت کھلم کھلا کررہا ہواوراسی حالت میں کوئی شخص اس مرتدوکافر کو قتل کردے تو قاتل کوایسا کرنا حسب قدرت واستطاعت جائز ہے، اورشرعاً اسی مقتول کے بدلہ میں قاتل کوقتل کرنا جائز نہیں ہے۔

www.besturdubooks.net

"وقال ابویوسف رحمه الله وایما رجل مسلم سب رسول الله ﷺ اوکذبه اوعابه اوتنقضه فقدکفربالله تعالی وبانت منه امرء ته فان تاب والاقتل وکذلک المرء ة الاان اباحنیفة قال لاتقتل المرء ة وتجبرعلی الاسلام انتهیٰ بلفظه "......(رسائل ابن عابدین : ۱/۳۲۴)

"قوله وسب الرسول وفیه ان ساب الرسول ﷺ کافر قطعا "......(فتاوی شامی : ۱/۴۱۵)

" وسب احد من الصحابة وبغضه لایکون کفرالکن یضلل فان علیا رضی الله عنه لم یکفر شاتمه حتی لم یقتله "......(رسائل ابن عابدین : ۱/۳۶۰)

" وسب احدمن الصحابة وبغضه لایکون کفرا لکن یضلل"......(ردالمحتار علی هامش درالمختار: ۳/۳۲۱)

"واماشرائط جواز اقامتها فمنها مایعم الحدود کلها ومنها مایخص البعض دون البعض امااالذی یعم الحدود کلهافهوالامامة وهوان یکون المقیم للحد هوالامام اومن ولاه الامام وهذا عندنا وعندالشافعی "......(بدائع الصنائع : ۵/۵۲۴)

"وقال سحون المالکی اجمع العلماء ان شاتمه کافر وحکمه القتل ومن شک فی عذابه وکفره کفر قال الله تعالیٰ (ملعونین اینماثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا) الایة ، وروی عبدالله بن موسی بن جعفر عن علی بن موسی عن ابیه عن جده عن محمد بن علی بن الحسین عن حسین بن علی عن ابیه انه ﷺ قال من سب نبیا فاقتلوه ومن سب اصحابی فاضربوه،وامرﷺ بقتل کعب بن الاشرف بلاانذار وکان یؤذیه ﷺ وکذا امربقتل ابی رافع الیهودی وکذا امربقتل ابن اخطل لهذا وان کا ن متعلقا باستار الکعبة "......(رسائل ابن عابدین : ۱/۳۲۷،۳۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

کیا سورج گرہن اور چاند گرہن کا اثر حمل پر ہوتا ہے؟:

مسئلہ نمبر(۳۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا سورج یا چاند گرہن کا اثر دوران حمل بچہ پر ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بچوں کے معذور وغیر معذور ہونے کا سورج گرہن کے ساتھ شرعاً کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ کسی کو تندرست پیدا فرمائے یا معذور، لہذا اس کو مؤثر سمجھنا کہ گرہن کے وقت چلنے پھرنے سے بچہ معذور پیدا ہوگا، ایسا عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

"قال فی البحر وماورد من خطبته علیه السلام یوم مات ابنه ابراهیم وکسفت الشمس فانما کان للرد علی من قال انها کسفت لموته لا لانها مشروعة له ولذا خطب علیه السلام بعدالانجلاء "......(ردالمحتار علی هامش درمختار: ۱/۶۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لاعلمی میں قادیانی سے نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب ایک بیوی کا خاوند شادی کے بعد اپنا دین تبدیل کرلے اور مرزائی ہو جائے اور اس کے متعلق بیوی کو صحیح علم نہ ہونے پر وہ اس کے ساتھ 8 سال تک رہتی ہے اس سے اس کے چار بیٹے اور بیٹیاں ہیں (بڑا بیٹا۹ سال کا ہے، پھر دو بیٹیاں ایک ۸ سال کی اور ایک ۷ سال کی اور سب سے چھوٹا بیٹا ٦ سال کا ہے) سب سے چھوٹے بیٹے کو اس نے اپنی جماعت کے لیے وقف کیا ہوا ہے، اب وہ مجھے یعنی اپنی بیوی کو مارتا ہے کہ میں بھی اسی کا مذہب اختیار کروں، اور اسی پر آمادہ کرنے کے لیے وہ مجھ سے میرے بچے بھی چھین کر لے گیا ہے،، میری شادی کے تین سال بعد یہ مرزائی ہو گئے تھے، کیا اب میرا ان کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور دوسرا میں اپنا مذہب اسلام نہیں چھوڑنا چاہتی اور کوئی ایسی صورت ہے کہ میرے بچے مجھے واپس مل جائیں اور یہ بھی کہ کیا مجھے اس کے ساتھ رہنا چاہیئے، کیونکہ اب دماغی اور دلی طور پر میں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ میرا اس کے ساتھ رہنا بھی محال ہے کیونکہ وہ مجھے اپنے مذہب اختیار کرنے پر مارنے پیٹنے بھی لگا ہے، برائے کرم مجھے اس کے بارے میں تحریری طور پر فتویٰ دیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوهاب

قادیانی اوراس کے ماننے والے بالاجماع کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ان کے ساتھ کسی بھی مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا، بنابریں اگر یہ شخص نکاح سے پہلے ہی مرزائی تھا تو نکاح ہی نہیں ہوا اور اگر بعد میں مرزائی ہوا تو اس کے مرزائی/مرتد ہوتے ہی نکاح ختم ہوگیا، جب تک یہ مرزائی ہے اس کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا اور جو آٹھ سال تک اس کے باوجود بطور میاں بیوی ایک ساتھ رہے ہیں وہ محض حرام کاری ہوئی، اس سے خوب توبہ واستغفار کرنے کی ضرورت ہے، اور بچے جب تک نابالغ ہیں تو خیرالابوین کے تابع ہوں گے یعنی شرعاً والدہ کو مسلمان کہا جائے گا اور وہ اسی کو ملیں گے۔

”ولایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولامسلمة ولاكافرة اصلية وكذلك لايجوز نكاح المرتدة مع احد كذا فى المبسوط، ولايجوز تزوج المسلمة من مشرك ولاكتابى كذافى السراج الوهاج “......(فتاوى الهندية: ۱/۲۸۲)

”ولايصلح ان ينكح مرتدا اومرتدة احدامن الناس مطلقا قوله مطلقا اى مسلما اوكافرا اومرتدا وهوتاكيد لمافهم من النكرة فى النفى“......(فتاویٰ شامى : ۲/۴۳۰)

”ان الولد انمايتبع خيرالابوين دينا اواخفضهما شرافا “......(فتاوى شامى : ۲/۴۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ عیسائی ہوجانے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(ا) ایک شخص صوبے مسیح المعروف جیمسز صوبہ خان ولد انگ مسیح عرف انگوخان جو کہ مسیحی تھا، اس نے مورخہ 23-07-1986 کو بدست مولانا عبدالقادر آزاد صاحب خطیب بادشاہی مسجد لاہور اسلام قبول کیا اور اپنا اسلامی نام صوبہ خان رکھا جس کا قبولیت اسلام سرٹیفکیٹ کا پی نمبر 18 سند نمبر 3347 لف ہے، اور قبول اسلام کی اخباری خبریں بھی لف ہیں۔

www.besturdubooks.net

(۲) بعد میں جیمز صوبہ خان نے اسلام سے منحرف ہوکر مذہب اسلام ترک کر کے مذہب عیسائیت حال ہی میں اختیار کرلیا ہے، اوراب اس نے اپنا نام وہی پرانا رکھ لیا ہے، اورخود ہی ایک خودساختہ پادری اور ماڈریٹر لاہور چرچ کونسل کہلوانا شروع کردیا ہے، اور پادری بن کر اسلامی عقائد کے خلاف منفی پروپیگنڈا شروع کردیا ہے، کاپی لف ہے، اب سوال یہ ہے کہ آیا ایک شخص قبولیت اسلام کے بعد مذہب اسلام ترک کر کے اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اوراس کی کیا سزا ہونی چاہیئے؟ اوراس کی اب موجودہ حیثیت کیا ہے؟ کیا وہ مرتد بن گیا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد پھر عیسائی ہوگیا ہے تو شرعاً یہ مرتد ہے اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ اس پر اسلام پیش کیا جائے اوراگر وہ تین دن کے اندر پھر مسلمان ہوجاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کردیا جائے گا "لقوله عليه السلام ،من بدل دينافاقتلوه "لیکن سزا دینا حکومت کا کام ہے نہ عوام الناس کا، لہذا اس کو سزا دلوانے کے لیے عدالت سے رجوع کیا جائے۔

واضح رہے کہ اس شخص نے اسلام چھوڑ کر عیسائیت کو اختیار کیا ہے لہذا یہ شخص مرتد ہے اور مرتد واجب القتل ہے اور مرتد کسی کا وارث نہیں بن سکتا۔

"من ارتدعرض عليه الاسلام استحبابا على المذهب لبلوغه الدعوة ......فان اسلم فبها والاقتل لحديث من بدل دينا فاقتلوه "......(درمختار على هامش ردالمحتار: ۳۱۳،۲۱۲/۳)

" واماشرائط جوازاقامتها فمنها مايعم الحدود كلهاومنها مايخص البعض دون البعض اماالذى يعم الحدود كلهافهوالامامة وهوان يكون المقيم للحد هوالامام اومن ولاه الامام وهذاعندناوعندالشافعى"......(بدائع الصنائع: ۵/۵۲۴)

"منهااباحة دمه اذاكان رجلا حراكان اوعبدا لسقوط عصمته بالردة قال النبى ﷺ من بدل دينافاقتلوه وكذاالعرب لماارتدت بعدوفاة النبى ﷺ اجمعت الصحابة على قتلهم "......(بدائع الصنائع : ۶/۱۱۸)

"ومنهاانه لايرث من احدلانعدام الملةوالولاية"......(بدائع الصنائع: ۶/۱۲۰)

www.besturdubooks.net

" المانع من الارث اربعة الرق وافرا كان اوناقصا والقتل الذى يتعلق به وجوب القصاص اوالكفارة واختلاف الدينين واختلاف الدارين "
......(السراجی: ۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زیارتوں پر جانا اور منت ماننے کا حکم:

مسئلہ نمبر (۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زیارتوں پر جانا اور منتیں ماننا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس طرح دعا کرنا جائز ہے کہ اے اللہ! اپنے اس پیارے بندے کے وسیلے سے میری فلاں حاجت پوری کردے، میں تیرے نام کی فلاں چیز فلاں زیارت پر دوں گا، کیا یہ جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

زیارتوں پر جانا اور صاحب مزار کے وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے، مگر اس کی خوشنودی کے لیے مزار پر بکرا وغیرہ چھوڑنا ناجائز ہے، البتہ ان بزرگوں کو ثواب پہنچانے کی غرض سے جانور گھر میں ذبح کر کے غریبوں کو کھلا دیں اور اس کا ثواب صاحب مزار یا پوری امت کو بخش دیں تو یہ جائز ہوگا، میت کو مشکل کشا سمجھ کر اس سے حاجت مانگنا جائز نہیں، البتہ ان کے توسل سے دعا مانگنا جائز ہے۔

"قال فی البدائع ولاباس بزيارة القبور والدعاء للاموات ان كانوا مؤمنين من غيروطء القبور"......(بحرالرائق : ۲/۳۴۲)

" قوله وبزيارة القبوراى لاباس بهابل تندب كمافى البحر"......(فتاویٰ شامی: ۱/۶۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ کا صحیح استعمال:

مسئلہ نمبر (۴۲): محترم ومکرم جناب مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ

www.besturdubooks.net

(۱)　انبیاء علیہم السلام کے نام کے ساتھ ہی صرف علیہ السلام کہنا چاہیئے، ان کے علاوہ کسی اور کے نام کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتے؟

(۲)　غیر صحابہ کرام کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہیں لکھ سکتے، (غیر صحابہ سے مراد تابعین ہیں جیسے امام ابوحنیفہؒ ہیں) جیسے حضرت علیؓ کو کچھ لوگ علیہ السلام کہتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱)　انبیاء اور ملائکہ کے علاوہ کسی پر صلوۃ (درود) بطریق الاستقلال جائز نہیں ہے۔

"ولا یصلی علی غیر الانبیاء ولا غیر الملائکۃ الا بطریق التبع"......(فتاویٰ شامی : ۵/۵۳۱)

اور سلام غیر نبی پر اگر اس میں شیعہ کے ساتھ قصد تشبیہ نہ ہو پھر جائز ہے ورنہ بصورت دیگر جائز نہیں ہے۔

"ثم اعلم ان التشبیہ باھل الکتب لایکرہ فی کل شئ فانا ناکل ونشرب کما یفعلون انما الحرام ھو التشبہ فی ما کان مذموما وفیما یقصد بہ التشبیہ"......(البحر الرائق: ۲/۱۸)

(۲)　رضی اللہ عنہ صحابہ کے ساتھ اور رحمۃ اللہ علیہ تابعین اور علماء کے ساتھ مستحب ہے اور اس کا عکس بھی جائز ہے۔

"ویستحب الترضی للصحابۃ والترحم للتابعین ومن بعدھم من العلماء والعباد وسائر الاخیار وکذا یجوز عکسہ الترحم للصحابۃ والترضی للتابعین ومن بعدھم علی الراجح"......(فتاویٰ شامی : ۵/۵۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا آپ ﷺ کا کسی کو بددعا دینا رحمۃ اللعالمین ہونے کے منافی ہے؟

مسئلہ نمبر (۴۳):　کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

یقیناً حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں، اللہ نے بنایا ہے، لیکن بعض مقامات میں حضور اکرم ﷺ سے بددعا بھی منقول ہے، مختلف قبائل پر جیسا کہ ترمذی جلد ثانی کے آخر میں مذکور ہے اور بعض مقامات میں اپنے نفس کے لیے بھی

www.besturdubooks.net

بددعا کی ہے جیسا کہ بخاری کی روایات سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی کی منگنی کے سلسلے میں ابولہب کے بیٹے کو بددعا دی تھی، کہ خدا درندوں اور کتوں سے تم کو پھاڑ ڈالے، یہ اپنی ذات کے لیے ہوا ہے، لہذا یہ رحمۃ للعالمین کے منافی نظر آرہے ہیں اور عقل اس کو نہیں مانتی کہ رحمت اور زحمت ایک جگہ جمع ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

رحمت کا مفہوم خود حضور ﷺ نے جو بیان فرمایا ہے شرعاً وہی معتبر ہوگا، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "انا رحمة لهداية برفع قوم وخفض آخرين" کہ میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی رحمت ہوں تا کہ (اللہ تعالیٰ کے حکم ماننے والی) ایک قوم کو سربلند کروں اور دوسری قوم (جو اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے والی نہیں ہے) ان کو پست کروں، اس سے معلوم ہوا کہ کفر وشرک کو مٹانے کے لیے کفار کو پست کرنا اور ان کے مقابلہ میں جہاد کرنا (اور یہ مذکورہ قبائل پر بددعائیں بھی اسی جہاد کا حصہ ہیں) بھی عین رحمت ہے، جس کے ذریعے سرکشوں کو ہوش آ کر ایمان اور عمل صالح یا پابند ہوجانے کی امید کی جاسکتی ہے، لہذا یہ جہاد اور قنوت نازلہ وغیرہ پڑھنا رحمت کے منافی نہیں ہے، اور یہی حال ابولہب کے قصے کا ہے۔

"وما ارسلناک الا رحمة للعالمين قال سعيد بن جبير عن ابن عباس رضى الله عنه قال كان محمد ﷺ رحمة لجميع الناس فمن آمن به وصدق به سعد ومن لم يؤمن به سلم مما لحق الامم من الخسف والغرق قال ابن زيد اراد بالعالمين المؤمنين خاصة"......(احكام القرآن القرطبى: ۱۱/۳۵۰)

"والمعنى ان مابعثت به سبب لاسعادهم وموجب لصلاح معاشهم ومعادهم فمن لم يستعد به وابى من ان يصير مرحوما فهو ظالم على نفسه وذا لاينافى كونه رحمة وقال ابن عباس هو رحمة للكافر فى الدنيا بتاخير العذاب عليهم ورفع المسح والخسف والاستصال"......(تفسير المظهرى: ۴/۱۷۰)

"والظاهر ان المراد بالعالمين مايشمل الكفار ووجه ذلك عليه انه عليه الصلاة والسلام ارسل بماهو سبب لسعادة الدارين ومصلحة النشأتين الاان الكافر فوت على نفسه الانتفاع بذلك واعرض لفساد استعداده عماهنالك فلايضر ذلك فى كونه ﷺ ارسل رحمة بالنسبة اليه ايضا

www.besturdubooks.net

کما لایضر فی کون العین العذبة مثلاً نافعة عدم انتفاع الکسلان بها لکسله وهذا ظاهر ''......(روح المعانی : ۱۷/۱۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کا نکاح پڑھنے اور پڑھانے والے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۴۴): جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ سنی ہے (امام ہے) اس نے شیعہ کا جنازہ پڑھایا ہے تو اس کے بارے میں شریعت کیا حکم نافذ کرتی ہے؟ اور جن مسلمانوں نے اس امام کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی ان کا کیا حکم ہے؟ میت کے شیعہ ہونے کا سب کو علم تھا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ کفار کی نماز جنازہ کا ممنوع ہونا نص قطعی سے ثابت ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر وہ شیعہ غالی کفریہ عقائد (مثل تحریف قرآن، حلول علی، سب شیخین وعائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ) رکھتا ہو اور جنازہ پڑھانے اور پڑھنے والوں کو اس کا علم بھی ہو اس کے باوجود وہ اپنے اس فعل کو جائز سمجھتے ہوئے اس کے مرتکب ہوئے تو یہ لوگ دائرہ ایمان سے خارج ہوگئے ہیں، اب تجدید ایمان ونکاح ضروری ہے۔

اور اگر عدمِ علم کی وجہ سے شیعہ کا جنازہ پڑھا ہے یا اس فعل کو ناجائز سمجھتے ہوئے اس کا ارتکاب کیا ہے تو یہ لوگ کافر تو نہ ہوئے البتہ توبہ واستغفار لازم ہے کہ نص صریح کی مخالفت کی ہے۔

''من سب الشیخین اوطعن فیهما کفر ولاتقبل توبته وبه اخذالدبوسی وابواللیث وهوالمختار للفتویٰ''......(درعلی الرد: ۳/۳۲۱)

''ولاتصل علی احدمنهم مات ابدا، قال علماؤنا هذانص فی الامتناع من الصلوة علی الکفار''......(تفسیرقرطبی: ۸/۲۲۱)

''ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین الخ اعلم انه تعالی لمابین من اول هذه السورة الی هذاالموضع وجوب اظهارالبراءة عن الکفاروالمنافقین من جمیع الوجوه،بین فی هذه الآیة انه تجب البراءة عن

www.besturdubooks.net

امواتھم وان کانوا فی غایة القرب من الانسان کالاب والام کمااوجبت البراء ة عن احیائھم "......(تفسیر کبیر:۶/۱۵۷)

"ان مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح ومافیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدیدالنکاح وظاھره انه امراحتیاط"......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرزائیوں سے نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۴۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی (چھ سات برس پہلے) کسی اجنبی گھرانے میں بیاہی گئی تھی، اس وقت والدین نے تحقیق نہیں کی وہ لوگ عقیدتاً قادیانی نکلے، اور سارا گھرانہ ایک سے ایک بڑھ کر، شوہر اگرچہ کٹر قادیانی نہیں بلکہ خود کو مذہب سے آزاد کہتا ہے، لیکن اس کی ماں، بہن بھائی وغیرہ سب مل کر لڑکی کو قادیانی ہو جانے پر مجبور کرنے لگے ہیں، شوہر جس دن خود بھی قادیانیت پر سختی سے چل پڑا تو اس بے بسی اور مجبور سنی لڑکی کو زور، ضد اور تشدد سے دولت ایمان سے محروم کر سکے گا، وہ جابر اور بے اصول شخص ہے، شراب سے شغل رکھتا ہے، اندریں حالات مندرجہ ذیل امور پر راہنمائی فرمائیں۔

(۱) کیا والدین کا کیا ہوا نکاح قائم ہے یا فسخ ہو چکا ہے۔

(۲) انکی تین کم سن اولادیں بھی قادیانی ہیں۔

(۳) اگر نکاح فسخ ہو چکا ہے تو یہ لڑکی کیا چارہ کرے؟ والدین اپنی غلطی کی اصلاح کا بھی کوئی ارادہ نہیں رکھتے، کیوں کہ شوہر کی تنخواہ معقول ہے اور علیحدگی کی صورت میں لڑکی کا گھر دوبارہ آباد کرنا آسان نہیں لگتا بچے بھی ہیں۔

(۴) اگر شوہر اپنے قادیانی نہ ہونے کا اعلان کرنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہوگی، مسجد میں جا کے اعلان کرے گواہوں کے سامنے اقرار کرے یا کوئی دینی راستہ ہوتا ہے۔

(۵) ایسے اعلان کے بعد کیا دوبارہ نکاح کرنا ہوتا ہے؟

لڑکی بہت مجبور اور بے بس ہے، تشدد سے خوفزدہ رہتی ہے، والدین بے حس اور ڈرپوک ہیں، ان حالات میں دین کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

مرزائی کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ان کے ساتھ کسی مرد وعورت کا نکاح نہیں ہوسکتا، بنابریں اگر یہ شخص (شوہر) نکاح سے پہلے مرزائی تھا تو نکاح ہوا ہی نہیں، اور اگر بعد میں مرزائی ہوا ہے تو مرزائی ہوتے ہی نکاح ٹوٹ گیا، اس عورت کو اس کے پاس رہنا شرعاً حرام ہے، اور اگر مسلمان ہونے کا اعلان کردے اور یہ بھی اعلان کردے کہ میں مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر سمجھتا ہوں تو اس کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے، ورنہ عورت کو چاہیئے کہ فوراً علیحدگی اختیار کرے ورنہ ہر ہر منٹ کی حرام کاری کا گناہ ہوگا اور مناسب یہ ہے کہ اعلان اسلام آباد کی جامع مسجد کے خطیب کے پاس یا اسلام آباد ہی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں کرے اور پھر نکاح کی تجدید کرے۔

”واما الایمان بسیدنا علیہ الصلوۃ والسلام فیجب بانہ رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا آمن بانہ رسول ولم یؤمن بانہ خاتم الرسل لاینسخ دینہ الی یوم القیامۃ لایکون مومنا “......(فتاویٰ بزازیہ علی ھامش الھندیۃ:۶/۳۲۷)

”قال فی اکفار الملحدین فی ضروریات الدین ولایبقی ادنی ریب فی اکفار المرزاغلام احمدالقادیانی وکفرہ وکفر اتباعہ واذنابہ من المرزائیۃ واللاھوریۃ “......(مجموعہ رسائل الکشمیری: ج،۳)

”(وحرم نکاح الوثنیۃ بالاجماع) وفی الفتح ویدخل فی عبدۃ الاوثان عبدۃ الشمس والنجوم والصور التی استحسنوھا والمعطلۃ والزنادقۃ والباطنیۃ والاباحیۃ وفی شرحہ الوجیز وکل مذھب یکفربہ معتقدہ اہ “......(فتاویٰ شامی: ۲/۳۱۳)

”لایجوز نکاح المجوسیات ولاالوثنیات وسواء فی ذلک الحرائر منھن والاماء کذافی السراج الوھاج ویدخل فی عبدۃ الاوثان عبدۃ الشمس والنجوم والصور التی استحسنوھا والمعطلۃ والزنادقۃ والباطنیۃ والاباحیۃ و کل مذھب یکفربہ معتقدہ کذافی فتح القدیر“......(فتاوی الھندیۃ: ۱/۲۸۱)

www.besturdubooks.net

"واذاارتداحدالزوجین وقعت الفرقة بینهما فی ظاهرالروایة فی الحال ولایتوقف علی قضاء القاضی سواء کانت المرءة مدخولابها اولم تکن"......(المحیط البرهانی: ۷/۴۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرقہ گوہرشاہی کے عقائدونظریات کا حکم:

مسئلہ نمبر(۴۶):　حضرت مفتی صاحب زید مجدہ

عرض ہے کہ آپ ان دو پوسٹروں میں غور فرمائیں جو گوہرشاہی نے چھاپے ہیں، ان میں گوہرشاہی نے اپنی اہمیت ظاہر کی ہے، کلمہ طیبہ میں نبی پاک ﷺ کے نام مبارک کی جگہ اپنا نام لکھا ہے، پوسٹر نمبر ۲ میں اس تغیر کی تائید کے لیے اپنی تصویر اور اس کلمہ کی تصویر کو چاند اور سورج میں ثابت کیا ہے، آپ سے درخواست ہے کہ غور فرمائیں کہ گوہرشاہی کا کیا حکم ہے؟ آیا اس نے بنیادی عقائد اسلام کو خراب کیا یا نہیں؟ نبی پاک ﷺ کی گستاخی کی یا نہیں؟ اگر ایسا کیا ہے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

انجمن سرفروشان اسلام کا بانی اور قائد ریاض احمد گوہرشاہی اپنے کفریہ عقائد کی وجہ سے کافر، مرتد، ملحد اور زندیق ہے اور جو بھی شخص ایسے عقائد رکھتا ہو یا صحیح جانتا ہو اور مانتا ہو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے، ایسے لوگوں کے ساتھ کافر اور مرتد کا سا معاملہ کرنا لازم ہے، ان لوگوں سے لین دین، نکاح وغیرہ معاملات جائز نہیں ہیں، لہٰذ مسلمانوں کو ان سے کوئی شرعی معاملہ نہ کرنا چاہیئے۔

"قوله وقدصرح فی النتف الخ اقول ورأیت فی کتاب الخراج لابی یوسف مانصه وایمارجل مسلم سب رسول الله ﷺ او کذبه اوعابه اوتنقصه فقدکفربالله تعالی وبانت منه امرء ته فان تاب والاقتل"......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۱۹)

"ولایصلح ان ینکح مرتدااومرتدة احدمن الناس مطلقا ای مسلما اوکافرا اومرتدا وهوتاکید لمافهم من النکرة فی النهی"......(الدرمع الرد: ۲/۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

قادیانی عورت کے جنازہ میں شریک ہونے والوں کے ایمان اور نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۴۷): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب السلام علیکم

(۱) ہمارے گاؤں فاروق آباد میں ایک مرزائی عورت فوت ہوئی ہے جس کے جنازے میں چند مسلمانوں نے شرکت کی ہے اور نماز جنازہ بھی مسلمان مولوی صاحب نے پڑھایا ہے، اس کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

کیا وہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں؟ اور کیا ان کے نکاح ٹوٹ گئے ہیں؟

(۲) کچھ افراد نے ذہنی طور پر کافر سمجھتے ہوئے ویسے رسمی طور پر برادرانہ طور پر جنازہ میں شرکت کی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(۳) اگر کوئی آدمی مسلمان سمجھ کر جنازہ میں شرکت کرتا ہے مغفرت کے لیے تو اس کا کیا حکم ہے؟

مندرجہ بالا سوالوں کے جوابات دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر کوئی مسلمان قادیانی کو مسلمان سمجھتے ہوئے اس کا نماز جنازہ پڑھے یا پڑھائے تو تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے، اگر کافر سمجھتے ہوئے رسماً شریک ہوا ہے تو اس کو بھی توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے، کیونکہ انہوں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔

”ولاتصل علی احدمنهم مات ابدا قال علماؤنا هذا نص فی الامتناع من الصلوة علی الکفار یؤخذ لانه علل المنع من الصلوة علی الکفار لکفرهم لقوله تعالی(انهم کفروا بالله ورسوله)فاذازال الکفر وجبت الصلوة “ ...... (تفسیر قرطبی: ۸/۲۲۱)

”ولاتصل المراد بالصلوة الدعاء والاستغفار للمیت فیشتمل صلوة الجنازة ایضالانهامشتملة علی الدعاء والاستغفار “......(تفسیر مظهری: ۴/۲۵۴)

”ان مایکون کفرااتفاقا یبطل العمل والنکاح ومافیه خلاف یؤمربالاستغفاروالتوبة وتجدیدالنکاح وظاهره انه امراحتیاط“......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

سنی لڑکے کا شیعہ لڑکی سے نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک سنی لڑکے نے ایک شیعہ لڑکی سے نکاح کیا ہے اور نکاح شیعہ عالم نے اپنے مسلک کے مطابق کیا ہے، اور علاوہ ازیں لڑکا جو کہ سنی ہے وہ اپنے سنی مسلک پر قائم ہے اور لڑکی جو کہ شیعہ ہے وہ بھی اپنے شیعہ مسلک پر قائم ہے، سوال یہ ہے کہ کیا شریعت کے مطابق یہ نکاح جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

شیعہ کے بہت سارے عقیدے کفریہ ہیں۔

(۱) تحریف قرآن کے قائل ہیں۔

(۲) کلمہ اسلام میں اضافہ کرتے ہیں۔

(۳) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت وصحابیت کا انکار کرتے ہیں۔

(۴) علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو خدا یا خدائی صفات کا حامل قرار دیتے ہیں۔

(۵) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں۔

بنا بریں ایسے عقیدے والے کے ساتھ کسی سنی مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

"نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله عنها اوانکر صحبة الصدیق اواعتقد الالوهیة فی علی رضی الله عنه اوان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی اونحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن"......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۲۱)

"ومنها ان لاتکون المرءة مشرکة اذا کان الرجل مسلما فلایجوز للمسلم ان ینکح المشرکة لقوله تعالی ولاتنکحوا المشرکات حتی یومن"......(بدائع الصنائع: ۲/۵۵۲)

"ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی اوان جبرئیل غلط فی الوحی اوکان ینکر صحبة الصدیق اویقذف السیدة الصدیقة فهو کافر

www.besturdubooks.net

لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف ما اذا كان يفضل عليا اويسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر"......(فتاویٰ شامی: ۲/۳۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنی لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۴۹): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی جس کا تعلق اہلسنت والجماعت حنفی مذہب سے ہے اور اس کے گھر والے اس کی شادی اس کے چچا کے بیٹے سے کرنا چاہتے ہیں، اور منگنی بھی کر دی گئی ہے لیکن اس لڑکے کا اور اس کے گھرانے کا تعلق شیعہ فیملی سے ہے اور وہ اہل تشیع کے عقائد کے حامل ہیں اور گھر والے زبردستی اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں، اور مذکورہ لڑکی بھی اس لڑکے سے اس وجہ سے شادی نہیں کرنا چاہتی، اب شریعت مطہرہ کی روشنی میں ہماری دینی راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جعفریہ بارہ امامیہ اہل تشیع کفریہ عقائد رکھنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور مسلمان لڑکی کا نکاح کافر مرد سے جائز نہیں ہے، لہذا مذکورہ سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مسلک کے لڑکے کے ساتھ شرعاً جائز نہیں ہے، بشرطیکہ اس لڑکے کے عقائد بھی کفریہ ہوں۔

"ويكفر الرافضة الذين كفروا الصحابة وفسقوهم وسبوهم"......(مجموعه رسائل ابن عابدين: ۱/۳۵۸)

"نعم لاشك فى تكفير من قذف السيدة عائشة رضى الله عنها اوانكر صحبة الصديق او اعتقد الالوهية فى على رضى الله عنه او ان جبريل عليه السلام غلط فى الوحى اونحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن"......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۲۱)

"ومنها اسلام الرجل اذا كانت المرءة مسلمة فلا يجوز انكاح المؤمنة الكافر لقوله تعالى ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا"......(بدائع الصنائع: ۲/۵۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

جب سب کچھ تقدیر میں لکھا ہوا ہے تو پھر خودکشی حرام کیوں ہے؟

مسئلہ نمبر(۵۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ گزارش ہے کہ چند دن پہلے ہمارے ایک پڑوسی نے خودکشی کرلی ہے، اس سے اس کی موت واقع ہوگئی ہے، آپ سے یہ بات معلوم کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی سے لے کر موت تک کے تمام حالات لکھ دیے ہیں، انسان وہی کچھ کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے، بلکہ اسی طرح اس کی موت کا وقت اور مقام اور ذریعہ بھی لکھ دیا ہے تو پھر خودکشی کو حرام کیوں کہا گیا ہے؟ مہربانی فرما کر آپ ہماری اس بات کا جواب دیں تاکہ جو ایک بات ہماری عقل میں نہیں آرہی وہ ہم آپ کی مدد اور راہنمائی سے سمجھ سکیں، ہم آپ کے مشکور ہوں گے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جس طرح دوسرے معاصی اور گناہ کے کام حرام ہیں اسی طرح خودکشی بھی حرام ہے، جس طرح دوسرے معاصی پر مواخذہ ہے اسی طرح اس پر بھی ہے، انسان اپنے افعال میں خودمختار اور کاسب ہے اور خودکشی کا فعل بھی چونکہ اس کے اپنے اختیار اور کسب سے ہوا ہے اس لیے قابلِ مواخذہ ہے، گو موت اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی ہے، باقی تقدیر کے مسئلہ پر زیادہ کھوج کرید کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ بسا اوقات اس سے ایمان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، یہ مسئلہ خط وکتابت سے حل ہونے والا نہیں ہے، ملاقات کے دوران کچھ نہ کچھ سمجھ جاؤ گے انشاء اللہ۔

”وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله من تردى من جبل فقتل نفسه فهوفی نار جهنم يتردى فيهاخالدامخلدا فيهاابدا ومن تحسى سمافقتل نفسه فسمه فی يده يتحساه فی نارجهنم خالدامخلدافيهاابدا ومن قتل نفسه بحديدة فحديدته فی يده يتوجأبها فی بطنه فی نارجهنم خالدامخلدا فيهاابدا متفق عليه“......(مشکوٰة المصابيح: ۲/۳۰۸)

”قال فی شرح السنة الايمان بالقدر فرض لازم وهوان يعتقد ان الله تعالى خالق اعمال العباد خيرها وشرها وكتبافی اللوح المحفوظ قبل ان خلقهم والكل بقضائه وقدره وارادته ومشيئته غيرانه يرضى بالايمان والطاعة ووعدعليهما الثواب ولايرضى الكفروالمعصية واوعدعليهماالعقاب والقدرسر من اسرارالله تعالىٰ لم يطلع عليه ملكا مقربا ولانبيا مرسلا

www.besturdubooks.net

ولایجوز الخوض فیہ والبحث عنہ بطریق العقل بل یجب ان یعتقد ان اللہ تعالی خلق الخلق فجعلھم فرقتین فرقۃ خلقھم للنعیم فضلا وفرقۃ للجحیم عدلا وسأل رجل علیا بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فقال اخبرنی عن القدر قال طریق مظلم لاتسلکہ واعادالسوال فقال بحرعمیق لاتلجہ فاعادالسؤال فقال سراللہ قدخفی علیک فلاتفتشہ .

وللہ درمن قال

تبارک من اجری الامور بحکمہ کماشاء لاظلما ارادولاھضما
فمالک شیٔ غیرمااللہ شاءہ فان شئت طب نفساوان شئت مت کظما

(مرقاۃ المفاتیح : ۱/۲۴۰)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کسی مسلمان کا اپنے آپ کو ہندو ظاہر کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۵۱): کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی مسلم کسی برہنہ غیر مسلمہ عورت کو سمندر میں نہاتے ہوئے دیکھ لے تو وہ عورت ایسی برہنہ حالت میں اس موجودہ مسلم سے سوال کرے کہ تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو تو جواباً وہ کہے کہ انڈیا سے آیا ہوں اور اپنے آپ کو ہندو ظاہر کرے اس خوف سے کہ وہ کہے گی کہ تم مسلمان بھی برہنہ عورت کو دیکھتے ہو، اس شخص کے اسلام اور نکاح کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں شخص مذکورہ نے اگر صرف یہی جملہ کہا ہے کہ میں انڈیا سے آیا ہوں اور کچھ نہیں کہا ہے تو یہ جملہ توریہ ہے، نیز اسلام پر دھبہ نہ آنے کی نیت سے کہا ہے، لہذا اس جملہ کے کہنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا البتہ احتیاطاً استغفار پڑھ لیں۔

"التوریۃ ان یظھر خلاف ماضمرفی قلبہ اتقانی قال فی العنایۃ فجاز ان یرادبھاھنااطمینان القلب وان یراد الاتیان بلفظ یحتمل معنیین اہ وفیہ انہ قدیکرہ علی السجود للصنم اوالصلیب ولالفظ فالظاھر انھااضمار بخلاف

www.besturdubooks.net

ما اظهر من قول اوفعل لانها بمعنى الاخفاء فهي من عمل القلب تامل‘‘......(فتاویٰ شامی : ۵/۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پیغمبر کے قتل کا واقعہ نقل کرنے سے کفر لازم نہیں آتا:

مسئلہ نمبر(۵۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ ’’حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں یہ کہنا کہ ان کو آرے کے ساتھ چیر کر قتل کیا گیا تھا‘‘ کلمہ کفر ہے اور پیغمبر کی توہین ہے۔

آپ قرآن وحدیث اور علماء کے اقوال کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو کس طریقے سے قتل کیا گیا ہے، اگر انہیں آرے ہی سے قتل کیا گیا ہے تو کیا ان کے بارے میں یہ کلمہ کہنا کفر ہے؟ وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جن لوگوں نے کسی نبی کو قتل کیا یا ایذاء پہنچائی وہ کافر ہیں اور جو قتل کا واقعہ نقل کرتا ہے وہ کافر نہیں ہے اور نہ ہی یہ کلمہ کفر ہے، بلکہ قرآن پاک نے نقل فرمایا ہے کہ یہودیوں نے بہت سے انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا ’’ویقتلون النبیین بغیر حق‘‘ لہذا نہ کلمہ کفر ہے اور نہ اس کے کہنے والا کافر ہے، بلکہ اس کو کافر کہنے والا جاہل ہے، حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اور بعض دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو قتل کیا گیا، کما قالہ المفسرون۔

’’قوله تعالىٰ ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون ، فكان ممن كذبوه عيسى ومحمد عليهما السلام وممن قتلوه يحيىٰ وزكريا عليهما السلام بانهم اى بسبب انهم كانوا يكفرون بايت الله ويقتلون النبيين كزكريا ويحيىٰ بغير الحق اى ظلما ‘‘......(تفسير جلالين : ۱/۱۱)

’’وقوله تعالىٰ ان الّذين يكفرون بايت الله ويقتلون النبيين بغير حق ويقتلون الذين يامرون بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب اليم ، هذا ذم من الله تعالى لاهل الكتاب فيما ارتكبوه من المآثم والمحارم من تكذيبهم بآيات الله قديما وحديثا التى بلغتهم اياها الرسل استكبارا عليهم وعنادا لهم وتعاظما على

www.besturdubooks.net

الحق واستنکافا عن اتباعه ومع هذا قتلوا من قتلوا من النبيين حين بلغوهم عن الله شرعه بغير سبب ولا جريمة منهم اليهم الا لكونهم دعوهم الى الحق " ......

(تفسیر ابن کثیر : ۲/۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانی کمپنی کی وساطت سے کیے ہوئے حج کا حکم:

مسئلہ نمبر (۵۳): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ایک ٹریول ایجنسی ''موٹو ٹریول'' جو کہ قادیانیوں کی ہے اس کو پاکستان کے سابق وزیر اعظم شوکت عزیز نے حج کا کوٹہ دیدیا، چونکہ قادیانی حج یا عمرہ کا ویزہ حاصل نہیں کر سکتے ہیں، اس لیے انہوں نے ایک ملازم جس نے اپنے پاسپورٹ پر اپنا مذہب اسلام بتایا ہوا ہے (حقیقت میں وہ مسلمان ہے یا نہیں اللہ بہتر جانتے ہیں) اس کو حج گروپ کے ساتھ بھیجتے تھے، گزشتہ سال ہماری حج ایسویشن کے شور مچانے پر حکومت پاکستان نے انہیں اپنے چیف ایگزیکٹو اور ڈائریکٹر بدل کر مسلمان رکھنے کو کہا تو انہوں نے اپنے ملازموں کو جنہوں نے اپنے پاسپورٹ پر اپنا مذہب اسلام لکھوایا ہوا ہے (حقیقت میں ان کا مذہب کیا ہے اللہ بہتر جانتا ہے) ان کو اپنی کمپنی کے ڈائریکٹر نامزد کر لیا اور پھر حج گروپ لے گئے، کمپنی کی ملکیت کا تقریباً سارا حصہ قادیانیوں کا ہی ہے، کیونکہ ڈائریکٹر نامزد کرنے کے لیے بہت تھوڑے شیئرز کی ضرورت ہوتی ہے، اس معاملہ میں چند سوالات کے جوابات درکار ہیں۔

(۱) کیا کوئی غیر مسلم حج کمپنی کا مالک بن سکتا ہے جب کہ اس کے ملازم جو حاجیوں کے ساتھ حج پہ جاتے ہیں وہ مسلمان ہوں؟

(۲) ایسی کمپنی کے ساتھ حج کرنے والے کے حج کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

(۳) ایسے میں ایک مسلمان اور حج ایسویشن کا حصہ ہونے کے ناطے ہمارا کیا فرض بنتا ہے؟

(۴) جو ان قادیانیوں کے ملازم ہیں اگر وہ مسلمان ہیں تو ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جب کہ وہ مسلمان ہوتے ہوئے قادیانیوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) چونکہ قادیانی غیر مسلم اور زندیق بھی ہیں اس لیے خاص طور پر مسلم ملک میں حکومتِ اسلامیہ پر لازم ہے کہ وہ ان کو کسی بھی قسم کی کمپنی کی ملکیت نہ دے جب تک کہ انہوں نے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم نہ کیا ہو۔

www.besturdubooks.net

(۲) ان حضرات کی کمپنی میں حج کا سفرنہیں کرنا چاہیئے ،تاہم اگر حج کرلیا گیا ہےتو حج اداء ہوگیا ہے۔

(۳) آپ حکومت اورسپریم کورٹ کواس امر سے آگاہ کریں اوران کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں۔

(۴) چونکہ قادیانی/مرزائی زندیق ہیں،اس لیےان کے یہاں ملازمت جائزاوردرست نہیں ہے۔

’’وامّاالایمان بسیدناعلیه السلام فتجب انّه رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذاامن بانه رسولٌ ولم یومن بانه خاتم الرسل لاینسخ دینه الی یوم القیامة لایکون موناً‘‘......(بزازیه علی هامش الهندیة:۶/۳۲۷)

’’وامّافی اصطلاح الشّرع فالفرق اظهر لاعتبارهم فیه ابطان الکفر والاعتراف بنبوة نبینا ﷺ علی مافی شرح المقاصد (قوله المعروف) ای بالزندقة الداعی ای الّذی یدعواالنّاس الی زندقته اه فان قلت کیف یکون معروفا داعیاالی الضّلال وقداعتبر فی مفهومه الشرعی ان یبطن الکفر قلت لابعدفیه فان الزندیق یموه کفره ویروج عقیدة الفاسدة ویخرجهافی الصورة الصحیحة وهذامعنی ابطان الکفر فلاینافی اظهاره الدعوی الی الضلال وکونه معروفا بالاضلال اه لبن کمال‘‘......(فتاویٰ شامی:۳/۳۲۵،۳۲۴)

’’ومباعه اواشتراه اواعتقه اووهبه اورهنه اوتصرف فیه من امواله فی حال ردته فهوموقوف فان اسلم صحّت عقوده وان مات اوقتل اولحق بدارالحرب بطلت‘‘......(هدایة:۲/۵۸۷)

’’قوله تعالیٰ یاایّهاالذین اٰمنوا لاتتّخذوا الیهودوالنصاریٰ اولیاء بعضهم اولیاء بعض ،وفی هذه الآیة دلالةٌ علی انّ الکافرلایکون ولیاًللمسلم لافی التصرف ولافی النصرة ویدل علی وجوب البراء ة من الکفار والعداوة لهم لان الولایة ضدالعداوة فاذاامرنا بمعاداة الیهود والنصاری لکفرهم فغیرهم من الکفار بمنزلتهم ویدل علی انّ الکفر کلّه ملة واحدة ‘‘......(احکام القرآن للجصاص:۲/۲۲۲)

’’قال اللّٰه تعالی واذارأیت الّذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنهم ،فامراللّٰه نبیّه بالاعراض عن الّذین یخوضون فی آیات اللّٰه وهی القرآن بالتکذیب

www.besturdubooks.net

واظهار الاستخفاف اعراضاً يقتضى الانكار عليهم واظهار الكراهة لمايكون منهم الىٰ ان يتركوا ذٰلک ويخوضوا فى حديث غيره وهذايدلّ على انّ عليناترک مجالسة الملحدين وسائرالكفار عنداظهار هم الكفر والشرک ومالايجوز على اللّٰه تعالىٰ اذالم يمكناانكاره وكنّافى تقية من تغيره باليد اواللّسان لانّ علينا اتباع النبى ﷺ فيما امره الله به الّا ان تقوم الدلالة على انّه مخصوص بشىء منه‘‘......(احكام القرآن للجصاص: ۵/۳)

’’وحكى الكراشى عن سهل انه قال من صحح ايمانه واخلص توحيده فانه لايانس الى مبتدع ولايجالسه ولايواكله ولايشاربه ولايصاحبه ويظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلبه اللّٰه تعالى حلاوة السنن ومن تحبب الى مبتدع يطلب عزّالدنيا اوعرضاًمنها اذلّه اللّٰه تعالى بذلک العزّ وافقره بذلک الغنى ومن ضحک الى مبتدع نزع الله تعالى نورالايمان من قلبه ومن لم يصدق فليجرب انتهى‘‘......(روح المعانى :۲۸/۳۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا قبروں میں مردوں کو عذاب ہوتا ہے؟

مسئلہ نمبر(۵۴): محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) کیا قبر میں مردے کو عذاب ہوتا ہے؟

(۲) کیا جب کسی میت کو درندے کھا جائیں یا نذر آب ہوجائے تو اس کو عذاب دینا اور اس کے اعضاء کو جمع کرنا ممکن ہے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں مذکورہ سوالوں کے جواب کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کے مطابق مردے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے اور روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مردہ عذاب کو محسوس کرتا ہے، اور یہ عقیدہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ متواترہ صحیحہ سے ثابت ہے۔

www.besturdubooks.net

"عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا انّ یہودیة دخلت علیہا فذکرت عذاب القبر فقالت لہا اعاذک اللہ من عذاب القبر فسألت عائشة رسول اللہ ﷺ عن عذاب القبر فقالت نعم عذاب القبر حق قالت عائشة فمارأیت رسول اللہ ﷺ بعدصلّٰی صلوةً الاتعوذ من عذاب القبر زادغندرعذاب القبر حق "

"عن انس رضی اللہ عنہ انہ حدثہم ان رسول اللہ ﷺ قال انّ العبداذاوضع فی قبرہ وتولّٰی عنہ اصحابہ انّہ لیسمع قرع نعالہم"......(صحیح بخاری: ۱/۱۸۳)

"ذکر مایستفاد منہ فیہ اثبات عذاب القبر وہومذہب اہل السنة والجماعة وانکرذلک ضراربن عمرو وبشرالمریسی واکثرالمتاخرین من المعتزلة وقالوا امامن جہة العقل فانانری شخصا یصلب ویبقی مصلوبا الی ان تذہب اجزاء ہ ولانشاہد فیہ احیاء ومساء لة......وابلغ منہ من اکلة السباع والطیور وتفرقت اجزاء ہ فی بطونہا وحواصلہا ......وابلغ منہ من احرق حتی یفتت وذری اجزاء ہ المفتتة فی الریاح العاصفة شمالاًوجنوباًوقبولاًودبوراً فانّانعلم عدم احیائہ ومساء لتہ وعذابہ ضرورة "

"ولنا آیات ،احداہا: قولہ تعالی النّاریعرضون علیہا غدواً وعشیاً(غافر،۴۶)فہوصریح فی التعذیب بعدالموت "

"الثانیة: قولہ تعالیٰ،ربّناامتنااثنتین واحییتنااثنتین (غافر، ۱۱) فانّ اللّٰہ ذکرالموتة مرتین وہمالا تتحققان الّاان یکون فی القبرحیاة وموة حتّٰی تکون احدی الموتتین مایتحصل عقیب الحیاة فی الدّنیا والاخری مایتحصل عقیب الحیاة الّتی فی القبر"

"الثالثة:قولہ تعالیٰ ،ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشدالعذاب،عطف ہذاالعذاب الّذی ہوعذاب یوم القیامة علی العذاب الذی ہوعرض النار صباحاً ومساءً فعلم انّہ غیرہ ، ولنا ایضاً احادیث صحیحة واخبارمتواترة ......من شاء فلیراجع (عمدة القاری : ۸/۲۰۱)

www.besturdubooks.net

''وفی الباب عن علی وزیدبن ثابت وابن عباس والبراء بن عاذب وابی ایوب وانس وجابر وعائشة وابی سعید کلّھم رووا عن النبی ﷺ فی عذاب القبر '' ......(الجامع الترمذی: ۲ ۳۳/ ۱)

''قال اھل السنة والجماعة عذاب القبر حق وسوال منکرونکیر وضغطة القبر حق لکن ان کان کافرا فعذابه یدوم الی یوم القیامة ویرفع عنه یوم الجمعة وشھررمضان فیعذّب اللحم متصلاًبالروح والروح متصلاً بالجسم فیتالم الروح مع الجسد وان کان خارجاً عنه والمؤمن المطیع لایعذّب بل له ضغطة یجدھول ذلک وخوفه والعاصی یعذب ویضغط لکن ینقطع عنه العذاب یوم الجمعة ولیلتھا ثمّ لایعود وان مات یومھا اولیلتھا یکون العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر ثم یقطع''......(فتاویٰ شامی : ۶۱۰/ ۱)

''قال ابوالمعین فی اصوله ،قال اھل السنة والجماعة عذاب القبر وسؤال منکر ونکیر حق لکن ان کان کافراً فعذابه یدوم فی القبر الی یوم القیامة''......(طحطاوی علی مراقی الفلاح :۵۲۴)

''قوله تقیدکل منھابالحیوة ، اماالضرب فلانه الاعم لفعل مؤلم یتصل بالبدن اواستعمال آلة التادیب فی محل یقبله والایلام والادب لایتحقق فی المیت ولایرد تعذیب المیت فی قبره لانّه توضع فیه الحیاة عندالعامة بقدرمایحس بالالم والبنیة لیست بشرط عنداھل السنة بل تجعل الحیاة فی تلک الاجزاء المتفرقة الّتی لایدرکھا البصر ''......(فتاویٰ شامی : ۱۴۳/ ۳)

(۲) ہاں اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت کاملہ حاصل ہے کہ میت کے اجزاء جہاں بھی منتشر ہوجائیں مثلاً درندے اور پرندے کھاجائیں اوراس کے اجزاءان کے پیٹوں میں جائیں یا کوئی میت نذرِآب ہوجائے یانذرِآتش ہوجائے توان تمام اجزاءکوجمع فرما کرعذاب دیں، یابغیرجمع کرنے کےعذاب دیں عقلاً بعید ہے،لیکن نقلاً ثابت ہےاورنقلِ صحیح کے مقابلہ میں عقل کاماوراءالعقل اشیاءکے بارے میں اعتبارنہیں ہے۔

''قال الامام النووی مذھب اھل السنة اثبات عذاب القبر وقدتظاھرت علیه الادلّة من الکتاب والسنة قال تعالیٰ النّاریعرضون علیھا غدواً وّعشیاً ویوم تقوم السّاعة ادخلوا آل فرعون اشدّالعذاب'' (غافر:۴۶)

www.besturdubooks.net

”واما الاحادیث فلاتحصی کثرة ولامانع فی العقل من ان یعیداللّٰہ الحیاة فی جزء من الجسد اوفی الجمیع علی خلاف بین الاصحاب فیثیبه ویعذبه ولایمنع من ذلک کون المیت قدتفرقت اجزاءہ کمایشاھد فی العادة اواکلته السباع والطیور وحیتان البحر لشمول علم الله تعالی وقدرته، فان قیل نحن نشاھد المیّت علی حاله فکیف یسأل ویقعد ویضرب ولایظھراثر؟فالجواب انه ممکن وله نظیر فی الشاھدوھوالنائم فانه یجدلذة الماً یحسه ولانحسه وکذایجد الیقظان لذة الما یسمعه ویتفکّر فیه ولایشاھد ذٰلک جلیسه وکذلک کان جبرئیل یاتی النّبی صلی اللہ علیہ وسلم فیوحی بالقرآن المجید ولایراہ اصحابه “......(مرقاة المفاتیح : ۱/۳۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مروجہ قل خوانی اور قرآن خوانی کا شرعی حکم:

مسئلہ نمبر(۵۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مروجہ قل خوانی وقرآن خوانی وختم شریف اور چالیسواں وغیرہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اوران کا مسجد میں اور خصوصاً دیو بندیوں کی مسجد میں انعقاد کیسا ہے؟ جبکہ قوی احتمال ہے کہ اس سے لوگوں کے لیے راہ کھلے گی، اور خصوصاً ایسے شخص کی طرف سے ان چیزوں کا اہتمام جس کی دینی حیثیت مقتدا ہونے کی ہے اور لوگ اس کی اتباع کرتے ہیں، برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ایصال ثواب کا ثبوت قرآن وسنت میں موجود ہے جیسا کہ ابن ہمام نے اپنی مفصل کتاب فتح القدیر کے **باب الحج عن الغیر** میں اس کو بیان کیا ہے، اس لیے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کرنا چاہیئے، البتہ قرآن خوانی کا موجودہ مروجہ طریقہ کہ جس میں تعیینِ ایام کا عقیدہ ہوتا ہے اور اس کے بعد کھانے پینے اور پیسے دینے کا بطور اجرت کے انتظام کیا جاتا ہے اس کا ثبوت قرون اولیٰ میں نہیں ملتا، اور علاوہ ازیں جب کھانا کھلوا کر اور پیسے دے کر پڑھوایا جائے گا تو اس صورت میں پڑھنے والے کو ثواب نہیں ملے گا، تو جس کے لیے پڑھا جا رہا ہو اس کو ثواب کیونکر پہنچے گا۔

www.besturdubooks.net

البتہ اگر کھانا وغیرہ ایصالِ ثواب کی نیت سے ہو تو جائز ہے۔

”باب الحج عن الغیر ،الاصل فی ھذاالباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاةً اوصوماً اوصدقةً اوغیرها عند اهل السنة والجماعة قوله له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة اوصوما عنداهل السنة والجماعة لایراد به ان الخلاف بیننا وبینهم فی ان له ذلک اولیس له کماهوظاهره بل فی انه یجعل بالجعل اوّلاًبل یلغوا جعله قوله اوغیرها کتلاوة القرآن والاذکار قوله عند اهل السنة والجماعة لیس المراد انّ المخالف لماذکرخارج عن اهل السنة والجماعة فان مالکاوالشافعی رضی الله عنهما لایقولان بوصول العبادات البدنیة المحضة کالصلاة والتلاوة بل غیرها کالصّدقة والحجّ بل المراد انّ اصحابنا لهم کمال الاتباع والتمسک مالیس لغیرهم فعبرعنهم باسم اهل السنة فکانه قال عنداصحابنا غیران لهم وصفا عبرعنهم به......عن عائشة وابی هریرة رضی الله عنهما انه ﷺ کان اذااراد ان یضحی یشتری کبشین عظیمین سمینین اقرنین املحین موجوأین فذبح احدهما عن امّته ممّن شهدلله بالوحدانیة وله بالبلاغ وذبح الاخر عن محمد وآل محمّد......فقدروی هذا عن عدة من الصحابة وانتشرت مخرجوه فلایبعد ان یکون القدرالمشترک وهوانّه ضحی عن امته مشهورا یجوزتقیید الکتاب به بمالم یجعله صاحبه اوننظرالیه والی ماروراه الدارقطنی انّ رجلاًساله ﷺ فقال کان لی ابوان ابرهما حال حیوتهما فکیف لی ببرهما بعد موتهما فقال له ﷺ انّه قال من مرّعلی المقابر وقرأ قل هواللّٰه احد احدی عشر مرةً ثمّ وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعددالاموات “......(الهدایة مع فتح القدیر: ٦٥، ٦٦/ ٣)

”وقول النبی ﷺ لایصوم احدٌعن احدٍ ولایصلی احدٌعن احدٍ ای فی حق الخروج عن العهدة لافی حق الثواب فانّ من صام اوصلیّ اوتصدّق وجعل ثواب لغیره من الاموات اوالاحیاء جازویصل ثوابها الیهم عنداهل السنة

www.besturdubooks.net

والجماعة وقدصحّ عن رسول الله ﷺ انه ضحى بكبشين املحين احدهماعن نفسه والآخرعن امته ممن آمن بوحدانية الله تعالى وبرسالته ﷺ وروى انّ سعدابن ابى وقاص رضى الله عنه سأل رسول الله ﷺ فقال يارسول الله !انّ امّى كانت تحبّ الصّدقة افاتصدّق عنها فقال النّبى ﷺ تصدق وعليه عمل المسلمين عن لدن رسول الله ﷺ الى يومنا هذا من زيارة القبور وقراء ة القرآن عليها والتكفين والصدقات والصوم والصلوة وجعل ثوابها للاموات"......(بدائع الصنائع: ۲/۴۵۴)

"قال تاج الشريعة فى شرح الهداية انّ القرآن بالاجرة لايستحق الثواب لالميت ولاللقارئ وقال العينى فى شرح الهداية ويمنع القارى للدنيا والآخذ والمعطى آثمان فالحاصل ان ماشاع فى زماننا من قراء ة الاجزاء بالاجرة لايجوز لان فيه الامر بالقراء ة واعطاء الثواب للآمر والقراء ة لاجل المال فاذالم يكن ثواب للقارى لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الى المستاجر ولولاالاجرة ماقرء احدٌلاحدٍ فى هذا الزّمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة الى جمع الدنيا انّا لله وانّا اليه راجعون اه ولايصح الاستئجار على القراء ةو اهدائها الى الميت لانه لم ينقل عن احدمن الائمة الاذن فى ذلک وقدقال العلماء ان القارى اذاقرء لاجل المال فلاثواب له فاىّ شئ يهديه الى الميّت وانّما يصل الى الميت العمل الصالح والاستئجار على مجردالتلاوة لم يقل به احدمن الائمة وانما تنازعوا فى الاستئجار على التعليم (وبعداسطر)وحينئذ فقدظهر لک بطلان ماأكب عليه اهل العصر من الوصية بالختمات والتهاليل مع قطع النظر عمايحصل فيهامن المنكرات التى لاينكرها الّامن طمست بصيرته وقدجمعت فيهارسالة سميتها شفاء العليل وبل الغليل فى حكم الوصية بالختمات والتهاليل "......(فتاوىٰ شامى: ۵/۴۰،۳۹)

"استئجار الناس ليقرأواويهدوه الى الميت ليس بمشروع ولااستحبه احدٌمن

www.besturdubooks.net

العلماء فانّ القرآن الّذی یصل ماقرئ لله تعالی فاذاکان قداستوجر للقراء ۃ لله والمستاجر لم یتصدق عن المیت بل استاجر من یقرء عبادۃ للّٰہ عزّوجلّ لم یصل الیه لکن اذاتصدق عن المیت علی من یقرء القرآن اوغیرهم ینفعه ذلک باتفاق المسلمین وکذلک من قرء القرآن محتسبا واهداه الی المیت نفعه ذلک والله اعلم ‘‘......(مجموع الفتاویٰ شیخ ابن تیمیه: ۳۰۰/۲۴)

’’وباتخاذطعام لهم (قوله وباتخاذطعام لهم) قال فی الفتح ویستحب لجیران اهل المیت والاقرباء الاباعد تهیئة طعام لهم یشبعهم یومهم ولیلتهم لقوله ﷺ اصنعوا لآل جعفر طعاماً فقدجاء هم مایشغلهم حسّنه الترمذی وصحّحه الحاکم ولانه برو معروف ویلح علیهم فی الاکل لان الحزن یمنعهم من ذلک فیضعفون وقال ایضاً ویکره اتخاذالضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لافی الشروروهی بدعة مستقبحة روی الامام احمدوابن ماجه باسنادصحیح عن جریربن عبدالله قال کنا نعدالاجتماع الی اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة وفی البزازیة ویکره اتخاذالطعام فی الیوم الاول والثالث وبعدالاسبوع اقول وفی الیوم العاشر والعشرین والاربعین وبعدستة اشهر وسنة کماهومروج فی الجهال بل هوبدعة مستقبحة لانه لااصل للتعیین بهذه الایام ولایعدهذاالطعام من الصدقات حتّٰی یترتّب علیه الثواب لانّ مصرف الصدقات الفقراء والغرباء وهذاانما یاکله الاقرباء والاصدقاء وفیهم الامراء والاغنیاء ویکره ایضاً نقل الطّعام الی القبر فی المواسم واتخاذالدعوة لقراء ۃ القرآن وجمع الصلحاء والقرآن للختم اولقراءۃ سورۃ الانعام والاخلاص والحاصل ان اتخاذالطعام عندقراء ۃ القرآن لاجل الاکل یکره وفیهامن کتاب الاستحسان من البزازیة وان اتخذطعاماً للفقراء کان حسنا‘‘......(الدرمع الرد: ۱/۱۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

قادیانی کے شریک ہونے سے قربانی کا حکم:

مسئلہ نمبر(۵۶): کیا فرماتے ہیں علماء دینِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گھر میں چھ صحیح العقیدہ مسلمان ہیں اور ساتواں آدمی مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد یا مسلمان سمجھتا ہے اور یہ چھ افراد اس ساتویں شخص کے ساتھ شریک ہو کر عیدالاضحیٰ کی قربانی کریں تو اس قربانی کا کیا حکم ہے؟ اور ان چھ مسلمانوں کی قربانی بھی ان کے ساتھ کیا حکم رکھتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مرزا غلام احمد قادیانی کو جو نبی اور مجدد مانتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کو قربانی میں شریک کرنا ناجائز ہے، اگر مشترکہ قربانی میں ایسا آدمی شریک ہو جائے تو قربانی کسی کی بھی صحیح نہیں ہوئی۔

"وان کان شریک الستة نصرانیاً اومریداًللحم لم یجز عن واحد منهم وکذا اذاکان عبدامدبرا یریدالاضحیة لانّ نیته باطلة لانّه لیس من اهل هذه القربة فکان نصیبه لحما فمنع الجوااصلا،بدائع"......(درمع الرد: ۵/۲۲۹)

"وان کان شریک الستة نصرانیاً اورجلًایرید اللحم لم یجز عن واحدمنهم ووجهه انّ البقرة تجوزعن سبعة لکن من شرطه ان یکون قصدا لکل القربة وان اختلفت جهاتها کالاضحیة والقران والمتعة عندنالاتحاد المقصود وهوالقربة وقدوجد هذا الشرط فی وجه الاول ولان النصرانی لیس من اهلها وکذاقصداللحم ینافیها واذا لم یقع البعض قربة والاراقة لاتتجزّاء فی حق القربة لم یقع الکلّ ایضا فامتنع الجواز"......(هدایه علی فتح القدیر: ۸/۴۳۵)

"ولوکان احدالشرکاء ذمیاً کتابیاًاوغیرکتابی وهویریداللحم اویریدالقربة فی دینه لم یجزئهم عندنا لانّ الکافر لایتحقق منه القربة فکانت نیته ملحقة بالعدم فکان یریداللحم"......(فتاوی هندیة: ۵/۳۰۴)

"قوله تعالی یاًیّهاالذین آمنوا لاتتّخذوااليهود والنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض،الآیة ،وفی هذه الآیة دلالة علی الکافر لایکون ولیاللمسلم لافی التصرف ولافی النصرة ویدل علی وجوب البراء ة من الکفار والعداوة لهم

www.besturdubooks.net

لان الولایۃ ضد العداوۃ فاذاامرنا بمعاداۃ الیھود والنصاری لکفرھم فغیرھم من الکفار بمنزلتھم ویدلّ علی انّ الکفر کلہ ملۃ واحدۃ"......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۶۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں خشوع وخضوع کے بارے میں کہے ہوئے چند کلمات کا حکم:

مسئلہ نمبر(۵۷): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ہمارے علاقہ کے مولوی صاحب نے ایک تبلیغی سلسلہ شروع کیا ہے، اس کی تحریر کے کچھ حصہ پہ علاقہ میں جھگڑا طول پکڑے ہوئے ہے، آپ درج ذیل عبارت ملاحظہ فرما کر شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

"صوفیاء نے لکھا ہے کہ نماز حقیقت میں اللہ جل شانہ کے ساتھ مناجات کرنا ہے اور ہم کلام ہونا ہے جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا، نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت سے بھی ہوسکتی ہیں، مثلاً زکوۃ ہے اس کی حقیقت مال خرچ کرنا ہے، یہ خود ہی نفس کو اتنا شاق ہے کہ اگر غفلت کے ساتھ ہو تب بھی نفس کو شاق گزرے گا، اسی طرح روزہ دن بھر کا پیاسا رہنا، صحبت کی لذت سے رکنا کہ یہ سب چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں، غفلت سے بھی اگر متحقق ہوں تو نفس کی شدت اور تیزی پر اثر پڑے گا لیکن نماز کا معظم حصہ ذکر ہے، قرأتِ قرآن ہے، یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہیں، کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہو جاتی ہیں، نہ اس میں کوئی مشقت ہوتی ہے نہ کوئی نفع، اسی طرح چونکہ نماز کی عادت پڑ گئی ہے اس لیے اگر توجہ نہ ہو تو عادت کے موافق بلا سوچے سمجھے زبان سے الفاظ نکلتے رہیں گے، جیسا کہ سونے کی حالت میں اکثر باتیں زبان سے نکلتی ہیں کہ نہ سننے والا اس کو اپنے کلام سے سمجھتا ہے نہ اس کا کوئی فائدہ ہے، اسی طرح حق تعالیٰ جل شانہ بھی ایسی نماز کی طرف التفات اور توجہ نہیں فرماتے جو بلا ارادہ کے ہو اس لیے نہایت اہم ہے کہ نماز اپنی پوری وسعت وہمت کے موافق توجہ سے پڑھی جائے لیکن یہ امر نہایت ہے کہ اگر حالات اور کیفیات جو پچھلوں کی معلوم ہوئی ہیں، حاصل نہ بھی ہوں تب بھی نماز جس حال سے بھی ممکن ہو ضرور پڑھی جائے یہ بھی شیطان کا ایک سخت ترین مکر ہوتا ہے وہ یہ سمجھائے کہ بری طرح پڑھنے سے تو نہ پڑھنا ہی اچھا ہے، یہ غلط ہے نہ پڑھنے سے بری طرح کا پڑھنا ہی بہتر ہے، اس لیے کہ نہ پڑھنے کا جو عذاب ہے وہ نہایت ہی سخت ہے، حتی کہ علماء کی ایک جماعت نے اس شخص کے کفر کا فتویٰ دیا ہے، جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے، البتہ اس

www.besturdubooks.net

کی کوشش ضرور ہونی چاہیئے کہ نماز کا جو حق ہے اور اپنے اکابر اس کے مطابق پڑھ کر دکھا گئے ہیں، حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف سے اس کی توفیق عطا فرمائیں، اور عمر بھر میں کم از کم ایک ہی نماز ایسی ہو جائے کہ جو پیش کرنے کے قابل ہو"

گزارش ہے کہ آیا اس تحریر کے خط کشیدہ فقرات میں قرآن کریم اور نماز کی توہین تو لازم نہیں آتی، اگر توہین ہے تو ایسا شخص مسلمان رہے گا یا نہیں؟ اس شخص کی امامت اور اس سے میل جول یا اس کا تبلیغی لٹریچر یا اس کے تبلیغی مشن میں شرکت شرعاً درست ہے یا نہیں؟ جواب مرحمت فرما کر شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

(۱)　اس عبارت میں تو صرف خشوع وخضوع کو بیان کرنا مقصود ہے کہ جس طرح کوئی شخص بادشاہ سے ہمکلام ہو اور توجہ دوسری طرف اور بات بالکل ہی عدم توجہی سے کر رہا ہے تو ہر دیکھنے والا اس کو معیوب اور بادشاہ کی توہین سمجھے گا، اسی طرح نماز کا حال ہے کہ کاملین کی نماز تو "ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ" کا نمونہ ہوتی ہے اس کو آپ کے مولوی صاحب موصوف بیان کرنا چاہتے ہیں چنانچہ حوالہ بھی حضرات صوفیاء کا دیا ہے، جو واقعۃً کامل ہوتے ہیں، لیکن اگر ایسے کمال کی نماز حاصل نہ ہو تو بھی پڑھنے کا فرما رہے ہیں کہ نماز کو چھوڑنا جائز نہیں ہے، اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب لوگوں کو کاملین کی نماز کی تلقین کر کے اس کا پابند بنانا چاہتے ہیں جو کہ بہت ہی عمدہ کام ہے، لہذا صرف اس مذکورہ تقریر و بیان کی وجہ سے ان کو امامت سے الگ کرنا یا ان کے ایمان میں شک وشبہ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ان کی بات پر خوب غور کر کے اعلیٰ درجہ کی نماز ادا کا اہتمام کیا جائے، واللہ الموفق۔

(۲)　جب تک کسی مسلمان متکلم کے کلام کا صحیح محمل ہو سکتا ہو خواہ کمزور ہی ہو تو اس کو اسی صحیح محمل پر ہی محمول کرنا لازم ہے، اس کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر کفر اور متکلم کو کافر ثابت کرنا جائز نہیں ہے، جب کہ مذکورہ متکلم مولوی صاحب موصوف کے کلام کا محمل صحیح اور عمدہ ہے تو اس کو بھی اسی پر محمول کریں گے، یہی وجہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جس نے اکابر دیوبند کی تکفیر کی ہے، اکابر نے اس کی تکفیر سے کفِ لسان فرمایا ہے جب کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ تکفیر عدمِ احتیاط پر مبنی ہے مگر ہمارے اکابر نے احتیاط فرمائی ہے، اس لیے ہم بھی ان مولوی صاحب موصوف کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ ان کے کلام کو صحیح محمل پر محمول کرتے ہوئے ان کو مسلمان ہی کہیں گے۔

"وفی الخلاصة وغیرها اذا كان فی المسئلة وجوه توجب التكفیر ووجه واحد یمنع التكفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الّذی یمنع التكفیر تحسینا للظن بالمسلم زاد فی البزازیة الّا اذا صرح بارادة موجب الكفر

www.besturdubooks.net

فلاینفعه التاویل حینئذٍ وفی التتارخانیة لایکفر بالمحتمل لانّ الکفر نهایة فی العقوبة فیستدعی نهایة فی الجنایة ومع الاحتمال لانهایة الخ والذی تحرر انه لایفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره اختلاف ولورواية ضعیفة فعلی هذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورة لایفتی بالتکفیر بها"......(البحرالرائق: ۵/۲۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن کریم کی بے حرمتی کے جھوٹے الزام کا حکم:

مسئلہ نمبر (۵۸): بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب

مؤدبانہ گزارش ہے کہ میں مسمی فیض حمید اپنے بہنوئی فرید عباس کے ساتھ اس کے گھر پر میاں بیوی کے گھریلو جھگڑے کی وجہ سے کافی عرصہ سے کسی شخص کے غلط بیان کی وجہ سے ناکردہ جرم کی سزا بھگت رہا ہوں، پوری کہانی درج ذیل ہے، مرید عباس اور میرے درمیان معمولی سا گھریلو جھگڑا ہوا، لڑائی کے وقت میری ہمشیرہ نے ہم دونوں کو چھڑانے کی پوری کوشش کی، خدا تعالیٰ کے واسطے کے ساتھ ساتھ قرآن کا بھی واسطہ دیا کہ خدا کے لیے لڑائی بند کردو، اس پوری لڑائی میں کسی بھی صورت میں قرآن شریف کی ارادتاً یا غیر ارادی طور پر خدانخواستہ بے حرمتی نہ ہوئی ہے، نہ ہی زمین پر یا کسی اور جگہ دوران لڑائی گرا ہے یا اس کو چھوا گیا ہے، صرف ہم دونوں نے اس وقت اتنا کہا ہے کہ لڑائی میں قرآن پاک کو نہ لے کر آئیں، لڑائی کے بعد میری ہمشیرہ کو چونکہ میرے بہنوئی مرید عباس نے بچوں سمیت گھر سے فوراً نکل جانے کا کہا، اس لیے جاتے ہوئے میری ہمشیرہ نے میرے ایک قریبی عزیز شیر عباس جو کہ ہمارا پڑوسی بھی ہے کو کہا کہ تیس پارے قرآن شریف کے الماری میں رکھے ہوئے ہیں حافظ مظہر حسین شاہ کو دیدینا تاکہ وہ مسجد میں رکھ دے، اتنی سی بات پر مجھے ذہنی اخلاقی مالی ہر لحاظ سے سزا برداشت کرنا پڑ رہی ہے، ازراہ کرم اس نازک معاملہ میں میری شرعی طور پر راہنمائی فرمائیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ جاری فرمائیں، مزید براں غلط بیانی کرنے والے کے بارے میں بھی راہنمائی فرمائیں تاکہ میرے نقصان کا ازالہ ہو، جناب کی عین نوازش ہوگی۔

جناب عالی! فیض حمید کے بہنوئی فرید عباس کے مطابق فیض کی بہن کی زبانی اللہ پاک اور قرآن پاک کا واسطہ دیا لیکن ہم دونوں نے کہا کہ قرآن پاک کو بیچ میں نہ لاؤ قرآن پاک کی بے حرمتی نہ ہوجائے، اور مسمی

www.besturdubooks.net

بشیر عباس کے مطابق بھی اس نے قرآن پاک کی بے حرمتی ہوتے خود نہیں دیکھا ہے، اور فیض حمید اور فرید عباس دونوں حلفاً کہتے ہیں کہ انہوں نے قرآن پاک کی بے حرمتی نہیں کی، اور نہ ہی زمین پر گرایا ہے۔ (محمد صلاح الدین خان ولد غلام رضا خان)

جناب عالی! میں نے فیض حمید کی بہن سے خود پوچھا کہ یہ واقعہ ہوا ہے یا نہیں؟ فیض کی بہن نے کہا کہ تیس پارہ قرآن شریف کے مسجد کے لیے خریدے تھے تاکہ قرآن شریف پڑھنے سے مجھے بھی ثواب حاصل ہوتا رہے گا لیکن ہم میاں بیوی میں جھگڑا ہوا تو اس پر میں نے اپنے ماں باپ کے گھر جانے کا کہا تو میں نے آپ کے عزیز شیر عباس کو کہا کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جا رہی ہوں تو مہربانی فرما کر مسجد میں پہنچا دیں کہ میرے جانے کے بعد کہیں ان سپاروں کی بے حرمتی نہ ہو جائے، میں نے صرف یہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ (حاجی سلطان سکندر)

جناب عالی! درج بالا کہانی حقیقت پر مبنی ہے چونکہ یہ معاملہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور ان دونوں کے درمیان ہے اور اس معاملہ کا عینی شاہد کوئی نہیں ہے، صرف ایک جھوٹے شخص کے بیان پر تقریباً گیارہ ماہ سے شک کی بناء پر نہ صرف فیض حمید کو ذہنی و مالی سزا دی جا رہی ہے بلکہ کئی خاندان اس کو برداشت کرنے پر مجبور ہیں، مسجد کے حافظ مظہر شاہ سمیت شیر عباس، محمد انور، مطیع اللہ، فرید عباس اور اس کی بیوی سمیت سب سے انکوائری و پوچھ گوچھ کی گئی سب کے مطابق کسی بھی شکل میں قرآن پاک اس لڑائی میں نہ زمین پر گرا ہے اور نہ گرایا گیا ہے، بلکہ قرآن پاک کو ہاتھ تک کسی شخص نے نہیں لگایا، جناب عالی! اس شرعی مسئلہ میں جھوٹے بہتان لگانے والے کے بارے میں بھی راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں کوئی بات بھی ایسی قابل ذکر نہیں ہے کہ جس سے قرآن پاک کی بے حرمتی ثابت ہو، لہذا اگر واقعی یہ بیان جو آپ نے خط میں لکھ کر بھیجا ہے سچ پر مبنی ہے تو آپ پر کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے، نیز جھوٹی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے اور قرآن وحدیث میں اس کے متعلق بہت زیادہ سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

"والّذین یوذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتاناً واثماً مبیناً"...... (سورۃ الاحزاب : ۵۸)

"ویل لّکلّ افّاک اثیم"......(سورۃ الجاثیۃ :۷)

www.besturdubooks.net

"فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور"......(سورة الحج : ۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جادو کرنے اور کروانے کا شرعی حکم:

مسئلہ نمبر(۵۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جادو کرنا اور جادو کروانا شرعاً کیسا ہے؟ آیا جادو برحق ہے؟

آیا جادو کرانے والی عورت کا مسلمان مرد سے نکاح قائم رہتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے، اگر ثبوت مل جائے کہ واقعی فلاں نے جادو کروایا ہے تو شرعاً اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے؟ آیا جادو کا شرعاً توڑ بھی ہے جس سے جادو کا اثر زائل ہوجائے، یا جادو اثر انداز نہ ہو سکے؟ کیا جادو کرنے والا اور جادو کروانے والا اسلام سے خارج ہوجاتا ہے؟ اور کیا وسیلے سے دعا مانگنا سنت سے ثابت ہے؟

از روئے شرع ان سوالوں کے جوابات مرحمت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

"فليس كلّ مايسمى سحرا كفرا ، اذليس التكفير به لمايترتب عليه من الضرر بل لمايقع به مماهو كفر كاعتقاد انفرادالكواكب بالربوبية اواهانة قرآن اوكلام مكفر ونحوذلك الخ فاذاثبت اضراره بسحره ولوبغير مكفر يقتل دفعاًلشرّه كالخناق وقطاع الطريق "......(فتاوى شامى: ۱/۳۴)

اس عبارت سے یہ معلوم ہوگیا کہ یہ سحر کفر اعتقادی یا عملی سے خالی نہیں ہے، تو اس کا سیکھنا سکھانا بھی حرام ہوا اور اس پر عمل کرنا بھی حرام ہوا، البتہ دفع ضرر کے لیے بقدر ضرورت سیکھا جائے تو بعض فقہاء نے اجازت دی ہے، جادو ایک فن ہے، مگر جادو کرنا درست نہیں ہے، جادوگر مرد یا عورت اگر کفریہ کلمات استعمال کرتے ہوں تو وہ اسلام سے خارج ہوجائیں گے اور ان کا نکاح بھی ٹوٹ جائے گا۔

لفظ وسیلہ کی لغوی تشریح اور صحابہ وتابعین کی تفسیر سے جب یہ معلوم ہوگیا کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کا ذریعہ بنے وہ انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا وسیلہ ہے، اس میں جس طرح ایمان اور عملِ صالح داخل ہیں اسی طرح انبیاء وصالحین کی صحبت ومحبت بھی داخل ہے کہ وہ بھی رضائے الٰہی کے اسباب میں سے

www.besturdubooks.net

ہے، اوراسی لیے ان کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا درست ہوا، جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قحط کے زمانہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی، اور ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے خود ایک نابینا صحابی کو اس طرح دعا مانگنے کی تلقین فرمائی "اللّٰھم انّی اسئلک و اتوجّه الیک بنبیک محمدنبی الرحمة "......(معارف القرآن:۱۲۸/۳)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نمازیوں کے قریب تعلیم کروانے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۶۰): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین مندرجہ ذیل مسئلہ کی بابت کہ مسجد میں تبلیغی ساتھی نماز کے بعد جب فضائل اعمال کی تعلیم کرواتے ہیں تو نمازیوں کے پاس شروع ہوجاتے ہیں، جس سے نمازیوں کی نماز یقیناً متاثر ہوتی ہے، یہ لوگ ایک طرف ہوکر بھی تعلیم کروا سکتے ہیں، نیز کئی لوگ تعلیم میں شامل ہونے کی غرض سے نمازیوں کے آگے سے گزرتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے ،اس بارے میں وضاحت فرمائیں کہ تبلیغی ساتھیوں کا نمازیوں کے قریب تعلیم کروانا کیسا ہے؟ ہمیں اس پر اعتراض نہیں کہ وہ صحیح کام کررہے ہیں مگر کیا یہ صحیح ہے کہ وہ نمازیوں کے پاس ہی شروع ہوجاتے ہیں، انہیں ایک طرف ہوکر تعلیم کروانی چاہیئے ،تاکہ ان کی آواز سے نمازیوں کی نماز خراب نہ ہو۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں تبلیغی ساتھیوں کو نمازیوں کا خیال کرتے ہوئے آہستہ آواز سے ایک طرف ہٹ کر تعلیم کرنی چاہیئے ،اور تعلیم میں شامل ہونے کے لیے نمازیوں کے آگے سے گزرنا بھی جائز نہیں ہے، واضح رہے کہ یہ عمل تبلیغی جماعت کے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔

"فالاسرار افضل حیث خیف الریاء او تاذی المصلّی او النیام ،والجھر افضل حیث خلاممّاذکر لانه اکثر عملاً"......(فتاویٰ شامی : ۵/۲۸۲)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

قرآنی آیات کے الٹ بات کہنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۶۱): عزت مآب محترم المقام جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات مطلوب ہیں۔

(۱) نبی پاک ﷺ نے منع فرما دیا تھا کہ مسلمانوں کے علاوہ کسی کو خانہ کعبہ کی حدود میں داخل نہ ہونے دیا جائے، وہ فاصلہ کتنے میل ہے؟

(۲) قرآن پاک کے احکامات روز محشر تک کے لیے جاری وساری ہیں یا نہیں؟

(۳) جو شخص قرآن پاک کی کسی بھی آیت کے الٹ کہتا ہے یا ویسا نہیں کہتا تو وہ کافر ہوجاتا ہے یا نہیں؟

(۴) پارہ نمبر 10 سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر 60 تا 66 کا ترجمہ ملاحظہ ہو، از مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

''اور ان میں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور جو لوگ رسول پاک ﷺ کو ایذائیں پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک سزا ہے اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے، آپ ان سے کہہ دیں کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ ہنسی کرتے تھے، تم اب یہ عذر مت کرو تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے، اگر ہم تم سے بعض کو چھوڑ بھی دیں تاہم بعض کو تو ضرور ہی سزا دیں گے بسبب اس کے وہ علم ازلی میں مجرم تھے۔

ان آیات کا شان نزول چاہیئے۔

خاص طور سے بتائیں کہ وہ مؤمن مسلمان جس کو اللہ پاک نے کافر کہا اس کا نام کیا تھا؟

اور اس نے وہ کونسا عمل کیا کہ جس کی وجہ سے وہ مسلمان کافر ہوگیا؟

اور جن کو معافی ملی ان کے نام کیا تھے؟

اور کس وجہ سے وہ معافی کے زمرے میں آ گئے؟

آج اگر کوئی مسلمان ویسی بات ویسا عمل کرتا ہے جو کہ دریا بن ثابت نے کیا تو آج کے مسلمان کو قرآن پاک کی نص سے کافر کہا جائے گا یا نہیں؟

اور جو معافی کے زمرے میں آیا اسی آیت اور شان نزول کی روشنی میں اگر اس خاموش رہنے والے کو خاموش رہنے کی وجہ سے اللہ پاک نے معاف کر دیا تو آج جس شخص کو قرآن پاک کے اس حکم کا پتہ چل گیا ہے تو اس کا خاموش

www.besturdubooks.net

رہنا اب معافی کے زمرے میں نہیں آتا، قرآن کے حکم کے مطابق اسے یاہاں کرنی ہوگی یاناں کرنی ہوگی، اور جوآج ناں نہیں کرتا اور بات کوسن کر خاموش رہتا ہے تو قرآن کی نص کے مطابق وہ کافر ہوا یا نہ ہوا۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی وضاحت کردیں کہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں یہ کفریہ بات نبی پاک ﷺ کے سامنے نہیں کہی گئی اور نہ ہی پوچھنے پر اقرار کیا گیا بلکہ کہہ دیا کہ یہ استہزاء کے طور پر ہنسی اور مذاق کے طور پر کہی ہے، غور کریں تو پھر بھی اللہ پاک نے اس مسلمان کو کافر قرار دے دیا، آج اگر اس جرم کا یا اس بات کا کوئی اقرار کرتا ہے اور لکھتا ہے اور اپنی تقریروں میں بآواز بلند جلسوں میں پکار پکار کر کہتا ہے تو اب اگر کوئی مسلمان ویسی بات اگر اس وقت کے انداز سے بڑھ چڑھ کر کرتا اور کہتا ہے تو اس مسلمان کو قرآن پاک کی نص سے کافر کہا جائے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) اس کا مجموعی رقبہ ۲۰۰،۴۲،امربع میٹر ہے جو کہ مسقّف ہے (حرم مکی:ص، ۳۹)

(۲) جی ہاں قرآن کے احکامات روز محشر تک جاری وساری ہیں اور یہ ایک بدیہی بات ہے، حدیث شریف میں آتا ہے۔

"اخبرنی حمید قال سمعت معاویة بن ابی سفیان یخطب قال سمعت النبی ﷺ یقول من یردالله به خیرا یفقهه فی الدین وانما اناقاسم ویعطی الله ولن یزال امر هذه الامة مستقیما حتی تقوم الساعة اویاتی امر الله "......(رواه البخاری فی صحیحه)

(۳) جوشخص قرآن کا انکار کرتے ہوئے اس کا الٹ کہتا ہے وہ یقیناً کافر ہے۔

(۴) اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضور ﷺ غزوہ تبوک کی طرف تشریف لے جارہے تھے، اور منافقین کا ایک گروہ آپ کے ساتھ تھا، انہوں نے آپ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ اس (حضور ﷺ) کو دیکھو یہ شام کے محلات اور بنی اصفر کے قلعے فتح کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ ہذیانات آپ ﷺ کو بتادیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کو روکو تو انہوں نے کہا کہ صرف مذاق کررہے تھے ہمارا سچ مچ یہ عقیدہ نہیں تو اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

"قال القرطبی فیه ثلاث مسائل ،الاولی، هذه الآیة نزلت فی غزوه تبوک قال الطبری وغیره عن قتادة بینا النبی ﷺ یسیر فی غزوه تبوک ورکب من

www.besturdubooks.net

المنافقين يسيرون بين يديه فقالوا انظروا هذا يفتح قصور الشام وياخذ حصون بني الاصفر فاطّلعه سبحانه وتعالىٰ علي مافي قلوبهم ومايتحدثون به فقال احبسوا على الركب ثمّ اتاهم فقال قلتم كذا و كذا فحلفوا ماكنّا انانخوض ونلعب يريدون كناغيرمجدين الخ "......(تفسيرقرطبی : ۸/۱۹۶)

یہ مذاق کرنے والا ودیعہ بن ثابت تھا اور وہ اس وجہ سے کافر نہیں ہوا تھا بلکہ وہ پہلے ہی سے منافق تھا، اگر چہ یہ بھی کفر ہے اور اب بھی اگر کوئی ایسا مذاق کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

"قال القاضي ابوبكر بن العربي لايخلوا ان يكون ماقالوه من ذلك جدا اوهذلاً وهو كيف ماكان كفر فانّ الهذل بالكفر كفر لاخلاف فيه بين الائمة "

......(تفسير القرطبي : ۸/۱۹۷)

باقی جس کو معافی ملی اس کا نام مخشی بن حمیر تھا اور اس کو صرف خاموش رہنے کی وجہ سے معافی نہیں ملی بلکہ اس نے توبہ کی تھی جیسا کہ تفسیر جلالین میں ہے۔

"عن طائفة منكم باخلاصها وتوبتها كمخشي بن حمير "......(تفسير جلالين)

کلمات کفریہ پر خوش ہو کر سننا کفر ہے بادل نخواستہ سننا کفر نہیں ہے اور گناہ نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قبر پر میلہ لگانے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۶۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کے ساتھ ایک قبر ہے اور صاحب قبر کا کسی کو کوئی علم نہیں ہے کہ کون تھا؟ اس کا سبب کیا تھا؟ اس قبر پر ماہ اگست میں تین دن تک میلہ لگایا جاتا ہے جس میں مسجد کے سامنے خوب ڈھول بجایا جاتا ہے اور گانے بجانے والے بھی گاؤں میں آجاتے ہیں، اور گانے بجاتے ہیں، گاؤں میں دکانیں لگائی جاتی ہیں، جس میں بعض جگہ راستہ تنگ کر دیا جاتا ہے، اور گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، خصوصاً باحیا عورتوں کا وہاں سے گزرنا دشوار ہو جاتا ہے، گزشتہ سال میلے کی وجہ سے لڑائی بھی ہوئی ہے، ایک فریق مسجد کے سامنے ڈھول بجانے کا مخالف ہے اور کہتا ہے کہ مسجد کے سامنے ڈھول بجانا مسجد کی بے حرمتی ہے اور مریضوں کو اور سونے والوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے اور دوسرا فریق ڈھول بجوانے، میلہ لگانے اور ہیجڑے نچوانے پر مصر ہے۔

www.besturdubooks.net

قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل وضاحت فرماویں کہ امور مذکورہ حضور ﷺ کی شریعت کے مطابق ہیں یا کہ مخالف اوران کے کرنے پر اجر وثواب ہوگا یا کہ سزا اور عذاب، کس فریق کا موقف شریعت محمدیہ ﷺ کے مطابق ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مذکورہ میلہ ازروئے شریعت جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں کئی امور غیر شرعی ہیں، مثلاً ڈھول بجانا، ناچ گانا اور سونے والے اور راستہ سے گزرنے والے مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا وغیرہ، یہ سب امور غیر شرعی اور حرام ہیں اوران سے اجتناب ضروری ہے۔

"وفی المعراج الملاهی نوعان محرم وهو الآلات المطربة من غير الغناء كالمزمار سواء كان عودا وقصب كالشبابة اوغيره كالعود والطنبور لماروى ابوامامة انّه عليه السلام قال انّ اللّٰه بعثنى رحمةً للعالمين وامرنى بمحق المعازف والمزامير ولانه مطرب مصدعن ذكرالله تعالى والنوع الثانى مباح وهوالدف فى النكاح"......(البحرالرائق: ۷/۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اسلام کے مسلمات قطعیہ کے انکار کا حکم:

مسئلہ نمبر(۶۳): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین ایسے شخص کے بارے میں جو درج ذیل عقائد ونظریات کا حامل ہو کہ

(۱) حضرت محمد ﷺ پر قرآن کے علاوہ اور کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔

(۲) قرآن مجید کی صرف ایک قراءت (حفص) صحیح ہے، باقی سب قراءتیں عجم کا فتنہ ہیں۔

(۳) بعض انبیاء قتل ہوئے مگر کوئی رسول کبھی قتل نہیں ہوا۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں اور دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔

(۵) سورۃ الحجر کی آیت ۸۷ "ولقد آتیناک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم" میں سبع مثانی سے سورہ فاتحہ مراد نہیں ہے، بلکہ قرآن کی سات سورتیں مراد ہیں، اور لفظ مثانی کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کی تمام سورتیں جوڑا جوڑا ہیں۔

www.besturdubooks.net

(۶)　سنت قرآن کے بعد نہیں بلکہ قرآن سے مقدم ہے اور ثبوت کے اعتبار سے سنت اور قرآن میں کوئی فرق نہیں۔

(۷)　حدیث سے دین کا کوئی عقیدہ اور عمل ثابت نہیں ہوتا۔

(۸)　خبر واحد سے کوئی سنت ثابت نہیں ہوتی۔

(۹)　قرآن مجید اور ۲۷ سنتوں کے سوا کوئی چیز دین نہیں۔

(۱۰)　اسلام میں جانداروں کی تصویریں اور مجسمے بنانا بالکل جائز ہے۔

(۱۱)　شریعت میں موسیقی حرام نہیں ہے۔

(۱۲)　شریعت نے مسلمانوں کو کافروں کے خلاف جہاد کرنے، ان کو ذمی بنانے اور ان سے جزیہ لینے کا کوئی حق نہیں دیا۔

(۱۳)　قتل خطاء میں عورت اور مرد کی دیت کی مقدار میں کوئی فرق نہیں۔

(۱۴)　اسلام میں شادی شدہ زانی کے لیے صرف سو کوڑوں کی حد ہے اس لیے رجم یعنی سنگسار کی حد نہیں ہے۔

(۱۵)　اسلامی شریعت میں مرتد کی سزا قتل نہیں ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال جو شخص ان تمام نظریات کا حامل ہو وہ مرتد ہے، حکومت وقت پر فرض ہے کہ اس کو فوراً گرفتار کر کے علماء حق کے ذریعے سے تین دن تک سمجھانے کی کوشش کی جائے، اگر وہ توبہ کر لے تو فبہا ونعم اور اگر توبہ کرنے پر تیار نہ ہو تو حکومت اس کو قتل کر دے، اور اس کی مسلمان بیوی کا اس سے نکاح ختم ہو جائے گا، کیونکہ اسلام کے مسلمات قطعیہ سے انکار کرنا کفر ہے۔

"واذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللّٰہ عرض علیه الاسلام فان کانت له شبهة کشفت عنه ویحبس ثلاثةً ایام فان اسلم والّا قتل"......(الھدایة: ۲/۵۸۴)

"(وارتداد احدھما) ای الزوجین (فسخ)"......(الدر المختار علی ھامش الرد باب النکاح: ۲/۴۲۵)

"الثانی انه قد تواتر وانعقد الاجماع علٰی نزول عیسی ابن مریم فتاویل ھذه وتحریفه کفر ایضاً وقد قال فی روح المعانی وھو من محققی المتأخرین ان من

www.besturdubooks.net

لم یقل بنزوله فقداکفره العلماء هوعلی القاعدة فی انکار ماتواترفی الشرع ''
......(اکفار الملحدین : ۱۱)

''واذاارتد المسلم عن الاسلام والعیاذبالله عرض علیه الاسلام فان کانت له شبهة کشفت عنه ،ویحبس ثلاثة ایام فان اسلم والاقتل وفی الجامع الصغیر المرتد یعرض علیه الاسلام حرا کان اوعبدا فان ابی قتل ''......(هدایه : ۲/۵۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انبیاء علیہم السلام پر فلم بنانے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۶۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ایک فلم جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کی فلم بنائی گئی ہے،اس فلم میں حضرت یوسف علیہ السلام،حضرت یعقوب علیہ السلام اورحضرت جبرئیل علیہ السلام کے کرداراوردیگرمعتبرکردارواضح طور پر دکھائے گئے ہیں،بظاہرواقعہ عین قرآن کے مطابق ہے،کیا یہ فلم دیکھنا جائز ہے؟راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

یہ فعل بلاشبہ ناجائز اور بہت سے معاصی وقبائح کا مجموعہ ہونے کے ساتھ ساتھ کفر بھی ہے،اس لیے کہ اس میں غیرنبی اداکار پر نبی کا اطلاق کرنا ہے جوکہ نبی کی توہین ہے،اورکسی بھی نبی کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے،لہذا فلم بنانے والے(فلمساز)اوراپنے آپ کو نبی ظاہر کرنے والے(اداکار)اگر پہلے مسلمان ہوں تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوچکے،اوراگر وہ شادی شدہ ہوں توان کا نکاح بھی اپنی اہلیہ سے ختم ہوچکا،ان کے ذمہ تجدیدِ ایمان وتجدیدِ نکاح ضروری ہے،تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ قانونی کاروائی کے ذریعہ اس کی بندش کے لیے کوشش کریں، اوردوسرے سادہ لوح مسلمانوں کومسئلہ سے آگاہ کریں،اورایسی فلموں کی نمودونمائش،خریدوفروخت پر پابندی عائد کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔

''وکذا لوقال انارسول الله اوقال بالفارسیة (من پیغامبرم) یرید به (پیغام می برم)یکفر''......(فتاوی التاتارخانیة: ۵/۳۲۶)

www.besturdubooks.net

”وسئل عمن نسب الی الانبیاء الفواحش کعزمه الی الزنا اونحو الذی یقوله الحشویة فی یوسف قال یکفر لانه شتم لهم واستخفاف بهم“......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۵/۳۲۵)

”ارتداحدالزوجین عن الاسلام وقعت الفرقة بغیرطلاق فی الحال قبل الدخول وبعده“......(فتاوی الهندیة : ۱/۳۳۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانیوں کے جنازہ میں شرکت اور ان سے شادی کا حکم:

مسئلہ نمبر(۶۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) قادیانیوں کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ اگر کوئی مسلمان ان کے جنازے میں شرکت کرتا ہے تو وہ بھی قادیانی ہوجاتا ہے (یہ بات عبدالقیوم صاحب کے فتوے میں ہے) اور وہ جس سے شادی کرتا ہے وہ بھی اس کے نکاح سے خارج ہوجاتی ہے، یعنی ان کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے، وہ آزاد ہے جہاں چاہے نکاح کرے اس کے بارے میں ذرا تفصیل سے بتادیں، اگر لڑکی ایسا نہ کرے یعنی اس کے نکاح سے نہ نکلے تو قرآن وسنت کی روشنی میں اس کے بارے میں بتادیں۔

(۲) اگر کسی کی شادی قادیانی کے خاندان میں ہوجاتی ہے تو اسے کیا کرنا چاہیئے؟

(۳) اگر کسی لڑکی کی شادی جس خاندان میں ہوتی ہے وہ قادیانی نہ ہوں لیکن اس کے باقی تقریباً تمام رشتہ دار قادیانی ہوں تو اسے ان کے ساتھ کس قسم کے تعلقات رکھنے چاہئیں؟

(۴) اور اگر قادیانیوں کے بارے میں کوئی ایسی کتاب جس میں تفصیل ہو، اس کتاب کا نام بتادیں۔

(۵) اگر کسی لڑکی کی شادی قادیانی خاندان میں ہوجاتی ہے لیکن اس کا خاوند اور اس کے گھر والے قادیانی نہیں ہیں، لیکن ان کے اپنے خاندان سے تعلق بہت اچھے ہیں تو اس لڑکی کو کیا کرنا چاہیئے، جب کہ اس کا خاوند بھی قادیانیوں سے نفرت نہ کرتا ہو، اگر اس کی بیوی اس کو ان کے گھر سے کوئی چیز کھانے سے منع کرے یا ان سے ملنا منع کرے اور وہ اس کی بات نہ مانے تو اسے کیا کرنا چاہیئے؟ اور لڑکی کو یہ سب باتیں کرنے پر اس کا شوہر اسے برا بھلا کہے تو اسے کیا کرنا چاہیئے، بلکہ یوں کہے کہ سمجھ لو میں بھی قادیانی ہی ہوں جب کہ وہ غصے میں ہو۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱)　　مسلمان کے لیے قادیانی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر کوئی مسلمان قادیانی کو کافر سمجھ کر محض اس کی دنیاوی وجاہت کی وجہ سے اس کا جنازہ پڑھتا ہے تو ایسا مسلمان شخص گناہ گار ہے اور اس کو اپنے اس فعل پر توبہ کرنی چاہیئے، اور یہ شخص اس صورت میں کافر نہیں ہے اور اگر کوئی مسلمان قادیانی کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود اس کو مسلمان سمجھتے ہوئے اس کا جنازہ پڑھتا ہے تو اس پر تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح لازم ہے۔

(۲)　　قادیانی خاندان سے مراد اگر وہ لڑکا یا لڑکی ہے جس سے شادی ہوئی ہے تو اس صورت میں یہ بات واضح رہے کہ یہ نکاح ہی نہیں ہوا، فوراً اس قادیانی لڑکے یا لڑکی سے جدا ہونا ضروری ہے کیونکہ مسلمان اور قادیانی کا نکاح ہی نہیں ہوسکتا۔

(۳،۵) سب سے پہلے تو یہ بات واضح رہے کہ قادیانی نہ صرف کافر بلکہ زندیق و مرتد ہیں، ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا ناجائز ہے، باقی اگر کسی لڑکی کے خاوند کے رشتہ دار قادیانی ہوں تو لڑکی کو چاہیئے کہ وہ ان قادیانی رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات نہ رکھے اور اپنے خاوند اور اس کے گھر والوں کو بھی ان سے دور رہنے کی مؤثر انداز میں خود بھی تلقین کرتی رہے اور دیگر ذرائع مثلاً مستند کتابوں کے ذریعے یا صحیح العقیدہ لوگوں کے ذریعے سے ان کو نصیحت کرواتی رہے۔

اگر کوئی شخص اپنے اختیار سے بغیر کسی جبر و اکراہ کے محض غصہ میں آکر یہ کہہ دیتا ہے کہ میں بھی قادیانی ہی ہوں تو ایسا شخص کافر ہے، اس پر تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح لازم ہے، اور اس کو چاہیئے کہ اپنے اس فعل پر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر توبہ و استغفار کرلے اور آئندہ کے لیے اس قسم کے ناجائز الفاظ کہنے سے مکمل اجتناب کرے۔

"فی الهندية ومن اتی بلفظة الکفر وهو لم يعلم انها کفر الا انه اتی بها عن اختيار يکفر عند عامة العلماء خلافا للبعض ولا يعذر بالجهل کذا فی الخلاصة"......(فتاوی الهندية: ۲/۲۷۶)

(۴)　　اس سلسلے میں آپ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی کتاب "تحفہ قادیانیت" اور مزید معلومات کے لیے ختم نبوت کے دفتر سے رابطہ کریں، جس کا ایڈریس یہ ہے، مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور۔

(۱)"فنقول لا يصلی علی الکافر لقوله تعالی (ولا تصلّ علیٰ احد منهم مات ابداً ولا تقم علی قبره) ای ولا تصل عليه، لانّ الصلوة علی الميت دعا واستغفار له والاستغفار للکافر حرام"......(المحيط البرهانی : ۳/۸۲)

www.besturdubooks.net

(۲)"ومنها اسلام الرجل اذاكانت المرأة مسلمة فلايجوزانكاح المؤمنة الكافر لقوله تعالىٰ(ولاتنكحوا المشركين حتى يؤمنوا)ولانّ فى انكاح المؤمنة الكافر خوف وقوع المؤمنة فى الكفر لان الزوج يدعوها الى دينه والنساء فى العادات يتبعن الرجال فيمايؤثروامن الافعال ويقلد ونهم فى الدين اليه وقعت الاشارة فى آخر الآية بقوله تعالى(اؤلئك يدعون الى النار)لانهم يدعون المؤمنات الى الكفر والدعاء الى الكفر دعاء الى النار لان الكفر يوجب النار فكان نكاح الكافر المسلمة سببا داعيا الى الحرام فكان حراما والنص وان ورد فى المشركين لكن العلة وهى الدعاء الى النار يعم الكفرة اجمع فيتعمم الحكم بعموم العلة فلايجوز انكاح المسلمة الكتابى كمالايجوز انكاح الوثنى والمجوسى لان الشرع قطع ولاية الكافرين عن المؤمنين بقوله تعالىٰ (ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا"فلوجاز انكاح الكافر المؤمنة لثبت له عليها سبيل وهذا لايجوز"......(بدائع الصنائع : ۲/۵۵۴)

"فصل ومنها ان يكون للزوجين ملة يقران عليها فان لم يكن بان كان احدهما مرتدا لايجوز نكاحه اصلا لابمسلم ولابكافر غيرمرتد"......(بدائع الصنائع : ۲/۵۵۱)

(۳)"قوله تعالى (ومن يتولهم منكم فانه منهم) يجوز ان يريدبه العرب لانه لو ارادالمسلمين لكانوا اذاتولوا الكفار صاروامرتدين والمرتد الى النصرانية واليهودية لايكون منهم فى شئ من احكامهم الاترى انه لاتوكل ذبيحته وان كانت امرأة لم يجزنكاحهاولايرثهم ولايرثونه ولايثبت بينهما شئ من حقوق الولاية "......(احكام القرآن للجصاص: ۲/۶۲۳)

"ولاتصل على احدمنهم مات ابدا، قال علماء نا هذا نص فى الامتناع من الصلوة على الكفار ......يؤخذ لانه علل المنع من الصلوة على الكفار لكفرهم لقوله تعالى انهم كفروا بالله ورسوله فاذازال الكفر وجبت الصلوة"......(تفسيرقرطبى: ۸/۲۲۱)

www.besturdubooks.net

”والاصل ان من اعتقد الحرام حلالا فان کان حراما لغیرہ کمال الغیر لایکفر وان کان لعینہ فان کان دلیلہ قطعیا کفروالافلا“......(البحرالرائق : ۵/۲۰۲)

”ان مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدیدالنکاح اھ“......(ردالمحتار: ۳/۳۱۶)

” ولایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولامسلمۃ ولاکافرۃ اصلیۃ وکذلک لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذافی المبسوط ولایجوز تزوج المسلمۃ من مشرک ولاکتابی کذافی السراج الوھاج “......(فتاوی الھندیۃ: ۱/۲۸۲)

”ولایصلح ان ینکح مرتد اومرتدۃ احدامن الناس مطلقا قولہ مطلقا ای مسلما اوکافرا اومرتدا وھوتاکید لمافھم من النکرۃ فی النفی“......(فتاوی شامی: ۲/۴۳۰)

”الھازل او المستھزئ اذاتکلم بکفر استخفافا واستھزاء ومزاحا یکون کفرا عندالکل وان کان اعتقادہ خلاف ذلک“......(فتاوی الھندیۃ: ۲/۲۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

محمد نام رکھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(٦٦): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک پرچی والا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نام محمد کسی فرد کے لیے رکھنے کو منع فرمایا ہے، جب کہ میں نے اور میرے میاں نے اللہ اور اللہ کے رسول سے وعدہ کیا تھا کہ اگر پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوگا تو ہم اس کا نام صرف محمد ہی رکھیں گے، میرے معدے سے خون آتا تھا جب ڈاکٹرز نے کہا کہ ماں کی جان بچالیتے ہیں اللہ تعالیٰ اولاد پھر دے دے گا لیکن مجھے سرکار دو جہاں پر اس قدر یقین تھا کہ وہ میرے بچے کو کچھ نہیں ہونے دیں گے، اس لیے میں ہر روز اپنے بچے کو دم کرتی تھی اور سارے گھر والے اس کو صرف محمد ہی کہتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ اگر اس بچے کا نام کچھ اور رکھا تو اس سے کچھ اور نہ ہو جائے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

پرچی بنانے والے کا موقف درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ منع نہیں کیا بلکہ اسم محمد (جب کہ

www.besturdubooks.net

حضور ﷺ کی نسبت سے رکھا جائے) بہت خیر و برکت کی چیز ہے ،سینکڑوں ائمہ کرام اور محدثین عظام کا نام صرف محمد رکھا گیا ہے،اوراحادیث نبویہ میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

”وفی جامع الترمذی عن علی رضی الله عنه انه قال یارسول الله !أرأیت ان ولد لی بعدک اسمیه محمدا واکنیه بکنیتک قال نعم قال فکانت رخصة فی “......(جامع ترمذی: ۲/۱۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قبر والے سے یہ کہنے کا حکم کہ ہماری ضروریات پوری کردیں:

مسئلہ نمبر(٦٧): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) کوئی کلمہ گو انسان کسی قبر پر جا کر کہے کہ میری خواہش یا ضرورت پوری کردیں۔

(۲) کوئی شخص قبر والے سے جا کر کہے کہ ہماری سفارش کریں کہ ہماری ضروریات پوری کرے یا خدا سے ہمیں لے کردیں ان دونوں صورتوں میں کیا یہ شرک ہوگا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نماز استسقاء پڑھائی تھی کہ آپ کی نسبت بلند ہے اس وقت روضہ اقدس پر حاضر ہو کر کیا سفارش نہیں کروائی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

دونوں صورتوں کا تعلق سماع موتیٰ سے ہے،سماع موتیٰ جمہور کے نزدیک ثابت ہے اگر قبر سے سوال کرنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ مردہ مشکل کشا یا حاجت روا ہے تو یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے،اگر اس شخص کا عقیدہ یہ نہ ہو تو دعا کرنا جائز ہے جیسا کہ آپ نے صحیح حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ یہ توسل کے متعلق ہے کیونکہ توسل کرنا زندہ یا مردہ سے اپنے اعمال یا غیر کے اعمال سے بہرحال ان تمام صورتوں کا مرجع توسل برحمۃ اللہ ہے اس لیے جائز ہے البتہ اگر بزرگان پر بغیر خطاب کے توسل کیا تو خروج عن الخلاف کی وجہ سے بہتر ہے۔

”انک لاتسمع الموتیٰ الآیة وبماروی فی ذلک من ان الارواح تکون علی شفیر القبور فی اوقات وبان المیت یسمع قرع النعال اذاانصرفوا عنه الی غیر ذلک فلولم یسمع المیت لم یسلم علیه وهذا واضح“......(تفسیر قرطبی:۱۳/۲۳۳)

www.besturdubooks.net

’’والحق ان الموتیٰ یسمعون فی الجملة‘‘......(تفسیرروح المعانی : ۲۱/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کی تحقیر کا حکم:

مسئلہ نمبر(٦٨): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی ڈاڑھی منڈا کر شیشہ میں دیکھ کر کہتا ہے کہ چہرہ اب تو خوبصورت ہوا، اس شخص کا کیا حکم ہے؟ تفصیل سے واضح کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

حضور ﷺ کا وہ عمل جو نصوص سے ثابت ہو اور مسلم ہو اس کا مذاق اڑانا یا تحقیر کرنا کفر ہے، اگر اس کا مقصد ڈاڑھی کی تحقیر کرنا تھی تو کفریہ الفاظ ہونے کی وجہ سے کافر ہو گیا۔

’’لولم یرالسنة حقاکفرلانه استخفاف ووجهه ان السنة احدالاحکام الشرعیة المتفق علی مشروعیتها عندعلماء الدین فاذاانکر ذلک ولم یرأها شیئا ثابتا ومعتبرا فی الدین یکون قداستخف بهاواستهانها وذلک الکفر‘‘......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۵۰)

’’عن ابن عمررضی الله عنهما قال خالفواالمشرکین وفرواا للحیٰ واحفواالشوارب‘‘......(صحیح بخاری :۲/۸۷۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قبر کے عذاب وراحت کے انکار کا حکم:

مسئلہ نمبر(٦٩): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام لوگوں کے ایک ایسے گروہ کے متعلق جو عذاب وراحت قبر کا کلی طور پر انکار کرتے ہیں اور اس بارہ میں سرور دوعالم ﷺ کی صحیح احادیث کو نعوذ باللہ جھوٹی من گھڑت کہہ دیتے ہیں، کیا یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟ کیا انہیں کافر کہہ سکتے ہیں، کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

قبر کی راحت اور اس کا عذاب قرآن پاک اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اجماع ہے البتہ معتزلہ جو کہ ایک گمراہ فرقہ ہے میں سے بعض افراد اس کا انکار کرتے ہیں، اس لیے اہل السنۃ والجماعۃ کے اکابر نے اس کو گمراہ قرار دیا ہے اور چونکہ اس فرقے کا انکار تاویل کی وجہ سے ہے، اس لیے اکابر نے اس فرقے کو کافر کہنے میں احتیاط سے کام لیا ہے، مگر گمراہ بہرحال ہے، اور اہل السنۃ والجماعۃ اہل حق سے خارج ہے۔

"قال اهل السنة والجماعة عذاب القبر حق وسوال منكرونكير وضغطة القبر حق "......(فتاویٰ شامی : ۱/۶۱۰)

"وانما يجوز الاقتداء به مع الكراهة اذالم يكن مايعتقده يؤدّى الى الكفر عنداهل السنة امالوكان مؤديا الى الكفر فلايجوز اصلا كالغلاة من الروافض الّذين يدعون الالوهية لعلى رضى اللّٰه عنه اوانّ النبوة كانت له فغلط جبرئيل ونحوذلك مماهوكفر وكذا من يقذف الصديقة اوينكرصحبة الصديق اوخلافته اويسب الشيخين وكالجهمية والقدرية والمشبهة القائلين بانه تعالى جسم كالاجسام ومن ينكرالشفاعة اوالرؤية اوعذاب القبر اوالكرام الكاتبين "......(حلبی کبیری : ۴۴۳)

"وهوخير ايام الاسبوع ويوم عيد وفيه ساعة اجابة وتجتمع فيه الارواح وتزار القبور ويامن الميت فيه من عذاب القبر ومن مات فيه اوفى ليلته امن عن فتنة القبر وعذابه ولاتسجرفيه جهنم وفيه خلق آدم عليه السلام وفيه اخرج من الجنة وفيه يزور اهل الجنة ربهم سبحانه وتعالى"......(فتاویٰ شامی : ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

منکرین حدیث کا حکم:

مسئلہ نمبر(۷۰): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شہر ژوب میں بعض لوگوں پر شبہ تھا کہ منکرین حدیث ہیں اور پرویزی خیالات وعقائد کے حامل ہیں، ان کا

www.besturdubooks.net

سرغنہ مولوی تاج محمد نامی ایک عالم ہے، ان لوگوں نے علانیۃً تو انکارِ حدیث نہیں کیا لیکن مختلف محفلوں میں لوگوں نے مولوی تاج محمد سے استہزاء بالدین کی شکایت کی ہے، پھر ہم نے ان سے تحریری استفسارات کیا، مولوی تاج محمد نے جو جواب دیا ہم نے وہ ناکافی سمجھا، دوبارہ اس سے مختصر سوالات کیے لیکن وہ جواب بھی مثل اول حقیقت سوال سے روگردانی اور ادھر ادھر ٹال مٹول پر مشتمل تھا، اس سے وہ شبہ قوی ہوگیا، اب ہم نے آپ جناب کی خدمت میں سوالات کے دو مکتوب اور جوابات کے دو مکتوب روانہ کیے ہیں، آپ جناب مندرجہ ذیل فتویٰ صادر فرمائیں۔

(۱) مولوی تاج محمد کا جواب سوال کے مطابق ہے یا نہ؟ (۲) اگر نہیں تو پھر حقیقت پر مبنی جواب کیا ہے؟ (۳) عالم ہونے کے باوجود ایسے سوالات سے روگردانی یا توقف کا حکم کیا ہے؟ (۴) مولوی مذکور اور ان کے رفقاء سوالات اور جوابات کی روشنی میں کن گروہ سے تعلق رکھتے ہیں (۵) بعض لوگ بلکہ بعض علماء بھی وسیع ظرفی کی بناء پر ہم پر تنگ نظری کا اعتراض کرتے ہیں کہ آج کل آزاد خیالی مناسب ہے خواہ مخواہ ہدایہ، وشامی یا کنز وقدوری پر لوگوں کو پابند نہ کریں، موجودہ دور کو عصری علوم اور سائنسی معلومات و تجربات کی مطابقت کی بناء پر فقہ کو جدید ڈھانچہ میں ڈھالنا ہے، کیا یہ درمیانی راستہ اختیار کرنا حق بجانب ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

غلام احمد پرویز منکرِ حدیث تھے اور پورے پاکستان کے جید علماء کرام اور مفتیان عظام اس کو کافر قرار دے چکے ہیں جس کا اہتمام فخر المحدثین حضرت العلامہ مولانا محمد یوسف البنوری رحمہ اللہ کر چکے تھے اور جو اس کو کافر نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے، کیونکہ وہ قطعیاتِ دین کا منکر تھا، جس کی تفصیل آپ کو ''پرویز کافر ہے'' ایک ہزار علماء کرام کا فتوی) میں مل سکتی ہے، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نے اس کی طباعت کا اہتمام کیا تھا، اس کو حاصل کریں آپ مطمئن ہوجائیں گے۔

''واذاروی رجل حدیثا عن النبی ﷺ ورده آخر قال بعض مشائخنا انه یکفر ومن المتأخرین من قال ان کان متواترا یکفر وکذلک لوقال بطریق الاستخفاف سمعناه کثیرا یکفر وفی الظهیریة ومن انکر المتواتر فقد کفر ومن انکر المشهور یکفر عندالبعض وقال عیسی بن ابان یضلل ولایکفر وهو الصحیح''......(الفتاوی التاتارخانیة: ۵/۳۲۷)

''فان الاخبار المرویة عنه ﷺ علی ثلاث مراتب بینته کمافی شرح النخبة

www.besturdubooks.net

ونخبته هنانه امامتواتر وهومارواه جماعة عن جماعة لايتصور تواطئهم على الكذب فمن انكره كفر اومشهور وهومارواه واحدعن واحد ثم جمع عن جمع لايتصور توافقهم على الكذب فمن انكره كفرعندالكل الاعيسى ابن ابان فان عنده يضلل ولايكفر وهوالصحيح اوخبرالواحد وهويرويه واحدعن واحد فلايكفر جاحد غيرانه يأثم بترك القبول اذاكان صحيحا اوحسنا وفى الخلاصة من ردحديثا قال بعض مشائخنا يكفر وقال المتاخرون ان كان متواترا كفر اقول هذا هوالصحيح الااذاكان ردحديث الآحاد من الاخبار على وجه الاستخفاف والاستحقار والانكار ،وفى فتاوى الظهيرية من روى عنده عن النبى ﷺ انه قال مابين بيتى ومنبرى اومابين قبرى ومنبرى روضة من رياض الجنة فقال الآخر ارى المنبر والقبر ولاارى شيئا انه يكفر وهومحمول على انه ارادبه الاستهزاء والانكار "......(شرح الفقه الاكبر:١٦٦)

"الكافربسب نبى، من الانبياء فانه يقتل حداولاتقبل توبته مطلقا ولوسب الله تعالى قبلت لانه حق الله تعالى والاول حق العبد لايزول بالتوبة ومن شك فى عذابه وكفره كفر (قوله فانه يقتل حدا) يعنى ان جزاءه القتل على وجه كونه حدا ولذاعطف عليه قوله ولاتقبل توبته لان الحد لايسقط بالتوبة فهوعطف تفسير وافاد انه حكم الدنيا اماعندالله تعالى فهى مقبولة كمافى البحر "......(الدرمع الرد:٣/٣١٧)

صاحب بزازیہ شاتم النبی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"وقال ابن سخنون المالكى اجمع العلماء ان شاتمه كافر وحكمه القتل ومن شك فى عذابه وكفره كفر"......(بزازيه على هامش الهندية: ٦/٣٢٢)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

محرم میں شادی بیاہ کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۷): محترم مفتی صاحب آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج کل محرم الحرام میں بالخصوص ۱۰ محرم الحرام کو شادی بیاہ کو ناجائز سمجھا جاتا ہے، برائے مہربانی شریعت مقدسہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کا موقع دیں، جزاک اللہ خیرا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

محرم کے مہینے میں نکاح کرنا شرعاً جائز ہے،اوراس کو ناجائز سمجھنا بدعت ہے،قرآن وسنت میں کہیں بھی کسی مہینے یا دن یاوقت میں نکاح کی ممانعت وارد نہیں ہوئی ،اوراگر کوئی شخص اس غلط رواج کو ختم کرنے کی نیت سے اس مہینے میں نکاح کرتا ہے توان شاءاللہ تعالی اس کا یہ فعل موجب اجر ہوگا۔

”سألته في جماعة لايسافرون في صفر ولايبدؤن بالاعمال فيه من النكاح والدخول ويتمسكون بماروى عن النبي ﷺ من بشرني بخروج صفربشرته بالجنة هل يصح هذا الخبر وهل فيه نحوسة ونهى عن العمل وكذا لايسافرون اذاكان القمر في برج العقرب وكذالايخيطون الثياب ولايقطعونها اذاكان القمر في برج الاسد هل الامر كمازعموا قال امامايقولون في حق صفر فذلك شيء كانت العرب يقولونه وامامايقولون في القمر في العقرب اوفي الاسد فانه شيء يذكره اهل النجوم لتنفيذمقالتهم ينسبون الى النبي ﷺ وهو كذب محض كذافي جواهر الفتاوىٰ“......(فتاوى هندية: ۵/۳۸۰)

”من احدث في امرناهذا ماليس منه فهورد (متفق عليه) قال القاضي المعنى من احدث في الاسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سندظاهراوخفي ملفوظ اومستنبط فهومردودعليه “......(مرقات : ۱/۳۳۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

علی مشکل کشا کہنے والے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۷۲): کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کی بابت کہ اگرکوئی علی مشکل کشا کہے تو یہ کہنا کیسا ہے؟ نیزعلی مشکل کشا کہنے والے کے لیے حکم شرع کیا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں، جواب مصدقہ مہر کے ساتھ ہونا چاہیئے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگرصحیح العقیدہ شخص یہ عقیدہ رکھتے ہوئے علی مشکل کشا کہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مشکل فقہی مسائل کوحل کرنے میں مہارت رکھتے تھے تو یہ بلاقباحت صحیح ہے لیکن اگرکوئی غلط عقیدہ والاشخص علی مشکل کشااس عقیدہ سے کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی طرح مصائب کو دورکرتے ہیں یا کر سکتے ہیں تو یہ بلاشبہ ناجائز ہے، چونکہ یہ الفاظ بظاہرموہم شرک ہیں لہذا عوام کے سامنے ایسے الفاظ سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

”کمافی مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی...... این وظیفه متضمن ست ندای اموات راازامکنه بعیده وشرعاً ثابت نیست که اولیاء راقدرتے حاصل است که ازامکنه بعیده ندارابشنوند البته سماع اموات سلام زائر قبرراثابت است بلکه اعتقاد اینکه غیرحق سبحانه حاضروناظر وعالم خفی وجلی درهروقت ویرآن است اعتقاد شرک است“

......(خلاصة الفتاویٰ : ۱ ۳۳/۴)

”ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون الله تعالی واعتقاده ذلک کفر“......(فتاویٰ شامی: ۱۳۹/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیرنبی اورغیرصحابی کے لیے علیہ السلام اوررضی اللہ عنہ کا استعمال:

مسئلہ نمبر(۷۳): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارہ میں

(۱) کیاغیرنبی کوعلیہ السلام کہہ سکتے ہیں؟

(۲) کیاغیرصحابی مثلاً ولی وقطب اورغوث کے ساتھ رضی اللہ لکھنا صحیح ہے؟

قرآن وسنت کی روشنی میں جواب کی وضاحت فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) صورت مرقومہ میں غیر نبی کے نام کے ساتھ علیہ السلام لگانا درست نہیں ہے۔

”ولایصلی علی غیرالانبیاء ولاغیرالملائکة الابطریق التبع (قوله ولایصلی علی غیرالانبیاء)لان فی الصلوة من التعظیم مالیس فی غیرها من الدعوات وهی زیادة الرحمة والقرب من الله تعالیٰ ولایلیق ذلک بمن یتصور منه خطابا والذنوب الاتبعا بان یقول اللهم صل علی محمد وآله وصحبه وسلم لان فیه تعظیم النبی ﷺ“......(فتاوی الشامی : ۵/۵۳۱)

” وقال الجمهور من العلماء لایجوز افراد غیرالانبیاء بالصلوة لان هذا قدصارشعارالانبیاء اذاذکروافلایلحق بهم غیرهم ......وقال آخرون لایجوزذلک لان الصلوة علی غیرالانبیاء قدصارت من شعار اهل الاهواء یصلون علی من یعتقدون فیهم فلایقتدی بهم فی ذلک“......(تفسیرابن کثیر:۵/۲۲۸)

(۲) واضح رہے کہ صحابی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہے،اورغیرصحابی کے لیے رحمۃ اللہ علیہ کہنا چاہیئے ،البتہ اس کا عکس بھی جائز ہے۔

”قوله یستحب الترضی للصحابة لانهم کانوا یبالغون فی طلب الرضا من الله تعالیٰ ویجتهدون فی فعل مایرضیه ویرضون بمایلحقهم من الابتلاء من جهة اشدالرضا فهؤلاء احق بالرضا وغیرهم لایلحق ادناهم ولوانفق مل ء الارض ذهبا......زیلعی“......(ردالمحتار: ۵/۵۳۲)

”والتراحم للتابعین ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائرالاخیاروکذایجوزعکسه للترحم للصحابة والترضی للتابعین ومن بعدهم علی الراجح ذکره الکرمانی وقال زیلعی الاولی ان یدعوا للصحابة بالترضی وللتابعین بالرحمة ولمن بعدهم بالمغفرة والتجاوز“......(درمختارعلی هامش الشامی: ۵/۵۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

ڈاڑھی نوچنے والے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۷۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جھگڑے میں ایک فریق نے دوسرے فریق کی ڈاڑھی نوچی، کیا ڈاڑھی نوچنے سے وہ فریق اسلام سے خارج ہوگیا، جب کہ ڈاڑھی نوچنے والے کی نیت بے ادبی کی نہیں تھی، اور ایسا کرنے کے بعد اس سے توبہ بھی کر لی، نیز کیا ڈاڑھی نوچنے والے کا نکاح ختم ہوگیا یا باقی ہے؟ بینوا توجروا (نوٹ) جب کہ ابھی تک رخصتی بھی نہیں ہوئی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ڈاڑھی شعائر اسلام میں سے ہے، اس کی توہین کرنا کفر ہے لیکن مذکورہ صورت میں چونکہ اس کی نیت توہین کی نہیں تھی اس لیے اس سے کفر لازم نہیں آئے گا لیکن یہ گناہ کبیرہ میں داخل ہے اس لیے اب توبہ کرنے کے بعد آئندہ اس قسم کے فعل سے مکمل اجتناب کریں، اور شخص مذکور کا نکاح بدستور قائم ہے، اس کا اعلانیہ توبہ تائب ہونا لازم ہے۔
البتہ اگر جرم اعلانیہ کیا ہو تو توبہ اعلانیہ لازم ہے اور اگر جرم اعلانیہ نہیں کیا تو توبہ اعلانیہ ضروری نہیں ہے۔

"والاستهزاء بشئ من الشرائع كفر "......(الدرعلى هامش الرد : ۴/۴۱۹)

"قوله لو عامد غير مستخف فلو غير عامد فلااساء ة ايضا بل تندب اعادة الصلوة كماقدمناه فى اول بحث الواجبات ولو مستخفا كفر لمافى النهر عن البزازية لولم يرالسنة حقاكفر لانه استخفاف اه "

"ووجهه ان السنة احدالاحكام الشرعية المتفق على مشروعيتها عندعلماء الدين فاذاانكر ذلک ولم يرها شيئا ثابتا ومعتبرا فى الدين يكون قداستخف بهاواستهانها وذلک كفرتامل"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۵۰)

"ثم ان كانت نية القائل الوجه الذى يمنع التكفير فهومسلم وان كانت نية الوجه الذى يوجب التكفير لاتنفعه فتوى المفتى ويومربالتوبة والرجوع عن ذلک وبتجديدالنكاح بينه وبين امرء ته كذا فى المحيط"......(فتاوى الهندية: ۲/۲۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

ایصال ثواب کا حکم اور افضل مصرف؟

مسئلہ نمبر(۷۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایصال ثواب نفل پڑھ کرنا جائز ہے؟

(۲) اگر روپے کی کمی ہو اور صدقہ کرنا مقصود ہو تو گاؤں والوں کو (برادری) کھلانا چاہیئے یا کسی مدرسہ میں دے دینا چاہیئے؟ کون سی صورت بہتر ہے؟ جب کہ برادری میں ہر طرح کے لوگ ہیں کچھ ٹھیک اور کچھ غلط؟ جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) نفل نماز پڑھ کر میت کو ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے۔

"قوله بعبادة ما ای سواء کانت صلوة اوصوما اوصدقة اوقراء ة اوذکرا اوطوافا اوحجا اوعمرة اوغیر ذلک"......(ردالمحتار: ۲/۲۵۶)

(۲) مدرسہ کو صدقہ وغیرہ کرنا زیادہ افضل ہے کیونکہ مصرف اعلی اور نمائش کا خطرہ کم ہوتا ہے۔

"التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاھل"......(فتاویٰ ھندیة: ۱/۱۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اویعفو االذی بیده عقدة النکاح" سے کون مراد ہے؟

مسئلہ نمبر(۷۶): بخدمت جناب حضرت مفتی حمید اللہ جان

آیت مبارکہ "وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقدفرضتم لھن فریضة فنصف مافرضتم الاان یعفون اویعفو االذی بیده عقدة النکاح"

یہاں عام تفاسیر میں "اویعفو الذی بیده عقدة النکاح" سے مراد خاوند لئے گئے ہیں، بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہاں اس سے مراد ولی ہونا چاہیئے کیوں کہ نکاح کی گرہ اس کے ہاتھ میں ہے نا کہ خاوند کے ہاتھ میں، اب ان دونوں باتوں میں صحیح بات کیا ہے؟ برائے مہربانی آسان اور مدلل طریقے سے راہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مفسرین کرام نے ”الذی عقدۃ النکاح“ یعنی وہ شخص کہ اس کے اختیار میں نکاح کی گرہ ہے اس سے مراد خاوند لیا ہے (تفسیر عثمانی: ۱/۲۰۰)

علامہ آلوسی بغدادی اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی میں ”الذی عقدۃ النکاح“ کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں۔

”وھو الزوج المالک لعقد النکاح وحلہ وھو التفسیر الماثور عن رسول اللہ ﷺ کما اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی فی الاوسط والبیھقی بسند حسن عن ابن عمر مرفوعا ......وبہ قال جمع من الصحابۃ“......(روح المعانی: ۲/۱۵۴، مطبع بیروت)

ترجمہ: علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں ”الذی عقدۃ النکاح“ کی یہ تفسیر لکھی ہے کہ اس سے مراد وہ خاوند ہے جو عقد نکاح اور اس کے حلال ہونے کا مالک ہے، اور یہی اس کی تفسیر ہے جیسا کہ ابن جریرؒ ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے اوسط میں اور بیہقیؒ نے رسول اللہ ﷺ سے اس حدیث کی سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً تخریج کی ہے اور ایک جماعت صحابہ کرام میں سے یہی کہہ چکے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نبی کریم ﷺ کی حیات کے منکر امام کی اقتداء کا حکم:

مسئلہ نمبر(۷۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

کوئی شخص جو کہ مسجد کا امام ہے اس کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ نہیں ہیں، کیا ایسے شخص یعنی امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کا عقیدہ اور اجماع ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں لہذا جو شخص نبی کریم ﷺ کی حیاۃ فی القبر کا منکر ہے وہ بدعتی ہے اور غلط عقیدے والا ہے، اور اہل السنۃ والجماعۃ مسلک دیوبند سے خارج ہے اور واجب العزل ہے اور ایسے شخص کی امامت درست نہیں ہے، یعنی مکروہ تحریمی ہے۔

www.besturdubooks.net

"کماوردفی الحدیث عن اوس بن اوس قال قال رسول الله ان من افضل ایامکم یوم الجمعة ......فاکثروا علی من الصلوة فیه فان صلوتکم معروضة علی قالوا یارسول الله کیف تعرض صلوتنا علیک وقدارمت قال ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجسادالانبیاء "......(سنن ابی داؤد : ۱۵۵/۱ ،سنن نسائی: ۱۵۴/۱)

"عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیاابلغته "......(مشکوة المصابیح : ۸۸/۱)

"والاحسن ان یقال ان حیاته ﷺ لایتعقبها موت بل یستمر حیاوالانبیاء احیاء فی قبورهم "......(هامش علی البخاری : ۵۱۷/۱)

" عن ابن عباس مرفوعا مامن احدیمربقبراخیه المؤمن کان یعرفه فی الدنیا یسلم علیه الاعرف وردعلیه "......(روح المعانی : ۵۵/۲۰)

"ومماهومقرر عندالمحققین انه ﷺ حی یرزق ممتع بجمیع الملاذ والعبادات غیرانه حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات ......ینبغی لمن قصد زیارة النبی ﷺ ان یکثرالصلوة علیه فانه یسمعها وتبلغ الیه الی ان قال فتقف بمقدار اربعة اذرع بعیدا عن المقصورة الشریفة بغایة الادب مستدبر القبلة محاذیا لرء س النبی ﷺ ووجهه الاکرام ملاحظا نظره السعید الیک سماعه کلامک ورده علیک سلامک وتامینه علی دعائک وتقول السلام علیک یاسیدی یارسول الله "......(مراقی الفلاح متن حاشیة الطحطاوی : ۴۶۷)

"ویکره امامة عبدولومعتقا واعرابی وفاسق واعمیٰ "......(ردالمحتار : ۴۱۴/۱)

"کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم "......(البحرالرائق : ۶۱۱/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

کفریہ الفاظ کہنے والے کے نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۷۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) اپنی بیوی ثمینہ بنت سلیم خان کو ۳ طلاق دیں، اس وجہ سے کہ اس نے الفاظ کفریہ جو مندرجہ ذیل ہیں کہے ہیں جس کی وجہ سے عورت کو نکاح میں رکھنا جائز نہیں۔

(۲) اس نے اپنے منہ سے کہا کہ اللہ کا کیا حق ہے کہ میں اس کی عبادت کروں، اس نے مجھے کون سی نعمت دی ہے کہ میں اس کی عبادت کروں، میں دین پر کوئی نہیں چلوں گی، دین پر چلنے کی وجہ سے ہی ذلیل ہوئی ہوں۔

(۳) پردے کی تاکید پر اس نے کہا میں ان رشتے دار پر اعتماد کرتی ہوں رسول پر نہیں۔

(۴) غیر مردوں کے ساتھ اس کے تعلق بندہ کے تجربے میں آئے ہیں، صرف سننے کی بات نہیں ہے، کیا ایسی عورت کو قرآن نے کیا فتویٰ دیا آیا جائز ہے یا نا جائز؟ پھر اس عورت کے پاس بچی کو دودھ والے زمانے سے زیادہ رکھنا جائز ہے یا نہیں جب کہ ان کا ماحول فلموں اور گانوں اور اللہ ورسول کو گالیاں دینے اور جنت دوزخ کا مذاق اڑانے والا ہے، تو فتویٰ دیا جائے کہ آیا یہ الفاظ کفریہ ہیں یا نہیں؟ اور عورت کو طلاق ان الفاظ کی وجہ سے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور بچی کو پرورش کے لیے اس کے پاس رہنے دیا جائے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال تین طلاقیں واقع ہو کر نکاح ٹوٹ گیا ہے، اب دوبارہ شوہر نہ نکاح کر سکتا ہے اور نہ بدوں حلالہ شرعیہ کے رجوع کر سکتا ہے۔

(۲،۳) یہ الفاظ کفریہ ہیں ان کے کہنے پر بھی نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

"تربية الولد (تثبت للام) النسبية ولو كتابية اومجوسية بعدالفرقة الاان تكون مرتدة......اوفاجرة فجورا يضيع الولدبه كزنا وسرقة ونياحة كمافي البحر والنهر بحثا"......(فتاوى شامى: ۳/۵۵۶)

بشرط صحت سوال عورت کے غیر مردوں کے ساتھ تعلقات ہیں اور وہ عورت بدچلن ہے تو اس وجہ سے اس کا حق حضانت (پرورش) ساقط ہو گیا، بچی اس کو نہ دی جائے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

عیسائیت اختیار کرنے والے میاں بیوی کے نکاح، جنازہ اور ان کی جائیداد کا حکم:

مسئلہ نمبر(۷۹): بخدمت جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب

جناب عالی!

محترم جناب مفتی صاحب مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات درکار ہیں، امید کرتا ہوں کہ آپ اسلام، قرآن وحدیث کی نظر میں اپنے اللہ کی رضا کے لیے صحیح فتویٰ صادر فرمائیں گے۔

(۱) اگر کوئی مسلمان بیوی مسیحی مذہب اختیار کر لیتی ہے تو کیا وہ کتابیہ کہلائے گی اور اس کا نکاح مسلمان خاوند سے برقرار رہے گا؟

(۲) کیا کوئی عورت مسیحی مذہب چھوڑ کر دین اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جائے اور پھر دوبارہ واپس مسیحی مذہب اختیار کر لے تو ایسی عورت کے لیے اسلام، قرآن اور شریعت کا قانون کیا کہتا ہے؟

(۳) اگر کوئی مسلمان آدمی کسی مسیحی عورت کو نکاح سے پہلے اسے اسلام قبول کروا کر مسلمان بنائے اور پھر وہی مسلمان آدمی اس مسلمان عورت سے ملی بھگت کر کے بدنیتی کی بناء پر محض جائیداد اور پیسوں کی ہوس اور لالچ کی خاطر واپس دوبارہ مسیحی مذہب اختیار کروا دے تو اس صورت میں وہ مسلمان آدمی اور عورت دونوں اسلام، قرآن اور اسلامی شریعت کے مطابق کس سزا کے مستحق ہیں؟

(۴) اگر کوئی شخص (مثلاً فادر انور لادر) واضح علم میں ہونے کے باوجود جان بوجھ کر بدنیتی کی بناء پر مسیحی جائیداد ہتھیانے کے لیے ایک مسلمان میاں بیوی بچوں سمیت کیتھولک مسیحی ہونے کے سرٹیفکیٹس اور کرسچن فیملی کیتھولک ممبر شپ چرچ کارڈ جاری کر دے جو کہ صرف اور صرف مسیحی خاندانوں کو جاری کیے جاتے ہیں اس صورت میں اپنے مفاد کی خاطر مسلمان گھرانے کے بطور مسیحی سرٹیفکیٹس حاصل کرنے کے بعد ان کی بطور مسلمان شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۵) اگر دو مذاہب رکھنے والے بیک وقت مسلمان (موجودہ ریکارڈ کے مطابق بحیثیت مسلمان دستاویزات موجود ہوں) اور مسیحی (موجودہ ریکارڈ کے مطابق بحیثیت مسیحی دستاویزات بھی موجود ہوں) ایسے لوگوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا وہ مسلمان کہلائیں گے یا مسیحی؟ اور ان کی موت واقع ہونے کی صورت میں کون سے قبرستان میں دفن کیا جائے گا؟ مسلمانوں کے قبرستان میں یا مسیحی قبرستان میں؟

(۶) اگر کسی مسلمان کی کتابیہ بیوی فوت ہو جائے تو اس کتابیہ بیوی کی جائیداد کا وارث کون ہوگا؟ کیا اس کا مسلمان خاوند یا مسلمان اولاد یا اس کے مسیحی بہن بھائی؟

www.besturdubooks.net

(۷) اگر کوئی عورت مسیحی مذہب چھوڑ کر دین اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جائے تو اس صورت میں کیا اس کا مسیحی والدین کی جائیداد میں حصہ بنتا ہے یا نہیں؟

جواب کا طلب گار
بابر گل ولد سموئیل فلپس گل 271 ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحت تمام مندرجات استفتاء

(۱) صورت مذکورہ میں مسلمان بیوی نے جونہی مسیحی مذہب اختیار کیا وہ اسلام سے خارج ہوگئی، اب وہ مرتدہ کہلائے گی اور اس کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔

"المرتد عرفا هو الراجع عن دين الاسلام كذافي النهر الفائق وركن الردة اجراء كلمة الكفر على اللسان بعدوجودالايمان"......(فتاوی هندية: ۲/۲۵۳)

"ويبطل منه اتفاقا مايعتمد الملة وهي خمس النكاح والذبيحة والصيد والشهادة والارث"......(الدرالمختار: ۱/۳۵۹)

(۲) ایسی عورت جو اسلام سے مرتد ہو کر کوئی اور مذہب اختیار کر لے تو اس کو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے، اور توبہ کرنے پر اس کو مجبور بھی کیا جائے گا، چاہے اس کو مارنا بھی پڑے البتہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

"ولاتقتل المرتدة بل تحبس حتى تسلم وتضرب في كل ثلاثة ايام مبالغة في الحمل على الاسلام"......(فتاوی هندية: ۲/۲۵۴)

(۳) صورت مذکورہ کے مطابق اگر کوئی مسلمان کسی عورت کو اسلام چھوڑنے کی تلقین کرتا ہے اور اسے دوسرا مذہب اختیار کروا دیتا ہے تو ایسی صورت میں یہ مسلمان بھی کافر ہو جائے گا۔

"اذالقن الرجل رجلا كلمة الكفر فانه يصير كافرا وان كان على وجه اللعب وكذا اذاامر رجل امرء ة الغير ان ترتد وتبين من زوجها يصير هو كافرا هكذا روى عن ابي يوسف وعن ابي حنيفة ان من امر رجلا ان يكفر كان الآمر كافرا كفر المامور اولم يكفر قال ابو الليث اذاعلم الرجل رجلا كلمة الكفر يصير كافرا اذاعلمه وامره بالارتداد وكذا في من علم المرء ة كلمة الكفر

www.besturdubooks.net

انما یصیر ھو کافرا اذاامرھا بالارتداد کذافی فتاوی قاضی خان‘‘......(فتاوی ہندیۃ:۲/۲۷۵)

(۴) صورت مذکورہ میں اگرخاونداور بیوی نے اپنی رضامندی سے مسیحی مذہب اختیار کیا ہےاور مسیحی مذہب کے سرٹیفکیٹس حاصل کیے ہیں اور کرسچین فیملی کیتھولک کی ممبرشپ بصورت کارڈ حاصل کرلی ہے، وہ کارڈ جس کے اجراء سے آدمی مسیحی مذہب کا پیروکار سمجھا جاتا ہے تو ایسی صورت میں میاں بیوی دونوں اسلام سے خارج ہوجائیں گے۔

’’ومن اتی بلفظة الکفر مع علمه انها لفظة الکفر عن اعتقاده فقدکفر ولولم یعتقد اولم یعلم انهالفظة الکفر ولکن اتی بهاعلی اختیار فقدکفر عندعامة العلماء لایعذربالجهل‘‘......(فتاوی التاتارخانیة: ۵/۳۱۲)

(۵) واضح رہے کہ شریعت اسلامی میں کوئی انسان بیک وقت دو مذہب اختیار نہیں کرسکتا، اگر کوئی اسلام کے ساتھ دوسرا مذہب اختیار کرے گا تو وہ مرتد ہوجائے گا، اگراسی حالت میں فوت ہوگیا تو اس کو کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

’’ان الدین عندالله الاسلام‘‘......(سورة آل عمران)

’’ومن یبتغ غیرالاسلام دینافلن یقبل منه‘‘......(آل عمران)

(۶،۷) شریعت اسلامی میں وارث اورمیت کے درمیان کفراوراسلام کا اختلاف مانع ارث میں سے ہے، صورت مذکورہ میں اگرواقعۃً مسلمان خاوند کی بیوی کتابیہ ہے یا مسلمان عورت کے والدین مسیحی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ عورت والدین کی وفات کے وقت مسلمان تھی تو ایسی صورت میں اختلاف دینین کی وجہ سے مسلمان کسی غیرمسلم کا وارث نہیں بن سکتا اور نہ کوئی غیرمسلم کسی مسلمان کا وارث بن سکتا ہے۔

’’واختلاف الدینین ایضایمنع الارث والمراد به الاختلاف بین الاسلام والکفر بقوله ﷺ لایرث المسلم الکافر ولاالکافر المسلم‘‘

......(البحرالرائق: ۹/۳۸۶)

’’ثم لاخلاف ان الکافر لایرث المسلم بحال وکذلک لایرث المسلم الکافرفی قول اکثرالصحابة رضی الله عنهم وهومذهب الفقهاء‘‘

......(المبسوط :۳۰/۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

قرآن میں یاجوج ماجوج کا ذکر:

مسئلہ نمبر(۸۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن پاک اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن وحدیث میں تفصیل کے ساتھ وارد ہوا ہے۔

"قالوا یاذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض، الآیۃ"......(سورۃ الکھف ۹۴)

"وفی روایۃ عبدالرزاق عن قتادۃ ان یاجوج وماجوج ثنتان وعشرون قبیلۃ بنی ذوالقرنین السد علی احدی وعشرین وکانت واحدۃ منھم خارجۃ للغزو فبقیت خارجۃ وسمیت الترک لذلک وقیل یاجوج من الترک وماجوج من الدیلم وقیل من الجیل "......(تفسیر روح المعانی : ۱۶/۳۸)

"یاجوج وماجوج اسمان لقبیلتین والمضاف محذوف یعنی فتح سدھما عنھما"......(تفسیر مظھری :۶/۱۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کفریہ عقائد رکھنے والے شخص کے ساتھ صحیح العقیدہ لڑکی کے نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۸۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بچی کا نکاح 21.02.2010 کو ہوا تقریباً بچی کی عمر 20 سال ہے، یہ نکاح کسی کے ذریعہ سے طے پایا تھا، جس گھر میں بچی کا نکاح ہوا تھا، ان گھر والوں نے اپنے آپ کو سید اور سنی ظاہر کیا کیونکہ بچی حافظہ اور سنی حنفی دیوبندی عقیدہ رکھنے والی ہے، اور خاندان سادات سے تعلق رکھنے والی ہے، بعد میں جب بچی اس گھر یعنی سسرال گئی تو وہاں کا ماحول بالکل بدلا ہوا تھا، نہ دینی لحاظ سے ماحول اچھا تھا اور نہ اخلاقی لحاظ سے ماحول اچھا تھا، کیونکہ اس گھر والوں کا عقیدہ شیعہ رافضی کا عقیدہ نکل آیا، بچی پر انہوں نے تشدد بھی کیا اور بچی کو مارتے پیٹتے بھی رہے، اور زبردستی اپنا مذہب بھی بچی پر ٹھونسنے کی کوشش کی، مگر جب کچھ بھی کارگر ثابت نہ ہوسکا تو بچی کو گھر سے نکال دیا، قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا ایسے شخص کے

www.besturdubooks.net

ساتھ بچی رہ سکتی ہے؟ کیا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ اکثر علماء کرام سے سنا ہے کہ شیعہ اور سنی کا نکاح آپس میں سرے سے ہوتا ہی نہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ صورت میں اگر لڑکی کا خاوند کفریہ عقائد رکھتا ہے مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہو یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرتا ہو یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہو یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ انہوں نے حضور ﷺ کے پاس وحی پہنچانے میں غلطی کی یا اور کوئی ایسا عقیدہ رکھتا ہو جو صریح قرآن وحدیث اور نصوص قطعیہ کے مخالف ہو وہ کافر ہے، اس سے ابتداء ہی سے لڑکی کا نکاح صحیح نہیں ہوا لہذا فسخ کی بھی ضرورت نہیں ہے، اور اگر اس کا عقیدہ کفریہ نہیں ہے، صرف سب وشتم کرتا ہو تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض تکفیر کرتے ہیں اور بعض تکفیر نہیں کرتے بلکہ صرف تفسیق کرتے ہیں، ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ اس کی رضامندی سے یا ڈرا کر یا لالچ دلا کر اس سے طلاق حاصل کر لی جائے یا خلع کر لیا جائے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو عورت کے اولیاء عدم کفوٴ کی بنیاد پر عدالت میں فسخِ نکاح کا دعوی دائر کر دیں۔

”نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله عنها او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی او ان جبرائیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن “......(فتاوی شامی : ۳/۳۲۱)

”اقول نعم نقل فی البزازیة عن الخلاصة ان الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما فهو کافر وان کان یفضل علیا علیهما فهو مبتدع اه وهذا لایستلزم عدم قبول التوبة علی ان الحکم علیه بالکفر مشکل لمافی الاختیار اتفق الائمة علی تضلیل اهل البدع اجمع وتخطئتهم وسب احد من الصحابة وبغضه لایکون کفرا ولکن یضلل“......(ردالمحتار : ۳/۳۲۱)

”ومنها اسلام الرجل اذا کانت المرء ة مسلمة فلایجوز انکاح المؤمنة الکافر لقوله تعالی ولاتنکحوا المشرکین حتی یومنوا“......(بدائع الصنائع : ۳/۵۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

ایصال ثواب کا مسنون طریقہ:

مسئلہ نمبر(۸۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایصال ثواب کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایصال ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ جتنی بھی استطاعت ہو تلاوت قرآن مجید یا صدقہ وذکر ودرود شریف وغیرہ کرکے یہ کہے کہ یا اللہ! جو ہم نے ذکر تلاوت وغیرہ کی ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچا تو ان کی طرف سے اس کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے، اور اتنا ہی پہنچانے والے کو بھی ثواب ملتا ہے۔

”وفی شرح اللباب ویقرء من القرآن ماتیسر له من الفاتحة واول البقرة الی المفلحون واية الكرسی وآمن الرسول وسورة یس وتبارک الملک وسورة التكاثر والاخلاص اثنی عشر مرة اواحدی عشر اوسبعا اوثلاثا ثم یقول اللهم اوصل ثواب ماقرء نا ه الی فلان اواليهم“......(فتاوی شامی : ۱/۶۶۲)

”عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من دخل المقابر ثم قرء فاتحة الكتاب وقل هوالله احد والهكم التكاثر ثم قال انی جعلت ثواب ماقرء ت من كلامک لاهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا اشفعاء له الی الله تعالى“......(مرقاة المفاتيح: ۴/۱۷۳)

” عن علی مرفوعا من مرعلی المقابر وقرء قل هوالله احداحدی عشر مرة ثم وهب اجره للاموات اعطی من الاجر بعددالاموات “......(بحواله بالا)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایصال ثواب کے لیے ایام کی تعیین درست نہیں:

مسئلہ نمبر(۸۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ ہم تیسرا، دسواں نہیں کرتے، البتہ ان دنوں میں لوگوں کو بلاکر مسجد میں قرآن پاک وغیرہ پڑھتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ بغیر اعتقاد تعیین یوم ذکر وتلاوت وطعام وغیرہ کے ذریعہ ایصال ثواب ہر روز جائز بلکہ کارثواب ہے البتہ تخصیص ایام کا عقیدہ شرعاً درست نہیں ہے۔

www.besturdubooks.net

”مقرر کردن روزسوم وغیره بالتخصیص واوراضروری انگاشتن درشریعت محمدیه ثابت نیست صاحب نصاب الاحتساب آنرا مکروه نوشته رسم وراه تخصیص بگذارند وبهر روزیکه خواهند ثواب بروح میت برسانند ومیت قریب مرک خودزیاده ترمحتاج مددمی باشد هرقدر که ایصال ثواب بهرروزیکه شود موجب خیر است کذا فی فتح القدیر “......(مجموعة الفتاویٰ علی هامش خلاصة الفتاویٰ: ۱۹۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنی عورت کا شیعہ مرد سے نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۸۴): کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دلہا کا تعلق فقہ جعفریہ سے ہے یعنی شیعہ ہے اور دلہن کا تعلق اہل سنت والجماعت سے ہے، کیا ان کا نکاح آپس میں ہوسکتا ہے اور جو لوگ نکاح میں شریک ہو چکے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فقہ جعفریہ کے عقائد کے فساد کی وجہ سے کسی سنی لڑکی کا نکاح فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے شخص سے جائز نہیں ہے، اگر نکاح پہلے ہو چکا ہے تو یہ نکاح ناجائز ہے۔

”نعم لاشک فی تکفیرمن قذف السیدة عائشة رضی الله عنها اوانکرصحبة الصدیق اواعتقدالالوهیة فی علی اوان جبرائیل غلط فی الوحی اونحوذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن “......(فتاوی شامی : ۳/۳۲۱)

”ویجب اکفارالروافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الالٰه الی الائمة وبقولهم فی خروج امام باطن وبتعطیلهم الامر والنهی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولهم ان جبرئیل علیه السلام غلط فی الوحی الی محمد ﷺ دون علی ابن ابی طالب رضی الله عنه وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین کذافی الظهیریة“......(فتاوی الهندیة: ۲/۲۶۴)

www.besturdubooks.net

”ومنھا اسلام الرجل اذاکانت المرء ۃ مسلمۃ فلایجوزانکاح المؤمنۃ الکافر“......(بدائع الصنائع : ۲/۵۵۴)

ایسی مجلس میں شرکت کرنے والا گناہ گار ہے۔

”عن جریربن عبداللہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول مامن رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیروا علیہ ولایغیرون الااصابھم اللہ منہ بعقاب قبل ان یموتوا “......(مشکوۃ المصابیح: ۲/۴۵۰)

”رجل دعی الی ولیمۃ اوطعام فوجد ثمہ لعبا اوغناء لابأس بان یقعد ویاکل وھذا اذالم یکن ذلک علی المائدۃ بل فی المنزل فان کان ذلک علی المائدۃ اویشربون الخمر علی المائدۃ لایقعد وھذا اذاکان الرجل حامل الذکر فان کان ممن یقتدی بہ لایقعد ان لم یقدر علی النھی فی الوجھین“......(خلاصۃ الفتاویٰ:۴/۳۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانیوں کے ساتھ تعلقات کا حکم:

مسئلہ نمبر(۸۵): محترم ومکرم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل امور میں فتویٰ درکار ہے، کہ قادیانیوں کے ساتھ رشتہ داری قائم کرنا، ان کے جنازہ میں شریک ہونا، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، دوستی قائم کرنا، عیادت کرنا، خوشی وغمی میں شریک ہونا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ملازمت کرنا یا ملازم رکھنا، خرید وفروخت کرنا کیا حرام اور کبیرہ گناہ ہے؟ جب کہ ہم نے سن رکھا ہے کہ آپ ﷺ یہودی کی عیادت فرماتے تھے، اسلام میں سلام کا جواب مشروع ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین غیر مسلموں سے تجارت اور ملازمت اور قرض کے معاملات کیا کرتے تھے، اور اگر لاعلمی میں قادیانی سے تعلقات ہوں بعد میں پتہ چل جائے کہ وہ شخص قادیانی ہے تو تعلقات قائم رکھ کر دعوت دی جاسکتی ہے جب کہ بائیکاٹ کی صورت میں دعوت بھی نہیں دی جاسکتی، بلکہ تعلقات کی صورت میں اچھے انداز سے دعوت دی جاسکتی ہے ورنہ دعوت کا کیا طریقہ ہوگا۔

برائے مہربانی راہنمائی فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوہاب

قادیانی زندیق ہیں اور زندیق کے احکام عام کفار سے جدا اور سخت ہیں، عام کفار کے ساتھ موالات کی اجازت نہیں ہے، معاملات کی اجازت ہے جب کہ زندیق کے ساتھ نہ موالات کی اجازت ہے اور نہ ہی معاملات کی لہٰذا قادیانیوں کے ساتھ مذکورہ فی السوال تعلقات رکھنا جائز نہیں ہے، حتی الامکان بچنا ضروری ہے، اگر لاعلمی سے ان کے ساتھ تعلقات رکھ چکے ہوں تو جیسے ہی پتہ چلے فوراً منقطع کر دیں اور گزشتہ پر توبہ کریں، ان کے ساتھ دوستی اور محبت رکھے بغیر کسی مناسب طریقے سے دعوت دی جاسکتی ہے، جیسا کہ ظاہری ملاطفت بغیر موالات و معاملات کے۔

زندیق اس کافر کو کہتے ہیں جو شرعی اصطلاحات والفاظ کو تو نہ بدلے بلکہ ان کے اجتماعی اور متفق علیہ مفہوم کو بدل دے۔

”قال العلامة ابن کمال باشا فی رسالة الزندیق فی لسان العرب یطلق علی من ینفی الباری تعالی وعلی من یثبت الشریک وعلی من ینکر حکمته والفرق بینه وبین المرتد العموم الوجهی لانه قد لایکون مرتدا کمالوکان زندیقا اصلیا غیرمنتقل عن دین الاسلام والمرتد قدلایکون زندیقا کمالوتنصرا وتهود وقدیکون مسلما فیتزندق واما فی اصطلاح الشرع فالفرق اظهر لاعتبارهم فیه ابطان الکفر والاعتراف بنبوة نبینا ﷺ علی مافی شرح المقاصد“......(فتاوی شامی : ۳/۳۲۴)

”قوله المعروف ای بالزندقة الداعی ای الذی یدعوالناس الی زندقته اه فان قلت کیف یکون معروفا داعیا الی الضلال وقداعتبر فی مفهومه الشرعی ان یبطن الکفر قلت لابعد فیه فان الزندیق یموه کفره ویروج عقیدته الفاسدة ویخرجها فی الصورة الصحیحة وهذا معنی ابطان الکفر فلاینافی اظهاره الدعوی الی الضلال وکونه معروفا بالاضلال اه ابن کمال“......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۲۵،۳۲۴)

”قلت الزندیق من یحرف فی معانی الالفاظ مع ابقاء الاسلام کهذااللعین فی القادیان یدعی انه یومن بختم النبوة ثم یخترع معنی من عنده یصلح له بعده الختم دلیلا علی فتح باب النبوة فهذا هو الزندقة حقا ای التغییر فی

www.besturdubooks.net

المضاديق وتبديل المعانی علی خلاف ماعرفت عنداهل الشرع وصرفها الی اهوائه مع ابقاء اللفظ علی ظاهره والعياذ بالله "......(فيض الباری : ۴/۴۷۲)

" ومـاباعـه اواشتـراه اواعتقه اووهبه اورهنه اوتصرف فيه من امواله فی حال ردته فهوموقوف فان اسلم صحت عقوده وان مات اوقتل اولحق بدارالحرب بطلت "......(هدايه :۲/۵۸۷)

"يايهاالذين امنوا لاتتخذوا ليهود والنصاریٰ اولياء بعضهم اولياء بعض مطلب الـكـافـرلايـكـون وليـا للمسلم ، وفی هذه الآية دلالة علی ان الكافر لايكون وليـالـلـمسـلـم لافـی التـصرف ولافی النصرة ويدل علی وجوب البراء ة من الـكـفـار والـعـداوـة لهـم لان الـولاية ضـدالـعـداوة فاذا امرنا بمعاداة اليهود والـنصاری لكفرهم فغيرهم من الكفار بمنزلتهم ويدل علی ان الكفر كله ملة واحدة"......(احكام القرآن للجصاص: ۲/۶۲۲)

"واذارأيـت الـذيـن يـخوضون فی آياتنا فاعرض عنهم الآية وهذايدل علی ان عـلـيـنا ترک مجالسة الملحدين وسائرالكفار عنداظهارهم الكفر والشرک ومـالايـجـوز عـلـی الـله تعالی اذالم يمكناانكاره وكنافی تقية من تغييره باليد اوالـلـسـان لان عـلينا اتباع النبی ﷺ فيماامره الله به الاان تقوم الدلالة علی انه مخصوص بشیء منه "......(احكام القرآن للجصاص: ۳/۵)

"وحـكـی الـكـواشـی عن سهل انه قال من صحح ايمانه واخلص توحيده فانه لايـأنـس الی مبتدع ولايجالسه ولايؤاكله ولايشاربه ولايصاحبه ويظهر له من نـفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلبه الله حلاوة السنن ومن تـحبب الـی مبتـدع يـطـلـب عز الدنيا اوعرضامنها اذله الله تعالی بذلک العز وافقره بـذلـک الـغـنـی ومـن ضحک الی مبتدع نزع الله تعالی نورالايمان من قلبه ومن لم يصدق فليجرب انتهی"......(روح المعانی : ۲۸/۳۵)

" فـان هجره اهل الاهواء والبدع واجبة علی مرالاوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع الی الحق "......(مرقاة المفاتيح : ۹/۲۳۱)

www.besturdubooks.net

"ومنهابحث التوبة وفی الشريعة هی الندم علی المعصية من حيث هی معصية مع عزم ان لايعود اليهااذاقدر عليها"......(شرح فقه الاكبر : ۱۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ میت کا جنازہ پڑھنے اور پڑھانے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۸۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک سنی امام نے شیعہ کا جنازہ پڑھایا باوجود اس کے کہ وہ شیعت کے عقائد ونظریات کو خوب جانتا تھا اور ایک سنی مقتدی نے شیعہ کا جنازہ پڑھا جب کہ وہ شیعہ کے عقائد ونظریات سے واقف نہیں تھا اور نہ ہی یہ جانتا تھا کہ اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے امام اور مقتدی کے ایمان اور نکاح کے بارے میں شرعی حکم مطلوب ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر امام کو اس شخص کے بارے میں جس کا جنازہ پڑھایا ہے یہ علم تھا کہ اس کے عقائد کفریہ ہیں اور جاننے کے باجود جنازہ کو جائز سمجھتے ہوئے پڑھایا تو اس کو تجدید ایمان ونکاح کرنا ہوگا، بصورت دیگر اگر ناجائز سمجھ کر محض لالچ کی وجہ سے یا رسمی طور پر پڑھایا تو ارتکاب حرام کی وجہ سے توبہ لازم ہے، نیز سنی مقتدی جس کو شیعہ کے عقائد ونظریات کا علم نہیں تھا اسے بھی توبہ واستغفار کرنی چاہیئے، تجدید ایمان اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔

"فنقول لايصلی علی الكافر ......لان الصلوة علی الميت دعاء واستغفار له والاستغفار للكافرحرام"......(المحيط البرهانی: ۳/۸۲)

"(وشرطها) ستة(اسلام الميت وطهارته) وفی الشامی (قوله وشرطها) ای شرط صحتها"......(الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۶۴۰)

"ومنهاان استحلال المعصية صغيرة كانت اوكبيرة كفر"......(شرح فقه الاكبر : ۱۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

کفریہ عقائد رکھنے والے آدمی سے نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں کسی مقدمہ کی وجہ سے جیل میں تھا اور میرے گھر میں ایک بیٹی ہے جو کہ میری عورت کے پہلے خاوند سے ہے جب میں نے اپنی عورت سے شادی کی تو بیٹی بھی اپنی ماں کے ساتھ آئی ہے، بیوی نے مجھ سے کہا کہ میں بیٹی کی شادی کر دوں تو میں نے کہا تمہاری اپنی بیٹی ہے جہاں مناسب سمجھتی ہو کر دو، تو میری بیوی نے اپنی بیٹی کی شادی کر دی، ایک ایسے گھر میں جو کہ اہل تشیع تھے لیکن عورت کو علم نہیں تھا کہ یہ اہل تشیع ہیں، اور اخلاقی اعتبار سے بھی ان کی حرکتیں بہت غلط تھیں جب کہ ان لوگوں نے کہا کہ ہم اہل تشیع نہیں ہیں، ان کی عورتیں پیشہ ور عورتیں ہیں ان کی عورتیں میری بچی کو بھی غلط راستے پر ڈالنا چاہتی تھیں، لڑکی کی نند نے لڑکی سے کہا کہ ہمارے ساتھ باہر کھیتوں میں چلو ہم آپ کو کسی آدمی سے ملواتی ہیں لیکن لڑکی نے انکار کر دیا اور سب گھر والوں نے مل کر بچی کو مارنا شروع کر دیا، یہ لوگ چور ڈاکو اور فاحشہ قسم کے لوگ نکلے، اچانک میں بچی کو ملنے چلا گیا تو پولیس مجھے پکڑ کر ساتھ لے گئی کہ بھینس چوری کر کے لائے ہیں، گاؤں والوں نے کہا کہ یہ آدمی اپنی بچی کو ملنے آیا ہے یہ مہمان ہے، اب میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی کسی دوسری جگہ کر دوں، کیونکہ بیٹی بھی اب وہاں جانے کے لیے تیار نہیں ہے، تو آیا میں اس کا نکاح دوسری جگہ کر سکتا ہوں اور وہ پہلے والا نکاح جو اہل تشیع سے ہوا کیا یہ منعقد ہو گیا ہے، جب کہ میں اہل سنت والجماعت دیوبندی ہوں برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں فتوی جاری فرمائیں، میں عدالت میں نہیں جا سکتا، میرے پاس فیس دینے کی ہمت نہیں ہے، آپ سے التماس ہے کہ آسانی فرمادیں میں بچی کا نکاح کسی دوسری جگہ پر کر دوں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر لڑکی کا خاوند کفریہ عقائد رکھتا ہو مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے، یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کا منکر ہے، یا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے متعلق اعتقاد رکھتا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے پاس وحی پہنچانے میں غلطی کی یا کوئی ایسا عقیدہ رکھتا ہے، جو صریح قرآن وحدیث اور نصوص قطعیہ کے مخالف ہے تو وہ کافر ہے، اس سے ابتداء ہی سے لڑکی کا نکاح صحیح نہیں ہوا لہذا فسخ کی بھی ضرورت نہیں۔

اور اگر اس کا عقیدہ کفریہ نہیں ہے صرف سب وشتم کرتا ہو تو اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے بعض تکفیر کرتے ہیں اور بعض تکفیر نہیں کرتے، صرف تفسیق کرتے ہیں ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ رضامندی سے یا ڈرا کر یا لالچ دلا کر اس سے طلاق حاصل کر لی جائے، یا خلع کر لیا جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عورت کے اولیاء عدم کفوء کی بنیاد پر عدالت میں فسخ کا دعویٰ دائر کریں۔

www.besturdubooks.net

”نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله عنها او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوھیة فی علی او ان جبرائیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن “......(فتاوی شامی : ۳/۳۲۱)

”اقول نعم نقل فی البزازیة عن الخلاصة ان الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنھما فھو کافر وان کان یفضل علیا علیھما فھو مبتدع اہ وھذا لا یستلزم عدم قبول التوبة علی ان الحکم علیه بالکفر مشکل لما فی الاختیار اتفق الائمة علی تضلیل اھل البدع اجمع وتخطئتھم وسب احد من الصحابة وبغضه لایکون کفرا ولکن یضلل“......(ردالمحتار: ۳/۳۲۱)

”ومنھا اسلام الرجل اذا کانت المرءة مسلمة فلا یجوز انکاح المؤمنة الکافر“......(بدائع الصنائع : ۲/۵۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن کریم پر حلف لینے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۸۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

میں عابد علی EME کا رہائشی ہوں، میں نے آج سے تقریباً ایک سال قبل اپنے مکان کی تعمیر کا ٹھیکہ ریاض نامی ٹھیکے دار کو اٹھائیس لاکھ میں دیا، ہمارے درمیان ٹھیکہ کی شرائط اور رقم کی ادائیگی کا طریقہ کار ایک سادہ کاغذ پر مورخہ 17-06-2011 کو تحریر ہوا تھا، جس کے مطابق میں ٹھیکے دار کو رقم ادا کرتا رہا اور رقم کی وصولی کے دستخط بھی سادہ کاغذ پر کرواتا رہا، کام کے دوران مجھے کام جلدی ختم کرنے کا لالچ دے کر مجھ سے آٹھ لاکھ تراسی ہزار روپے زائد وصول کر لیے اور کام ادھورا چھوڑ کر غائب ہو گیا، اس دوران اعتماد قائم ہونے کی وجہ سے تین اقساط پر میں وصولی کی دستخط نہ کروا سکا، جب میں نے رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا تو شروع میں ریاض نے ٹال مٹول سے کام لیا، اس دوران میں نے ریاض کے خلاف تھانہ میں پرچہ درج کروا دیا، اس کے بعد ریاض نے میرے خلاف رقم واپس کرنے کی بجائے ان تین غیر دستخط شدہ اقساط کی وصولی کا جھوٹا دعویٰ دائر کر دیا، جس میں میں نے پیش ہو کر عدالت میں درخواست دی کہ میرا فیصلہ قرآن مجید کے حلف پر کر دیا جائے، کیونکہ میرا یہ خیال تھا کہ کوئی بھی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان قرآن پر جھوٹا حلف نہیں دے سکتا، لیکن ریاض نے پیسوں کے لالچ میں آ کر عدالت میں قرآن پر حلف دینے کا اقرار کر لیا،

www.besturdubooks.net

جب میں نے یہ دیکھا کہ ریاض دانستہ طور پر جھوٹا حلف لے رہا ہے تو میں نے یہ قرآن پر حلف والی درخواست واپس لے لی، یہ سوچتے ہوئے کہ اس عمل میں میں بھی گناہ گار نہ ہوجاؤں، برائے مہربانی اس مسئلہ پر قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ ایسے حالات میں قرآن پر فیصلہ کروانا جائز ہے؟ کیا میں اس میں گناہ گار تو نہیں ہوجاؤں گا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مذکورہ میں قرآن مقدس پر حلف لینا جائز ہے، اور یہ حلف نامہ قسم ہی شمار ہوگا، اگر چہ مخالف شخص جھوٹا حلف اٹھا رہا ہو، اور اگر واقعۃً مخالف (جس سے حلف لیا جا رہا ہے) جھوٹا حلف اٹھا رہا ہے تو اس کا گناہ جھوٹا حلف اٹھانے والے پر ہی ہوگا نہ کہ حلف اور قسم دینے والے پر، واضح رہے کہ جھوٹی قسم اٹھانا سخت ترین گناہ ہے، اور حدیث مبارکہ میں جھوٹی قسم اٹھانے کو اکبر الکبائر میں شمار کیا ہے، اور قاضی یا ثالث کو چاہیئے کہ حلف دینے سے پہلے یہ وعید ضرور سنا دے۔

”عن عبداللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ الكبائر الاشراک بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس رواه البخارى “......(مشكوة : ١/١٧)

”لايقسم بغير الله تعالى كالنبى والقرآن والكعبة قال الكمال ولايخفى ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فيكون يمينا واماالحلف بكلام الله فيدور مع العرف وقال العينى وعندى ان المصحف يمين لاسيمافى زماننا وعندالثلاثة المصحف والقرآن وكلام الله يمين “......(الدرالمختار على ردالمحتار : ٣/٥٦)

”(قوله وقال العينى)عبارته وعندى لوحلف بالمصحف اووضع يده عليه وقال وحق هذا فهويمين ولاسيما فى هذا الزمان الذى كثرت فيه الايمان الفاجرة ورغبة العوام فى الحلف بالمصحف اه “......(ردالمحتار : ٣/٥٦)

”اليمين بالله ثلاثة انواع ،غموس وهوالحلف على اثبات شىء اونفيه فى الماضى اوالحال يتعمد الكذب فيه فهذه اليمين ياثم فيهاصاحبها وعليه الاستغفار والتوبة دون الكفارة “......(الفتاوى الهندية: ٢/٥٢)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

کیا تسبیح تراویح بدعت ہے؟

مسئلہ نمبر(۸۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تسبیح تراویح ثابت ہے یا نہیں؟ ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں تسبیح تراویح ثابت ہے، مولوی صاحب کا بدعت کہنا درست نہیں ہے۔

" قوله بين تسبيح قال القهستاني فيقال ثلاث مرات سبحان ذى الملك والملكوت سبحان ذى العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحان الملك الحى الذى لايموت سبوح قدوس رب الملائكة والروح لااله الاالله نستغفر الله ونسئلك الجنة ونعوذبك من النار لمافى منهج العباد "

......(ردالمحتار : ۱/۵۲۲)

(ومثله حاشية الطحطاوى على الدر :۱/۲۹۶)

(يؤيده مافى كنز العمال عن الديلمى:۲/۹۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانیوں کا مسجد کے لیے زمین وقف کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۹۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں کی مسجد کے ساتھ قادیانیوں (مرزائیوں) کی زمین لگتی ہے، اور قادیانی مسجد کے لیے جگہ دینے کے لیے تیار ہیں، کیا ہمیں مسجد کے لیے یہ زمین لینا درست ہے کہ نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

قادیانیوں سے مسجد کے لیے زمین لینا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ مرتد اور زندیق ہیں اور مرتد کا وقف درست نہیں ہے۔

"ان يكون للواقف ملة فلايصح وقف المرتد ان مات اوقتل على ردته"......(البحر الرائق: ۵/۳۱۶)

www.besturdubooks.net

”مطلب فی وقف المرتد والکافر ذکرہ بطل وقفه بزازیه وفی الفتح لووقف المرتد فقتل اومات اوارتد المسلم بطل وقفه قوله بطل وقفه هوالمختار جامع الفصولین وغیرہ“......(الدر مع الرد : ۳/۳۹۵)

” وکذا عدم جوازوقف المرتد زمن ردته ان قتل علی ذلک اومات لان ملکه یزول بهاوالاموقوفا “......(فتاوی الهندیة: ۲/۳۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا انبیاء علیہم السلام قبل النبوۃ وبعد النبوۃ معصوم ہوتے ہیں؟

مسئلہ نمبر(۹۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام قبل النبوۃ وبعد النبوۃ معصوم ہوتے ہیں؟ زید انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر اعتراض کرتا ہے مثلاً آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ کے پاس جانا، موسیٰ علیہ السلام کا قبطی کو قتل کرنا اور وہ حدیث کہ جس میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا نفسی نفسی ارشاد فرمانا منقول ہے، اس کا مفصل طور پر مع دلائل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام سے کسی قسم کا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا، انبیاء علیہم السلام تمام صغائر و کبائر گناہوں سے قبل النبوۃ وبعد النبوۃ معصوم ہوتے ہیں، بظاہر جو گناہ معلوم ہوتے ہیں حقیقتاً وہ گناہ نہیں ہیں، چنانچہ آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ”فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْلَهٗ عَزْماً“ آدم علیہ السلام بھول گئے، پس بھول جانا گناہ نہیں ہوا کرتا، گناہ و معصیت تو وہ ہے کہ جس کا دیدہ ودانستہ قصداً وارادۃً ارتکاب کیا جائے۔

”واصح الاقوال انهم معصومون عن المعاصی کلها من الکبائر والصغائر عمدا اوسهوا قبل النبوة وبعدها “......(قطب الارشاد: ۸۳)

”ان الولی لایبلغ درجة النبی لان الانبیاء علیهم السلام معصومون مامونون عن خوف الخاتمة مکرمون بالوحی حتی فی المنام وبمشاهدة الملائکة الکرام مامورون بتبلیغ الاحکام وارشادالانام بعدالاتصاف بکمالات الاولیاء العظام“......(شرح الفقه الاکبر: ۱۲۱)

www.besturdubooks.net

" الانبیاء علیهم السلام کلهم منزهون عن الصغائر والکبائر والکفر والقبائح یعنی قبل النبوة وبعدها"......(شرح الفقه الاکبر :۵۷، ۵۶)

زید نے حضرت آدم علیہ السلام پر اعتراض کیا ہے اور اس کا استدلال قرآن پاک کی یہ آیت ہے "وعصیٰ آدم ربه فغوی"

جواب: عصیان اور غوی کا اطلاق اس اجتہاد فی الخطاء اور نسیان پر صورتاً ہوا ہے، اس لیے کہ بظاہر اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہے لیکن حقیقت میں معصیت نہیں ہے کیونکہ معصیت تو دیدہ و دانستہ قصداً وارادةً ارتکاب کا نام ہے، البتہ حضرت آدم و ہوا علیہما السلام کو اتنی بات پر اتنا سخت عتاب ہوا کہ جنت سے نکالے گئے، کیونکہ "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے تحت انبیاء مقربین بندے ہوتے ہیں، نیز یہ بظاہر عتاب ہے مگر حقیقت میں شرفِ خلافت سے نوازنے کا ذریعہ تھا۔

"وعصیٰ آدم ربه باکل الشجرة فغوی یعنی ضل عن المطلوب واخطاء طریق الحق وخاب حیث طلب الخلد باکل الشجرة التی هی سبب لضده اوعن المامور به اوعن الرشد حیث اغتر بقول العدو وقال ابن الاعرابی ای فسدعلیه عیشه فصار من العز الی الذل"

"فغوی ففسد عیشه بنزوله الی الدنیا والغی الفساد وهوتاویل حسن وهواولی من تاویل من یقول فغوی معناه ضل من الغی الذی هو ضدالرشد"......(احکام القرآن للقرطبی:۲۵۷/۱۱)

اور زید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے ایک قبطی کو قتل کر دیا تھا حالانکہ قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے، پس یہ عصمت کے منافی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کو مارنا بقصد قتل نہ تھا بلکہ بنیت تادیب اور مظلوم کی مدد کرنا تھا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مکا مارنا آلہ قتل نہیں تھا، نیز یہ مقام دارالحرب تھا اور قبطی حربی مباح الدم بھی تھا۔

"ان یقال انه کان لکفره مباح الدم "......(تفسیر الکبیر: ۵۸۵/۲۴)

"فوکزه موسیٰ فقضی علیه "......(سورة القصص)

"قال تحت قوله تعالیٰ فوکزه موسیٰ ......وهذا لم یکن مناف لعصمه لکونه

www.besturdubooks.net

خطاء وانما عد ذلک الامر من عمل الشیطان وسماہ ظلما واستغفرعنه علی عادة المقربین فی استعظام محضرات صدرت منهم "......(تفسیر المظهری : ۷/۱۵۹)

اشکال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گناہ کا خود ہی اقرار کیا" **ولهم علی ذنب فخاف ان یقتلون** "

جواب: یہاں ذنب سے مراد تاوان ہے نہ کہ گناہ، قرینہ اس بات پر یہ ہے کہ " **ولهم علی ذنب**، فرمایا کہ ان قبطیوں کا مجھ پر ذنب ہے، حالانکہ گناہ اللہ کا کیا جاتا ہے نہ کہ بندوں کا، لہذا یہاں ذنب سے مراد تاوان لیا جائے گا۔

"ارادبالذنب قتله القبطی وقیل کان خباز فرعون واسمه فاتون یعنی ولهم علی تبعة ذنب وهی قودذلک القتل فاخاف ان یقتلونی به فحذف المضاف اوسمی تبعة الذنب ذنبا کماسمی جزاء السیئة سیئة"......(تفسیر الکشاف: ۳/۳۰۹)

زید کا انبیاء علیہم السلام پر اعتراض کرنا کہ روز قیامت نفسی نفسی کہیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو بھول چوک انبیاء علیہم السلام سے ہوئی تھی اس بھول چوک کا خوف ان پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس اجتہادی غلطی کی بناء پر پکڑ نہ لیں، کیونکہ " **حسنات الابرار سیئات المقربین** " کے تحت کہ انبیاء مقربین بندے ہوتے ہیں، اس وجہ سے ان کو اپنی اجتہادی غلطی کا خوف ہوگا، اور عظمتِ مرتبہ کی وجہ سے اپنی اجتہادی غلطی کا خوف یہ عصمتِ انبیاء کے منافی نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ پر پہلی وحی کے وقت کی حالت کی وضاحت:

مسئلہ نمبر (۹۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے متعلق

(۱) مشہور ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی، جب کہ امام صاحب سب سے زیادہ متبع سنت تھے، اور سنت نبوی میں رات کا سونا (آرام فرمانا) ازواج مطہرات سے مباشرت اور دوسرے تقاضے بشمول عبادت کے شامل ہیں، اس روایت کی حقیقت بیان فرمائیں۔

(۲) معجزات نبوی میں یہ معجزہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کا بول و براز پاک تھا، اور جس جگہ آپ حاجت فرماتے وہ جگہ

www.besturdubooks.net

پھٹ جاتی اور بول و براز اس میں غائب ہوجاتا اور وہاں سے خوشبو آتی تھی، بحوالہ (تلخیص الحدیث ابن حجر) اور سیرۃ رسول۔

پوچھنا یہ ہے کہ بعد از فراغت حضور ﷺ وضو کیوں فرماتے تھے۔

(۳) حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے، دوسری جگہ مشہور ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ اے نبی! اگر ہم آپ کو پیدا نہ کرتے تو جہان کو پیدا نہ کرتے۔

پہلی روایت کے مطابق آپ ﷺ اپنی نبوت کے متعلق ارشاد فرمارہے ہیں تو مسئلہ یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کو اپنے نبی ہونے کا علم تھا تو پہلی وحی پر عجیب سی کیفیت کا طاری ہونا اور حضرت خدیجہ کا ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر جانا، ان دونوں افعال کی حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں، جب کہ دوسری روایت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنا صحیح ہے، اس میں شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور سوال میں ذکر کردہ دیگر تقاضوں کے لیے رات کی قید ضروری نہیں ہوتی، دیگر اوقات میں بھی یہ حقوق ادا ہوسکتے ہیں۔

"وقدصلی الفجر بوضوء العشاء اربعین سنة"......(درمختار: ۹/ ۱)

(۲) حضور ﷺ کا بول و براز پاک ہے، البتہ بول و براز نواقضِ وضو میں شامل ہیں جیسا کہ فتاویٰ شامی میں منقول ہے کہ،

"لکن نقل عن شرح الشفاء لملاعلی القاری الاجماع علی انه ﷺ فی نواقض الوضوء کالأمة الاماصح من استثناء النوم"......(فتاویٰ شامی: ۱/ ۱۰۶)

(۳) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جانا اور آپ کا حال بیان کرنا اس سے کسی شک اور تردد کا ازالہ اور یقین کا حاصل کرنا مقصود نہ تھا، بلکہ حضور ﷺ کی تسلی اور تشفی مقصود تھی کہ نزول وحی کی وجہ سے حضور ﷺ پر جو ایک فطرتی خوف طاری تھا اس کا ازالہ ہوجائے، اور حضور ﷺ کا مقصد بھی تسلی و تشفی ہی تھا، معاذ اللہ آپ کو اپنی نبوت میں ذرا برابر شک اور تردد نہ تھا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

اللہ تعالیٰ کی طرف شر کی نسبت کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۹۳): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سے ایک اہم سوال پوچھنے کی جسارت کرر ہا ہوں جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر شئ کا خالق اور ہر شئ پر قادر اللہ تعالیٰ ہے، اس عقیدے کی بنیاد پر ہر غلط کام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا درست سمجھا جاسکتا ہے، اگر یہ درست ہے تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی نہیں ہے؟ اس سوال کا جواب وقت کی اہم ضرورت ہے، مہربانی فرما کر مفصل جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے والے ہیں چاہے اس کا تعلق خیر سے ہو یا شر سے، لیکن یہ سمجھنا چاہیئے کہ ایک ہے خلق یعنی کسی چیز کا پیدا کرنا اور ایک ہے کسب یعنی کسی کام کا کرنا، اب خلق کے اندر کسی قسم کی قباحت نہیں ہے، کسب کے اندر قباحت ہے، جیسے کسی نے چاقو بنایا، اس کے بنانے میں کوئی قباحت نہیں ہے، لیکن اس سے کسی کو قتل کرنا تو یہ قتل کرنے والا فعل قبیح ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خیر وشر کو پیدا کیا، اس کے پیدا کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن اگر کوئی شر کو اختیار کرے یہ قبیح ہے، لہذا شر کو اختیار کرتے ہوئے اس شر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور یہ کہنا کہ خیر اور شر کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور اپنے آپ کو بری الذمہ ٹھہرانا درست نہیں ہے، اور جو رذیل چیزیں ہیں جیسے پاخانہ اور پیشاب وغیرہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت نہ کی جائے۔

"احتجنا فی التفصی عن هذا المفیق الی القول بان الله خالق والعبد کاسب وتحقیقه ان صرف العبد قدرته وارادته الی الفعل کسب وایجاد الله تعالیٰ الفعل عقیب ذلک خلق والمقدور الواحد داخل تحت قدرتین لکن بجهتین مختلفین فالفعل مقدور الله تعالیٰ بجهة الایجادو مقدور العبد بجهة الکسب وهو القدر من المعنی ضروری وان لم نقدر علی ازید من ذلک فی تلخیص العبارة المنقحة عن تحقیق کون فعل العبد بخلق الله تعالی وایجاده مع ما للعبد فیه من القدرة والاختیار ولهم فی الفرق بینهما عبارات مثل ان الکسب واقع بآلة والخلق لا بآلة والکسب مقدور وقع فی محل قدرته

www.besturdubooks.net

والخلق لافی محل قدرته والکسب لایصح انفرادالقادربه والخلق یصح“......(شرح العقائد النسفیه:۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عقیدہ حیات النبی ﷺ کی وضاحت:

مسئلہ نمبر(۹۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ایک شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے روضہ مبارک میں بتعلق روح مع الجسد زندہ ہیں اور روضہ مبارک پر حاضر ہونے والوں کا بنفس نفیس صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں اور دور سے فرشتوں کے ذریعے صلوۃ وسلام پہنچانے کا قائل ہے، اور اس عقیدہ کو بدعت سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ دور سے پڑھا جانے والا صلوۃ وسلام بھی خود سنتے ہیں، اور آپ ﷺ کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ بھی نہیں رکھتا۔

(۲) اور یہ شخص روضہ مبارک پر جا کر ان الفاظ کے ساتھ دعا کا قائل ہے، یارسول اللہ! میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں، یارسول اللہ! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا فرمائیں، وہ حضور ﷺ کو نہ مختار کل مانتا ہے اور نہ حاجت روا اور نہ مشکل کشا، صرف وسیلہ کے طور پر ان سے عندالقبر دعاوشفاعت کا طالب ہے، اور ان سے براہ راست مدد طلب کرنے کو شرک سمجھتا ہے۔

نیز دعا میں اولیاء اور انبیاء کا وسیلہ جائز ہے یا نہیں؟ ان کی حیات میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی مثلاً یوں کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔

(۳) مجوزین سماع موتی کو بدعتی مشرک کہنا اور یہ کہنا کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اس کا کیا حکم ہے؟ کیا مذکورہ بالا عقائد رکھنے والا شخص علماء دیوبند اہل السنّت والجماعت کے مسلک حقہ پر کاربند ہے یا ان کے مسلک حقہ کا مخالف ہے؟ اور ایسے شخص کی طرف شرک وبدعت کی نسبت کرنا کیسا ہے؟ آیا ایسے شخص کو مسجد کا امام رکھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیکر عنداللہ اجر جزیل کے مستحق ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

تمام اہل السنّت والجماعت اور اکابر دیوبند کا یہ اجماعی اور متفقہ عقیدہ ہے کہ ”الانبیـــاء احیـــاء فـی

www.besturdubooks.net

قبورھم یصلون''، مسند ابی یعلیٰ: ۶/۱۴۷، عن انس رضی اللہ عنہ'' کہ انبیاء کرام اپنی قبور شریف بتعلق روح زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں، نیز ان کی قبور شریف کے پاس پڑھا گیا صلوۃ وسلام وہ خود سنتے ہیں، اسی طرح اہل السنّت والجماعت اکابر دیوبند کسی بزرگ کے وسیلے سے دعا کرنے کے بھی قائل ہیں، بنابریں سوال میں جو عقیدے تحریر کیے گئے ہیں وہ اہل السنّت والجماعت علماء دیوبند کے ہیں، اور ان کا حامل اہل السنّت دیوبندی ہے، اور اس کی امامت بلا کراہت درست ہے بشرطیکہ کوئی اور وجہ کراہت نہ ہو، اور جو ان مذکورہ عقائد کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو وہ اہل السنّت اور دیوبندیت سے خارج ہے اور اس کی امامت درست نہیں ہے۔

نوٹ: اکابر اہل السنّت دیوبند استشفاع عندالقبر کے بھی قائل ہیں جیسا کہ حضرت گنگوہی نے زبدۃ کے ص ۱۴۶، اور فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۶/ جلد نمبر ۱ میں لکھا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور صلوۃ وسلام کی وضاحت:

مسئلہ نمبر (۹۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور علیہ السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں یا نہیں؟ اور قبر کے آس پاس پڑھا گیا صلوۃ وسلام خود سنتے ہیں یا نہیں؟ اور جو اس کا انکار کرے وہ اہل السنّت دیوبندی ہے یا نہیں؟ اور اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(۲) عذاب وراحت قبر اہل السنّت والجماعت کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟ اور اس کا انکار کرنے والا اہل السنّت سے خارج ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

''قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون، رواہ ابویعلی فی مسندہ عن انس رضی اللہ عنہ''......(مسند ابی یعلیٰ: ۶/۱۴۷)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور شریف میں بتعلق روح حیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور یہی اہل السنّت والجماعت اور اکابر دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ ہے، نیز علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ انبیاء کرام کی حیات فی القبر احادیث سے تواتراً ثابت ہے (الحاوی للفتاویٰ)

نیز اکابر کا یہ بھی عقیدہ اجماعی ہے کہ آپ کی قبر شریف کے پاس پڑھا گیا صلوٰۃ وسلام اپنے انہی عنصری

www.besturdubooks.net

کانوں کے ساتھ سماعت فرماتے ہیں،اور جواب دیتے ہیں اور اس میں اہل السنّت والجماعت کا اجماع ہے، کذافی فتاوی رشیدیہ:ص۱۳۴، نیز اکابر دیوبند کی متفقہ دستاویز''عقائد علماء اہل السنّت دیوبندیعنی المہند علی المفند'' مصنفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری نوراللہ مرقدہ کے ص ۳۱ پر بھی یہ مسئلہ مرقوم ہے،اس کتاب پر اس وقت کے جید اکابر علماء کے تائیدی دستخط ہیں، بنابریں ان عقائد کا انکار کرنے والا اہل السنّت دیوبندی نہیں،لہذا اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے،اور اس کے پیچھے پڑھی گئی نماز واجب الاعادہ ہے۔

(۲) قبر کی راحت اور عذاب حق ہے اور تمام اہل السنّت والجماعت اس کے قائل ہیں کہ روح کا بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جس سے مردہ قبر کی راحت اور عذاب محسوس کرتا ہے، چنانچہ علامہ ملا علی القاری حنفی محدث رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

''واعلم ان اهل الحق اتفقوا على ان الله تعالىٰ يخلق فى الميت نوع حياة فى القبر قدرمايتالم ويتلذذ''......(شرح فقه الاكبر: ۸۰)

نیز خلاصہ ایوبی میں ہے۔

''اعلم اولاان المذاهب فى هذاالمقام ثلاثة الاول الميت حيى فى قبره فيعذب وهذا هومذهب اهل السنة والحق ،والثانى انه جماد لايعذب ولايدرك العذاب وهذا هومذهب جمهورالمعتزلة والروافض والثالث انه جماد يعذب وهذا مذهب الصالحية من المعتزلة ومذهب ابن جرير ومذهب طائفة من الكراهية الخ ''......(خلاصة الايوبى على الخيالى: ۱۱۸)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب اور راحت برحق ہے اور میت کے بدن کے ساتھ روح کا تعلق ہوتا ہے اور اس کا انکار کرنے والا اہل السنّت والجماعت سے خارج ہے اور وہ معتزلی ہے،لہذا اس خراب عقیدے والا امامت کا اہل نہیں ہے، بلکہ واجب العزل ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کسی چیز کا نام ''غنی'' رکھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۹۶): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ہماری کمپنی غنی موٹر سائیکل کے نام سے کام کررہی ہے،موٹر سائیکل کا نام غنی موٹر سائیکل رکھا گیا ہے اس وجہ

www.besturdubooks.net

سے موٹرسائیکل کے انجن کور اور کلیچ کور انگریزی میں Ghani لکھا گیا ہے، آیا Ghani بطور پہچان اور نشان کے لکھنا جائز ہے کہ نہیں؟ براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جونام اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ میں سے نہ ہوں بلکہ مشترک ہوں تو ان کا استعمال جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جائز ہے ایسے ہی ان اسماء کا نام بندوں کے لیے بھی جائز ہے، اور دیگر پاک اشیاء کے لیے بھی جائز ہے، لفظ غنی اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ میں سے نہیں ہے، لہذا اس کا استعمال بندوں کے لیے بھی جائز ہے اور دیگر پاک اشیاء کے لیے بھی جائز ہے۔

”والتسمية باسم يوجد فی كتاب الله تعالى كالعلی والكبير والرشيد والبديع جائز لانه من الاسماء المشتركة ويرادفی حق العباد غيرمايرادفی حق الله تعالى كذا فی السراجية“......(فتاویٰ الهندية: ۵/۳۶۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انگوٹھے چومنے اور اذان کے بعد صلوۃ وسلام کا حکم:

مسئلہ نمبر(۹۷): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان کے بعد صلوۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟ نیز ہمارے امام صاحب دوسرے فرقے سے تعلق رکھتے ہیں، انگوٹھے چومتے ہیں جس وقت حضور ﷺ کا نام آتا ہے، کیا ایسے امام صاحب کے پیچھے ہماری نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ یا ہمارے لیے جماعت کے بغیر نماز پڑھنا بہتر ہے، جب کہ صورت حال یہ ہے کہ یہاں سرحدی علاقہ ہے یہاں دوسری جماعت کا اہتمام بھی نہیں ہوسکتا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بعد اذان کے درود شریف پڑھنا تو حدیث سے ثابت ہے مگر پڑھنے کی کوئی خاص کیفیت منقول نہیں ہے، موجودہ زمانے میں اہل بدعت اذان کے بعد لوڈ اسپیکر پر درود وسلام پڑھنے کو فرض و واجب کا درجہ دیتے ہیں، اس لیے یہ بدعت ہے، شرعاً اس سے بچنا ضروری ہے، فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جب کسی مستحب کو لوگ ضروری سمجھنے لگیں تو ایسے وقت میں اس کا ترک واجب ہے۔

”كل مباح يؤدی اليه فمكروه هكذا فی الزاهدی“......(فتاوی الهندية: ۱/۱۳۶)

www.besturdubooks.net

”فمایفعله المؤذنون الآن عقب الآذان من الاعلان بالصلوة والسلام مرارا اصله سنة والکیفیة بدعة لان رفع الصوت فی المسجد ولوبذکر فیه کراهة سیمافی المسجد الحرام لتشویشه علی الطائفین والمصلین والمعتکفین“......(مرقات المفاتیح :۲/۳۲۸)

(۲) فقہ کی معتبر کتابوں میں انگوٹھے چومنے کا حکم کہیں نہیں ملتا، البتہ شامی اور حاشیۃ الطحطاوی نے استحباب نقل کیا ہے، لیکن انہوں نے جن کتابوں کا حوالہ نقل کیا ہے مثلاً فتاویٰ صوفیہ کتاب الفردوس اور قہستانی ان تمام کتب اسی طرح دوسری وہ کتابیں جن میں انگوٹھا چومنا مستحب لکھا ہے، اس کے بارے میں علامہ عبدالحی لکھنوی نے کہا کہ یہ غیر معتبر ہیں (النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر، ۳۱)

اور جو حدیث ہے اس کے بارے میں خود شامی میں ہے

”وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شئ“......(فتاوی شامی: ۱/۲۹۳)

لہذا اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، اس لیے اس سے بچنا بہتر ہے۔

”یستحب ان یقال عندسماع الاولیٰ من الشهادة صلی الله علیک یارسول الله وعندالثانیة منهاقرت عینی بک یارسول الله ثم یقول اللهم ....ونقلهم بعضهم ان القهستانی کتب علی هامش نسخته ان هذا مختص بالاذان واما فی الاقامة فلم یوجد بعدالاستقصاء التام والتتبع“......(ردالمحتار: ۱/۲۹۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عقیدہ حیات اور سماع کی وضاحت:

مسئلہ نمبر (۹۸): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ایک شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے روضہ مبارک میں بتعلق روح مع الجسد زندہ ہیں اور روضہ مبارک پر حاضر ہونے والوں کا بنفس نفیس صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں اور دور سے فرشتوں کے ذریعے صلوۃ وسلام پہنچانے کا

www.besturdubooks.net

قائل ہے، اوراس عقیدہ کو بدعت سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ دور سے پڑھا جانے والا صلوۃ وسلام بھی خود سنتے ہیں، اور آپ ﷺ کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ بھی نہیں رکھتا۔

(۲) اور یہ شخص روضہ مبارک پر جا کر ان الفاظ کے ساتھ دعا کا قائل ہے، یارسول اللہ! میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں، یارسول اللہ! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا فرمائیں، وہ حضور ﷺ کو نہ مختار کل مانتا ہے اور نہ حاجت روا اور نہ مشکل کشا، صرف وسیلہ کے طور پر ان سے عندالقبر دعا وشفاعت کا طالب ہے، اوران سے براہ راست مدد طلب کرنے کو شرک سمجھتا ہے۔

نیز دعا میں اولیاء اور انبیاء کا وسیلہ جائز ہے یا نہیں؟ ان کی حیات میں بھی اوران کی وفات کے بعد بھی مثلاً یوں کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔

(۳) مجوزین سماع موتی کو بدعتی مشرک کہنا اور یہ کہنا کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اس کا کیا حکم ہے؟ کیا مذکورہ بالا عقائد رکھنے والا شخص علماء دیوبند اہل السنّت والجماعت کے مسلک حقہ پر کاربند ہے یا ان کے مسلک حقہ کا مخالف ہے؟ اور ایسے شخص کی طرف شرک وبدعت کی نسبت کرنا کیسا ہے؟ آیا ایسے شخص کو مسجد کا امام رکھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیکر عنداللہ اجر جزیل کے مستحق ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) مذکورہ شخص کا عقیدہ درست ہے اور یہ شخص اہل السنّت والجماعت کے مسلک حقہ پر کاربند ہے، اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔

”عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیاابلغته رواه البيهقی فی شعب الايمان“......(مشکوة المصابيح: ۱/۸۸)

”عن ابی هريرة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لاتجعلوا بيوتكم قبورا ولاتجعلوا قبری عيدا وصلوا علی فان صلوتكم تبلغنی حيث كنتم رواه النسائی“......(مشکوة المصابيح: ۱/۸۷)

” يقولون بليت فقال ان الله عزوجل حرم علی الارض اجسادالانبياء “

......(ابوداؤد: ۱/۱۵۸)

www.besturdubooks.net

"ان النبی ﷺ حی فی قبره کما ان الانبیاء احیاء فی قبورهم"......(بذل المجهود شرح ابی داؤد:۲/۱۱۷)

(۲) انبیاء کرام اوراولیاء عظام بزرگان دین کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شرعاً جائز ہے بلکہ قبولیت دعا کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے مستحسن اورافضل بھی ہے ان کی زندگی میں بھی اوران کی وفات کے بعد بھی۔

"وکانوا من قبل یستفتحون علی اللذین کفروا نزلت فی بنی قریظة والنضیر کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول الله ﷺ قبل مبعثه قاله ابن عباس رضی الله عنهما وقتادة والمعنی یطلبون من الله تعالیٰ ان ینصرهم به علی المشرکین کماروی السدی انهم کانوا اذااشتدالحرب بینهم وبین المشرکین اخرجوا التوراة ووضعوا ایدیهم علی موضع ذکر النبی ﷺ وقالوا اللهم انانسئلک بحق نبیک الذی وعدتنا ان تبعثه فی آخرالزمان ان تنصرنا الیوم علی عدونا فینصرون"......(روح المعانی: ۱/۳۲۰)

"عن عثمان ابن حنیف ان رجلا ضریرالبصراتی النبی ﷺ فقال ادع الله لی ان یعافینی فقال ان شئت اخرت لک وهوخیر وان شئت دعوت فقال ادعه فامره ان یتوضأ فیحسن وضوءه ویصلی رکعتین ویدعوا بهذا الدعاء اللهم انی اسئلک واتوجه الیک بحمد نبی الرحمة یامحمدانی قدتوجهت بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقتضی اللهم فشفعه فی قال ابواسحاق هذاحدیث صحیح"......(سنن ابن ماجه : ۹۹)

"قال فی انجاح الحاجة هذاالحدیث اخرج النسائی والترمذی فی الدعوات مع اختلاف یسیر وقال الترمذی حسن صحیح وصححه البیهقی وزادفقام وقد ابصروا فی روایة ففعل الرجل فیری ذکرشیخنا عابدالسندی فی رسالته والحدیث یدل علی جواز التوسل والاستشفاع بذاته المکرم فی حیوته واما بعد مماته فقدروی الطبرانی فی الکبیر عن عثمان بن حنیف المقدم ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان فی حاجة له فکان لایلتفت الیه ولاینظرفی

www.besturdubooks.net

حاجته فلقی ابن حنیف فشکی الیه ذلک فقال له ابن حنیف ائت المیضاة فتوضأ ثم ائت المسجد فصل رکعتین ثم قل اللهم انی اسئلک واتوجه الیک بنبینا محمدﷺ نبی الرحمة یامحمدانی اتوجه الیک الی ربک فتقضی حاجتی وتذکرحاجتک فانطلق الرجل فصنع ماقال ثم اتی باب عثمان فجأالبواب حتی اخذه بیده فادخله علی عثمان فاجلسه معه علی الطنفسة فقال حاجتک فذکرحاجته فقضاها له ثم قال ماذکرت حاجتک حتی کان الساعة وقال ماکانت لک من حاجة فاذکرها ثم ان الرجل خرج من عنده فلقی ابن حنیف فقال له جزاک الله خیرماکان ینظرفی حاجتی ولایلتفت الی حتی کلمته فی فقال ابن حنیف والله ماکلمته ولکنی شهدت رسول اللهﷺ واتاه ضریر فشکے الیه فقال له النبیﷺ اوتصبرفقال یارسول الله لیس لی قائدوقدشق علی ذهاب بصره فقال له النبیﷺ ایت المیضاة وتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بهذه الدعوات قال ابن حنیف فوالله ماتفرقنا ولاطال بناالحدیث حتی دخل علیناالرجل کان لم یکن به ضرر قط ورواه البیهقی من طریقین نحوه واخرج الطبرانی فی الکبیر والمتوسط بسندفیه روح بن صلاح وثقه ابن حبان والحاکم وفیه ضعف وبقیة رجاله رجال الصحیح وقدکتب شیخنا المذکور رسالة مستقلة فیها التفصیل من اراد فلیراجع الیها وذکرفیها حدیث البیهقی وابن ابی شیبة عن مالک قال اصاب الناس قحط فی زمان عمربن الخطاب فجاء رجل الی قبرالنبیﷺ فقال یارسول الله استسق الله لامتک فانهم قدهلکوا فاتاه رسول اللهﷺ فی منامه فقال ائت عمرفاقرأه السلام واخبره والقصة مذکورة فی الاستیعاب لابن عبدالبر والمسئلة المذکورة قدشغفت فیهاالناس فی زماننا وفیهاتفصیل حسن ولکن لایلیق بهذاالمقام والحدیث ماقل وکفی خیرمماکثروالهی‘‘......(انجاح الحاجة علی سنن ابن ماجة: ۹۹،۹۸)

www.besturdubooks.net

”وابتغوا الیہ الوسیلة ،فی تفسیر روح المعانی تحت هذه الآیة ......وبعدهذا کلہ انا لاأری باسا فی التوسل الی اللہ تعالیٰ بجاہ النبی ﷺ “......(روح المعانی :٦/١٢٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عقیدہ حیات النبی ﷺ اور صلوۃ وسلام کے انکار کا حکم:

مسئلہ نمبر(۹۹): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

مسلک دیوبند کے نام سے کام کرنے والی دو تنظیمیں (۱) جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ (۲) مرکزی اشاعت التوحید والسنۃ، جن کے عقائد درج ذیل ہیں۔

(۱) حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں بالکل مردہ ہیں، اور روح کا جسم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۲) آپ ﷺ کے روضہ اطہر کے پاس پڑھا جانے والا درود شریف آپ ﷺ اسے نہیں سنتے اور یہاں سے پڑھا جانے والا درود شریف فرشتوں کے ذریعہ آپ ﷺ تک نہیں پہنچایا جاتا۔

(۳) عام موتی کو ثواب وعقاب معروف قبر میں نہیں ہوتا بلکہ صرف روحوں کو علیین اور سجین میں ہوتا ہے۔

(۱) کیا مذکورہ بالا عقائد اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے ہیں یا نہیں؟

(۲) کوئی شخص یا جماعت جو ان عقائد کا پرچار کرے کیا وہ اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں؟ اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(۳) کیا ایسے لوگوں کے لیے علماء دیوبند اہل السنۃ والجماعۃ کے نام کا استعمال شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟

(۴) علاقے میں اپنے غلط عقائد کا پرچار کر کے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، اس کے سدباب کے لیے وہاں کی عوام اور علماء کو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے؟

ان مذکورہ بالا عقائد کے متعلق لکھیں کہ علماء دیوبند کا ان کے متعلق کیا عقیدہ ہے، تفصیلاً رقم فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مذکورہ بالا عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کے نہیں ہیں کیونکہ اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے عقائد یہ ہیں۔

عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة ﷺ حی فی قبره الشریف وحیوته ﷺ

www.besturdubooks.net

دنیویة من غیر تکلیف وھی مختصة به ﷺ وبجمیع الانبیاء صلوات اللہ علیھم والشھداء لابرزخیة کماھی حاصلة لسائرالمؤمنین بل لجمیع الناس کمانص علیه العلامة السیوطی فی رسالته انباء الاذکیاء فی حیوۃ الانبیاء حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیوۃ الانبیاء والشھداء فی القبر کحیوتھم فی الدنیا ویشھدله صلوۃ موسی علیه السلام فی قبرہ فان الصلوۃ تستدعی جسداحیا الی آخرماقال فثبت بھذا ان حیوته دنیویة برزخیة لکونھا فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمدقاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللہ سرہ العزیز فی ھذہ المبحث رسالة مستقلة دقیقة المأخذ بدیعة المسلک لم یرمثلھا قدطبعت وشاعت فی الناس واسمھا آب حیات ای ماء الحیوۃ“......(المھندعلی المفند:۳۹،۳۸)

ترجمہ: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیاۃ دنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے، اور یہ حیاۃ مخصوص ہے آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء فی حیوۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا انبیاء اور شہداء کی قبر میں حیوۃ ایسے ہی ہے جیسے دنیا میں تھی اور موسی علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیاۃ دنیاوی ہے اور اس معنی پر برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہوکر لوگوں میں شائع بھی ہو چکا ہے اور اس کا نام آب حیات ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ عذاب قبر حق ہے، اور ثواب وعقاب معروف قبر ہی میں ہوتا ہے، اور یہ ثواب وعقاب روح مع الجسد دونوں کو ہوتا ہے، اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند سے خارج ہے اور مبتدع ہے، فتاویٰ شامی میں ہے۔

”قال اھل السنة والجماعة ،عذاب القبر حق وسوال منکر ونکیر حق و ضغطة القبر حق......فیعذب اللحم متصلابالروح والروح متصلابالجسم ،فیتالم الروح مع الجسد وان کان خارجا عنه والمؤمن المطیع لایعذب بل له

www.besturdubooks.net

ضغطة يجدهو ل ذلک وخوفه والعاصی يعذب ويضغط ولكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلتها ثم لايعود وان مات يومها اوليلتها يكون العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر ثم يقطع كذا فی المعتقدات للشيخ ابی المعين النسفی الحنفی من حاشية الحموی ملخصا‘‘......(الفتاوی الشامية: ۱/۶۱۰)

(۲)　لہذا استفتاء میں مذکورہ عقائد رکھنے والے اوران عقائد کا پرچار کرنے والے لوگ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج اور مبتدع ہیں اور مبتدع کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے،تائیدوتاکید کے لیے دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ مع استفتاء ملاحظہ ہو۔

استفتاء نمبر ۱۹۹۸، یہ عقیدہ رکھنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی روح علیین میں ہے اور آپ کا اپنی قبر اور جسد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لہذا آپ کی قبر پر درود وسلام پڑھا جائے تو پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے،لیکن آپ سنتے نہیں ہیں، کیا ایسا عقیدہ صحیح ہے کہ نہیں؟ اور غلط ہونے کی صورت میں بدعت سیئہ ہے کہ نہیں؟ اور ایسے عقیدہ والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: آنحضرت ﷺ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں،آپ کے مزار کے پاس کھڑے ہوکر جو سلام کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، ہمارے کان نہیں کہ ہم سنیں،آپ اپنے مزار میں حیات ہیں،مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے، جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے وہ بدعتی ہے،خراب عقیدہ والا ہے،اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے،حدیث شریف میں آتا ہے۔

’’ان الله حرم على الارض ان تاكل اجسادالانبياء ‘‘......(الحديث)

’’وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من صلى على عندقبری سمعته ومن صلى علی من بعيد اعلمته رواه ابوشيخ وسنده جيد‘‘......(القول البديع: ۱۱۶)

’’عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ الانبياء (صلوات الله تعالیٰ عليهم) احياء فی قبورهم يصلون ،رواه ابن عدی والبيهقی وغيرهما ‘‘ ......(شفاء السقام : ۱۳۴)

www.besturdubooks.net

دو حدیثیں نقل کردی ہیں، اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں، جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اور جو انکار کرتا ہے بدعتی اور خارج اہل السنۃ والجماعۃ ہے، غرض پڑھنے والے کو ثواب بھی پہنچتا ہے اور مزار مبارک کے قریب پڑھنے سے آپ سنتے بھی ہیں، اور اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود ہیں اور حیات بھی ہیں، واللہ اعلم بالصواب (کتبہ السید مہدی حسن، مفتی دار العلوم دیوبند)

(۳) استفتاء میں مذکورہ عقائد چونکہ اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے نہیں ہیں، اس لیے ان عقائد کے حامل لوگ مبتدع اور خارج اہل السنۃ ہیں، لہذا ان لوگوں کے لیے اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کا نام استعمال کرنا دھوکہ دہی کی وجہ سے ناجائز ہے۔

(۴) جن جن علاقوں میں یہ مبتدع لوگ اپنے عقائد کا پرچار کررہے ہیں وہاں کے علماء کی ذمہ داری ہے کہ عوام کو ان کے عقائد باطلہ سے آگاہ کریں اور صحیح عقائد کی تبلیغ کریں، اور وہاں کی عوام کو بھی اپنے علماء حقہ کا ساتھ دینا چاہیئے۔

اس بارے میں بحر العلوم المحدث الکامل الفقیہ الجلیل المحقق النبیل حضرت العلامۃ مولانا السید محمد یوسف البنوری رحمہ اللہ کی تفصیلی تحریر سے کچھ اقتباس نقل کیا جاتا ہے، ملاحظہ ہو۔

(۱) شہداء کے لیے بنص قرآن ''حیات'' حاصل ہے، اور مزید دفع تجوز کے لیے ''یرزقون'' کا ذکر بھی کیا گیا ہے، جیسے آج کل کا محاورہ بھی ہے ''فلان حی یرزق'' عام اہل برزخ سے ان کی حیات ممتاز ہے۔

(۲) جب انبیاء کا درجہ عام شہداء سے اعلیٰ وارفع ہے تو بدلالۃ النص یا بالاولیٰ خود قرآن کریم سے ان کی حیات ثابت ہوئی، علیہم الصلوات والتسلیمات، جب مرتبہ اعلی وارفع ہے تو حیات بھی اقویٰ واکمل ہوگی۔

(۳) اسی حیات کی اکملیت کے بارے میں دو حدیثیں آتی ہیں **''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء''** اور حدیث **''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون''** اور انہی احادیث کے شواہد کے طور پر دیگر احادیث صحیحہ موجود ہیں۔

(۴) الغرض انبیاء کرام کے لیے حیات، بقاء، اجساد، نقل وحرکت، ادارک وعلم سب چیزیں حاصل ہیں۔

(۵) یہ حیات دنیوی حیات کے مماثل بلکہ اس سے اقویٰ ہے...... بہرحال وہ حیات دنیوی بھی ہے اور حیات برزخی بھی، صرف حیات برزخی نہیں جس میں عام شہداء یا اموات بھی شریک ہوں، بلکہ اقویٰ واکمل ہے، اس لیے حیات دنیوی کے مماثل بلکہ اس سے بھی اقویٰ ہے (بحوالہ تسکین الصدور: ۲۵،۲۴)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

نبی کریم ﷺ کو حاضر وناظر ماننے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۰۰): جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی ملتمس ہوں کہ درج ذیل مسائل کا شرعی حل بتائیں اور رائے سے نوازیں۔

(۱) جس طرح اللہ پاک ہر جگہ حاضر وناظر ہیں کیا جو لوگ نبی کریم ﷺ کو حاضر وناظر سمجھتے ہیں، ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(۲) عام موزوں پر مسح کرنے سے وضو ہو جاتا ہے یا نہیں ہوتا؟

(۳) آوارہ کتوں کو زہر دے کر ہلاک کرنا درست ہے یا غلط؟

الجواب باسم الملک الوہاب

جو شخص حضور ﷺ کے بارے میں ہر جگہ حاضر وناظر کا عقیدہ رکھتا ہے وہ اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف عقائد رکھتا ہے اور وہ بدعتی ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے، اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لہذا کسی متورع اور متقی عالم دین کی اقتداء میں نماز پڑھیں۔

"ویکرہ امامۃ عبد ومبتدع ای صاحب بدعۃ وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول "......(درمختار علی ھامش الرد: ۱/۴۱۴،۴۱۳)

(۲) موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور اس سے وضو ہو جاتا ہے۔

"المسح علی الخفین جائز بالسنۃ "......(ھدایۃ : ۱/۵۴)

(۳) آوارہ کتے اگر کسی کو ایذاء پہنچائیں اور نقصان کریں تو ان کو قتل کرنا جائز ہے بصورت دیگر جائز نہیں ہے۔

"وجاز قتل مایضر منھا ککلب عقور وھرۃ فلا تضرو یذبحھا ای الھرۃ ذبحا ولا یضربھا "......(فتاویٰ شامی: ۵/۵۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر اللہ کی نذر ماننے والے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۰۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں امام صاحب گیارہویں

www.besturdubooks.net

یعنی نذر غیر اللہ کو جائز قرار دیتے ہیں اور لوگوں کو بھی اسی کی طرف ترغیب دیتے ہیں اور اس کی طرف دعوت بھی دیتے ہیں، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ جو امام اس عقیدہ کا حامل ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں غیر اللہ کی نذر نا جائز وحرام ہے ایسے عقیدے والے کا عقیدہ درست کرنا ضروری ہے، یہ شخص بدعتی ہے لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، بصورت مجبوری اکیلے نماز پڑھنے سے ان کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔

”واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد واصرفها لفقراء الانام وقدابتلی الناس بذلک ولاسیما فی هذه الاعصار قوله باطل وحرام لوجوه منهاانه نذرلمخلوق والنذرللمخلوق لایجوز لانه عبادة والعبادة لاتکون لمخلوق “ ......(ردالمحتار: ۲/۱۳۹)

”ویکره تقدیم المبتدع ایضا لانه فاسق من حیث الاعتقاد وهواشد من الفسق من حیث العمل الاان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقده اهل السنة والجماعة وانمایجوز الاقتداء به مع الکراهة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفر عنداهل السنة امالوکان مؤدیا الی الکفر فلایجوزاصلاً“......(حلبی کبیری: ۱/۴۴۳)

”وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا ومن السنة حدیث (صلوا خلف کل بروفاجر) وفی صحیح البخاری ان ابن عمر رضی الله عنهما کان یصلی خلف الحجاج وکفی به فاسقا کماقاله الشافعی وقال المصنف انه افسق اهل زمانه “......(البحرالرائق :۶۰۸، ۱/۶۱۰)

” عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ الصلوة المکتوبة واجبة علیکم ای بالجماعة خلف کل مسلم برا کان اوفاجرا وان عمل

www.besturdubooks.net

الکبائر قال القاری قال ابن الملک ای جاز اقتداء کم خلفه لورود الوجوب بمعنی الجواز لاشتراکهما فی جانب الاتیان بهما وهذا یدل علی جواز الصلاة خلف الفاسق وکذا المبتدع اذالم یکن مایقوله کفرا "......(بذل المجهود : ۱/۳۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تعویذات پر اجرت لینے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تعویذات پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

تعویذات پر اجرت لینا جائز ہے بشرطیکہ تعویذ میں سحر یا کوئی اور خلافِ شرع بات نہ ہو ورنہ تعویذ ہی جائز نہ ہوگا اور ناجائز عمل پر اجرت لینا بھی ناجائز ہے۔

"جوزوا الرقیة بالاجرة ولوبالقرآن کماذکره الطحاوی لانهالیست عبادة محضة بل من التداوی "......(الردالمحتار: ۵/۳۹)

"فیهااستاجره لیکتب له تعویذالاجل السحر جازان بین قدرالکاغذ والخط وکذا المکتوب (قوله لاجل السحر) ای لاجل ابطاله والافالسحرنفسه معصیة بل کفر لایصح الاستئجار علیه "......(درمع الشامی: ۵/۶۳)

"والاحادیث فی القسمین کثیرة ووجه الجمع بینهما ان الرقی یکره منها ماکان بغیراللسان العربی وبغیراسماء الله تعالیٰ وصفاته وکلامه وکتبه المنزلة وان یعتقد ان الرقیة نافعة لامحالة فیتکل علیها وایاها ارادبقوله ﷺ ماتوکل من استرقی ولایکره منهاماکان بخلاف ذلک کالتعوذبالقرآن واسماء الله تعالیٰ والرقی المرویة"......(عمدة القاری : ۲۱/۳۹۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

جسم کے کسی حصے کے پھڑکنے کے بارے میں اچھا یا برا شگون لینے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۰۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر انسانی جسم کے کسی حصہ کا گوشت پھڑکتا ہے کبھی آنکھوں کی پلکیں وغیرہ، دائیں والے سے اچھا شگون لیتے ہیں اور بائیں والے سے برا شگون لیتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ایسا کرنا جائز نہیں تو اس کے ساتھ نیک یا برا شگون منسوب کرنے سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اس قسم کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں، مصیبت صرف اللہ کی طرف سے آتی ہے، نیز اس قسم کے عقیدہ سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے، لہذا اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، یہ بھی واضح رہے کہ اسلام میں نیک شگونی ہے، بدشگونی نہیں ہے۔

"قوله اوتفاؤلا ای بعوده علی من ادركه كماسميت القافلة قافلة تفاؤلا لابقفولها ای رجوعها(بحر،۳)والفال ضدالطير كان يسمع مريض ياسا لم اوياطالب اوياواجد اويستعمل فی الخير والشر قاموس ومنه حديث كان ﷺ يتفاءل ولايتطيرو كذاحديث كان يعجبه اذاخرج لحاجته ان يسمع ياراشد يارجيح اخرجهما السيوطی فی الجامع الصغير ووجهه ان الفال امل ورجاء للخيرمن الله تعالی عندكل سبب ضعيف اوقوی بخلاف الطيرة"
......(فتاویٰ شامی: ۱/۶۱۰)

"عن ابی هريرة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله يقول لاطيرة وخيرهاالفال قال ماالفال ؟قال الكلمة الصالحة يسمعها احدكم ،ومعنی الترخص فی الفال والمنع من الطيرة وهوان الشخص لورأی شيئا وظنه حسنا وحرضه علی طلب حاجته فليفعل ذلک واذارأی مابعده مشووما ويمنعه من المضی الی حاجته فلايجوزقبوله بل يمضی لسبيله فاذا قبل وانتهی عن المضی فی طلب حاجته فهوالطيرة لانها اختصت ان تستعمل فی الشوم"
......(مرقاة المفاتيح : ۸/۳۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

گناہ سے توبہ کا حکم:

مسئلہ نمبر (۱۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی انسان غلط کام کرے چاہے وہ کام کوئی بڑا گناہ ہی کیوں نہ ہوا گر وہ توبہ کر لے تو کیا اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیا توبہ کے ساتھ اس دنیا میں سزا ملنی ضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حدیث شریف میں ہے ''التائب من الذنب کمن لاذنب له'' گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہی ہے گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں، بناء بریں جب اس نے سچی توبہ کر لی تو ان شاء اللہ گناہ معاف ہو گیا، اور جب گناہ معاف ہو گیا تو مواخذہ نہیں، البتہ حقوق العباد کا معاملہ جدا ہے۔

''عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لاذنب له (الحديث)التائب من الذنب اى توبة صحيحة كمن لاذنب له اى فى عدم المواخذة بل قديزيد عليه بان ذنوب التائب تبدل حسنات وفى شرح السنة روى عنه موقوفا قال الندم توبة والتائب كمن لاذنب له (قال الندم توبة) اى ركن اعظمها الندامة اذيترتب عليها بقية الاركان من القلع والعزم على عدم العود وتدارك الحقوق ماامكن الخ ...... ثم اعلم ان التوبة اذاوجدت بشروطها المعتبرة فلاشك فى قبولها وترتب المغفرة عليها لقوله تعالى وهوالذى يقبل التوبة عن عباده (الشورىٰ)''......(مرقات المفاتيح : ٥/٢٧٠، ٢٦٩)

''وفى شرح المقاصد قالوا:ان كانت المعصية فى خالص حق الله تعالىٰ فقديكفى الندم كمافى ارتكاب الفرارمن الزحف وترك الامر بالمعروف وقدتفتقرالى امرزائد كتسليم النفس للحد فى الشرب وتسليم ماوجب فى ترك الزكوة ومثله فى ترك الصلوة وان تعلقت بحقوق العباد لزم مع الندم، والعزم ايصال حق العبد اوبدله اليه ان كان الذنب ظلما كمافى الغضب والقتل العمدولزم ارشاده ان كان الذنب اضلالا له والاعتذار اليه ان

www.besturdubooks.net

کان ایذاء کمافی الغیبة اذابلغته ولایلزم تفصیل مااغتابه به الااذابلغه علی وجه افحش والتحقیق ان هذاالزائد واجب آخر خارج عن التوبة "......(روح المعانی : ۲۸/۱۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنتوں کے بعد اجتماعی دعا حکم:

مسئلہ نمبر (۱۰۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دعا بعد از نماز سنت کے فراغت کے بعد امام اور جملہ مقتدی کرتے ہیں، اوراس طریقے کو عین سنت نبوی کہتے ہیں، اوراس طریقے پر دعا نہ کرنے والے کو لعن طعن دی جاتی ہے، برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

سنتوں کے بعد انفرادی دعا مسنون ہے، اجتماعی دعا نہ سنت ہے نہ بدعت، لہذا نہ کرنے والوں پر نکیر نہ کی جائے اور کرنے والوں پر بھی نکیر نہ کی جائے، البتہ منکرین پر نکیر درست ہے۔

"واعلم ان الادعیة بهذه الهیئة الکذائیة لم تثبت عن النبی ﷺ ولم یثبت عنه رفع الایدی دبرالصلوات فی الدعوات الاقل قلیل ومع ذلک وردت فیه ترغیاب قولیة والامرفی مثله ان لایحکم علیه بالبدعة فهذه الادعیة فی زماننالیست بسنة بمعنی ثبوتها عن النبی ﷺ ولیست ببدعة بمعنی عدم اصلها فی الدین والوجه فیه ماذکرته فی رسالتی نیل الفرقدین(ص:۱۳۳)ان اکثرادعاء النبی ﷺ کان علی شاکلة الذکر لایزال لسانه رطبابه الخ"......(فیض الباری : ۲/۱۶۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تلاوت قرآن ایصال ثواب کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر (۱۰۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا چند اشخاص مل کر کسی کے گھر میں برائے ثواب قرآن شریف پڑھ کر بزرگ یا کسی فوت شدہ کو ثواب بخش سکتے ہیں اور کیا ایسا کرنا درست ہے؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

ایصال ثواب کے لیے بغیر تعیین ایام اور بغیر اجرت کے قرآن خوانی جائز ہے چاہے انفرادی ہو یا اجتماعی ہو۔

" وروی الدارقطنی ان رجلا سأله علیه السلام فقال کان لی ابوان ابرهما حال حیاتهما فکیف لی ببرهما بعدموتهما فقال ﷺ ان من البر بعدالموت ان تصلی لهمامع صلاتک وان تصوم لهمامع صومک...... وعن انس رضی الله عنه قال یارسول الله انانتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعوا لهم فهل یصل ذلک لهم قال نعم انه لیصل الیهم وانهم لیفرحون به کمایفرح احدکم بالطبق اذا اهدی الیه "......(فتاویٰ شامی : ٢/٢٥٧)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا کافر اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے؟

مسئلہ نمبر(١٠٧): محترم ومکرم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا کافر اور مشرک ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے اور وہاں سے کبھی بھی نکل نہیں سکیں گے؟ کیا کبھی ایسا وقت بھی آئے گا کہ کافر اور مشرک بھی جہنم سے نکل آئیں گے؟ یا ان کی زندگی ایسی ہوگی جیسے جنتی اور جنت کی کہ جنت کی زندگی کی کوئی انتہا نہیں، جنتی ہمیشہ جنت میں رہیں گے وہاں سے کبھی بھی نہیں نکلیں گے، کیا بالکل اسی طرح کافر اور مشرک لوگوں کی جہنم کی زندگی کی کوئی انتہا نہیں وہ جہنم سے کبھی بھی نکل نہیں سکیں گے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

کفار اور مشرک ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، لقوله تعالیٰ

"ان الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین فی نارجهنم خالدین فیها "

......(البینة)

اہل السنۃ والجماعۃ کا یہی عقیدہ ہے اور قرآن وسنت سے اس پر بے شمار شواہد ہیں، اور اہل ایمان اگر کسی جرم کی وجہ سے دوزخ میں گئے تو بالآخر نجات پا کر جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔

www.besturdubooks.net

”قال الامام الاعظم فی کتابہ الوصیة،والجنة و النار حق وھمامخلوقتان ولافناء لھما ولالاھلھما لقولہ تعالیٰ فی حق اھل الجنة اعدت للمتقین وفی حق اھل النار اعدت للکافرین خلقھمااللہ تعالی للثواب و العقاب وقال ایضا فی الوصیة واھل الجنة فی الجنة خالدون واھل النار فی النارخالدون لقولہ تعالیٰ فی حق المؤمنین اولئک اصحاب الجنة ھم فیھاخالدون وفی حق الکفار اولئک اصحاب النار ھم فیھاخالدون انتھی“......(شرح ملاعلی القاری علی الفقہ الاکبر: ۹۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اپنے پیر و مرشد کے لیے لفظ ﷺ کا استعمال:

مسئلہ نمبر(۱۰۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں جو ایک مسجد کا امام وخطیب ہے اپنے وعظ جمعہ کے دوران مندرجہ ذیل جملہ ادا کیا،اور کہا کہ میرے شیخ ومربی حضرت مولانا جمیل احمد ﷺ کو اللہ نے علمی میدان میں بھی اور تصوف میں بھی بڑے کمال سے نوازا ہے اور بہت متقی اور عبادت گزار ہیں۔

زید ایک مشہور علمی ودینی درس گاہ سے درس نظامی اور دورہ حدیث شریف کا سند یافتہ ہے،تمام عقائد میں اہل السنة والجماعة سے کلی طور پر متفق ہے،اس سے پہلے کسی طرح کی شکایت اس کے خلاف عوام اہل السنة والجماعة کو نہ ہے۔

زید کی مادری زبان سرائیکی ہے،اور یہ الفاظ مندرجہ بالا دوران وعظ جمعہ سینکڑوں عوام اہل السنة والجماعة کے سامنے ادا ہوئے،اور الفاظ بالا زید کا عقیدہ بھی نہیں ہے،مگر جمعہ کی تقریر میں اس کی زبان سے یہ الفاظ سینکڑوں لوگوں نے سنے اور گواہ ہیں،دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) مندرجہ بالا عبارت میں گستاخی سرکار ﷺ پائی جاتی ہے یا نہیں؟

(۲) زید محض الفاظ بالا کی ادائیگی سے گستاخ رسول ﷺ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور اس کی سزا کیا ہے؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

ان الفاظ سے اجتناب کریں کیونکہ یہ الفاظ مناسب نہیں ہیں، اوراس پرتوبہ واستغفارکریں، یہ الفاظ توہین رسالت کے زمرہ میں نہیں آتے بلکہ جہالت کے زمرہ میں آتے ہیں۔

" ولا یصلی علی غیرالانبیاء ولاغیرالملائکة الابطریق التبع قوله ولایصلی علی غیرالانبیاء الخ لان فی الصلوة من التعظیم مالیس فی غیرها من الدعوات وهی زیادة الرحم والقرب من الله تعالیٰ ولایلیق ذلک بمن یتصور منه خطابا والذنوب الاتبعا بان یقول اللهم صل علی محمدوآله وصحبه وسلم لان فیه تعظیم النبی ﷺ زیلعی،واختلف هل تکره تحریما اوتنزیها اوخلاف الاولیٰ وصح النووی فی الاذکار الثانی لکن فی خطبة شرح الاشباه للبیری من صلی علی غیرهم اثم وکره وهوالصحیح وفی المستصفی وحدیث ﷺ علی آل ابی اوفی الصلوة حقه فله ان یصلی علی غیره ابتداء اماالغیر فلااه واماالسلام فنقل للقانی فی شرح جوهرة التوحید عن الامام الجوینی انه فی معنی الصلوة فلایستعمل فی الغائب ولایفردبه غیرالانبیاء فلایقال علی علیه السلام وسواء فی هذاالاحیاء والاموات الافی الحاضرفیقال السلام اوسلام علیک اوعلیکم وهذا مجمع علیه اه اقول ومن الحاضرالسلام علینا وعلی عبادالله الصلحین والظاهر ان العلة فی منع السلام ماقاله النووی فی علة منع الصلوة ان ذلک شعاراهل البدعة ولان ذلک مخصوص فی لسان السلف بالانبیاء علیهم الصلوة والسلام کماان قولنا عزوجل مخصوص بالله تعالیٰ فلایقال محمدعزوجل وان کان عزیزا جلیلا ثم قال اللقانی وقال القاضی عیاض الذی ذهب الیه المحققون وامیل الیه ماقاله مالک وسفیان واختاره غیرواحدمن الفقهاء والمتکلمین انه یجب تخصیص النبی ﷺ وسائر الانبیاء بالصلوة والتسلیم کمایختص الله سبحانه عندذکره بالتقدیس والتنزیه ویذکر من سواهم بالغفران والرضا کماقال الله تعالی رضی الله عنهم ورضوا عنه یقولون ربنااغفرلنا

www.besturdubooks.net

ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان وایضا فهوامر لم یکن معروفا فی الصدر الاول وانما احدثه الرافضة فی بعض الائمة والتشبه باهل البدع منهی عنه فتجب مخالفتهم اه اقول وکراهة التشبه باهل البدع مقررة عندنا ایضا لکن لا مطلقا بل فی المذموم وفیما قصدبه التشبه بهم“......(الدرمع الرد ۵:۵۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عذاب قبر کتاب وسنت سے ثابت ہے:

مسئلہ نمبر(۱۰۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں

ہمارے یہاں قطر میں ایک جماعت ”پنج پیری“ کہلاتی ہے، یہ لوگ عذاب قبر کو نہیں مانتے، کیا ان کے درس میں خواہ وہ درس قرآن ہو یا کسی اور موضوع پر ہو، شرکت جائز ہے؟ نیز ایسے عقیدے کے لوگوں کے ساتھ معاشرتی روابط رکھنا کیسا ہے؟ کیا ان کے ساتھ کاروباری معاملات اور لین دین رکھ سکتے ہیں؟

برائے مہربانی ان سوالات کے جوابات دے کر مطمئن فرمائیں، اور اس فتنہ سے محفوظ رہنے کے لیے رہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اجماع ہے کہ قبر کی راحت اور عذاب حق ہے، اور یہ عقیدہ کتاب وسنت سے ثابت ہے، اور اہل حق اہلسنت کی تمام کتب علم کلام میں اس کی تصریح موجود ہے، اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا اہل السنۃ سے خارج ہے، اس کا درس وغیرہ سننا جائز نہیں ہے، باقی تعلقات وغیرہ جس طرح دیگر اہل بدعت وہویٰ کے ساتھ ہوتے ہیں اس طرح ان کے ساتھ بھی رکھنا جائز ہے۔

”سئل شیخ الاسلام قدس الله روحه وهو بمصر عن عذاب القبر هل هو علی النفس والبدن او علی النفس دون البدن؟والمیت یعذب فی قبره حیاام میتا؟وان عادت الروح الی الجسد ام لم تعد؟فهل یتشارکان فی العذاب والنعیم ؟اویکون ذلک علیٰ احدهما دون الآخر؟فاجاب رضی الله عنه وجعل جنة الفردوس منقلبه ومثواه آمین الحمدلله رب العالمین بل العذاب

www.besturdubooks.net

والنعيم على النفس والبدن جميعا باتفاق اهل السنة والجماعة تنعم النفس وتعذب منفردة عن البدن وتعذب متصله بالبدن والبدن متصل بها فيكون النعيم والعذاب عليهما فى هذه الحال مجتمعين كمايكون للروح منفردة عن البدن ،وهل يكون العذاب والنعيم للبدن بدون الروح؟هذافيه قولان مشهوران لاهل الحديث والسنة والكلام وفى المسئلة اقوال شاذة ليست من اقوال اهل النسة والحديث قول من يقول ان النعيم والعذاب لايكون الاعلى الروح وان البدن لاينعم ولايعذب وهذاتقوله الفلاسفة المنكرون لمعاد الابدان وهؤلاء كفارباجماع المسلمين ......قدثبت فى الكتاب والسنة واتفاق سلف الائمة ان الروح تبقى بعدفراق البدن وانهما منعمة اومعذبة ‘‘ ......(مجموعه فتاویٰ شیخ الاسلام احمدابن تیمیه :۲۸۳،۲۸۲/۴)

’’قال اهل السنة والجماعة عذاب القبر حق وسوال منكر ونكير وضغطة القبر حق لكن ان كان كافرا فعذابه يدوم الى يوم القيامة ويرفع عنه يوم الجمعة وشهررمضان فيعذب اللحم متصلابالروح والروح متصلا بالجسم فيتالم الروح مع الجسد وان كان خارجا عنه والمؤمن المطيع لايعذب بل له ضغطة يجد هول ذلك وخوفه والعاصى يعذب ويضغط لكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلتها ثم لايعودوان مات يومها اوليلتها يكون العذاب ساعة واحدة وضغطة القبرثم يقطع‘‘......(فتاویٰ الشامی: ۱/۲۱۰)

’’ثم العذاب عنداهل السنة الجسد بعينه اوبعضه بعداعادة الروح اليه اوالى جزء منه وخالف فيه محمدبن جريروعبدالله بن كذام وطائفة فقالوا لايشترط اعادة الروح قال اصحابنا هذافاسد‘‘......(شرح المسلم للنووی: ۲/۳۸۶)
(عمدة القارى شرح صحيح البخارى :۳/۱۴۶)

’’امااهل السنة والجماعة فلهم فيه قولان قيل العذاب على الروح فقط وقيل على الروح والجسد معاومال الى الاول الحافظ ابن القيم رحمه الله تعالىٰ والاقرب عندى هوالثانى‘‘......(فيض البارى: ۲/۴۹۲)

www.besturdubooks.net

"عذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين خص البعض لان منهم من لايريدالله تعالیٰ تعذيبه فلايعذب وتنعيم اهل الطاعة فی القبر بمايعلمه الله تعالی ويريده وهذااولی مماوقع فی عامة الكتب من الاقتصارعلی اثبات عذاب القبر دون تنعيمه بناء علی ان النصوص الواردة فيه اكثر وسوال منكر ونكير ثابت كل من هذه الامور بالدلائل السمعية لانهاامورممكنة اخبربها الصادق علی ما نطقت به النصوص قال الله تعالیٰ"الناريعرضون عليها غدوا وعشيا ويوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشدالعذاب "وقال الله تعالیٰ "اغرقوا فادخلوا نارا"قال النبی عليه السلام "استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه "وقال عليه السلام "القبرروضة من رياض الجنة اوحفرةمن حفرالنيران وبالجملة الاحاديث فی هذالمعنی ای تنعيم وتعذيب وفی كثيرمن احوال الآخرة متواترة المعنی وان لم يبلغ احادها حدالتواتر"......(شرح العقائد النسفية:۱۲۴ ،مطبوعه مكتبه رحمانيه)

"الناريعرضون عليهاغدوا وعشيا فی الصحيحين عن عبدالله بن عمران رسول الله ﷺ قال ان احدكم اذامات عرض عليه مقعده بالغداة والعشی ان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان كان من اهل النار فمن اهل النار فيقال له هذا مقعدک حتی يبعثک الله الی يوم القيامة وفيه دليل علی ان بقاء النفس وعذاب القبر وقددلت الاحاديث عليه وانعقد عليه الاجماع"......(تفسيرالمظهری:۸/۲۰۶)

"البدعة مااحدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول الله ﷺ من علم اوعمل اوحال بنوع شبهة واستحسان وجعل دينا قويما وصراطامستقيما اه......وجهل المبتدع كالمعتزلة مانعی ثبوت الصفات زائدة وعذاب القبر والشفاعة وخروج مرتكب الكبيرة والرؤية لايصلح عذرا لوضوح الادلة من الكتاب والسنة الصحيحة لكن لايكفر اذتمسكه بالقرآن اوالحديث اوالعقل وللنهی عن تكفير اهل القبلة والاجماع علی قبول شهادتهم ولاشهادة لكافرعلی مسلم "......(فتاویٰ شامی:۱/۴۱۴،۴۱۵)

”ویقبل قول الفاسق والکافر والعبد فی المعاملات لکثرة وقوعها کمااذا اخبر انہ وکیل فلان فی بیع کذا فیجوزالشراء منه ان غلب علی الرأی صدقه قوله لکثرة وقوعها فاشتراط العدالة فیها یؤدی الی الحرج وقلما یجدالانسان المستجمع لشرائط العدالة لیعامله اویستخدمه اویبعثه الی وکلائه “ ......(الدرمع الرد:۲۴۳......۵)

”وجازعیادة فاسق علی الاصح لانه مسلم والعیادة من حقوق المسلمین قوله وجاز عیادة فاسق وهذا غیر حکم المخالطة ذکرصاحب الملتقط یکره للمشهور المقتدی به الاختلاط برجل من اهل الباطل والشر الابقدرالضرورة لانه یعظم امره بین الناس ولوکان رجل لایعرف بداربه لیدفع الظلم عن نفسه من غیراثم فلابأس به اه“......(الدرمع الرد : ۲۷۴،۲۷۵/۵)

”وفی الحاوی وعن ابی سلمة الفقیه انه قال هذه عشرة مسائل التی وجدت علیهامشائخ السلف من اهل الهدایة والجماعة من آمن بهاکان منهم ومن لم یؤمن بها فهوصاحب هوی وبدعة ثم عدهذه العشرة،وقال قال شیخ الامام ابوبکر محمدبن احمدالقاضی ان الله تعالیٰ خلق افعال العباد وافعالهم بقضاء الله تعالیٰ ومشیته وان الله تعالیٰ خالق لم یزل ....وان شفاعة محمد حق لاهل الکبائر من امته وان عذاب القبر حق “......(البحرالرائق : ۳۳۱،۳۳۲/۸)

”قال الفقیه ابواللیث رحمه الله تعالیٰ ینبغی ان لایاخذالعلم الامن امین “ ...... (فتاویٰ الهندیة:۳۷۸/۵)

”حدثنا محمدبن علی حدثنا النضر اخبرا بن عوف عن ابن سیرین قال هذاالحدیث دین فانظروا عمن تاخذون دینکم“......(جامع الترمذی : ۲/۷۵۶ ، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

یاجوج ماجوج اور قیامت کی بڑی بڑی علامات کا ثبوت قرآن وحدیث سے:

مسئلہ نمبر(۱۱۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن پاک اور حدیث مبارکہ میں کس جگہ آتا ہے؟

(۲) ظہور مہدی، علامات قیامت، نزول عیسیٰ علیہ السلام، دجال کی آمد اور اس کے حالات کیا ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن وحدیث میں تفصیل کے ساتھ وارد ہوا ہے، قرآن پاک میں سورۃ الکہف پارہ نمبر ۱۶ رکوع نمبر ۲ میں اس کی تفصیل ہے علامات قیامت اور نزول مسیح شاہ رفیع الدین صاحب کی کتاب علامات قیامت، دجال کی آمد اور اس کے تفصیلی حالات ملاحظہ ہوں (علامات قیامت: ۱۴۵)

(۲) قیامت سے پہلے امام مہدی علیہ الرضوان پیدا ہوں گے اور وہ آنحضرت ﷺ کی اولاد میں سے ہوں گے اور اس جماعت کے آخری امیر ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فجر کی نماز کے وقت ہوگا اور اس حالت میں نزول ہوگا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوں گے اور ان کا نزول دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس یا بیت المقدس میں امام مہدی کے پاس ہوگا۔

(۱) "قالوا یذالقرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینھم سدا ،قال البغوی روی قتادۃ عن ابی رافع عن ابی ھریرۃ یرفعه ان یاجوج وماجوج یحضرونه یعنی السد کل یوم حتی اذاکادوایرون شعاع الشمس قال الذی علیھم ارجعوا فستحفرونه غدا فیعیدالله عزوجل کماکان حتی اذابلغت مدتھم حفروا حتی اذاکادوا یرون شعاع الشمس قال الذی علیھم ارجعوا فستحفرونه ان شاء الله غداواستثنی فیعودون الیه وھو کھیئته حین ترکوه فیحفرونه فیخرجون علی الناس فیتبعون المیاه ویتحصن الناس فی حصونھم منھم فیرمون سھامھم الی السماء فیرجع فیھا کھیئة الدم فیقولون قھرنا اھل الارض وعلونا اھل السماء فیبعث الله عزوجل لففافی اقفائھم فیھلکون وان دواب الارض یسمن ویشکر من لحومھم شکرا "......(تفسیر المظھری: ۵/۴۲۰)

www.besturdubooks.net

''وعن ابی سعید قال ذکر رسول اللہ ﷺ بلاء یصیب هذه الامة حتی لایجدالرجل ملجأیلجأ الیه من الظلم فیبعث الله رجلامن عترتی واهل بیتی فیملأبه الارض قسطا وعدلا کماملئت ظلماوجورا یرضی عنه ساکن السماء وساکن الارض لاتدع السماء من قطرها شیئاالاصبته مدرارا،ولاتدع الارض من نباتها شیئاالااخرجته حتی یتمنی الاحیاء الاموات یعیش فی ذلک سبع سنین اوثمان سنین اوتسع سنین(رواه الحاکم)فیبعث الله رجلا ای کاملا عادلا عالما عاملا وهوالمهدی من عترتی ای اقاربی واهل بیتی ای من اخصهم فیملأ ای الله به ای بسبب وجودذلک الرجل الارض ای جمیعها''......(المرقات :۹۷،۹۸/۱۰)

''وعن ام سلمة عن النبی ﷺ قال یکون اختلاف عندموت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هاربا الی مکة فیاتیه الناس من اهل مکة فیخرجوه وهو کاره فیبایعونه بین الرکن والمقام ویبعث الیه بعث من الشام فیخسف بهم بالبیداء بین مکة والمدینة فاذا رأی الناس ذلک اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فیبایعونه ثم ینشأرجل من قریش اخواله کلب فیبعث الیهم بعثا فیظهرون علیهم وذلک بعث کلب ویعمل فی الناس بسنة نبیهم ویلقی الاسلام بجرانه فی الارض فیلبث سبع سنین ثم یتوفی ویصلی علیه المسلمون رواه ابوداؤد ''......(المرقات :۹۲،۹۴/۱۰)

''عن حذیفة ابن اسید الغفاری قال اطلع النبی ﷺ علینا ونحن نتذاکر فقال ماتذکرون ؟قالوا نذکرالساعة قال انهالن تقوم حتیٰ تروا قبلهاعشرآیات فذکر ،الدخان، والدجال،والدابة،وطلوع الشمس من مغربها،ونزول عیسی ابن مریم،ویاجوج وماجوج،وثلاثة خسوف،خسف بالمشرق،وخسف بالمغرب،وخسف بجزیرة العرب،وآخر ذلک نارتخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرهم وفی روایة نارتخرج من قعرعدن تسوق الناس الی المحشر وفی روایة فی العاشرة وریح تلقی الناس فی البحر رواه مسلم''......(المرقات :۱۰۳،۱۰۵/۱۰)

www.besturdubooks.net

”وقدروی الطبرانی عن اوس بن اوس مرفوعا ینزل عیسی بن مریم عندالمنارة البیضاء شرقی دمشق وروی الترمذی عن مجمع بن جاریة مرفوعا یقتل ابن مریم الدجال بباب لد فی النهایة هوموضع بالشام وقیل بفلسطین ، کذافی شرح الترمذی للسیوطی وفی القاموس لدبالضم قریة بفلسطین یقتل عیسیٰ علیه السلام الدجال عندبابها هذا وقدقیل ان اول الآیات الدخان ثم خروج الدجال ثم نزول عیسیٰ علیه الصلوة والسلام ثم خروج یاجوج وماجوج ثم خروج الدابة ثم طلوع الشمس من مغربها فان الکفار یسلمون فی زمن عیسیٰ علیه السلام حتی تکون الدعوة واحدة ولوکانت الشمس طلعت من مغربها قبل خروج الدجال ونزوله لم یکن الایمان مقبولا من الکفار فالواؤ لمطلق الجمع فلایردان نزوله قبل طلوعها ولاماسیأتی ان طلوع الشمس اول الآیات“......(مرقات المفاتیح:۱۰۳، ۱۰۴/۱۰)

”اذبعث الله عیسی بن مریم علیه السلام فینزل عندالمنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهرودتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین اذا طأطأ رأسه قرط واذارفعه تحدر منه مثل جمان کاللؤلؤ“......(تفسیرالمظهری: ۵/۴۲۱)

”روی مسلم عن النواس بن سمعان قال ذکررسول الله صلی الله علیه وسلم الدجال ذات غداة فخفض فیه ورفع حتی ظنناه فی طائفة النخل فلمادخلنا الیه عرف ذلک فینا فقال ماشانکم؟فقلنایارسول الله ذکرت الدجال فخفضت فیه ورفعت حتی ظنناه فی طائفة النخل فقال غیرالدجال اخوف علیکم ان یخرج وانافیکم فانا حجیجه دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرؤ حجیج نفسه والله خلیفتی علی کل مسلم انه شاب قطط عینه طافیة اشبهه لعبدالعزی بن قطن فمن ادرکه منکم فلیقرأعلیه فواتح سورة الکهف انه خارج بین الشام والعراق فعاث یمینا وعاث شمالا یاعبادالله دفاثبتوا قلنایارسول الله مالبثه فی الارض؟قال اربعون یوما یوماکسنة ویوما کشهر ویوم کجمعة وسائرایامه کایامکم قلنافذلک الیوم الذی کسنة ایکفینا فیه صلوة یوم؟قاللااقدروا له

www.besturdubooks.net

قدره قلنا یارسول الله وماسراعه فی الارض قال کالغیث استدبرته الریح فیاتی علی القوم فیدعوهم فیؤمنون به ویستجیبون له فیأمر السماء فیمطر علیهم والارض فینبت ویروح علیهم سارحتهم اطول ما کانت ذری واسبغة ضروعا وامده خواصرثم یاتی القوم فیدعوهم فیردون علیه قوله قال فینصرف عنهم فیصبحون ممحلین لسبی بایدیهم شیء من اموالهم ویمربالخربة فیقول لها اخرجی کنوزک فیتبعه کنوزها کیعاسیب النحل ثم یدعوا رجلا ممتلئا شبابا فیضربه بالسیف فیقطعه جزلتین رمیة الغرض ثم یدعوه فیقبل ویتهلل وجهه ویضحک“......(تفسیر المظهری ۴۲۰، ۱۰/۴۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مخصوص ایام میں ایصال ثواب کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۱۱): محترم ومکرم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل نکات کا جواب شریعت کے مطابق درکار ہے۔

(۱) جب کسی شخص کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس کے دفن کرنے کے بعد کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے، یہ کھانا کسی رشتہ دار کی طرف سے ہوتا ہے، کل حاضرین کھانا کھاتے ہیں، اگر کوئی کھانا نہیں کھاتا تو اس پر برا مناتے ہیں، اس کھانے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) انتقال کے دوسرے تیسرے دن قل کا انتظام ہوتا ہے اس میں قرآن خوانی ہوتی ہے، جو حاضرین قرآن شریف نہیں پڑھ سکتے وہ چنے کے دانوں یا گٹھلیوں پر کلمہ شریف یا درود شریف پڑھتے ہیں، اختتام پر چنے یا حسب حیثیت پھل وغیرہ تقسیم کیے جاتے ہیں ،اس کا انتظام ورثاء کرتے ہیں، ورثاء بالغ اور پرہیزگار بھی ہوتے ہیں، اور اپنے طور پر خرچ برداشت کرتے ہیں، چھوٹے یتیموں کا مسئلہ اس میں نہیں آتا، اس خرچ کو کچھ لوگ نفلی صدقہ کہتے ہیں، کیا شریعت کے مطابق یہ نفلی صدقہ کہلائے گا یا بیجا خرچ؟ اور کیا ایک خاندانی طور پر سید شخص اس کو کھا سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایصال ثواب کرنا شرعاً جائز ہے لیکن کسی مخصوص دن کو عقیدتاً ایصال ثواب کا دن سمجھ کر مقرر کرنا شرعاً درست نہیں، بغیر اعتقاد تعین کے کسی بھی دن ایصال ثواب کر سکتے ہیں، نفلی صدقہ غنی اور سید دونوں کھا سکتے ہیں۔

www.besturdubooks.net

”وقول النبی ﷺ لایصوم احدعن احد ولایصلی احدعن احد ای فی حق الخروج عن العهدة لافی حق الثواب فان من صام اوصلی اوتصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات اوالاحیاء جازویصل ثوابها الیهم عنداهل السنة والجماعة وقدصح عن رسول الله ﷺ انه ضحی بکبشین املحین احدهماعن نفسه والآخرعن امته ممن آمن بوحدانیة الله تعالیٰ وبرسالته ﷺ وروی ان سعد بن ابی وقاص رضی الله تعالیٰ عنه ان سأل رسول الله ﷺ فقال یارسول الله ان امی کانت تجب الصدقة افاتصدق عنها فقال النبی ﷺ تصدق وعلیه عمل المسلمین من لدن رسول الله ﷺ الی یومنا هذا من زیارة القبور وقراء ة القرآن علیها ،والتکفین والصدقات والصوم والصلوة وجعل ثوابهاللاموات“......(بدائع الصنائع: ۲/۴۵۴)

”قوله وباتخاذطعام لهم قال فی الفتح ویستحب لجیران اهل المیت والاقرباء الابعد تهیة طعام لهم یشبعهم یومهم ولیلتهم لقوله ﷺ اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جائهم مایشغلهم حسنة الترمذی وصححه الحاکم ولانه برومعروف ویلح علیهم فی الاکل لان الحزن یمنعهم من ذلک فیضعفون وقال ایضا ویکره اتخاذالضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لافی الشرور وهی بدعة مستقبحة روی الامام احمدوابن ماجه باسناد صحیح عن جریربن عبدالله قال کنا نعدالاجتماع الی اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة وفی البزازیة ویکره اتخاذالطعام فی الیوم الاول والثالث وبعدالاسبوع اقول وفی الیوم العاشر والعشرین والاربعین وبعدستة اشهر وسنة کماهومروج فی الجهال بل هوبدعة مستقبحة لانه لااصل للتعیین بهذه الایام ولایعد هذا الطعام من الصدقات حتی یترتب علیه الثواب لان مصرف الصدقات الغرباء والفقراء وهذا انما یاکله الاقرباء والاصدقاء وفیهم الامراء والاغنیاء ویکره ایضا نقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذالدعوة لقراء ة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراء ة سورة

www.besturdubooks.net

الانعام اوالاخلاص والحاصل ان اتخاذالطعام عندقراء ۃ القرآن لاجل الاکل یکره وفیهامن کتاب الاستحسان من البزازیة وان اتخذطعاماللفقراء کان حسنا"......(الدر مع الرد: ۱/۶۶۴)

"ان القرآن بالاجرۃ لایستحق الثواب لاللمیت ولاللقارئ وقال العینی فی شرح الهدایة ویمنع القارئ للدنیا والآخذوالمعطی آثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قراء ۃ الاجزاء بالاجرۃ لایجوز لان فیه الامر بالقراء ۃ واعطاء الثواب للآمر والقراء ۃ لاجل المال فاذالم یکن للقاری ثواب لعدم النیة الصحیحة فاین یصل الثواب الی المستاجر ولولاالاجرۃ ماقرء احدلاحدفی هذاالزمان بل جعلوا القرآن مکسبا ووسیلة الی جمع الدنیا واناالله وانا الیه راجعون اه"......(فتاویٰ الشامی: ۵/۳۹)

"ولایصح الاستئجار علی القراء ۃ واهدائهاالی المیت لانه لم ینقل عن احدمن الائمة الاذن فی ذلک"......(فتاویٰ الشامی: ۵/۳۹)

"قوله وبنی هاشم وموالیهم ای لایجوز الدفع لهم لحدیث البخاری نحن اهل بیت لاتحل لناالصدقة ولحدیث ابی داؤد مولی القوم من انفسهم وانا لاتحل لناالصدقة......عن العتابی ان النفل جائز لهم بالاجماع کالنفل للغنی "......(البحرالرائق : ۲/۴۳۰،۴۲۹)

"وقیدبالزکوۃ لان النفل یجوزللغنی کماللهاشمی"......(البحرالرائق: ۲/۴۲۷)

"لکن اذاتصدق عن المیت علی من یقرء القرآن اوغیرهم ینفعه ذلک باتفاق المسلمین وکذلک من قرأ القرآن محتسبا وأهداه الی المیت نفعه ذلک والله اعلم "......(مجموعه فتاویٰ شیخ ابن تیمیه: ۲۴/۳۰۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

شیعہ کا جنازہ پڑھنے والے مسلمانوں کے نکاح اور ایمان کا حکم:

مسئلہ نمبر (۱۱۲): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شیعہ کا جنازہ شیعہ امام نے پڑھایا اور بستی کے اہل سنت مسلمانوں نے یہ جنازہ پڑھا، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ اگر شیعہ کے عقائد کفریہ ہیں، یعنی الوہیت علی، یا تحریف قرآن وغیرہ کے قائل ہیں اور ان کو مسلمان سمجھ کر اگر جنازہ پڑھا تو پڑھنے والوں کے ذمہ تجدید ایمان ضروری ہے اور اگر شادی شدہ ہوں تو تجدید نکاح بھی ضروری ہے، لیکن اگر ان کو مسلمان سمجھ کر نہیں پڑھا تو اس صورت میں توبہ واستغفار کرنی پڑے گی، واضح رہے کہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح اس صورت میں ضروری ہے جب کہ ان کو اس شیعہ کے عقائد کفریہ کا علم ہو۔

"فی البحر عن الجوهرة معزیاللشهید من سب الشیخین او طعن فیهما کفر ولاتقبل توبته وبه اخذالدبوسی وابو اللیث وهو المختار للفتویٰ انتهیٰ وجزم به فی الاشباه واقره المصنف قائلا (قوله لکن فی النهر الخ)......اقول نعم نقل فی البزازیة عن الخلاصة ان الرافضی اذاکان یسب الشیخین ویلعنهما فهو کافر وان کان یفضل علیا علیهما فهو مبتدع اه......نعم لاشک فی تکفیره من قذف السیدة عائشة رضی الله تعالیٰ عنهااوانکر صحبة الصدیق اواعتقد الالوهیة فی علی اوان الجبریل غلط فی الوحی اونحوذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن"......(درمع الرد: ۳۲۰، ۳۲۱/۳)

"الرافضی اذاکان یسب الشیخین ویلعنهما والعیاذبالله فهو کافر وان کان یفضل علیا کرم الله تعالی وجهه علی ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه لایکون کافرا الاانه مبتدع والمعتزلی مبتدع الااذاقال باستحالة الرؤیة فحینئذ هو کافر کذافی الخلاصة ولوقذف عائشة رضی الله عنها بالزنی کفربالله ولوقذف سائرنسوة النبی ﷺ لایکفر ویستحق اللعنة ولوقال عمروعثمان وعلی رضی الله عنهم لم یکونوا اصحابا لایکفر ویستحق اللعنة کذافی خزانة الفقه"

www.besturdubooks.net

''من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی الله عنه فهو کافر وعلی قول بعضهم هو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انه کافر وکذلک من انکر خلافة عمر رضی الله عنه فی اصح الاقوال کذافی الظهیریة''

''ویجب اکفارهم باکفارعثمان وعلی وطلحة وزبیروعائشة رضی الله تعالیٰ عنهم ......ویجب اکفارالروافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الالٰه الی الائمةوبقولهم فی خروج امام باطن وهم الامر والنهی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولهم ان جبرائیل علیه السلام غلط فی الوحی الی محمد ﷺ دون علی بن ابی طالب رضی الله عنه وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین کذافی الظهیریة''......(فتاویٰ الهندیة: ۲/۲۶۴)

''ولاتصل علی احدمنهم مات قال علماؤنا هذانص فی الامتناع من الصلاة علی الکفار ولیس فیه دلیل علی الصلوة علی المؤمنین واختلف هل یؤخذ من مفهومه وجوب الصلوة علی المؤمنین علی قولین یوخذلانه محلل المنع من الصلاة علی الکفار لکفرهم لقوله تعالیٰ انهم کفروا بالله ورسوله''......(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ۸/۲۲۱)

''وشرطها ای شرط الصلوة علیه (اسلام المیت وطهارته)اماالاسلام فلقوله تعالیٰ ولاتصل علی احدمنهم مات ابدایعنی المنافقین وهم الکفرة ولانما شفاعة للمیت اکراما له وطلب المغفرة والکافرلاتنفعه الشفاعة ولایستحق الاکرام''......(تبیین الحقائق: ۱/۲۳۹)

''وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده اولادزنا ومافیه خلافیومر بالاستغفار والتوبة وتجدیدالنکاح (قوله والتوبة) ای تجدید الاسلام (قوله وتجدیدالنکاح) ای احتیاطا کمافی الفصول العمادیة وزادفیها قسماثالثا فقال وماکان خطاء من الالفاظ ولایوجب الکفر فقائله یقرعلی حاله ولایومر بتجدیدالنکاح ولکن یومر

www.besturdubooks.net

بالاستغفار والرجوع عن ذلک وقوله احتیاطا ای یامره المفتی بالتجدید لیکون وطؤه حلالا بالاتفاق''......(درمع الرد :۳/۳۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خلاف شرع کام میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم:

مسئلہ نمبر (۱۱۳): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسئلہ کا قرآن وحدیث کے احکام کے مطابق حل پوچھنا درکار ہے۔

گزارش ہے کہ مجھے لاعلم رکھتے ہوئے میری بیوی اور میری شادی شدہ بچی نے کچھ سودخور مرد وخواتین حضرات سے رقم وصول کی جس کی سود کی شرح 10 سے 15 فی صد ماہانہ تھی اور جو سود در سود کے حساب سے لاکھوں میں بن گئی، مجھے اس وقت معلوم ہوا جب تقاضا شروع ہوا اور بات لڑائی جھگڑے تک آ گئی جس سے میں اور میرے دونوں بچے جو کہ شادی شدہ ہیں بہت پریشان ہوئے اور گھر میں ایک جھگڑے کی فضا بن گئی اور ماں بیٹے اور میری بیوی بچی سے آئے دن بدتمیزی کی فضا بن گئی ہے، میں اللہ اور اس کے رسول کو سامنے رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ مجھے صرف یہ بتایا گیا کہ یہ عورتیں کمیٹیاں وصول کرنے آتی ہیں، اس میں اور کوئی بات نہیں بقول میری بیگم اور بچی، اس فضا میں میں سخت پریشان ہوں نہ رقم واپس کرنے کا متحمل ہوں کیونکہ ایک ریٹائرڈ ٹیچر ہوں میرا گزر بسر میرے بزنس اور بچے کی ملازمت سے ہو رہا تھا، سود کی کوئی رقم گھر کے مصرف میں نہ آئی ہے، اگر آتی تو ہم بھی برابر کے مجرم تھے، لیکن واللہ ہمیں تو اس وقت معلوم ہوا جب جھگڑا شروع ہوا جب یہ ماں بیٹی ایک کا قرضہ اتارنے کے لیے دوسرے سے سود پر رقم وصول کرتی رہیں جس کی شرح بینک سے تقریباً 200 گنا زیادہ ہے۔

اب آپ سے یہ التماس ہے کہ قرآن وحدیث کی رو سے میاں بیوی کے حقوق وفرائض کیسے اور کس طرح ادا ہوں اور میں ان دونوں کے ساتھ کس طرح کا رویہ اپناؤں اور اپنے معاملات کس طرح نبھاؤں، مجھے اور بچوں کو معاشرے میں سخت نفرت انگیز نظروں سے دیکھا جا رہا ہے، جگہ جگہ پنچائیت اور بیوی اور بیٹی کی کہانیاں پریشان کیے ہوئے ہیں، کبھی سوچتا ہوں کہ گھر سے بھاگ جاؤں مگر یہ مسئلہ کا حل نہیں ہے، اب مجھے ان کے ساتھ کس طرح تعلقات قائم رکھنے چاہئیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے ہاں گناہ گار نہ ہو جاؤں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

گھر والوں اور بچوں کو اس ناجائز فعل کی قباحت سمجھائیں اور جو شخص اس کام میں ملوث ہے اور آپ کے اہل وعیال میں شامل ہے انہیں اس بات پر آمادہ کریں کہ آئندہ کے لیے خلاف شریعت امور سے مکمل اجتناب کریں اور سابقہ حرام فعل پر اللہ کے حضور سچی توبہ کریں۔

”وینبغی ان یکون التعریض اولاباللطف والرفق لیکون ابلغ فی الموعظة والنصیحة ثم التعنیف بالقول لابالسب والفحش ثم بالید کاراقة الخمر واتلاف المعازف ذکر الفقیه فی کتاب البستان ان الامربالمعروف علی وجوه ان کان باکبررأیه انه لوامربالمعروف یقبلون ذلک منه ویمنعون عن المنکر فالامرواجب علیه ولایسعه ترکه “......(فتاویٰ الهندیة: ۵/۳۵۲)

”قوله تعالیٰ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله هذا وعید ان لم یذروا الربا والحرب داعیة القتل روی ابن عباس انه یقال یوم القیامة لآکل الربا خذسلاحک للحرب ......دلت هذه الآیة علی ان آکل الرباوالعمل به من الکبائر ولاخلاف فی ذلک علی مانبینه وروی عن النبی ﷺ انه قال یاتی علی الناس زمان لایبقی احدالااکل الربا ومن لم یاکل اصابه من غباره وروی الدار قطنی عن عبدالله بن حنظلة غسیل الملائکة ان النبی ﷺ قال لدرهم رباشدعندالله من ست وثلاثین زنیة فی الخطیئة وروی عنه علیه السلام انه قال الربا تسعة وتسعون بابادنهاکاتیان الرجل بامه یعنی الزنابامه ،وقال ابن مسعود آکل الرباوموکله وکاتبه وشاهده ملعون علی لسان محمدﷺ وروی البخاری عن ابی جحیفة قال نهی رسول الله ﷺ عن ثمن الدم وثمن الکلب وکسب الامة ونهی عن الواشمة والموشومة وآکل الربا وموکله ولعن المصور وفی صحیح مسلم عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال اجتنبوا السبع الموبقات ......وفیها واکل الربا،وفی مصنف ابی داؤد عن ابن مسعود قال لعن رسول الله ﷺ آکل الرباوموکله وکاتبه

www.besturdubooks.net

وشاهده وقال هم سواء ،رواه مسلم "......(الجامع لاحكام القرآن: ۳/۳۶۳،۳۶۴)

"قال الخطابی سوی رسول الله ﷺ بین آکل الربا وموکله اذکل لایتوصل الی اکله الابمعاونته ومشارکته ایاه فهماشریکان فی الاثم کماکاناشریکین فی الفعل"......(مرقات المفاتیح : ۶/۴۳)

"وایضا قدنصوا علی ان ارکان التوبة ثلاثة الندامة علی الماضی والاقلاع فی الحال والعزم علی عدم العود فی الاستقبال"......(شرح فقه الاکبر: ۱۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

درس قرآن کو بند کروانے کا حکم:

مسئلہ نمبر (۱۱۴): حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سابقہ رمضان میں محلے کی مسجد میں تبلیغی جماعت کا آنا ہوا تو عصر کی نماز کے بعد ایک شخص کا بیان ہوا، اس نے بیان میں کہہ دیا کہ اجتماعی عمل مسجد میں کیا جاتا ہے اور اجتماعی عمل کی مثال سمندر کی سی ہے اور انفرادی عمل کی مثال پانی کے قطرے کی سی ہے، جو کوئی مسجد میں انفرادی عمل میں مشغول ہو اس کو چاہیئے کہ اجتماعی عمل میں پہلے شرکت کرے پھر اپنے انفرادی عمل میں مشغول ہو جائے مثلاً تلاوت ذکر وغیرہ، محلے کی مسجد میں درس قرآن ہوتا ہے ہمارے ساتھی نے تعلیم کے دوران کہہ دیا کہ درس قرآن پاک کو شرعی عذر کے بغیر چھوڑنے والا گناہ گار ہوتا ہے، ان دونوں عملوں پر ایک یا دو ساتھیوں نے ناراضگی کا اظہار کیا، اور مسجد کی کمیٹی کو کہہ کر اس ساتھی کا مسجد میں بیان بند کروا دیا، کیا قرآن وحدیث کی رو سے کمیٹی اس کا بیان بند کروا سکتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اجتماعی کام واقعی باعث برکت زیادہ ہے مگر درس قرآن بھی تو اجتماعی عمل ہے اس سے نفرت کا اظہار کیوں کیا جاتا ہے، اگر کوئی شخص غلو کرے تو کمیٹی اس کا بیان بند کر دے تو یہ درست ہے، دین کا کام جو بھی کرے وہ دین کا ہی کام ہے، اس لیے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے نہ کہ مخالفت، اور جس شخص کا بیان کمیٹی نے بند کیا ہے اس نے تو قرآن پاک کے درس کی اہمیت بیان کی ہے اس وجہ سے کمیٹی نے جو اقدام کیا ہے وہ درست نہیں ہے۔

www.besturdubooks.net

"قال الوبری فی المسجد عظة وقراء ة القرآن فالاستماع الی العظة اولی کذافی القنیة"......(فتاویٰ الهندیة: ۵/۳۱۸)

"ولوجلس المعلم فی المسجد والوراق یکتب فان کان المعلم یعلم للحسبة والوراق یکتب لنفسه فلاباسبه لانه قربة وان کا ن بالاجرة یکره الاان یقع لهماالضرورة "......(فتاویٰ الهندیة: ۵/۳۲۱)

"لابأس بالجلوس للوعظ اذاارادبه وجه الله تعالی"......(فتاویٰ الهندیة: ۵/۳۱۹)

"رجل تعلم بعض القرآن ثم وجد فراغا فتعلم القرآن افضل من صلوة التطوع"......(خلاصة الفتاویٰ: ۱/۱۰۲)

"التذکیرعلی المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الانبیاء والمرسلین " ......(الدرعلی هامش الرد: ۵/۲۹۹)

"عن ابی موسی قال کان رسول الله ﷺ اذابعث احدامن اصحابه فی بعض امره قال بشروا ولاتنفروا ویسروا ولاتعسروا متفق علیه ،قال بشروا ای الناس بالاجر والمثوبات علی الطاعات وفعل الخیرات ولاتنفروا ای لا تخوفوهم بالمبالغة فی انذارهم حتی تجعلوهم قانطین من رحمة الله بذنوبهم واوزارهم "......(مرقات المفاتیح: ۷/۲۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سکول ٹیچر سے متعلق شریعت کے اوامر ونواہی:

مسئلہ نمبر(۱۱۵): میں ایک سرکاری سکول میں مڈل ٹیچر ہوں، ششم تا ہشتم کے بچوں کو پڑھاتا ہوں، میرے شعبہ سے متعلقہ شریعت کے اوامر ونواہی سے تفصیل سے مطلع فرمادیں تاکہ بندہ اس پر عمل کر سکے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

آپ کے شعبہ سے متعلقہ امر ونہی اس حدیث کے ماتحت ہیں "کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته"، تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ ہوگی، لہٰذا آپ کے لیے وقت

www.besturdubooks.net

پر آنا جانا اور پڑھائی کے اوقات میں صرف پڑھانا ہوگا، اور جس طرح بچوں نے اپنے اوقات وجان ومال آپ کی خدمت میں حاضر کیا ہے اسی طرح شوق اور مطالعہ کے ساتھ آپ کو پڑھانا ہوگا اور کوشش کریں کہ ان کو ضرور دینی علم پڑھائیں خاص طور پر پاکی، ناپاکی، نماز، پردہ وغیرہ کے بارے میں خوب سمجھائیں اور ترغیب دیں۔

بچوں کو مسائل سمجھانے کے لیے حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کی کتاب تعلیم الاسلام نہایت مفید ہے۔

”وعن عبدالله عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته فالامام الذی علی الناس راع وهو مسئول عن رعیته والرجل راع علی اهل بیته وهو مسئول عن رعیته والمرء ة راعیة علی بیت زوجها وولده وهی مسئولة عنهم عبدالرجل راع علی مال سیده وهو مسئول عنه الافکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته(متفق علیه)فی شرح السنة معنی الراعی هناالحافظ المؤتمن علی مایلیه امرهم النبی ﷺ بالنصیحة فیمایلونهم وحذرهم الخیانة فیه باخباره انهم مسئولون عنه فالرعایة حفظ الشئ وحسن التعهد فقداستوی هٰؤلاء فی الاسم ولکن معانیهم مختلفة امارعایة الامام ولایة امورالرعیة فالحیاطة من ورائهم واقامة الحدود والاحکام فیهم ورعایة الرجل اهله فالقیام علیهم بالحق فی النفقة وحسن العشرة ورعایة المرأة فی بیت زوجها فحسن التدبیر فی امر بیته والتعهد بخدمة اضیافه ورعایة الخادم فحفظ مافی یده من مال سیده والقیام بشغله“

......(مرقاۃ المفاتیح: ۲۴۱، ۲۴۲/ ۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

برکت کی نیت سے گھر میں قرآن خوانی، حمد ونعت اور بیان کروانے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۱۶): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دینی ودنیاوی زندگی میں برکت کے لیے مندرجہ ذیل اعمال جائز ہیں یا ناجائز؟

(۱)　تلاوت قرآن پاک (قرآن خوانی)۔

www.besturdubooks.net

(۲) حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول ﷺ۔

(۳) عالم دین کا خطاب اور پھر نبی پاک ﷺ کے لیے درود وسلام پڑھنا۔

(۴) اجتماعی دعا اور آخر میں شیرینی کے اہتمام سے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں کہ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

برکت کے لیے گھر کے اندر بغیر عقیدہ تعیین تاریخ کے قرآن مجید کی تلاوت کرنا، حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبول ﷺ کا پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ نعت میں ایسے کلمات نہ ہوں جو موہم شرک ہوں۔

اسی طرح عالم دین کا خطاب کروانا جو شریعت وسنت کے مطابق ہو جائز ہے، بلکہ بہترین عبادت ہے، بشرطیکہ بدعات کی ترویج پر مشتمل نہ ہو۔

اور حضور علیہ السلام پر درود وسلام پڑھنا بھی بہترین عبادت ہے بشرطیکہ وہ درود وسلام کتاب وسنت سے ثابت اور اس میں ایسے کلمات نہ ہوں جو موہم شرک ہوں۔

اور اجتماعی دعا کرانا بھی جائز ہے، اور آخر میں شیرینی تقسیم کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ وہ شیرینی نذر لغیر اللہ نہ ہو۔

"قال فی الفتاویٰ النسفی القرآن کله برکة قراء ة القرآن اشد علی الشیطان من سائر الطاعات"......(خلاصة الفتاویٰ ۱۰۳/۱)

"قال فی الضیاء المعنوی العشرون ای من آفات اللسان الشعر سئل عنه ﷺ فقال کلام حسنه حسن وقبیحه قبیح ومعناه ان الشعر کالنثر یحمد حین یحمد ویذم حین یذم ولا بأس باستماع نشید الاعراب وهو انشاد الشعر من غیر لحن ویحریم هجو مسلم ولو بما فیه قال ﷺ لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیر له من ان یمتلی شعرا فما کان منه فی الوعظ والحکم وذکر نعم الله تعالیٰ وصفة المتقین فهو حسن وما کان من ذکر الاطلال والازمان والامم فمباح وما کان من هجو وسخف فحرام وما کان من وصف الخدود والقدود والشعور فمکروه"......(فتاویٰ ۴۸۸/۱)

"وکثیر فی شعر حسان رضی الله تعالیٰ عنه من هذا کقوله وقد سمعه النبی

ﷺ تبلت فؤادک فی المنام خریدة تسقی الضجیع بباردبسام‘‘......(فتاویٰ الشامی:۳۵/۱)

’’التذکیرعلی المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الانبیاء والمرسلین‘‘......(الدرعلی هامش الرد:۲۹۹/۵)

’’قال سئل محمدعن الصلوة علی النبی ﷺ فقال یقول اللهم صل علی محمدوعلیٰ آل محمد کماصلیتعلی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمیدمجیدوبارک علی محمدوعلی آل محمدکمابارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمیدمجیدوهی الموافقة لمافی الصحیحین وغیرهما‘‘......(فتاویٰ الشامی:۳۷۸،۳۷۹/۱)

’’روایة النسائی من صلی علی واحدة ﷺ عشرصلوات وحط عنه عشرسیئات ورفعت له عشردرجات ‘‘......(فتاویٰ الشامی:۳۸۰/۱)

درود شریف کے متعلق علامہ شامی لکھتے ہیں۔

’’نص العلماء علی استحبابها فی مواضع یوم الجمعة ولیلتها ......واول الدعاء واوسطه وآخره وعقب دعاء القنوت وعندالفراغ من التلبیة وعندالاجتماع والافتراق وعندالوضوء وعندطنین الاذن وعندنسیان الشئ وعندالوعظ ونشرالعلوم وعندقراءة الحدیث ابتداء وانتهاء ‘‘......(فتاویٰ الشامی:۳۸۳/۱)

’’ویستحب له اذاختم القرآن ان یجمع اهله عن انس بن مالک کان اذاختم القرآن جمع اهله ودعا عن الحکم قال کان مجاهدوعبدة بن ابی لبابة وقوم یعرضون المصاحف فاذا ارادوا ان یختموا وجهوا لینا احضرونا فان الرحمة تنزل عندختم القرآن‘‘......(تفسیرالقرطبی:۳۰،۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

ادعیہ ماثورہ میں الفاظ کا اضافہ کرنا:

مسئلہ نمبر(۱۱۷): حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں درج دعاؤں کے پڑھنے کے ساتھ پہلے یا بعد میں الفاظ کا اضافہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

قرآن وسنت میں جو دعائیں واذکار جس طریقہ سے مروی ہیں اولی وافضل یہی ہے کہ انہیں طریقہ کے مطابق انہیں الفاظ کے ساتھ کی جائیں اور اپنی طرف سے ان میں اضافہ یا کمی نہ کی جائے ، جیسا کہ بخاری شریف میں باب الوضوء کی آخری روایت میں ایک صحابی نے حضور ﷺ کی دعاء سننے کے بعد کہ جس میں حضور ﷺ اس صحابی کو دعا سکھائی تھی اس میں صحابی نے ''ونبیک الذی ارسلت'' کی بجائے ''وبرسولک الذی ارسلت'' پڑھا تو اس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہی الفاظ پڑھو جو میں نے بتائے ہیں ، اس پر حافظ ابن حجر نے تحریر فرمایا ہے کہ ذکرواذکار کے الفاظ کا متعین ہونا ہی مسموع ہے ، اور ثواب ان میں زیادہ ہے ، اور بسا اوقات منقولی الفاظ میں ایسے رموز ہوتے ہیں کہ جو دوسرے الفاظ میں نہیں آسکتے ، الفاظ میں تغیر نہیں کرسکتا اور نہ ہی درمیان میں اضافہ کرنا چاہیئے ، آخر میں کلمات کا اضافہ کرسکتے ہیں۔

''قال الحافظ فی الفتح تحت قوله علیه السلام ،قال لاونبیک الذی ارسلت ،اولان الالفاظ الاذکار توقیفية فی تعیین اللفظ وتقدیر الثواب فربما کان فی اللفظ لیس فی الآخر ولویرادفه ''......(فتح الباری : ۱/۲۸۵)

''والتلبیة علی المذهب وهی لبیک اللهم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمدوالنعمة لک والملک لاشریک لک وزدندبا فیها ای علیها لافی خلالهاقوله وزدفیها ولاتحسب الزیادة من غیرالماثور کمافی العنایة خلافا لمافی النهر فافهم نعم فی شرح اللباب ماوقع ماثورا یستحب بان یقول لبیک وسعدیک والخیر کله بیدیک والرغباء الیک اله الخلق لبیک بحجة حقا تعبدا ورقا لبیک ان العیش عیش الآخرة ومالیس مرویا فجائز

www.besturdubooks.net

اوحسن (قوله ای علیها)فالظرف بمعنی علی کماافاده الزیلعی قال فی النهر فمامر من لبیک وسعدیک ونقله فی النهر عن ابن عمررضی الله عنه یاتی به بعدالتلبیة لافی اثنائها فافهم "......(درمع الرد: ۱۷۳/ ۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

استشارہ اوراستخارہ میں مقدم کیا ہے؟

مسئلہ نمبر(۱۱۸): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک آدمی نے استخارہ کیا اوراس کے بعد مشورہ کیا اوردونوں کے درمیان میں تضاد ہے تو کس پر عمل کرنا چاہیئے؟

(۲) اگراستخارہ کیاجائے تو مشورہ کی ضرورت ہے یانہیں؟اسی طرح اگرمشورہ کرلیاجائے تواستخارہ کی ضرورت ہے یانہیں؟

(۳) یہ دونوں عمل کرنے چاہئیں یاایک ہی عمل کافی ہے؟وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) جائزامورمیں جب استخارہ کرلیاتو پھرمشورہ کی ضرورت نہیں کیونکہ استخارہ میں خداوندقدوس جل جلالہ سے مشورہ لینے کی درخواست ہے اور جب اللہ کریم جل شانہ سے مشورہ طلب کرلیاتو پھراورکسی سے مشورہ کی ضرورت باقی نہیں رہی البتہ اگر پہلے مشورہ کرلیا اوربعدمیں استخارہ کرلیاتو جس طرف میلان قلب ہواسی پر عمل کرناچاہیئے ،واضح رہے کہ تمام ایسے امورکے اندرجس میں شرعاً کوئی خلجان محسوس نہ ہواستخارہ کافی ہوتاہےاوراگرشرعاً اس میں خلجان ہوتو معتمدعالم دین کی طرف رجوع کرناضروری ہے،واضح رہے کہ استخارہ سے پہلے مشورہ بہتر ہے۔

"الاستشارة قبل الاستخارة قال النووی یستحب ان یشیر قبل الاستخارة من یعلم من حاله النصیحة والشفقة والخبرة ویثق بدینه ومعرفته قال تعالیٰ وشاورهم فی الامر "......(کتاب الاذکار للنووی: ۱/۳۶۵)

"وعن جابر قال کان رسول الله ﷺ یعلمنا الاستخارة ای طلب تیسیرالخیر

www.besturdubooks.net

فـی الامـریـن مـن الـفعل اوالترک من الخیر وھوضدالشرفی الامور ای التی نـریـدالاقدام علیھا مباحۃ کانت اوعبادۃ کانت لکن بالنسبۃ الی ایقاع العبادۃ فـی وقتھـا وکیـفیتھـا لابـالنسبۃ الی اصل فعلھا......وفی الحدیث ما خاب من استـخـارولاندم من استشار ولاعال من اقتصد رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انـس رضـی اللہ عنہ قیل ویمضی بعدالاستخارۃ لماینشرح لہ صدرہ انشراحا خالیا عن ھوی النفس فان لم ینشرح لشیء فالذی یظھرانہ یکرر الصلوۃ حتی لـہ الـخیـر قیل الی سبع مرات وان کان الامر عجلۃ فلیقل اللھم خرلی بکسر الـخـاء واختـرلـی واجـعـل لی الخیرۃ بفتح الیاء فیہ "......(مرقات المفاتیح : ۳۶۲تا۳/۳۶۷)

"واذااستشـار وظھـر انـہ مـصلحۃ استخار اللہ تعالیٰ فی ذلک قال ابن حجر الھیثـمـی حتـی عـنـدالتـعـارض ای تـقـدم الاستشـارۃ لان الطمانینۃ الی قول الـمستشـار مـنھـا الـی الـنـفس لغلبۃ حظوظھا وفساد خواطرھا واما لوکانت لـنـفسـہ مـطـمـئـنۃ صـادقۃ ارادتھـا متـخـلیۃ عـن حظوظھا قدم الاستخارۃ " ......(الفتوحاتالربانیۃ:۹۴،۳/۹۵)

"ویـنـبـغـی ان یـکـررھـا سبـعـالـمـاروی ابـن الـسـنـی یـاانـس اذاھممت بامر فـاستـخـرربک فیـہ سبع مرات ثم انظر الی الذی سبق الی قلبک فان الخیر فیـہ ولـوتـعـذرت عـلیہ الصلوۃ استخار بالدعاء اہ ملخصا وفی شرح الشرعۃ الـمـسـمـوع مـن الـمشائخ انہ ان ینبغی ان ینام علی طھارۃ مستقبل القبلۃ بعد قـراءۃ الـدعاء المذکور فان رأی فی منامہ بیاضا اوخضرۃ فذلک الامر خیر وان رأی فیـہ سـوادا اوحـمـرۃ فھـوشـرینـبـغـی ان یـجتـنـب"......(فتاویٰ الشامی:۵۰۷،۵/۵۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

سرور کائنات ﷺ پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں:

مسئلہ نمبر(۱۱۹): محترمی ومکرمی جناب حضرت اقدس مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ کیا حضور ﷺ کی موت کے بعد امت کے ہر فرد کے اعمال روزانہ یا ہفتہ وار یا ہر ماہ یا ہر سال حضور ﷺ پر پیش ہوتے ہیں؟

جس کے ذریعے حضور ﷺ امت کے ہر فرد کو جانتے ہیں، یا حضور ﷺ کی موت سے قبل امت کے ہر فرد کا تفصیلی عرضِ اعمال ہوا ہے، یا اجمالی عرضِ اعمال ہوا ہے، یعنی اچھے اور برے اعمال کی فہرست آپ کے سامنے پیش کی گئی، یا عرضِ اعمال نہ ہوا ہے اور نہ ہی ہوتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

"عن عبداللہ بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله حیاتی خیر کم تحدثون ویحدث لکم ووفاتی خیرلکم تعرض علی اعمالکم فمارأیت من خیر حمدت الله علیه ومارأیت من شر استغفرت الله لکم رواه البزاز ورجاله رجال الصحیح"......(مجمع الزوائد : ۹/۲۴،وفاء الوفاء: ۲/۲۰۶،شفاء السقام: ۳۴)

شیخ الطائفہ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرہ (متوفی ۶۳۲ھ) فرماتے ہیں۔

"وقدوردفی الخبر عن النبی ﷺ تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی الله تعالی وتعرض علی الانبیاء والآباء والامهات یوم الجمعة فیفرحون بحسناتهم وتزداد وجوههم بیاضا واشراقا فاتقوا الله ولاتؤذوا موتاکم،وفی خبرآخر ان اعمالکم تعرض علی عشائرکم واقاربکم من الموتیٰ فان کان حسنا استبشر وان کان غیرذلک قالوا اللهم لاتمتهم حتی تهدیهم کماهدیتنا الخ"......(عوارف المعارف علی هامش احیاء علوم الدین : ۴/۱۵۳،اور دوسری حدیث مسند احمد: ۳/۱۶۵ پر بھی ہے۔

ان روایات سے یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور اچھے اعمال پر آپ ﷺ

www.besturdubooks.net

خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور برے اعمال پر استغفار کرتے ہیں، اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ پیر اور جمعرات اور جمعہ کو اللہ تعالیٰ اور دیگر انبیاء کرام اور قریبی عزیزوں پر بھی اعمال پیش ہوتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توریہ کرنا:

مسئلہ نمبر (۱۲۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جھوٹ بولنا تو کبیرہ گناہ ہے لیکن بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک موقع پر جھوٹ بولا تھا؟ تو اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بخاری شریف کی اس روایت میں جھوٹ سے مراد حقیقی جھوٹ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد توریہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کلام سے اور معنی مراد لیا ہے اور سننے والوں نے دوسرا معنی سمجھا، ضرورت شدیدہ کے موقع پر توریہ کا استعمال جائز ہے۔

"والمرادبالکذب الکذب صورة لاحقیقة فیؤل ذلک بانه کذب بالنسبة الی فهم السامعین امافی نفس الامر فلا"......(حاشیة بخاری: ۱/۴۷۴)

"قال علیه الصلوة والسلام کل کذب مکتوب لامحاله الاثلاثة الرجل مع امرء ته اوولده والرجل یصلح بین اثنین والحرب فان الحرب خدعة قال الطحاوی وغیره هومحمول علی المعاریض لان عین الکذب حرام قلت وهوالحق "......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت:

مسئلہ نمبر (۱۲۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں ہر سال ربیع الاول کے موقع پر جلوس نکالے جاتے ہیں اور عید میلاد النبی ﷺ کے عنوان سے بہت کچھ کیا جاتا ہے، عرض یہ ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

رحمت کائنات حضرت محمد ﷺ کے ذکر ولادت کے عنوان سے جو محفلیں منعقد کی جاتی ہیں انہیں محفل میلاد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا تذکرہ کرنا اور اس سے آگاہ کرنا تمام مسلمانوں کے لیے موجب خیر و برکت اور باعث فخر و سعادت ہے، لیکن شریعت نے ہر کام اور عبادت کے لیے کچھ حدود و قواعد مقرر کیے ہیں، ان حدود و قواعد کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہر عمل کا انجام دینا ضروری ہے اور ان سے تجاوز کرنا ناجائز اور سخت گناہ ہے، اس کی سادہ سی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت عظیم ثواب کا عمل ہے، لیکن رکوع اور سجدہ کی حالت میں ممنوع ہے، اسی طرح نماز اہم ترین عبادت ہے لیکن آفتاب کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت نماز پڑھنا حرام ہے، اسی طرح سیرت طیبہ کے مبارک تذکرے کے لیے کچھ حدود و قواعد ہیں، مثلاً سیرت کے تذکرے کو کسی معین تاریخ یا مہینہ کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے بلکہ سال کے ہر مہینہ میں اور مہینہ کے ہر ہفتہ میں اور ہفتہ کے ہر دن میں اسے یکساں طور پر باعث سعادت عمل سمجھا جائے اور اس کے لیے کوئی بھی جائز طریقہ اختیار کر لیا جائے مثلاً سیرت پر لکھی گئی معتبر کتابوں کے مطالعہ کا معمول بنا لیا جائے یا کسی عالم دین کو بلا کر مہینہ میں ایک مرتبہ سیرت کے موضوع پر وعظ سن لیا جائے ایسا کرنا نہ صرف جائز بلکہ باعث ثواب ہے مگر ان تمام مفاسد اور منکرات سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے جو عام طور پر مروجہ میلاد کی محفلوں میں پائے جاتے ہیں ان میں سے بعض مفاسد اور منکرات درج ذیل ہیں۔

(۱) ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو خصوصیت کے ساتھ محفل میلاد منعقد کرنا یا عید میلاد النبی ﷺ منانا اس کا کوئی ثبوت حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین کے مبارک دور میں نہیں ملتا، لہذا آپ ﷺ کے ذکر کو کسی معین تاریخ یا معین مہینہ کے ساتھ مخصوص کر لینا دین میں اضافہ اور بدعت ہے۔

(۲) مٹھائی حلوہ کے لیے لوگوں سے چندہ وصول کرنا جس میں لوگ عموماً لحاظ و مروت کی خاطر جان چھڑانے کے لیے چندہ دیتے ہیں اور حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

(۳) ان محفلوں میں ضرورت سے زیادہ روشنی اور چراغاں کا اہتمام ہونا، ان کی سجاوٹ میں حد سے زیادہ تکلف کرنا اور غیر ضروری آرائش پر حد سے زیادہ اخراجات کرنا جو بلا شبہ اسراف میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔

(۴) ان محفلوں میں تصویر اتارنا، جلسوں کے انتظامی انہماک کی وجہ سے یا رات کو دیر تک جاگنے کے سبب فرض نماز ترک کرنا یا فرض نماز کا قضاء ہو جانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

(۵) ان محفلوں میں بعض اوقات بے احتیاطی کی وجہ سے ایسی کہانیاں بیان کر دی جاتی ہیں جو صحیح اور معتبر روایات

www.besturdubooks.net

سے ثابت نہیں ہوتیں حالانکہ اس مقدس موضوع کی نزاکت کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح روایات سے ثابت شدہ واقعات نہایت احتیاط سے بیان کیے جائیں۔

(۶) نبی کریم ﷺ نے ہر شعبہ زندگی سے متعلق واضح ہدایات اور تعلیمات امت کو عطا فرمائی ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی تمام تعلیمات پر روشنی ڈالی جائے، عبادات، معاملات، معاشرت، اور اعمال واخلاق پر سیر حاصل گفتگو کی جائے، لیکن یہ عام مشاہدہ ہے کہ آج کل کی زیادہ تر میلاد کی محفلوں میں صرف آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے یا زمانہ نبوت سے پہلے کے حالات بیان کیے جاتے ہیں، یا زیادہ سے زیادہ آپ ﷺ کے معجزات کا کچھ بیان ہوجاتا ہے لیکن عموما شعبہ ہائے زندگی سے متعلق جامع تعلیمات نبوی کا بیان نہیں ہوتا اور ان کی جگہ خرافات، مفاسد اور منکرات نے لے لی ہے، لہذا مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر مروجہ میلاد کی محفلیں قابل ترک ہیں، البتہ اگر ان مفاسد میں سے کوئی نہ ہو اور شرعی حدود وآداب کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ کی سیرت کی کوئی محفل محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر منعقد کرلی جائے تو اس میں ان شاء اللہ سراسر خیر وبرکت ہے۔

(۷) حاضرین کھڑے ہوکر نعت خوانی کرتے ہیں اس عقیدہ سے کہ آپ ﷺ محفل میں تشریف لا رہے ہیں، یہ عقیدہ غلط ہے اور باطل ہے اور اس طرح کا قیام شرعا ناجائز ہے۔

علامہ ابن حجر الہیثمی فرماتے ہیں

"ونظير ذلك فعل كثير عند ذكر مولده ﷺ ووضع امه له من القيام وهو ايضا بدعة لم يرد فيه شئ"......**(الفتاویٰ الحديثية: ۵۸)**

(۸) نیز حضور ﷺ کی ولادت کے بارے میں جو مشہور ہے کہ یہ بارہ ربیع الاول کا دن تھا یقینی طور پر درست نہیں ہے، علامہ نووی نے چار اقوال اس کے بارے میں نقل کیے ہیں اور ترجیح کسی ایک کو بھی نہیں دی، پہلا قول یہ ہے کہ دو ربیع الاول کا دن تھا، دوسرا یہ ہے کہ آٹھ ربیع الاول کا دن تھا، تیسرا یہ کہ دس تاریخ تھی اور چوتھا قول یہ ہے بارہ ربیع الاول کا دن تھا، جب کہ علامہ حلبی کا رجحان سیرت حلبیہ میں ۹ تاریخ کی طرف ہے۔

"واتفقوا على انه ولد يوم الاثنين من شهر ربيع الاول واختلفوا هل هو في اليوم الثاني او الثامن ام العاشر او الثاني عشر فهذه اربعة اقوال مشهورة "

......**(تهذيب الاسماء ۱/۵۰)**

تو جب اس میں اختلاف ہے اور کوئی وجہ ترجیح بھی نہیں تو بارہ ربیع الاول کو متعین کرنا کیسے درست ہے؟ لہذا آج کل بارہ ربیع الاول کو جو مروجہ عید میلاد منائی جاتی ہے شرعاً جائز نہیں ہے۔

www.besturdubooks.net

البتہ ان منکرات سے پاک صرف ذکر رسول ﷺ اور مواعظ حسنہ صحیحہ باعث اجر وثواب ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جادو اور جنات کے توڑ کے لیے ایک تعویذ کا حکم:

مسئلہ نمبر (۱۲۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس عمل کے بارے میں کہ جادو جنات کے علاج کے لیے یہ عمل پڑھنا جائز ہے؟ ان الفاظ کے ادا کرنے میں کسی قسم کی بے ادبی تو نہیں ہوگی؟ مفتیان کرام اس عمل کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں، شکریہ۔

عمل کے الفاظ یہ ہیں۔

کسی بھی قسم کی مشکل اور سخت کالا جادو ہو یا جنات کے اثرات ہوں تو اول وآخر درود شریف تین تین بار پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آیت الکرسی دل قرآن آپ چلے تو رحمان ہلکے ہلکے سات آسمان ساتوں کے لیے ایک دربان پاؤں رکھے جبرائیل دھڑ رکھے رحمان کمر رکھے محمد مصطفیٰ ﷺ سر رکھے سبحان سبحان وجود موجود بارگاہ رسول چلا کرے، چلا دو کرے، جادو کرے، جوجو کرے، سوسو کرے، الٹ پھیر اس کا اسی پر پڑے سر ملے، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نامے بحق لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

قبلہ رخ پاک صاف کپڑے پہن کر اور خوشبو لگا کر یقین کامل سے کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ الفاظ جہمیہ کے عقیدے کی تائید کر رہے ہیں لہذا یہ تعویذ اور عمل درست نہیں ہے۔

”قالوا انما تکره العوذة اذا کانت بغیر لسان العرب ولایدری ماهو، ولعله یدخله سحر او کفر او غیر ذلک واما ما کان من القرآن او شئ من الدعوات فلابأس به“......(درمع الرد :............)

”عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاهلیة فقلنا یارسول الله !کیف تری فی ذلک ؟فقال اعرضوا علی رقاکم لابأس بالرقیٰ مالم یکن فیه شرک رواه مسلم“......(مشکوة المصابیح : ۲/۴۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

واحد الرحمٰن نام رکھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر (۱۲۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ

(۱) کہ بندہ کا نام والدین نے واحد الرحمان رکھا ہے اور اب بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ نام رکھنا درست نہیں ہے، لہٰذا مہربانی فرما کر شریعت کی روشنی میں صحیح جواب عنایت فرمائیں، اگر یہ نام رکھنا درست نہیں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

(۲) عبد القیوم، عبد الخالق، عبد القدوس، عبد الواحد وغیرہ جیسے ناموں کو بغیر لفظ عبد کے قصداً پکارنے والے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) صورت مسئولہ میں واحد الرحمٰن نام رکھنا صحیح ہے، اس کا معنی ہے رحمان کا ایسا بندہ جو یکتا ہو کسی وصف یا عہدہ اور منصب کے لحاظ سے "هو احد قومه" وہ اپنی قوم میں لاثانی ہے فضیلت وغیرہ میں (المنجد: ۹۶۳)

"الواحد بمعنی المتقدم فی علم اوباس اوغیر ذلک کانه لامثل له" ......(المعجم الوسیط: ۱۰۵۹)

"قال الازهری واما اسم الله عزوجل احدفانه لایوصف شئ بالاحدیة غیره لایقال رجل احد ولادرهمااحد کمایقال رجل وحد ای فرد لان احدا صفة من صفات الله عزوجل التی استخلصها لنفسه ولایشرکه فیها شئ ولیس کقولک الله واحدوهذا شئ واحد قال الازهری والواحد من صفات الله عزوجل معناه انه لاثانی له ویجوزان ینعت الشئ بانه واحد"......(لسان العرب: ۸:۴۲۳۵)

"قوله وجازالتسمیة بعلی الخ الذی فی التتارخانیة عن السراجیة التسیمة یوجد باسم فی کتاب الله تعالی کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزة الخ ومثله فی المنح عنها وظاهره الجواز ولومعرفا بال"......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۹۶)

(۲) وہ تمام اسماء صفاتیہ کہ جن کا استعمال مخلوق کے لیے جائز ہے بغیر عبد کے پکارنا صحیح ہیں۔

www.besturdubooks.net

"التسیمة باسم یوجد فی کتاب الله تعالیٰ کالعلی والکبیر جائزة لانه من اسماء المشترکة ویراد فی حق العبادغیرمایرادفی حق الله تعالیٰ"......(سراجیة: ۳۱۹)

"وقوله تعالیٰ لقدجاء کم رسول من انفسکم عزیزعلیه ماعنتیم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم"......(سورة التوبة)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا قضاء عمری کی حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

مسئلہ نمبر(۱۲۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حدیث بیان کی جاتی ہے قضاء عمری کے بارے میں اس کی تحقیق مطلوب تھی۔

کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس شخص کی نمازیں قضاء ہوئی ہوں اور تعداد معلوم نہ ہو تو وہ رمضان کے آخری جمعہ کے دن چار رکعت نفل ایک سلام کے ساتھ پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ آیۃ الکرسی سات بار اور سورۃ الکوثر پندرہ بار پڑھے، اگر ستر سال کی نمازیں بھی قضاء ہوئی ہوں تو اس کے کفارے کے لیے یہ نماز کافی ہے، تو کیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال یہ روایت نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے بلکہ کسی نے خود بنا کر نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کی ہے جس کو موضوع کہتے ہیں اور اس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔

"حدیث من قضی صلوات من الفرائض فی آخر جمعة من رمضان کان ذلک جابرالکل صلاة فائتة فی عمره الی سبعین سنة، قال علی القاری فی موضوعاته الصغریٰ والکبریٰ باطل قطعا لانه مناقض للاجماع علی ان شیئا من العبادات لایقوم مقام فائتة سنوات ثم لاعبرة بنقل صاحب النهایة ولابقیة شراح الهدایة لانهم لیسوا من المحدثین ولااسندوا الحدیث الی احدمن المخرجین انتهیٰ وذکرالشوکانی فی الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة بلفظ من صلی فی آخرجمعة من رمضان الخمس الصلوات

www.besturdubooks.net

المفروضة في اليوم والليلة قضت عنه ما اخل به من صلوات سنة ....وقال هذا موضوع بلا شك ولم اجد في شئ من الكتب التي جمع مصنفوها فيهاالاحاديث الموضوعة ولكن اشتهر عندجماعة من المتفقهة بمدينة صنعاء في عصرنا هذا وصار كثير منهم يفعلون ذلك ولاادري من وضع لهم فقبح الله الكذابين ،انتهىٰ، وقال العلامة الدهلوي في رسالته العجالة النافعه عندذكر قرائن الوضع الخامس ان يكون مخالفا لمقتضى العقل وتكذبه القواعد الشرعية مثل القضاء العمري ونحوذلك انتهىٰ معربا، قلت وقدالفت لاثبات هذاالحديث الذي يوجدفي كتب الاوراد والوظائف بالفاظ مختلفة مختصرة ومطولة بالدلائل العقلية والنقلية رسالة ب ردع الاخوان عن محدثات آخرجمعة رمضان وادرجت فيها فوائد تنشط بها الاذهان وتصغي اليه الآذان فلتطالع فانها نفسية في بابها رفيعة الشان ''

......(رسالة الآثار المرفوعة في الاخبار الموضوعة للكهنوي : ٥/٧٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر مسلم ممالک میں سکونت اختیار کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۲۵): محترم ومکرم مفتیان کرام وعلماء کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسلمان ملک کا مسلمان باشندہ غیر مسلم ملک (برطانیہ،امریکا) میں مستقل سکونت اختیار کرتا ہے، اس کے متعلق قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں وضاحت فرمادیں، نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں غیر مسلم ملک میں مستقل سکونت اختیار کرنا وہاں کا رہائشی اور شہری بننا اگرکسی دینی مقصد کے لیے نہیں بلکہ عیش وعشرت کی زندگی گزارنے کے لیے جانا ہے تو یہ ترک وطن درست نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو منکرات اور فواحش میں ڈالنے کے مترادف ہے، یہاں تک کہ مسلمان کافروں کے ساتھ گھل مل جاتا ہے، اسی بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے ساتھ اقامت اختیار کرنے کو ان کی مماثلت قرار دیا ہے۔

www.besturdubooks.net

لہذا بہتر یہی ہے کہ ان سے دور رہے اور تجارتی حوالے سے بھی دور رہنے کی کوشش کریں۔

"قال محمد رحمه الله تعالى لابأس بان يحمل المسلم الى اهل الحرب ماشاء الاالكراع والسلاح والسبى ولايحمل اليهم شيئا احب الى،لان المسلم مندوب الى التبعيد عن المشركين قال عليه الصلوة والسلام لاتستضيئوا بنار المشركين وقال عليه الصلوة والسلام انابرئ من كل مسلم مع مشرك لايتراءى نارهما وفى حمل الامتعة اليهم للتجارة نوع معاونة معهم فالاولى ان لايفعل ولانهم يتقوون بمايحمل اليهم من متاع اوطعام وينتفعون بذلك والاولىٰ للمسلم ان يتحرز عن اكتساب سبب القوة لهم "......(المحيط البرهانى: ۱۷۰/۷)

"قال رسول الله ﷺ من جامع المشرك اى اجتمع معه فى دار اوبلدوالاحسن ان يقال معناه اجتمع معه اى اشترك فى الرسوم والعادة والهيئة والزى واماقوله وسكن معه علة له اى سكناه معه صارعلة لتوافقه فى الهيئة والزى والخصال فانه مثله نقل فى الحاشية عن فتح الودود فانه مثله اى يقارب ان يصير مثلاله لتاثير الجوار والصحبة ويحتمل انه تغليظ "......(بذل المجهود فى حل ابى داؤد:۴/۲۶۷)

(۲) اگر اپنے ملک میں خوب تلاش کرنے کے بعد کوئی معاشی وسائل کا حل نہ نکلے تو اس وقت کوئی جائز ملازمت کے لیے ان کے ملک میں جانا اور سکونت اختیار کرنا یہ جائز ہے رزق کے تلاش کے لیے، جیسے قول باری تعالیٰ ہے۔

"هوالذى جعل لكم الارض ذلولافامشوافى مناكبها وكلوا من رزقه، واليه النشور"......(سورة الملک : ۱۵)

لیکن یہاں ملازمت مل سکتی ہے پھر بھی وہاں صرف نوکری کے لیے کمائی میں ضرورت سے زیادتی کے لیے جانا اور سکونت اختیار کرنا ان کی تعداد میں اضافے کا سبب بننا یہ ایسا فعل ہے جس سے عدالت مجروح ہوتی ہے۔

"والاعانة على المعاصى والحث عليها كبيرة ولاتقبل شهادة الطفيلى والرقاص والمجازف فى كلامه والمسخرة بلاخلاف ولامن يحلف فى كلامه كثيرا ولاتقبل شهادة البخيل والذى اخرالفرض بعدوجوبه بغيرعذر

www.besturdubooks.net

ان کان له وقت معین کالصلاة بطلت عدالته وان لم یکن له وقت معین کالزکاة والحج اختلف فیه الراویة والمشائخ وذکر الخاصی عن قاضی خان ان الفتویٰ علی سقوطها بتاخیرالزکوة من غیرعذر بخلاف تاخیرالحج وبرکوب بحرالهندلانه مخاطر بنفسه ودینه من سکنی دارالحرب وتکثیرسواد هم وعددهم لاجل المال ومثله لایبالی بشهادة الزور ولاتقبل شهادة من یجلس مجلس الفجور والمجانة والشرب وان لم یشرب کمافی الهندیة"......(تکملة ردالمحتار : ۸۵)

(۳) اگر غیر مسلم ملک میں رہائش اس لیے اختیار کرتا ہے کہ اس سے مسلمانوں پر فخر کرنے کا ارادہ ہو تو اس کا مطلب ہے دارالکفر کو دارالاسلام پر ترجیح دے رہا ہے، یہ قطعاً حرام ہے۔

"قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهومنهم ،من تشبه بقوم ای من شبه نفسه بالکفار مثلافی اللباس وغیره اوبالفساق اوالفجار اوباهل التصوف والصلحاء الابرار فهومنهم ای فی الاثم والخیر "......(مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح : ۸/۲۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مجالس ذکر کا انعقاد اور ذکر بالجہر کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۲۶): حضرت اقدس فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مفتی صاحب، بندہ احقر آپ سے ایک مسئلہ کے متعلق استفتاء چاہتا ہے مسئلہ یہ ہے کہ بندہ احقر بعد از نماز مغرب مسجد میں مجلس ذکر بالجہر کرواتا ہے، حضرت اقدس امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں کیا ذکر بالجہر جائز ہے؟ اور مجلس ذکر بھی مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر قرآن وحدیث اور ائمہ سلف کے اقوال کی روشنی میں جواب ضرور عنایت فرمائیں، تقریباً آٹھ دس سال قبل بندہ نے آپ کا ایک وعظ اسی مسجد میں سنا تھا جس میں آپ نے ذکر پر بہت زور دیا تھا، مجھے ایک ساتھی نے بتایا کہ آپ نے ذکر کے موضوع پر ایک کتاب بھی تحریر فرمائی ہے مہربانی فرما کر وہ بھی ارسال فرما دیں، اور میں اپنی کتاب ہدیۃً آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں قبول فرما کر بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

مساجداورغیرمساجدمیں مجلس ذکرکاانعقاداورذکربالجہر دونوں جائز ہیں،بشرطیکہ کسی کی نماز،تلاوت قرآن اورآرام میں خلل اندازنہ ہو۔

”وفی حاشية الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکرالجماعة فی المساجدوغیرها الاان یشوش جهرهم علی نائم اومصل اوقارئ الخ“......(ردالمحتار:۴۸۸/۱)

”وقدذکرالشیخ عبدالوهاب الشعرانی فی کتابه المسمی ببیان ذکرالذاکر للمذکور والشاکرللمشکور مانصه واجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکرالله تعالیٰ جماعة فی المساجدوغیرهامن غیرنکیر الاان یشوش جهرهم بالذکرعلی نائم اومصل اوقارئ کماهومقرر فی کتب الفقه وقدشبه الامام الغزالی ذکرالانسان وحده وذکر الجماعة باذان المنفرد واذان الجماعة قال فکما ان اصوات المؤذنین جماعة تقطع جرم الهوی اکثر من صوت مؤذن واحد کذالک ذکرالجماعة علی قلب واحد اکثرتاثیرا فی رفع الحجب الکثیفة من ذکرشخص واحد“......(شرح الحموی علی الاشباه والنظائر:۱۹۱/۳)

”عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائکة یطوفون فی الطرق یلتمسون اهل الذکر فاذاوجدوا قوما یذکرون الله تنادوا هلموا الی حاجتکم فیحفونهم باجنحتهم الی السماء الدنیا قال فیسئلهم ربهم وهواعلم منهم مایقول عبادی قال یقول یسبحونک ویکبرونک ویحمدونک ویمجدونک قال فیقول هل رأونی قال فیقولون لاوالله ماراوک قال فیقول کیف لوراؤنی قال یقولون لوراوک کانوا اشدلک عبادة واشدلک تمجیدا واکثر لک تسبیحا قال یقول فمایسئلون قالوا یسئلونک الجنة قال یقول وهل راوها قال یقولون لاوالله یارب ماراوها قال یقول فکیف لوانهم راوهاقال یقولون لوانهم راوها کانوا اشد علیهاحرصا

www.besturdubooks.net

واشدلها طلبا واعظم فيهارغبة قال فمم يتعوذون قال يقولون من النار قال يقول وهل راوها قال يقولون لاوالله يارب ماراوها قال يقول فكيف لوراوها قال فيقولون لوراوها كانوا اشدمنها فرارا واشد لهامخافة قال فيقول فانی اشهدكم انی قدغفرت لهم قال يقول ملک من الملائكة فيهم فلان ليس منهم انماجاء لحاجة قال هم الجلساء لايشقى جليسهم ''......(صحيح البخاری :۲/۴۹۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

توبہ سے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں:

مسئلہ نمبر(۱۲۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جواپنے آپ کو مفتی کہلواتا ہے اورکسی مدرسہ کا ناظم بھی ہے اس نے اپنے مدرسہ میں ایک ایسے شخص کو استاذ رکھا ہوا ہے جس نے اسی مفتی جوناظم ہے کے سامنے زنا کا اقرار کیا ہے کہ میں نے مسجد میں لڑکی سے زنا کیا ہے، اب اس مفتی کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے علم کے باوجود ایسے آدمی کو استاذ رکھا ہوا ہے، اوراس مفتی نے اس بات کا اقرار بھی کیا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگر یہ استاذ اپنی غلطی پر پشیمان ہواورتوبہ کرے تو اس کا استاذ رکھنا درست ہے، کیونکہ توبہ سے فسق ختم ہوجاتا ہے، البتہ اگراس میں اب بھی یہ بری عادت موجود ہوتو اس کو استاذ رکھنا درست نہیں ہے۔

''وعن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب ای توبة صحيحة كمن لاذنب له ای فی عدم المؤاخذة بل قديزيد عليه بان ذنوب التائب تبدل حسنات ويؤيد هذاماجاء عن رابعة رضی الله عنها انهاكانت تفخرعلى اهل عصرها كالسفانين والفضيل وتقول ان ذنوبی بلغت من الكثرة مالم تبلغه طاعاتكم فبتوبتی منها بدلت حسنات فصرت اكثرحسنات منكم اه''......(مرقاة المفاتيح : ۵/۲۶۹)

''وعنه ای عن ابن مسعود موقوفا لكنه فی حكم المرفوع قال الندم توبة ای

www.besturdubooks.net

رکن اعظمها الندامة اذیترتب علیها بقیة الارکان من القلع والعزم علی عدم العود وتدارک الحقوق ماامکن وهونظیر الحج عرفة الاانه عکس مبالغة والمراد الندامة علی فعل المعصیة من حیث انها معصیة لاغیروالتائب من الذنب کمن لاذنب له"......(مرقاة المفاتیح ۵/۲۷۰)

"قدنصوا علی ان ارکان التوبة ثلاثة الندامة علی الماضی والاقلاع فی الحال والعزم علی عدم العودفی الاستقبال"......(شرح فقه الاکبر: ۲۶۴)

"عن محمدبن سیرین قال ان هذاالعلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم" ......(صحیح مسلم : ۱/۱۱)

"حدثنامحمد بن علی حدثنا النضر اخبرنا ابن عوف عن ابن سیرین قال هذاالحدیث دین فانظروا عمن تاخذون دینکم"......(جامع الترمذی : ۲/۷۵۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز جمعہ وعیدین سے قبل بیان کی شرعی حیثیت:

مسئلہ نمبر(۱۲۸): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

نماز عیدین وجمعات سے قبل جو بیان کیا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ فرض، واجب، سنت، مستحب یا مباح؟ اور اس بیان کی ابتداء کب اور کس نے کی ہے؟

تسلی بخش اور شرعی جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز جمعہ وعیدین سے پہلے وعظ ونصیحت کرنا شرعاً جائز ہے، خواہ واعظ خطیب ہو یا غیر خطیب، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

"حدثنااحمدبن کامل بن خلف القاضی ثناعبدالله بن روح المداینی ثناشبابه بن سوارثناعاصم بن محمدعن ابیه قال رأیت اباهریرة رضی الله عنه یخرج

www.besturdubooks.net

یوم الجمعة فیقبض علی رمانتی المنبر قائما ویقول حدثنا ابوالقاسم رسول اللہ ﷺ الصادق المصدوق فلایزال یحدث حتی اذاسمع فتح باب المقصورة لخروج الامام للصلاة جلس“......(مستدرک حاکم : ۴/۲۳۰)

”عن ابی الزاهرية قال كنت جالسا مع عبدالله بن بسریوم الجمعة فمازال یحدثنا حتی خرج الامام“......(مستدرک حاکم: ۱/۳۹۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وتروں کے بعد ایک خاص عمل کا حدیث سے ثبوت:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں چندافراد وتروں کے بعد دوسجدے کرتے ہیں اور ہر سجدے میں پانچ دفعہ ”سبوح قدوس رب الملائکة والروح“ پڑھتے ہیں اوراس کے درمیان میں ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھتے ہیں ،اوراس کا ثواب سوحج اورسوعمروں کا بتاتے ہیں ،اوراس کا ثواب ہزارفرشتے لکھتے ہیں،قرآن وحدیث کی رو سے یہ بات صحیح ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

یہ الفاظ من گھڑت ہیں جن کی نسبت آپ علیہ السلام کی طرف کی جارہی ہے لہذااسکانقل کرنااوراس پر عمل کرناجائزنہیں ہے۔

”فی التاتارخانية عن المضمرات ان النبی ﷺ قال لفاطمة مامن مومن ولامؤمنة یسجدسجدتین یقول فی سجوده خمس مرات سبوح قدوس رب الملائکة والروح ثم یرفع رأسه ویقرء آیة الکرسی مرة ثم یسجد ویقول خمس مرات سبوح قدوس ورب الملائکة والروح والذی نفس محمدبیده انه لایقول من مقامه حتی یغفرالله له واعطاه ثواب مأة حجة ومائة عمرة واعطاه الله ثواب الشهداء وبعث الیه الف ملک یکتبون له الحسنات وکانما اعتق مائة رقبة واستجاب الله له دعاء ہ ویشفع یوم القیامة فی ستین من اهل النار واذامات مات شهیدا فحدیث موضوع باطل لااصله له ولایجوز

www.besturdubooks.net

العمل به ولانقله الالبیان بطلانه کماهوشان الاحادیث الموضوعة ویدلک علی وضعه رکاکته والمبالغة الغیرالموافقة للشرع والعقل فان الاجر علی قدرالمشقة شرعا وعقلا وافضل الاعمال احمزها وانما قصدبعض الملحدین بمثل هذا الحدیث افساد الدین واضلال الخلق واغراء هم بالفسق وتثبیطهم عن الجد فی العبادة فیغتربه بعض من لیس له خبرة بعلوم الحدیث وطرقه ولاملکة یمیزبها بین صحیحه وسقیمه"...... (حلبی کبیری: ۵۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کلمات کفر کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے:

مسئلہ نمبر(۱۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کلمہ کفر کہنے کی وجہ سے نکاح پر کچھ اثر پڑتا ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں جن کلمات کی وجہ سے آدمی اسلام سے خارج ہوجاتا ہے ان کلمات کی وجہ سے نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

"وان کانت نیة الوجه الذی یوجب التکفیر لاتنفعه فتوی المفتی ویؤمربالتوبة والرجوع عن ذلک وتجدیدالنکاح بینه وبین امرء ته "......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۵/۳۱۲)

"وان کانت نیته الوجه الذی یوجب التکفیر لاتنفعه فتوی المفتی ویؤمربالتوبة والرجوع عن ذلک وبتجدیدالنکاح بینه وبین امرء ته" ...... (فتاوی الهندیة: ۲/۲۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی اور پگڑی کی توہین کرنے والوں کے ایمان اور نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۳۱): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ

www.besturdubooks.net

(۱) جولوگ انٹرنیٹ پر ڈاڑھی اور پگڑی والی تصویر کسی جانور یا حقیر چیز پر چسپاں کرتے ہیں ان کے ایمان اورنکاح کا کیا حکم ہے؟

(۲) اور جولوگ اس تصویر کو لائک کرتے ہیں یعنی پسند کرتے ہیں ان کے ایمان اورنکاح کا کیا حکم ہے؟

مہربانی فرما کر قرآن وسنت اور مذاہب اربعہ کی روشنی میں مدلل جواب دے کر احسان فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بشرط صحت سوال جولوگ یہ مذکورہ عمل کررہے ہیں یہ ڈاڑھی اور پگڑی کی توہین کررہے ہیں، ڈاڑھی اور پگڑی کی توہین کفر ہے، لہذا ان لوگوں کے ذمہ واجب ہے کہ وہ توبہ کرکے اپنے ایمان اورنکاح کی تجدید کریں۔

(۲) جولوگ اس کفریہ عمل کو پسند کرتے ہیں ان پر بھی لازم ہے کہ وہ توبہ کرکے اپنے ایمان اورنکاح کی تجدید کریں۔

"ثم قال ولاعتبار التعظيم المنافی للاستخفاف كفر الحنفية بالفاظ كثيرة وافعال تصدرمن المتهتكين لدلالتها على الاستخفاف بالدين كالصلاة بلاوضوء عمدابل بالمواظبة على ترك سنة استخفافا بهابسبب انه فعلها النبی صلی اللہ علیہ وسلم زيادة اواستقباحها كمن استقبح من آخرجعل بعض العمامة تحت حلقه اواحفاء شاربه قلت ويظهرمن هذا ان ماكان دليل الاستخفاف يكفربه وان لم يقصد الاستخفاف لانه لوتوقف على قصده لمااحتاج الى زيادة عدم الاخلال بمامر لان قصدالاستخفاف مناف للتصديق"...... (فتاویٰ شامی : ۳/۳۱۱)

"اتفقوا فی بعض الافعال على انها كفر مع انه يمكن فيها ان لاينسلخ من التصديق لانهاافعال الجوارح لاالقلب وذلك كالهزل بلفظ كفر وان لم يعتقده وكالسجود لصنم وكقتل نبی والاستخفاف به وبالمصحف والكعبة واختلفوا فی وجه الكفر بهابعدالاتفاق على التكفير"......(مجموعه رسائل الكشميری: ۳/۶۸)

"والاستهزاء بشئ من الشرائع كفر "......(فتاویٰ شامی: ۴/۴۱۹)

www.besturdubooks.net

"وفی الظهیریة من قال لفقیه اخذشاربه ماا عجب قبحا او اشدقبحا قص الشارب ولف طرف العمامة تحت الذقن یکفر لانه استخفاف بالعلماء ویعنی وهومستلزم لاستخفاف الانبیاء علیهم السلام "......(شرح فقه الاکبر: ۱۷۳)

"وفی التتمة من اهان الشریعة اوالمسائل التی لابدمنها کفرومن ضحک من المتیمم کفر"......(شرح فقه الاکبر: ۱۷۴)

"قال ابن حجر فی الاعلام فی فصل الکفرالمتفق علیه ممانقله عن کتب الحنفیة من تلفظ بلفظ الکفر یکفر فکل من استحسنه اورضی به یکفر"......(مجموعه رسائل الکشمیری، اکفارالملحدین فی ضروریات الدین: ۳/۵۹)

"وذلک لانه رضی بالکفر والرضی بالکفر کفر"......(فقه الاکبر: ۱۵۴)

"ان مایکون کفرااتفاقا یبطل العمل والنکاح ومافیه خلاف یؤمربالاستغفاروالتوبة وتجدیدالنکاح"......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

رحمان اللہ نام رکھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۳۲): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ ایک شخص کا نام گرامی ''رحمان اللہ'' ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

رحمان اللہ نام رکھنا شرعاً ناجائز ہے۔

"والاحکام التی یتضمنها قوله بسم الله الرحمن الرحیم الامرباستفتاح الامور للتبرک بذلک والتعظیم لله عزوجل به وذکرها علی الذبیحة وبعداسطر واستعانة بالله تعالی وعیاذة به وفیه اسمان من اسماء الله تعالیٰ المخصوصة به لایسمی بهماغیره وهما الله والرحمن"......(احکام القرآن للجصاص: ۱/۲۴)

www.besturdubooks.net

"اللہ علم علی الرب تبارک وتعالیٰ وبعداسطر وھواسم لم یسم بہ غیرہ تبارک وتعالیٰ"......(تفسیر ابن کثیر: ١/١١٦)

"واسمہ تعالی الرحمن خاص بہ لم یسم بہ غیرہ کماقال تعالیٰ قل ادعوا اللہ اوادعوا الرحمن ایاماتدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ"......(تفسیر ابن کثیر: ١/١١٩)

"وقدزعم بعضھم ان الرحیم اشدمبالغۃ من الرحمن لانہ اکدبہ والمؤکدلایکون الاقوی من المؤکد والجواب ان ھذا لیس من باب التاکید وانما ھومن باب النعت بعدالنعت ولایلزم فیہ فاذکروہ وعلیٰ ھذا فیکون تقدیم اسم اللہ الذی لم یسم بہ احدغیرہ ووصفہ اولابالرحمن الذی منع من التسمیۃ بہ لغیرہ"......(تفسیر ابن کثیر: ١/١١٩)

"فالرحمن خاص الاسم عام الفعل والرحیم عام الاسم خاص الفعل ھذا قول الجمھور"......(تفسیر القرطبی: ١/١٠٥)

"الرحمن الکثیر الرحمۃ وھووصف مقصور علی اللہ عزوجل ولایجوز ان یقال لغیرہ"......(المعجم الوسیط: ٣٤٧)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عیسائی کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کا حکم:

مسئلہ نمبر(١٣٣): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلے میں ایک قاری صاحب ہیں وہ ایک عیسائی کو قرآن پاک سکھاتے ہیں تو کیا عیسائی کو قرآن کی تعلیم دینا جائز ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ وہ قاری صاحب صوفیانہ مزاج کے ہیں، وہ ایک دن مسجد میں تصورِ شیخ پر ساتھیوں سے گپ شپ لگارہے تھے اور میں بھی وہاں بیٹھا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا بھی تصور جائز ہے؟

جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوہاب

(۱) جی ہاں! عیسائی کو قرآن کی تعلیم دینا جائز ہے۔

"فروع المصحف اذاصار بحال لایقرء فیه یدفن کالمسلم ویمنع النصرانی من مسه وجوزه محمداذااغتسل ولابأس بتعلیمه القرآن والفقه عسی یهتدی"......(الدرعلی الرد : ۱۳۰، ۱۳۱/۱)

(۲) جی ہاں تصورِ شیخ جائز ہے۔

"سوال تصورمرشد که عندالصوفیة معمول است درست است یانه جواب جائز است اکابر به نیت پاک ایں عمل کرده اندشاه ولی الله دهلوی درقول جمیل می نویسند قالوا والرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبة والتعظیم ویلاحظه صورته قلت ان الله تعالیٰ مظاهر کثیره فمامن عابد غبیاکان اوذکیا الاوقدظهر بحذائه صارمعبوداله فی مرتبته ولهذا السرنزل الشرع باستقبال القبلة وقال رسول الله ﷺ اذاصلی احدکم فلایبصق قبل وجهه فان الله تعالیٰ بینه وبین قبلته فلاعلیک ان لاتتوجه الاالی الله ولاتربط قلبک الابه ولوبالتوجه الی العرش وتصور النورالذی وضعه علیه اوبالتوجه الی القبلة انتهی"......(مجموعة الفتاویٰ علی هامش خلاصة الفتاویٰ: ۳۴۷، ۳۴۸/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

معراج جسمانی کے منکر کی امامت کا حکم:

مسئلہ نمبر (۱۳۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام قرآن وحدیث کی روشنی میں جوامام مندرجہ ذیل عقائد ونظریات کا حامل ہو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۱) معراج کے موقع پر حضور ﷺ نے جسم مثالی کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی۔

(۲) حضور ﷺ نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جسم مثالی تھا۔

www.besturdubooks.net

(۳)　میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کی روح علیین یا سجین میں چلی جاتی ہے، وہاں پر اس کو جسم مثالی ملتا ہے، جزاء وسزا کا تعلق جسم مثالی کے ساتھ ہوتا ہے، قیامت کے دن روح جسم عنصری میں لوٹائی جائے گی۔

(۴)　امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مماتی تھے، یہ ہمارے امام صاحب نے کہا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱)　بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مذکورہ عقائد ونظریات کا حامل شخص چونکہ بدعتی ہے لہذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"ویکره تقدیم المبتدع ایضا لانه فاسق من حیث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حیث العمل الاان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقدشیئا علی خلاف مایعتقده اهل السنة والجماعة"......(حلبی کبیری:۴۴۳)

"وفیه اشارة الی انهم لوقدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراهة تقدیم کراهة تحریم"......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

(۲)　واضح رہے کہ حضور ﷺ کو معراج حالت بیداری میں اسی جسم عنصری کے ساتھ کروائی گئی اور حضور ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اسی جسم عنصری کے ساتھ نماز پڑھائی۔

"والاکثرون علی ان الله تعالیٰ اسریٰ بعبده محمد ﷺ لیلة المعراج بجسده فی الیقظة وتواترت الاخبار الصحیحة بذلک وعلیه انعقدالاجماع"......
(تفسیرالمظهری: ۵/۲۵۱)

"واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن آلهة یعبدون اختلفوا فی هؤلاء المسؤلین قال عطاء عن ابن عباس لمااسری بالنبی ﷺ بعث الله له آدم وولده من المرسلین فاذن جبرئیل ثم اقام وقال یامحمد تقدم فصل بهم فلما فرغ من الصلاة قال له جبریل سل یا محمدمن ارسلنا قبلک من رسلنا الآیة فقال رسول الله ﷺ لااسأل فقداکتفیت وهذا قول الزهری وسعیدبن جبیر وابن زید قالوا جمع الله له المرسلین لیلة اسری به وامره ان یسئلهم فلم یشک ولم یسأل"......(معالم التنزیل : ۴/۱۴۱)

www.besturdubooks.net

(۳) اور اسی طرح حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں اسی جسم عنصری کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا۔

"عن انس بن مالک ان رسول اللہ ﷺ قال اتیت وفی روایة هداب مررت علی موسیٰ لیلة اسری بی عندالکثیب الاحمر وهوقائم یصلی فی قبره"......(صحیح مسلم: ۲/۲۶۸)

"وقال القرطبی فی التذکرة فی حدیث الصعقة نقلا عن شیخه الموت لیس بعدم محض وانما هوانتقال من حال الی حال ویدل علی ذلک ان الشهداء بعدقتلهم وموتهم احیاء یرزقون فرحین مستبشرین وهذه صفة الاحیاء فی الدنیا واذاکان هذافی الشهداء فالانبیاء احق بذلک واولیٰ وقدصح ان الارض لاتأکل اجساد الانبیاء وانه ﷺ اجتمع بالانبیاء لیلة الاسراء فی بیت المقدس وفی السماء ورأی موسیٰ علیه السلام قائما یصلی فی قبره"......(الحاوی للفتاویٰ: ۵۵۶)

"قال القاضی عیاض اکثرالروایات فی وصفهم تدل علی انه ﷺ رأی ذلک لیلة اسری به وقدوقع ذلک مبینا فی روایة ابی العالیة عن ابن عباس ......قال فان قیل کیف یحجون ویلبون وهم اموات وهم فی الدارالآخرة ولیست دارعمل فاعلم ان للمشائخ وفیما ظهرلنا عن هذا اجوبة احدها انهم کالشهداء بل افضل منهم والشهداء احیاء عندربهم فلایبعد ان یحجوا ویصلوا کماورد فی الحدیث الآخر وان یتقربوا الی الله بمااستطاعوا لانهم وان کانوا قدتواترفهم فی هذه الدنیا التی هی دارالعمل حتی اذا فنیت مدتها وتعقبها الآخرة التی هی دارالجزاء انقطع العمل "......(شرح مسلم للنووی : ۱/۹۴)

(۴) اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کی روح علیین یا سجین میں چلی جاتی ہے لیکن اس کا تعلق اس جسم کے ساتھ رہتا ہے جس کی وجہ سے اسے عذاب وثواب کا ادراک ہوتا ہے، نیز یہ کہنا کہ قیامت کے دن روح جسم عنصری میں لوٹائی جائے گی یہ بات قرآن وحدیث اور عقائد اہلسنت والجماعت کے خلاف ہے۔

www.besturdubooks.net

"واعلم ان اهل الحق اتفقوا على ان الله تعالى يخلق فى الميت نوع حياة فى القبر قدرما يتالم اويتلذذ"......(شرح فقه الاكبر: ١٠١)

"واخرج وكيع وابن جرير عن ابى صالح فى الآية قال يميتكم ثم يحييكم فى القبر"......(الدرالمنثور: ١/٩٨)

"قال ويعادروحه فى جسده ويعاد بالتذكير وقيل بالتانيث روحه اى بعدالدفن فى جسده اى بعضهاوكله"......(مرقاة المفاتيح: ١/٣٢۴)

"واعادة الروح الى جسدالعبد فى قبره حق واعادة الروح اى ردها اوتعلقها الى العبد اى جسده بجميع اجزائه اوببعضها مجتمعة اومتفرقة فى حق قبره والواو لمجردالجمعية فلا ينافى ان السؤال بعداعادة الروح وكمال الحال"......(شرح فقه الاكبر: ١٧١)

(۵)　اور یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مماتی تھے یہ ان پر کذب وافتراء ہے، کتب متداولہ معتبرہ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔

"ومن قال ان ضربتک فعبدى حر فهوعلى الحيوة لان الضرب اسم لفعل مؤلم يتصل بالبدن والايلام لايتحقق فى الميت ومن يعذب فى القبر يوضع فيه الحياة فى قول العامة"......(الهداية: ٢/۴٩٦)

"وسوال منكر ونكير فى القبر حق كائن واعادة الروح الى العبد فى قبره حق"......(فقه اكبر للامام ابى حنيفة: ١٧٠، ١٧١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سرور کائنات ﷺ روضہ اطہر میں درود وسلام سنتے ہیں:

مسئلہ نمبر(۱۳۵):　کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام قرآن وحدیث کی روشنی میں کہ ہمارے امام صاحب نے بیان فرمایا کہ

حضور نبی کریم ﷺ اپنے روضہ اطہر میں نہیں سنتے، جن احادیث میں حضور نبی کریم ﷺ کے سننے کا ذکر ہے وہ احادیث گھڑی ہیں کسی شیعہ نے۔

www.besturdubooks.net

(۱) جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہے یا نہیں؟ اور ان کی اقتداء میں نماز کا کیا حکم ہے؟

(۲) سماع اور عدم سماع کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔

"عندنا وعندمشائخنا حضرة الرسالة ﷺ حی فی قبره الشريف وحياته ﷺ دنيوية من غير تكليف وهی مختصة به ﷺ وبجميع الانبياء صلوات الله عليهم والشهداء لابرزخية كماهی حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كمانص عليه العلامة السيوطی فی رسالته "انباء الاذكياء بحياة الانبياء"......(المهندعلی المفند:۳۳)

اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ ﷺ خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوۃ وسلام کو فرشتے آپ ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔

"عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی عندقبری سمعته ای سمعا حقيقيا بلاواسطة قال الطيبی هذا لاينافی ماتقدم من النهی عن الاعتياد الدافع عن الحشمة ولاشک ان الصلوٰة فی الحضور افضل من الغيبة انتهی لان الغالب حضورالقلب عندالحضرة والغفلة عندالغيبة ومن صلی علی نائياای من بعيد كمافی رواية ای بعيدا عن قبری ابلغته وفی نسخة صحيحة بلغته من التبليغ ای اعلمتهكمافی رواية والضمير راجع الی مصدرصلی كقوله تعالیٰ اعدلوا هواقرب للتقویٰ رواه البيهقی فی شعب الايمان،قال ميرک نقلا عن الشيخ ورواه ابوشيخ وابن حبان فی كتاب ثواب الاعمال بسندجيد "......(مرقاة المفاتيح :۱۸،۱۷/۳)

www.besturdubooks.net

"عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال مامن احديسلم علی الاردالله علی روحی حتی اردعليه السلام "......(ابو داؤد: ۲۹۴،۲۹۵/ ۱)

"وينبغی لمن قصدزيارة النبی ﷺ ان يكثر الصلاة عليه فانه يسمعها وتبلغ اليه "......(حاشية الطحطاوی علی المراقی: ۷۴۶)

اور جو شخص اس عقیدے کا منکر ہو وہ فاسق و بدعتی ہے،اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"ويكره تقديم المبتدع ايضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشدمن الفسق من حيث العمل الاان الفاسق من حيث العمل يعترف بانه فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من يعتقدشيئا علی خلاف مايعتقده اهل السنة والجماعة "......(حلبی كبيری: ۴۴۳)

"واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامردينه وبان فی تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ولايخفی انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلی بهم بغيرطهارة فهوكالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشی فی شرح المنية علی ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا "......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عید کے دن گلے ملنا اور عید مبارک کہنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۳۶): حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں

(۱) عید کے دن خوشی سمجھ کر (ثواب کی نیت کیے بغیر) گلے ملنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) اسی طرح گلے ملتے وقت عید مبارک کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) عید کے دن خوشی کے طور پر گلے ملنا جائز ہے۔

www.besturdubooks.net

(۲)　عید کے دن ملتے وقت عید مبارک کہنا درست ہے۔

”والتهنئة بتقبل الله منا ومنكم لاتنكر قوله لاتنكر خبرقوله والتهنئة وانما قال كذلك لانه لم يحفظ فيهاشيء عن ابى حنيفة واصحابه وذكرفى القنية انه لم ينقل عن اصحابنا كراهة وعن مالك انه كرهها وعن الاوزاعى انهابدعة وقال المحقق ابن اميرحاج بل الاشبه انهاجائزة مستحبة فى الجملة ثم ساق آثار باسانيد صحيحة عن الصحابة فى فعل ذلك ثم قال والتعامل فى البلادالشامية والمصرية عيدمبارك عليك ونحوه وقال يمكن ان يلحق بذلك فى المشروعية والاستحباب لمابينهما من التلازم فان من قبلت طاعته فى زمان كان ذلك الزمان عليه مباركا على انه قدوردالدعاء بالبركة فى امور شتىٰ فيوخذمنه استحباب الدعابها هنا ايضا“......(فتاوىٰ شامى:۱/۶۱۳)

”هل التهنئة فى العيد ومايجرى على السنة الناس عيدك مبارك وماشبهه هل له اصل فى الشريعة ؟ام لا؟واذاكان له اصل فى الشريعة فماالذى يقال ؟ افتونامأجورين فاجاب اماالتهنئة يوم العيد يقول بعضهم لبعض اذالقيه بعدصلاة العيد تقبل الله مناومنكم واحاله الله عليك ونحوذلك فهذا قدروى عن طائفة من الصحابة انهم كانوا يفعلونه ورخص فيه الائمة كاحمدوغيره لكن قال احمد انالاابتدى احدافان ابتدأنى احداجبته وذلك لان جواب التحية واجب وامّاالابتداء بالتهنئة فليس سنة مامورابها ولاهوايضامّانهى عنه فمن فعله فله قدوة ومن تركه فله قدوة “......(فتاوىٰ ابن تيميه :۲۴/۲۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

قرآن وسنت سے ایصال ثواب کا ثبوت:

مسئلہ نمبر(۱۳۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن کی تلاوت، نفلی روزوں اور نفلی نماز کا ثواب مردوں کو پہنچانا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایصال ثواب کا ثبوت قرآن وسنت سے موجود ہے، تلاوت، نفلی روزوں اور نفلی عبادات وصدقات وغیرہ کا ثواب مردوں کو پہنچایا جاسکتا ہے۔

"الاصل فی ھذالباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاۃ اوصوما اوصدقه اوغیرھا عنداھل السنة والجماعة لماروی عن النبی ﷺ انه ضحی بکبشین املحین احدھما عن نفسه والآخر عن امته ممن اقربوحدانیة الله وشھدله بالبلاغ جعل تضحیة احدالشاتین لامته"......(الھدایة: ۱/۳۱۶)

"والاصل فیه ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاۃ اوصوما اوصدقه اوقراءۃ قرآن اوذکرااوطوافا اوحجا اوعمرۃ اوغیرذلک عنداصحابنا للکتاب والسنة"......(البحرالرائق: ۳/۱۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

محرم الحرام اور صفر المظفر کے مہینے میں شادی کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۳۸): مکرمی ومحترمی حضرت مفتی صاحب

مودبانہ گزارش ہے کہ میں اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں، اس سلسلہ میں مجھے آپ سے دو باتوں کی وضاحت مطلوب ہے۔

(۱) کیا ہم محرم الحرام کے مہینہ میں اپنی بیٹی کی شادی کی تاریخ رکھ سکتے ہیں؟ اس میں اسلامی نقطہ نظر سے کوئی پابندی ہے کہ نہیں؟

(۲) کیا میں اپنی بیٹی کی شادی صفر کے مہینہ میں کرسکتا ہوں کیونکہ اکثر لوگ اس مہینے کو مصیبتوں کا مہینہ سمجھتے ہوئے شادی نہیں کرتے، براہ مہربانی وضاحت فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

شرعاً کوئی پابندی اور گناہ نہیں ہے، ہر مہینہ میں شادی ونکاح ہوسکتا ہے، خواہ محرم ہو یا صفر یا کوئی دوسرا مہینہ، بلکہ اگر غیر شرعی غلط رسم کو ختم کرنے کی نیت سے محرم یا صفر میں شادی کی جائے تو امید ثواب بھی ہے۔

”سالته فی جماعة لایسافرون فی صفر ولایبدون بالاعمال فیه من النکاح والدخول ویتمسکون بماروی عن النبی ﷺ ”من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة “ هل یصح هذاالخبر وهل فیه نحوسة ونهی عن العمل وکذالایسافرون اذاکان القمر فی برج الاسد العقرب وکذا لایخیطون الثیاب ولایقطعونهااذاکان هل الامر کمازعموا قال اما مایقولون فی حق صفر فذلک شئ کانت العرب یقولونه فی القمر فی العقرب اوفی الاسد فانه شئ یذکره اهل النجوم لتنفیذمقالتهم ینسبون الی النبی ﷺ وهو کذب محض کذا فی جواهرالفتاویٰ “......(فتاویٰ الهندیة: ۵/۳۸۰)

”عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد،متفق علیه،قال القاضی المعنی من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن له من الکتاب والسنة سندظاهر اوخفی ملفوظ اومستنبط فهومردود علیه قیل فی وصف الامر بهذا اشارة الی ان امرالاسلام کمل وانتهی وشاع وظهرظهور المحسوس بحیث لایخفی علی کل ذی بصر وبصیرة فمن حاول الزیادة فقدحاول امراغیرمرضی لانه من قصورفهمه رآه ناقصا فعلی هذایناسب ان یقال ان هوراجع الی من ای فذلک الشخص ناقص مردود عن جنابنا مطرودعن بابنا فان الدین اتباع آثارالآیات والاخبار واستنباط الاحکام منها“......(مرقاة المفاتیح: ۱/۳۳۶،۳۳۵)

”عن ابی هریرة رضی الله عنه حین قال رسول الله ﷺ لاعدویٰ ولاصفر ولاهامة ......(قوله ﷺ ولاصفر) فیه تاویلان احدهما المراد تاخیرهم تحریم المحرم الی صفر وهوالنسیء الذی کانوا یفعلونه وبهذا قال مالک وابوعبیدة والثانی ان الصفر دواب فی البطن وهی دودوکانوا یعتقدون ان فی

www.besturdubooks.net

البطن دابة تهيج عندالجوع وربما قتلت صاحبها وكانت العرب تراها اعدى من الجرب وهذاالتفسير هوالصحيح وبه قال مطرف وابن وهب وابن حبيب وابوعبيدة وخلائق من العلماء وقدذكرمسلم عن جابر بن عبدالله راوى الحديث فيتعين اعتماده ويجوز ان يكون المراد هذا والاول جميعا وان الصفرين جميعا باطلان لااصل لهما ولاتعرج على واحدمنهما"...... (المسلم مع شرحه للنووی : ۲/۲۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۳۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو شیعہ اثناء عشری مذہب رکھتا تھا وہ فوت ہوگیا ہے، اور ایک شخص جو کہ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا پیروکار ہے اس کے جنازہ پڑھنے میں شامل ہوا ہے، قرآن وحدیث اور فقہاء احناف کی روشن تحقیقات کے مطابق شرعاً ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کہ جس نے ایک اثناء عشری شیعہ کے جنازے کی نماز پڑھی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر اس شیعہ کے عقائد کفریہ تھے جیسے تحریف قرآن اور سب عائشہ وغیرہ اور اس کو ان کے عقائد کا علم تھا تو صورت مسئولہ میں اگر جنازہ کو جائز سمجھتے ہوئے پڑھا ہے تو تجدید ایمان اور تجدید نکاح دونوں ضروری ہیں اور اگر ناجائز سمجھتے ہوئے پڑھا ہے (صرف لوگوں کے طعن وتشنیع سے بچنے کے لیے) تو توبہ واستغفار کریں اور آئندہ کے لیے احتیاط ضروری ہے۔

"الرافضی اذاكان يسب الشيخين ويلعنهما والعياذبالله فهوكافر وان كان يفضل عليا كرم الله تعالىٰ وجهه على ابى بكررضى الله تعالىٰ عنه لايكون كافرا الاانه مبتدع والمعتزلى مبتدع الااذاقال باستحالة الرؤية فحينئذ هوكافر كذافى الخلاصة ولوقذف عائشة رضى الله عنها بالزنى كفر بالله ولوقذف سائرنسوة النبى ﷺ لايكفر ويستحق اللعنة ولوقال عمروعثمان

www.besturdubooks.net

وعلی رضی الله عنهم لم یکونوا اصحابا لایکفر ویستحق اللعنة ولو کذافی خزانة الفقه من انکر امامة ابی بکرالصدیق رضی الله عنه فهوکافر وعلی قول بعضهم هومبتدع ولیس بکافر والصحیح انه کافر وکذلک من انکرخلافة عمررضی الله عنه فی اصح الاقوال کذافی الظهیریة ،ویجب اکفارهم باکفارعثمان وعلی وطلحة وزبیروعائشة رضی الله عنهم ......ویجب اکفارالراوافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الاله الی الائمة وبقولهم فی خروج امام باطن وبتعطیلهم الامر والنهی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولهم ان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی الی محمد ﷺ دون علی ابن ابی طالب رضی الله عنه وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین کذافی الظهیریة''......(فتاویٰ الهندیة: ۲/۲۶۴)

''ولاتصل علی احدمنهم مات ،قال علماؤنا هذا نص فی الامتناع من الصلوة علی الکفار ولیس فیه دلیل علی الصلوة علی المؤمنین واختلف هل یؤخذ من مفهومه وجوب الصلوة علی المؤمنین علی قولین یوخذلانه علل المنع من الصلوة علی الکفار لکفرهم لقوله تعالی انهم کفروا بالله ورسوله''......(الجامع لاحکام القرآن : ۸/۲۲۱)

''ان استحلال المعصیة صغیرة کانت اوکبیرة کفراذاثبت کونها معصیة بدلالة قطعیة ''......(شرح فقه الاکبر : ۱۵۲)

''وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی مایکون کفرااتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده اولادزناومافیه خلاف یؤمربالاستغفار والتوبة وتجدیدالنکاح (قوله والتوبة) ای تجدیدالاسلام (قوله وتجدیدالنکاح) ای احتیاطا کمافی الفصول العمادیة وزادفیها قسماثالثا فقال وماکان خطاء من الالفاظ ولایوجب الکفر فقائله یقرعلی حاله ولایؤمر بتجدید النکاح ولکن یؤمر

www.besturdubooks.net

بالاستغفار والرجوع عن ذلک وقوله احتیاطا ای یامره المفتی بالتجدید لیکون وطؤه حلالا بالاتفاق"......(درمع الرد: ۳/۳۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک غلط رسم کوختم کرنے کے لیے امر بالمعروف کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۴۰): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ میں الحمدللہ ایک مذہبی گھرانہ میں پیدا ہوا ہوں ،اور پیدائشی سنی حنفی دیوبندی ہوں ، بلکہ میرا سارا خاندان پیدائشی مذہبی گھرانہ سنی حنفی دیوبندی ہے اور ماشاء اللہ سبھی نماز، روزہ، حج ،زکوۃ کی پابندی کرتے ہیں،قربانی بھی باقاعدگی سے دیتے ہیں، میرے خاندان کے افراد اکثر تبلیغی جماعت کے ساتھ جاتے ہیں ،حرام و حلال کو مدنظر رکھتے ہیں، عرصہ چار پانچ سال قبل مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے اس مذہبی دینی خاندان کوترکہ / وراثت/ میراث اور ایسی وصیت جوشرعی وارثوں کو حصہ سے محروم کرنے کے بارے میں ہے کسی بھی شرعی مسئلہ کا علم نہ تھا،ان تمام شرعی مسائل کی تحقیق کی جس میں آپ جیسے جلیل القدر مفتی حضرات نے میری راہنمائی کی ،اس کے بعد میں نے خاندان کے لوگوں کو یہ شرعی مسئلہ کی اہمیت بتائی،خاندان کے چندافراد نے اسے قرآن پاک کا حکم سمجھ کر عمل کیا، چندافراد نے کہا کہ ہم انکار کر کے کفر کے مرتکب نہیں ہوسکتے مگر اس پرعمل بھی نہیں کریں گے، گناہ ہوتا ہے تو ہونے دو، چونکہ ہم نے دنیاداری دیکھی ہے اور بعض افراد میرے خلاف ہوگئے لیکن میں نے یہ شرعی مسئلہ خاندان کے ہر گھر پہنچایا ہے،اور انہیں اس پر قرآن وحدیث کی روشنی میں جس کی تشریح سند یافتہ مفتی صاحبان فرما چکے ہیں عمل کرنے کی درخواست کرتا ہوں لیکن بعض افراد مجھے گھور گھور کر دیکھتے ہیں ، ہمارے سارے خاندان میں لڑکیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے جس کی شادی کر دیتے ہیں بس اس کے متعلق یہ سوچتے ہیں اب اس لڑکی کا ہمارے گھر میں کوئی حق نہیں رہا، نہ ہی یہ کسی ترکہ/ وراثت/ یا میراث میں حصہ دار ہوگی ، بلکہ گھر کا سربراہ ایسے اقدام کر جاتا ہے کہ مرنے کے بعد کسی لڑکی کو کوئی حصہ ترکہ میں نہ ملے،سربراہ کی نیت پہلے ہی ہوتی ہے کہ لڑکیاں جو بیاہ دی گئی ہیں ان کا حق ختم ہو گیا ،بیٹی اور بہن کو شرعی حصہ دینے سے محروم رکھنے کے لیے مختلف حیلے بہانوں سے کام لیا جاتا ہے،اگر کوئی بات کرے تو اس کے خلاف ذہنی طور پر ہو جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.net

ایسے حالات میں میں اپنے مشن کو کیا جاری رکھوں جب کہ اس وجہ سے میرے خلاف ہوجاتے ہیں ، اس مسئلہ کو روشناس کروانے میں میری شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور جو لوگ میرے خلاف اس وجہ سے ہوجاتے ہیں اور مختلف حیلے بہانے تلاش کر کے مجھ کو ستاتے ہیں ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بعض افراد یہ شرعی مسئلہ ترکہ/ وراثت/ میراث سننا بھی گوارا نہیں کرتے ، بعض افراد میرے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اس نے گھر گھر یہ مسئلہ بتا کر فساد پھیلا دیا لیکن میں یہ دین کا اہم مسئلہ سمجھ کر لوگوں کو اس پر عمل کرنے کے بارے میں کہتا ہی رہتا ہوں ، ایسے حالات میں کیا میں شرعاً خاموش ہوجاؤں یا یہ تبلیغ جاری رکھوں ، چونکہ اکثر افراد جو اس پر عمل کرنا نہیں چاہتے ہیں وہ کئی حیلوں بہانوں سے خاموش کرواتے ہیں ، مکمل و مفصل قرآن وحدیث کی روشنی میں میری راہنمائی فرمائیں ۔

الجواب باسم الملک الوهاب

آدمی خدا کے خوف کی بقدر خدا کے حکموں پر عمل کرتا ہے ، آپ کے ذمہ اپنے خاندان والوں کو حکمت وبصیرت سے سمجھانا ہے اور منوانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے ۔

"وذكر الفقيه ابو الليث ان الامر بالمعروف على وجوه ان كان يعلم باكبر رأيه انه لو امر بالمعروف يقبلون ذلك منه ويمتنعون عن المنكر فالامر واجب عليه ولايسعه تركه ولو علم باكبر رأيه انه لو امرهم بذلك قذفوه وشتموه فتركه افضل وكذلك لو علم انهم يضربونه ولا يصبر على ذلك ويقع بينهم العداوة ويهيج منه القتال فتركه افضل وكذلك لو علم انهم لو ضربوه صبر عليه ولم يشك الى احد فلاباس به وهو قول مجاهد ولو علم انهم لايقبلون منه ولايخاف منهم ضربا ولا شتما فهو بالخيار والامر افضل"......(فتاویٰ التاتارخانية:۱۸/۱۹۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرغے کی اذان کو منحوس کہنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۴۱): مکرمی ومحترمی مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے گاؤں میں ایک رواج عام ہے کہ کوئی بھی مرغا جب عصر اور مغرب کے درمیان اذان دے

www.besturdubooks.net

تو گھر والے اسے منحوس سمجھ کر فوراً ذبح کردیتے ہیں ،گوشت کھاجاتے ہیں، شرعی طور پر یہ فعل جائز ہے کہ نہیں؟ وضاحت درکار ہے۔

الجواب باسم الملک الوہاب

اس چیز کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ہے ،قرآن وحدیث میں کہیں اس کو منحوس نہیں کہا گیا ہے ،اصل نحوست تو گناہوں کی وجہ سے آتی ہے،ان سے اجتناب کرنا چاہیئے ۔

’’قوله تعالیٰ ظهر الفساد فی البر والبحر اختلف العلماء فی معنی الفساد والبر والبحر فقال قتادة والسدی الفساد الشرک وهواعظم الفساد وقال ابن عباس وعکرمة ومجاهد فسادالبرقتل ابن آدم اخاه قابيل قتل هابيل وفی البحر بالملک الذی کان ياخذکل سفينة غصبا وقيل الفسادالقحط وقلة النبات وذهاب البرکة ونحوه قال ابن عباس قال هونقصان البرکة باعمال العباد کی يتوبوا قال النحاس وهواحسن ماقيل فی الآية وعنه ايضا ان الفساد فی البحر انقطاع صيده بذنوب بنی آدم‘‘......(الجامع لاحکام القرآن : ۱۴/۴۰)

’’عن زيد بن خالد قال قال رسول الله ﷺ لاتسبوا الديک فانه يوقظ للصلوة ای لصلوٰة التهجد والصبح عن ابی هريرة ان النبی ﷺ قال اذاسمعتم صياح الديکة فسلوا الله من فضله فانها رأت ملکا واذاسمعتم نهيق الحمار فتعوذوا بالله من الشيطان فانهارأت ملکا وانها رأت شيطانا ليس المعنی انهالاتصوت الااذارأت ملکا وانها رأت شيطانا ليس المعنی انهالاتصوت الااذارأت ملکا اوشيطانا فان صياح الديکة وکذلک نهيق الحمار کثيرا مايکون لعوارض واسباب غيررؤية الملک والشيطان بل المعنی ان صوتهما قديکون لذلک ايضا فلايتعين ای الاصوات لذلک وايها لغيره فيستحب الدعوة والتعوذعندکل تصويت منهما لتقع البعض منهما موقعهما وان لم تقع الکل مقام الرؤية مع ان زيادة الدعوة والتعوذمطلوبة وان لم يکن فی محل اجابة ‘‘......(بذل المجهود : ۵/۳۰۱)

www.besturdubooks.net

"حدثنا محمدبن منهال قال حدثنا يزيدبن زريع قال حدثنا عمربن محمدالعسقلانی عن ابيه عن ابن عمر قال ذكروا الشؤم عندالنبی ﷺ فقال النبی ﷺ ان كان الشؤم فی شئ ففی الدارو المرء ة و الفرس"...... (صحيح البخاری :۲/۶۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

علماء دیوبند "ماانا علیه و اصحابی" کے صحیح مصداق ہیں:

مسئلہ نمبر (۱۴۲): محترم و مکرم قبلہ مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مودبانہ گزارش ہے کہ بندہ کو یہ فتویٰ درکار ہے کہ دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ براہ مہربانی فتویٰ عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

علماء دیوبند کے عقیدے سو فیصد وہی عقیدے ہیں جو اہل السنۃ والجماعۃ کے ہیں اور یہ حضرات امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور "ماانا علیه و اصحابه" فرمان رسول ﷺ پر کامل طور پر عمل پیرا ہیں لہذا ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔

"حامدا و مصليا و مسلما ليعلم اولاقبل ان نشرع فی الجواب انابحمدالله ومشائخنا رضوان الله عليهماجمعين و جميع طائفتنا و جماعتنا مقلدون لقدوة الانام و ذروة الاسلام امام الهمام الامام الاعظم ابی حنيفة النعمان رحمة الله عليه فی الفروع و متبعون للامام الهمام ابی الحسن الاشعری والامام الهمام ابی منصور الماتريدی رضی الله عنهما فی الاعتقاد و الاصول ومنتسبون من طرق الصوفية الی الطريقة العلية المنسوبة الی السادة النقشبندية و الی الطريقة الزكية المنسوبة الی السادة الچشتية و الی الطريقة البهية المنسوبة الی السادة القادرية و الی الطريقة المرضية المنسوبة الی

www.besturdubooks.net

السادۃ السہروردیۃ رضی اللہ عنہم "......(المہند علی المفند لمولانا خلیل احمدسہارنفوری رحمہ اللہ تعالیٰ: ۲۵،مترجم)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ پاک کے پاس عاجزی نہیں، کہنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۴۳): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) کیا کسی مسلمان کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ ''اللہ پاک کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں عاجزی نہیں'' اگر اس کا جواب ہاں میں ہو تو یہ فرمادیں کہ انسانوں کو عاجزی کہاں سے ملتی ہے؟ اگر اس کا جواب ''نہیں'' میں ہو تو یہ فرمادیں کہ اس مسلمان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عاجزی بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے خزانے ہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے، نقص تب لازم آئے گا جب یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہو بلکہ اس کے مقابلے میں تکبر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو کہ نقص نہیں بلکہ اس کے شایان شان ہے۔

"الحی القادر العلیم السمیع البصیر الشائی المرید ......ان اضدادھا نقائص وھی الموت والعجز والجھل والصم والبکم والعمی والاضطرار وھی نقائص یجب تنزیہ اللہ تعالی عنھا "......(نبراس : ۱۰۹)

"وللہ خزائن السموات والارض ،قال مقاتل یعنی مفاتیح الرزق والمطر والنبات ......وقال اھل المعانی خزائن اللہ تعالیٰ مقدوراتہ لان فیھا کل مایشاء ممایرید اخراجہ "......(تفسیر کبیر: ۱۰/۵۴۹)

"اعلم ان المتکبر فی حق الخلق اسم ذم لان المتکبر ھوالذی یظھر من نفسہ الکبر وذلک نقص فی حق الخلق لانہ لیس لہ کبرولاعلو بل لیس معہ الاالحقارۃ والذلۃ والمسکنۃ فاذا اظھر العلو کان کاذبا فکان ذلک مذموما فی حقہ اماالحق سبحانہ فلہ جمیع انواع العلو والکبریاء "......(تفسیر کبیر: ۱۰/۵۱۴)

www.besturdubooks.net

"یقول اللہ تعالی لی العظمة والکبریاء والفخر والقدر سری فمن نازعنی فی واحدمنهن کببته فی النار"......(الحکیم عن انس ، کنزالعمال : ۳/۲۱۴،رقم الحدیث،۷۷۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا تھا؟

مسئلہ نمبر(۱۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضور ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جب وفات پا گئیں تو ان کا جنازہ کس نے پڑھایا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اس وقت جنازہ مشروع نہیں ہوا تھا لہٰذا بغیر جنازہ کے ان کو دفن کیا گیا تھا۔

"فی الطحطاوی علی المراقی قال الواقدی لم تکن شرعت یوم موت خدیجة وموتها رضی اللہ عنها بعدالنبوة بعشرسنین علی الاصح"......(۵۸۰)

"قال عروة بن الزبیر وقدکانت خدیجة توفیت قبل ان تفرض الصلوة ثم روی من وجه آخر عن الزهری انه قال توفیت خدیجة بمکة قبل خروج رسول اللہ ﷺ الی المدینة وقبل ان تفرض الصلوة"......(البدایة والنهایة :۳/۱۳۸)

"ان العمری ذکر فی شرح ذات الشفاء ان الجمعة والجنازة وجبتا بعدالصلوات الخمس"......(روح المعانی :۱۵/۷)

"وقداتفق اهل العلم علی ان المعراج کان بعدالوحی بنحومن اثنی عشر سنة قبل الهجرة بسنة"......(تفسیرالمظهری :۵/۲۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

صبح اور شام کی تعریف نیز صبح اور شام کے اذکار کس وقت کرنے چاہئیں:

مسئلہ نمبر(۱۴۵): محترم مفتی صاحبان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسئلہ درپیش ہے برائے مہربانی حل فرمادیں، گزارش ہے کہ کچھ کتابوں میں میں نے صبح، شام، رات کی تعریف کے بارے میں پڑھا ہے، ان کتب میں صبح، شام اور رات کی جو تعریف بیان کی گئی ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے۔

صبح: ابتدائے وقت فجر سے لےکر طلوع آفتاب تک صبح ہے، اس دوران جو پڑھا جائے گا وہ صبح میں شمار ہوگا۔

شام: ابتدائے وقت ظہر سے غروب آفتاب تک شام ہے، اس دوران جو بھی پڑھا جائے گا وہ شام میں شمار ہوگا۔

رات: غروب آفتاب یعنی مغرب سے لے کر سحری کا وقت ختم ہونے اور فجر کا وقت شروع ہونے تک رات ہے، اس دوران جو بھی پڑھا جائے گا وہ رات میں شمار ہوگا۔

اب میرا مسئلہ یہ ہے کہ جو اوراد اور وظائف نبی اکرم ﷺ نے تجویز فرمائے اور کہا کہ یہ صبح اور شام کو پڑھنے ہیں اور جو اوراد اور وظائف بزرگان دین یہ کہہ کر تجویز فرماتے ہیں کہ ان کو صبح اور شام پڑھیں تو ان کو کس وقت میں پڑھنا چاہیئے، کیا صبح کے اوراد اور وظائف کو نماز فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے پڑھا جائے گا، اور کیا شام کے وظائف کو ظہر سے مغرب تک کسی بھی وقت پڑھ سکتے ہیں یا عصر کے بعد اور مغرب سے پہلے پڑھ لیں۔

مزید یہ کہ زیادہ تر لوگ جن میں اکثر علماء کرام بھی شامل ہیں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ شام سے مراد مغرب کا وقت ہے اور جو اوراد اور وظائف شام کے لیے تجویز کیے جاتے ہیں ان کو مغرب کی نماز کے بعد پڑھنا چاہیئے، اب میری سمجھ میں ان اوقات کا مسئلہ نہیں آرہا، اس لیے آپ سے راہنمائی چاہنے کے لیے رجوع کیا ہے، براہ مہربانی اس مسئلہ کو جو میرے ذہن کو منتشر کررہا ہے دور فرمائیں۔

مزید ایک بات یہ بھی بتادیں کہ طلوع آفتاب سے لے کر ابتدائے وقت ظہر تک کے وقت کو کیا کہتے ہیں کیونکہ اس دورانیے کی تعریف مجھے کہیں نہیں ملی، نیز صبح، شام اور رات کی مکمل تعریف بتادیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صبح کی تعریف: دن کے شروع کے وقت کو یا فجر کے وقت کو صبح کہتے ہیں۔

"الصبح والصباح اول النهار وهو وقت ما احمر الافق بحاجب الشمس"......(المفردات فی غریب القرآن: ۶۷۴)

www.besturdubooks.net

شام کی تعریف: سورج ڈوبنے کے وقت اوراس کے بعد کے اوقات کو شام کہا جاتا ہے،(المفردات:۲۳۹)

دوپہر کی تعریف: ۱۲ بجے دن کا وقت جب سورج سرپر ہو(فیروز اللغات:۲۴۹)

دن کی تعریف: سورج نکلنے سے سورج غروب ہونے کا درمیانی عرصہ،اورشرعاً طلوع فجر سے غروب آفتاب کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں۔

(۱)النهار بالفتح لغة ضوء واسع ممتد من الطلوع الى المغرب الخ"......(كشاف اصطلاحات الفنون:۱۳۹۶)

(۲)والنهار الوقت الذى ينتشر فيه الضوء الخ "......(المفردات : ۲۳۹)

رات کی تعریف: غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک کا وقت اورشرعاً غروب آفتاب سے طلوع فجر تک کا وقت۔

رسول اللہ ﷺ کی مکمل اتباع ہی نجات کا راستہ ہے اور یہ اتباع ذکرواذکار اور دیگر نفلی امور میں بھی ہونی چاہیئے،اب مسنون دعائیں یا ذکرواذکار تین قسم پر ہیں۔

(۱) ایسی دعائیں یا ذکر جو کسی خاص مقام سے متعلق ہوں جیسے مسجد میں داخل ہونے کی دعا،اس نوعیت کی دعاؤں کو ان کے متعلقہ مواقع میں پڑھنا چاہیئے۔

(۲) وہ دعائیں جو کسی وقت کے ساتھ متعلق ہوں جیسے صبح شام یا دن رات کی دعائیں یا ذکر،توان کو ان کے اوقات میں پڑھنا چاہیئے کسی بھی وقت میں پڑھ سکتے ہیں البتہ آسانی کی خاطر کسی معین وقت میں پڑھنے میں حرج نہیں۔

(۳) وہ دعائیں جو کسی جگہ یا وقت سے مخصوص نہیں جیسے" سبحان اللہ وبحمدہ"انہیں بھی شرعاً کسی وقت سے مخصوص نہ سمجھا جائے،براہ کرم آئندہ فقہی نوعیت کے مسائل دریافت فرمایئے۔

"صبح ،الصبح اول النهار والصبح الفجر والصباح نقيض المساء والجمع اصباح وهو الصبيحة والصباح والاصباح والمصبح"......(لسان العرب : ۲۱۴۲/۴)

"الصبح الفجر اواول النهار جمع اصباح وهو الصبيحة والصباح والاصباح والمصبح كمكرم واصبح دخل فيه وبمعنى صار "......(القاموس المحيط : ۲۳۷)

www.besturdubooks.net

”المساء،ضدالصباح والامساء نقيض الاصباح قال سيبويه قالوا الصباح والمساء كماقالوا البياض والسواد ولقيته صباح مساء مبنى وصباح مساء مضاف ......والمساء بعدالظهر الى صلوة المغرب وقال بعضهم الى نصف اليل “......(لسان العرب : ۳۷۲۱)

”المساء والامساء ضدالاصباح “......(القاموس المحيط : ۱۴۳۹)

”ضحا ،والضحو والضحوة والضحية على مثال العشية ارتفاع النهار......والضحاء ممدود اذاامتد النهار وقرب ان ينتصف ......وقيل الضحىٰ من طلوع الشمس الى ان يرتفع النهار وتبيض الشمس جدا ثمبعدذلك الضحاء الى قريب من نصف النهار “......(لسان العرب : ۵/۲۲۸۹)

”الضحو والضحوة والضحية كعشية ارتفاع النهار والضحى فويقه ويذكروا يصغربلاهاء والضحاء بالمد اذاقرب انتصاف النهار “......(القاموس المحيط:۱۴۹۷)

”والنهار ضياء مابين طلوع الفجر الى غروب الشمس وقيل من طلوع الشمس الى غروبها وقال بعضهم النهار انتشار ضوء البصر واجتماعه والجمع انهر“......(لسان العرب: ۴۰۳۳)

”النهار ضياء مابين طلوع الفجر الى غروب الشمس اومن طلوع الشمس الى غروبها اوانتشارضوء البصر وافتراقه جمع انهرونهر“......(القاموس المحيط :۵۲۳)

”اليل عقيب النهار ومبدؤه من غروب الشمس التهذيب الليل ضد النهار والليل ظلام الليل والنهار الضياء “......(لسان العرب : ۷/۳۶۴۲)

”اليل والبلاة من مغرب الشمس الى طلوع الفجر الصادق اوالشمس “ ......(القاموس المحيط :۱۳۵۱)

”ليلة وهى فى اللغة من غروب الشمس الى طلوع الفجر ويقابلها النهار

www.besturdubooks.net

ولایخرج المعنی الاصطلاحی لہ عن المعنی اللغوی "......(الموسوعة الفقهية،بحواله المصباح المنير ،المفردات : ۳۵/۳۶۰)

"والآية وان سقيت للاقتداء به عليه الصلوة والسلام فى امر الحرب من الثبات ونحوه فهى عامة فى كل افعاله ﷺ اذالم يعلم انهامن خصوصياته كنكاح مافوق اربع نسوة اخرج ابن ماجة"......(روح المعانى :۲۱/۱۶۷)

"وماكان سنته فى حق النبى ﷺ يكون سنة فى حق غيره حتى يقوم دليل التخصيص"......(المحيط البرهانى : ۳/۴۴)

"عن عبدالملک بن سعيد بن سويد قال سمعت اباحميد اواابااسيدالانصارى يقول قال رسول الله ﷺ اذادخل احدكم المسجد فليسلم على النبى ﷺ ثم ليقل اللهم افتح لى ابواب رحمتک فاذاخرج فليقل اللهم انى اسئلک من فضلک "......(سنن ابى داؤد: ۱/۷۹)

"عن ابى هريرة قال كان رسول الله ﷺ اذااصبح اى دخل فى الصباح قال اللهم بک اصبحنا وبک امسينا وبک نحيا وبک نموت واليک المصير واذاامسىٰ عطف على اذا اصبح قال اللهم بک امسينا وبک اصبحنا وبک نحيا وبک نموت واليک النشور"......(مرقاة المفاتيح : ۵/۳۰۰)

"وعن ابان بن عثمان قال سمعت ابى يقول قال رسول الله ﷺ مامن عبد يقول فى صباح كل يوم ومساء كل ليلة اى فى اوائلها بسم الله الذى لايضرمع اسمه شىء فى الارض ولافى السماء وهوالسميع العليم ثلاث مرات فيضره شىء فكان ابان قداصابه طرف فالج فجعل الرجل ينظر اليه فقال له ابان ماتنظر الى؟اماان الحديث كماحدثتک ولكنى لم اقله يومئذ ليمضى الله على قدره رواه الترمذى وابن ماجة وابوداؤد وفى روايته لم تصبه فجاءة بلاء حتى يصبح ومن قالها حين يصبح لم تصبه فجاء ة بلاء، حتى يمسى وفى الغايتين اعنى حتى يصبح وحتى يمسى ايماء الى ان ابتداء الحفظ من الفجاء ة والمضرة عقيب قول القائل فى اى جزء من اجزاء اوائل الليل

www.besturdubooks.net

اوالنهار بل وفی سائراثنائهما ودعوی ابن حجر وجزمه بانه لوقال اثناء النهاراوالليل و لم يقل من اول الليل اواول النهار لايحصل له تلك الفائدة لادليل عليه مع ان الاثبات فی وقت لايدل على النفی فی آخر“......(مرقاة المفاتيح : ۳۰۲،۳۰۳/۵)

”وعن ابی هريرة قال جاء ت فاطمة الى النبی ﷺ تسأله خادما ای رقيقا ولم تصادفه فلماعلم بهاجاء ها فقال الاادلك على ماهوخيرمن خادم تسبحين الله تعالى ثلاثا وثلاثين وتحمد ين الله ثلاثا وثلاثين وتكبرين الله اربعا وثلاثين تكملة للمائة عندكل صلاة ای بعدكل مفروضة كماوردفی الاحاديث وعندمنامك ولعل تخصيصها بالخطاب فی هذاالحديث لانها الباعث الاصلی فی طلب الخادم اوهذا الحديث نقل بالمعنى اوبالاختصار والله اعلم وكان قراءة هذه الاذكار عندالمنام تزيل تعب خدمة النهار والآلام“......(مرقاة المفاتيح : ۳۰۰/۵)

”وعنه ای عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من قال سبحان الله وبحمده الباء فيه للمقارنة والواوزائدة ای اسبحه تسبيحا مقرونا بحمده اومتعلق بمحذوف عطف الجملة على الاخرى معناه وابتدئ بحمده اواثنی بثنائه فی يوم ای فی اجزائه قال ابن حجر وقال الطيبی ای فی يوم مطلق لم يعلم فی ای وقت من اوقاته فلايقيد بشئ منها مائة مرة قال الطيبی سواء كانت متفرقة اومجتمعة فی مجلس اومجالس فی اول النهار اوآخره الاان الاولىٰ جمعها فی اول النهار اه ولعل اولوية اول النهار للمبادرة والمسارعة الى الاوراد والاذكار والافياتی تقييده فی الحديث الآتی بالصباح والمساء ،حطت ای سقطت وازيلت عنه خطاياه ای الصغيرة ويحتمل الكبيرة وان كانت مثل زبدالبحر ای كمية او كيفية قال ابن الملك هذا وامثاله كناية يعبربهاعن الكثرة عرفا“......(مرقاة المفاتيح : ۲۰۹/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

کلمہ کفر کہنے سے اسلام اور نکاح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۴۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت برائے فسخ نکاح دائرہ اسلام سے خارج ہوئی اور کلمات کفریہ استعمال کیے، کیا ان کا نکاح اس سے فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر کسی کا مشورہ اس عورت کے ساتھ ہو اس کا کیا حکم ہے اور جس مولوی نے یا دیگر کسی نے یہ حیلہ بتایا ہو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جو عورت کلمات کفریہ کہہ دے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے، اور جس شخص نے اپنی مرضی سے کلمات کفریہ کہلوائے ہیں وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کا نکاح بھی اپنی عورت کے ساتھ فسخ ہو جاتا ہے، چاہے وہ لڑکی کا باپ ہو یا وکیل ہو یا مولوی ہو کیونکہ کفر پر رضا کفر ہے، چنانچہ تمام کتب فقہ میں مصرح ہے کہ ''الرضاء بالکفر کفر''

''وفی المنتفی قال اذاارادت المرء ۃ ان تحرم علی زوجها فتکلمت بالکفر والایمان مستقر فی قلبها بانت وهی مشرکة بذلک الکلام ''......(خلاصة الفتاویٰ ۴/۳۸۳)

''رجل علم امرء ۃ الردة لتبین علی زوجها یکفر المعلم قال الفقیه ابو اللیث یعنی علمها و امرها بذلک''......(خلاصة الفتاویٰ:۴/۳۸۷)

''الرضاء بالکفر کفر''......(شرح فقه الاکبر: ۲۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے متعدد نکاح کیے تھے؟

مسئلہ نمبر(۱۴۷): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں میں نے ایک کتاب جس کا نام اور حوالہ یہ ہے،

نام کتاب: تاریخ اسلام

مؤلف: مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی،

www.besturdubooks.net

شائع کردہ:　　نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی، ایڈیشن دہم مطبوعہ ۱۹۸۶ء

پڑھی، اس میں یہ ظاہر کیا گیا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ عورتوں کو طلاق بہت زیادہ دیتے تھے، اس کی وجہ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمادیا تھا کہ تم میرے بیٹے کو لڑکیاں نہ دو، براہ کرم مسئلہ واضح فرمادیں، کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واقعتاً ایسا کہا تھا؟ اور کیا واقعی حضرت حسن رضی اللہ عنہ عورتوں کو بلاوجہ طلاق بہت زیادہ دیا کرتے تھے؟ مزید حوالے کے لیے اس کتاب کے صفحہ کی فوٹو کاپی ارسال کیے دیتا ہوں، مہربانی فرما کر مسئلہ کی وضاحت فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

یہ بات تو درست ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کئی نکاح کیے اور طلاقیں بھی دیں مگران روایات میں کچھ زیادہ مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہے کیونکہ آپ کی اولاد کی تعداد مؤرخین نے صرف آٹھ لکھی ہے، اگر ستر یا تین سو تک عورتیں نکاح میں تھیں تو اولاد بھی اس قدر ہوتی، اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ بیک وقت آپ کے نکاح میں چار سے زیادہ عورتیں کبھی نہیں رہیں ورنہ حکم قرآنی کے خلاف لازم آئے گا جو کہ ان حضرات سے ناممکن ہے، نیز لوگ اپنی سعادت سمجھ کر رشتہ دیتے تھے، لہٰذا یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

”قالوا :وكان كثير التزوج ،وكان لايفارقه اربع حرائر ،وكان مطلاقا مصداقا،يقال،انه احصن سبعين امرء ة ......وقد كان على يقول لاهل الكوفة لاتزوجوه فانه مطلاق فيقولون والله ياامير المؤمنين لوخطب الينا كل يوم لزوجناه مناشيئا ابتغاء فى صهر رسول الله ﷺ......الخ“......(البداية النهاية:۸/۴۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

کتاب الطهارة

(الباب الاول فی احکام الوضوء)

بیہوشی ناقض وضو ہے:

مسئلہ نمبر(۱۴۸): ا۔ اگر مسجد کا امام فرض نماز کی ادائیگی کے بعد بے ہوش ہوکر گر پڑا کچھ وقفہ کے بعد امام نے ہوش میں آنے کے بعد نماز تراویح شروع کی کیا بے ہوش ہونے کے بعد امام کا وضو قائم رہا؟

۲۔ اور اگر امام نے مکر وفریب کر کے نمازیوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی تو ایسا شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں جبکہ وہ عالم بھی نہیں ہے۔

۳۔ بے ہوشی کے بعد ہوش میں آکر جو نماز تراویح ادا کروائی تو ایسی نماز تراویح کی کیا صورت ہوئی کیا وہ ادا ہو گئی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال بے ہوش ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لہذا بے ہوشی کے بعد تجدید وضو کے بغیر نماز تراویح اور وتر جو اس نے پڑھائے ہیں وہ ادا نہیں ہوئے۔

”(و) ینقضه (اغماء) و منه الغشی“......(الدرعلی هامش الرد: ۱/۱۰۲)

۲۔ اگر واقعی امام نے مکر وفریب کے طور پر مذکورہ فعل کیا اور نماز کے مسائل ضروریہ سے بھی واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

”ولذا کره امامة الفاسق العالم لعدم اهانته بالدین فتجب اهانته شرعا فلا یعظم بتقدیمه الامامة .وکره امامة الجاهل اذ لو کان عالما تقیا لا تکره امامته لان الکراهة للنقائص“......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۰۳،۳۰۲)

”ومنها الاغماء والجنون والغشی والسکر الاغماء ینقض الوضوء قلیله وکثیره“......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۱۲)

www.besturdubooks.net

”والاغماء عارض لایتنبہ صاحبہ اذانبہ فکان حدثا بکل حال “
......(البحر الرائق : ۱/۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جسم کے گودے ہوئے حصہ کی وجہ سے وضواور غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۴۹): ایک شخص نے اپنے بازو پر مشین کے ذریعے پکا نام لکھوایا ہے سیاہی کے ساتھ، آیا اس شخص کا وضو وغسل ہوگا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

۱۔ مرد وعورت دونوں کے لیے جسم کے کسی بھی حصہ کو گودنا اور گودوانا ناجائز ہے اور سخت گناہ ہے حدیث پاک میں دونوں پر لعنت وارد ہوئی ہے۔

۲۔ گودے ہوئے حصہ کو اگر با آسانی بلاضرر صاف کیا جاسکے تو صاف کرنا واجب ہے۔

۳۔ تاہم اس شخص کا وضو اور غسل درست ہے اور نماز ادا ہو جائیگی۔

”قال فی الشامیة :لعن الله الواصلة والمستو صلة والواشمة والمستوشمة والواشرة المستوشرة والواشمة التی تشم فی الوجه والذراع و هوان تغرز الجلد بابرة ثم یحشی بکحل أو نیل فیزرق“......(ردالمحتار :۵/۲۶۴)

”و أیضا فی الشامیة عن الفتاوی الخیریة من کتاب الصلوة سئل فی رجل علی یده وشم هل تصح صلوته و امامته معه ام لا اجاب نعم تصح صلوته و امامته بلا شبهة“......(أیضا: ۱/۲۴۲)

”یستفاد ممامرحکم الوشم فی نحوالید وهوانه کالاختضاب اوالصبغ بالمتنجس لانه اذاغرزت الید اوالشفة مثلابابرة ثم حشی محلها لکحل اونیلة لیخضر تنجس الکحل بالدم فاذاجمد الدم والتام الجرح بقی محله الاخضر فاذاغسل طهر لانه اثر یشق زواله لانه لایزول الابسلخ الجلد اوجرحه فاذاکان لایکلف بازالة الاثر الذی یزول بماء حاراوصابون فعدم

www.besturdubooks.net

التکلیف هنااولی وقدصرح به فی القنیة فقال ولواتخذ فی یده وشمالایلزمه السلخ “......(فتاویٰ شامی: ۱/۲۴۲)

”عن ابن عمررضی الله عنه عن النبی ﷺ قال لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة قال نافع الوشم فی اللثلة“ ......(جامع الترمذی: ۱/۴۳۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

سر پر مہندی لگی ہو تو مسح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۵۰): سر پر مہندی لگی ہوئی ہے تو بغیر دھوئے سر پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز وضو میں انگلیوں کا خلال کب کرے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر سر پر مہندی کا لیپ کیا ہوا ہو تو اس کو دھوئے بغیر سر پر مسح کرنا درست نہیں نیز وضو میں انگلیوں کا خلال دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھونے کے بعد کرے۔

”وان کان علی رأسها خضاب فمسحت علی الخضاب اذا اختلطت البلة بالخضاب و خرجت عن حکم الماء المطلق لا یجوز المسح کذا فی الخلاصة“......(الهندیه: ۱/۶)

”عن الظهیریة ان التخلیل انما یکون بعدالتثلیث لانه سنة التثلیث آه“ ......(ردالمحتار: ۱/۸۷)

”لان السنة اکمال الفرض فی محله“......(الهدایة: ۱/۲۱)

”وذکرالناطفی فی الهدایة اذااختضب ومسح برأسه عندوضوء ہ علی خضابه لایجزئه وان وصل الماء الی شعره“......(المحیط البرهانی: ۱/۱۶۵)

”اذااختضب ومسح برأسه عندوضوء ہ علی خضابه لایجزیه وان وصل الماء الی شعره“......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۶۸)

www.besturdubooks.net

”وفی الظھیریة والتخلیل انمایکون بعدالتثلیث“......(فتاوی التاتارخانیة: ۱/۸۱)

”وفی الظھیریة والتخلیل انمایکون بعدالتثلیث لانہ سنة التثلیث“......(البحر الرائق: ۱/۴۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

وضو سے پہلے تسمیہ پڑھنا:

مسئلہ نمبر(۱۵۱): کیا وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے کیا اس کے بغیر وضو ہو جائے گا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے لہذا اس کے بغیر وضو ہو جائے گا لیکن یہ بات واضح رہے کہ سنت کے چھوڑنے کی عادت بنانا موجب گناہ ہے۔

”(و سننہ) أی الوضوء ....البداء بالتسمیة قولاً و تحصل بکل ذکر)(قولہ وتحصل بکل ذکر) فلو کبر أو ھلل أو حمد کان مقیما للسنة یعنی لاصلھا و کما لھا بما یأتی أفادہ فی النحر“......(الدر مع الرد: ۱/۸۰، ۸۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

معذور شخص نماز اور حج کیسے ادا کرے؟:

مسئلہ نمبر(۱۵۲): میری بیگم کا وضو زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا، ایک نماز پڑھنی ہو تو چار دفعہ وضو کرنا پڑتا ہے پیٹ میں گیس کی بہت زیادہ شکایت ہے اب حج کرنے کا ارادہ ہے وہاں بار بار وضو کرنا مشکل ہوگا اور حالت احرام میں بہت مشکل ہوگا کہ چند منٹ بعد ہی دوبارہ وضو کیا جائے۔ایسی حالت میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر آپ کی بیوی اس طرح معذور ہے کہ اس کا وضو بالکل قائم نہیں رہتا مثلاً ایک نماز کے وقت کے داخل ہونے سے لے کر وقت ختم ہونے تک اس کو پانچ سے سات منٹ ایسے نہیں ملتے کہ وضو کر کے صرف فرض نماز پڑھ

www.besturdubooks.net

سکے یہ صورت کسی ایک نماز کے وقت میں پیدا ہوا اور اس کے بعد ہر نماز کے وقت میں یہ عذر ایک مرتبہ پایا جائے تو ہر وقت کی نماز کے لیے اس کو ایک وضو کرنا ضروری ہے اور اس وضو کے ساتھ اس وقت کی نماز فرض، نفل اور قضاء ادا سب پڑھ سکتی ہے البتہ جب اس نماز کا وقت ختم ہو گیا تو اگلی نماز کے لیے نیا وضو کرنا ہو گا مثلاً ظہر کے لیے وضو کیا ہے تو عصر تک اس کا وضو گیس کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا اور عصر کی نماز کے لیے تازہ وضو کرے اس طرح وہ طواف وغیرہ میں بھی کر سکے گی۔

"(و صاحب عذر من به سلس) بول لا يمكنه امساكه (أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة) أو بعينه رمد أو عمش أو غرب و كذا كل ما يخرج بوجع و لو من اذن و ثدی و سرة(ان استوعب عذره تمام وقت الصلوة مفروضة) بان لا يجد فی جميع وقتها زمنا يتوضاو يصلی فيه خاليا عن الحدث (الی ان قال)(و حكمه) الوضوء لا غسل ثوبه و نحوه(لكل فرض) اللام للوقت كما فی لدلوک الشمس (ثم يصلی) به(فيه فرضا و نفلا) فدخل الواجب بالأولی فاذا خرج الوقت بطل"......(الدرالمختارعلی هامش الرد : ۱/ ۲۲۳،۲۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

لیکوریا ناقض وضو ہے یا نہیں؟:

مسئلہ نمبر(۱۵۳): عورتوں کو ایک بیماری (لیکوریا) ہے یہ چند قطرے ہوتے ہیں لیکوریا اگر سوراخ کے اندر ہو اور باہر نہ نکلے کیا وضو ٹوٹ جائے گا یا پھر باہر نکلنے کے بعد وضو ٹوٹتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر رطوبت فرج داخل سے تجاوز کر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا اگر چہ فرج خارج سے نہ نکلے اور اگر رطوبت فرج داخل ہی میں رہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

"وصفة النجاسة الرافعة للطهارة انما هی قائمة بالخارج فالعلة للنقض هی النجاسة بشرط الخروج ، و تأيد هذا بظاهر الحديث، ما الحدث ؟قال ما يخرج من السبيلين"...... (البحر الرائق : ۱/ ۵۹)

www.besturdubooks.net

”و لو خرج البول من الفرج الداخل من المرأة دون الخارج ينقض الوضوء“

......(الهندية: ١/١٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ویسلین سے وضو کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۵۴): سردیوں میں اکثر چہرے اور ہاتھوں پر ویسلین لگائی جاتی ہے کیا تیل کی طرح ویسلین لگی ہونے سے وضو ہو جاتا ہے یا صابن سے دھونا ضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

ویسلین، تیل کی مانند ہے لہذا بغیر صابن استعمال کیے وضو ہو جائے گا، لیکن احتیاطاً اعضاء وضو کو خوب مل کر دھونا بہتر ہے تا کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے، یہ رطوبت ایسی نہیں ہے جس سے عضو خشک رہ جائے۔

”و اذا دهن رجليه ثم توضأ و أمرّ الماء على رجليه فلم يقبل الماء لمكان الدسومة جاز الوضوء كذا في الذخيرة اه“...... (الهندية : ١/٥)

”(قوله و كذا دهن) أي كزيت و شيرج بخلاف نحو شحم و سمن جامد (قوله و دسومة) هي أثر الدهن قال في الشرنبلالية قال المقدسي و في الفتاوى دهن رجليه ثم توضأ و أمرّ الماء على رجليه و لم يقبل الماء للدسومة جاز لوجود غسل الرجلين“......(ردالمحتار : ١/١٤١)

”ولو بقيت على العضو لمعة لم يصبها الماء فصرف البلل الذي على ذلك العضو الى اللمعة جاز كذا في الخلاصة اه“......(الهندية : ١/٥)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

آبپاشی والے نالے کے پانی سے وضو کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۵۵): ایک گاؤں کے قریب ایک ندی بہتی ہے، جس ندی میں چشمہ کا پانی آتا ہے راستے میں آبپاشی کے لیے ہم نے ایک نالی نکالی ہے جس کی چوڑائی اور لمبائی دو فٹ ہے جس کے اندر پانی کبھی ٹخنوں تک اور کبھی پنڈلی

www.besturdubooks.net

تک اور کبھی اس سے کم اور کبھی خشک ہوجاتا ہے گٹر کے پائپ اس میں گرتے ہیں اور کبھی اس کا بومزہ بھی تبدیل ہوجاتا ہے اور کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔

سوال یہ ہے کہ اس پانی سے وضوکرنا غسل کرنا کپڑے دھونا جائز ہے یا نہیں، نیز اس پانی سے اگر کپڑے گیلے ہوجائیں تو ان کپڑوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں نالی کا پانی جاری پانی ہے جب اس کا رنگ، بو یا مزہ گٹر کے پانی کی وجہ سے بدل جائے تو وہ ناپاک ہے اس سے وضو، غسل کرنا اور کپڑے دھونا جائز نہیں ہے اور اگر کپڑوں کو یہ پانی لگ جائے تو وہ بھی نجاست کی وجہ سے ناپاک ہوجائیں گے اور اگر رنگ یا بو یا مزہ نجاست کی وجہ سے تبدیل نہ ہو تو یہ پانی پاک ہے مذکورہ کام اس سے کرنا جائز ہیں۔

''الماء الجاری بعد ما تغیر أحد أوصافه و حکم بنجاسته لا یحکم بطهارته ما لم یزل ذلک التغیر بأن یردعلیه ماء طاهر حتی یزیل ذلک التغیر کذافی المحیط ''......(الهندیة : ۱۸/۱ .بدائع الصنائع : ۲۱۶/۱)

''ماء النهر او القناة اذا احتمل عذرة فاغترف انسان بقرب العذرةجاز والماء طاهر ما لم یتغیر طعمه او لونه او ریحه ''......(الهندیة: ۱۷/۱)

''الماء الجاری بعد ما تغیر أحد أوصافه و حکم بنجاسته لا یحکم بطهارته ما لم یزل ذلک التغیر بأن یردعلیه ماء طاهر حتی یزیل ذلک التغیر الخ ''

......(الهندیة : ۱۸/۱ .بدائع الصنائع : ۲۱۶/۱)

''ماء النهر او القناة اذا احتمل عذرة فاغترف انسان بقرب العذرةجازوالماء طاهر ما لم یتغیر طعمه او لونه او ریحه '' ......(الهندیة: ۱۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

غسل کرنے سے وضو بھی ہوجاتا ہے:

مسئلہ نمبر(۱۵۶): کیا غسل کرنے سے وضو بھی ہوجاتا ہے؟ اگر کسی نے نہر یا دریا میں غوطہ لگایا کیا اس کا وضو بھی ہوگیا؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر کوئی آدمی غسل کرے تو غسل کرنے سے اس کا وضو بھی ہو جائے گا علیحدہ نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اگر کوئی آدمی نہر یا دریا میں غوطہ لگائے گا تو اس کا وضو بھی ہو جاتا ہے۔

"و تقدیم الوضوء علی الاغتسال فی الجنابة سنةو لیس بفرض عند علمائنا رحمهم الله حتیٰ انه لو لم یتوضأ و افاض الماء علی رأسه و سائر جسده ثلاثا اجزأه اذا کان قد تمضمض و استنشق اھ"

......(التاتارخانية: ۲۷۶/۱ ،مطبوعه جدید کوئٹه)

"اذااصاب الرجل المطر ووقع فی نهرجار جازوضوءه وغسله ایضا ان اصاب الماء جمیع بدنه وعلیه المضمضة والاستنشاق کذافی السراجیة"

......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵)

"وقالوا لومکث فی ماء جار اوحوض کبیر اومطرقدرالوضوء والغسل فقداکمل السنة"......(الدرالمختار: ۱/۲۹)

"عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله ﷺ یغتسل ویصلی الرکعتین وصلاة الغداة ولااراه یحدث وضوءً بعدالغسل"......(سنن ابی داؤد: ۱/۴۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

شرعی معذور کی نماز، وضو اور طہارت کا حکم:

مسئلہ نمبر (۱۵۷): ایک شخص کو پیشاب کرنے کے بعد قطرے آتے ہیں اب کیا کرنا چاہیے؟ اگر ٹشو یا مٹی کا ڈھیلا استعمال کرنے کے بعد نماز کے دوران بھی اسے قطرے نکلتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں، اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے یا کہ نہیں، اگر قطرے کپڑے وغیرہ پر لگ جائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر اس شخص پر ایک نماز کا پورا وقت ایسے گزرا کہ وہ بغیر عذر کے فرض نماز نہ پڑھ سکے اور اس کے بعد ہر وقت نماز میں اس کا وجود باقی رہے اگر چہ استیعاب نہ ہو تو یہ شخص معذور ہے تو اس کو ایک نماز کے لیے صرف ایک مرتبہ وضو کرنا ہوگا اور اس وقت میں بقیہ اعمال بھی کرسکتا ہے مثلاً تلاوت، ذکر، نفل وغیرہ اور جب اس نماز کا وقت نکل جائے گا تو اس کا وضوخود بخود ٹوٹ جائے گا، اور دوسری نماز کے لیے دوبارہ وضو کرنا ہوگا، اگر ایسا نہیں تو معذور نہیں، جب قطرہ آئے گا تو نماز ٹوٹ جائے گی اور کپڑا ناپاک ہو جائے گا دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔

"المستحاضۃو من بہ سلس البول أو استطلاق البطن أو انفلات الريح أو رعاف دائم أو جرح لا يرقأ يتوضؤن لوقت كل صلوة و يصلون بذلك الوضوء فى الوقت ما شاؤا من الفرائض والنوافل هكذا فى البحر الرائق"......(الهندية : ۱/ ۴۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

شرعی معذور:

مسئلہ نمبر (۱۵۸): میرے پیٹ میں گیس کی تکلیف کچھ عرصہ سے ہے، وضو کرنے کے فوراً بعد وضوٹوٹ جاتا ہے، اکثر اوقات نماز بھی سکون سے نہیں پڑھی جاتی یہی دھیان لگا رہتا ہے کہ وضوابھی ٹوٹ گیا اور ایک نماز کے لیے کئی دفعہ دو تین بار وضو کرنا پڑتا ہے اور کبھی مشکل سے ایک نماز پڑھی جاتی ہے، وضو کرتے وقت بھی کتنی دفعہ بار بار وضو کرتی ہوں، مجھے اس مسئلہ کے بارے میں جلد اطلاع دیں کہ ایک ہی بار وضو کرلیا کروں یا بار بار، البتہ یہ معذوری والا مسئلہ ہے اور اگر آپ استنجا چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو مجھے اس کے بدلے کیا کرنا چاہیے کیونکہ استنجاء کے فورا بعد گیس بھر جاتی ہے پیٹ میں اور بعض اوقات ویسے بھی ہوا خارج ہو جاتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مذکورہ عورت معذور کے حکم میں ہے کیونکہ معذور وہ ہوتا ہے جس کو وضو کرنے کے بعد پورے وقت میں بغیر حدث کے اتنا وقت بھی نہ مل سکے کہ وہ فرض نماز ادا کر سکے تو یہ شخص وضو کر کے وقت کے اندر فرائض اور نوافل ادا کرسکتا ہے اگر چہ وضوٹوٹتا رہے البتہ نماز کا وقت جیسے ہی ختم ہوگا تو یہ شخص بے وضو ہو جائے گا۔

www.besturdubooks.net

”(و صاحب الحدث)الدائم ليس من يتصل به خروج الحدث من غير انقطاع اصلابل هو من لا يمضى عليه وقت صلوة كامل الاوالحدث الذى ابتلى به يوجد منه فيه............ و هذا الذى ذكره تعريف صاحب العذر فى البقاء“......(حلبى كبيرى :١١٨)

”المستحاضة و من به سلس البول أو استطلاق البطن أو انفلات الريح أو رعاف دائم أو جرح لا يرقأ يتوضؤن لوقت كل صلوة و يصلون بذلك الوضوء فى الوقت ما شاؤا من الفرائض والنوافل هكذا فى البحر الرائق“......(الهندية : ١/١٤)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

احلیل میں ٹشو پیپر رکھنا اور امساک الریح:

مسئلہ نمبر(۱۵۹): مجھے ایک بیماری ہے، وہ یہ کہ اگر پیشاب کروں تو اس کے بعد جب وضو کرلوں اور ایک یا دو رکعت ادا کرنے کے بعد رکوع یا سجدے میں قطرہ آجاتا ہے یہ قطرہ ہمیشہ بھی نہیں ہوتا اور اگر نماز سے دس بیس منٹ پہلے پیشاب کرلوں تو اس وقت چلنے پھرنے سے قطرے کا آنا بند ہوتا ہے، اس صورت میں میں ٹشو پیپر کو پیشاب کی جگہ میں رکھ دیتا ہوں تا کہ مجھے شک نہ ہو تو آیا اس صورت میں نماز پڑھنا پڑھانا کیسا ہے اور گیس کی بیماری بھی ہے یعنی نماز میں پیٹ میں گیس آجاتا ہے لیکن گیس کو میں سختی کے ساتھ روک لیتا ہوں اس کی وجہ سے وقتی نماز پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں ہوتا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں شخص مذکور کا ٹائیلٹ پیپر کا پیشاب کی نالی میں رکھنا اور بصورت ضرورت پیٹ کے اندر ہوا کا روکنا صحیح ہے، اس طرح نماز کے اندر کوئی خرابی نہیں ہوگی، البتہ جب ٹائیلٹ پیپر ہٹانے کے بعد اگر اس پر تری ہو تو اس وقت اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

”(قوله ولا يمكن حبسه الخ) فيتعين عليه رده متى قدر عليه بعلاج من غير مشقة وفى المضمرات عن النصاب به سلس البول فجعل القطنية فى ذكره

www.besturdubooks.net

ومنعه من الخروج وهو يعلم انه لو لم يخش ظهر البول فاخرج القطنة وعليها بلة فهو محدث ساعة اخراج القطنة فقط وعليه الفتوى واذا لم يمتنع العذر بذلک هل يفعله تقليلا للنجاسة بقدر الامكان؟قالو ا ينبغی قال ابن امير حاج ای يستحب لما فی الخلاصة لو لم يفعل لا بأس به وقال الحلبی ای يجب "

......(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ١۴٩)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

پیشاب کا قطرہ آنے کا شبہ:

مسئلہ نمبر(١٦٠): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ کو پیشاب قطرہ قطرہ آتا ہے، ٹشو پیپر سے استنجاء کرتا ہوں پھر بھی شبہ قطرے آنے کا رہتا ہے، کیا اس حالت میں نماز ادا ہو جائے گی اور ایک بار وضو سے تہجد فجر اور اشراق پڑھ سکتا ہوں؟ اور اس طرح دعائیں اور قرآن پڑھا جا سکتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں جس شخص کو استنجاء کرنے کے بعد قطرہ آنے کا شبہ ہو وہ وضو کر کے ہر قسم کی عبادات یعنی نماز قرآن وغیرہ پڑھ سکتا ہے اس کا وضو باقی ہے۔

"اليقين لا يزول بالشک"......(الاشباه والنظائر:٧٥)

"ولو ايقن بالطهارة وشک بالحدث او بالعكس اخذ باليقين اه"......(الدر المختار علی هامش رد المحتار : ١/ ١١١)

"بخلاف ماذا شک فی الحدث لانه لم يوجد الا مجرد الشک ولا عبرة له مع اليقين بحر عن المحيط "......(ردالمحتار : ١/ ١٠٢)

علامہ شامیؒ ولو شک کی تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"(قوله ولو شک)فی التاتارخانية من شک فی انائه أو ثوبه أو بدنه اصا بته نجاسة أو لا فهو طاهر ما لم يستيقن الخ"...... (ردالمحتار : ١/١١١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

ادعیۂ وضو:

مسئلہ نمبر(۱۶۱): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں جب کہ حدیث مبارکہ سے واضح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وضو بسم اللہ سے شروع کیا کریں، کیا بسم اللہ پوری پڑھنی چاہیے یا کہ صرف بسم اللہ کے الفاظ ادا کرنے چاہیے۔

۲۔ نیز وضو کرتے وقت ہر عضو کو دھوتے وقت کوئی مسنون کلمات ہیں؟ اس بارے میں بھی وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

۱۔ واضح رہے کہ وضو شروع کرتے وقت جو بھی اللہ تعالی کا ذکر کیا جائے تو سنت پوری ہو جائے گی، لیکن افضل یہ ہے کہ "**بسم الله الرحمن الرحيم**" پڑھا جائے، نیز وضو شروع کرتے وقت "**بسم الله العظيم والحمد لله على دين الإسلام**" پڑھنا بھی ثابت ہے، (ہندیۃ: ۱/۶) اس لیے اس کو بھی کبھی کبھی پڑھنا چاہیے۔ اور وضو سے فارغ ہو جانے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے "**سبحانک اللهم وبحمدک وأشهد أن لا إله إلا انت استغفرک واتوب اليک ، واشهد ان لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله**"

۲۔ دوران وضو ہر عضو کے دھوتے وقت کوئی مسنون کلمات صحیح احادیث سے ثابت نہیں، البتہ بعض ضعیف روایات میں جو دعائیں مذکور ہیں ان پر فضائل اعمال میں عمل کیا جا سکتا ہے، چنانچہ فقہائے کرام نے مندرجہ ذیل دعائیں پڑھنے کو مستحب لکھا ہے۔

☆ کلی کرتے وقت:

"**اللهم أعني على تلاوة القرآن ، وذكرک وشكرک وحسن عبادتک**"

☆ ناک میں پانی ڈالتے وقت:

"**اللهم أرحني رائحة الجنة ولا ترحني رائحة النار**"

☆ چہرہ دھوتے وقت:

"**اللهم بيض وجهي يوم تبيض وجوه وتسود وجوه**"

☆ دایاں بازو دھوتے وقت:

"**اللهم اعطني كتابي بيميني وحاسبني حسابا يسيرا**"

www.besturdubooks.net

☆ بایاں بازو دھوتے وقت:

"اللهم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظهری"

☆ سر کا مسح کرتے وقت:

"اللهم اظلنی تحت عرشک یوم لاظل إلا ظل عرشک"

☆ کانوں کا مسح کرتے وقت:

"اللهم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه"

☆ گردن کا مسح کرتے وقت:

"اللهم اعتق رقبتی من النار"

☆ دایاں پاؤں دھوتے وقت:

" اللهم ثبت قدمی علی الصراط یوم تزل الأقدام "

☆ بایاں پاؤں دھوتے وقت:

"اللهم اجعل ذنبی مغفورا وسعیی مشکورا وتجارتی لن تبور"

نیز اگر مندرجہ بالا دعائیں یاد نہ ہوں تو ہر عضو کے دھوتے وقت "درود شریف" یا کلمہ شہادت " اشهد أن لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله " کہنا چاہیے۔(فتاویٰ الہندیۃ: ۸،۹/۱، فتاویٰ شامی:۹۴/۱)

"فی الدر المختار :(و) البدأة (بالتسمیة) قولا وتحصل بکل ذکر لکن الوارد عنه علیه السلام باسم الله العظیم والحمد لله علی دین الاسلام وفی الشامیة قوله(وتحصل بکل ذکر) فلو کبر او هلل او حمد کان مقیما للسنة یعنی لأصلهاو کما لها بما یأتی أفاده فی النهر (قوله لکن الوارد الخ) قال فی الفتح لفظها المنقول عن السلف وقیل عن النبی ﷺ باسم الله العظیم والحمد لله علی الاسلام وقیل الافضل بسم الله الرحمن الرحیم بعد التعوذاه

(در مع الردر: ۱/ ۸۰، ۸۱)

"(قوله والدعاء بالوارد)فیقول بعدالتسمیة عند المضمضة اللهم اعنی علی تلاوةالقرآن و ذکرک وشکرک وحسن عبادتک وعند الاستنشاق اللهم

www.besturdubooks.net

ارحنی رائحة الجنة ولا ترحنی رائحة النار ...... الخ‘‘......(ردالمحتار : ۱/ ۹۴،مط:رشیدیة)

’’ (والتسمية) كما مر (عند غسل كل عضو)وكذا الممسوح) (والدعاء بالوارد عنده) اى عندكل عضو وقد رواه ابن حبان وغيره عنه عليه الصلاة والسلا م من طرق قال محقق الشافعية الرملی فيعمل به فی فضائل الاعمال‘‘...... (الدرعلی هامش الرد : ۱/ ۹۴)

’’وان يقول عند غسل كل عضو‘‘ اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له .... وان يقول بعد الفراغ من الوضوء سبحانک اللهم وبحمد ک واشهد ان لا اله الا انت...... الخ‘‘...... (الهندية : ۱/ ۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ستر کھولنا ناقض وضو نہیں:

مسئلہ نمبر(۱۶۲): کیا کپڑے تبدیل کرنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

کپڑے تبدیل کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ کپڑے تبدیل کرنے سے صرف ستر کا کھلنا لازم آتا ہے اور ستر کا کھلنا نواقض وضو میں سے نہیں ہے؛ نواقض وضو درج ذیل ہیں۔

’’منها ما يخرج من السبيلين من البول والغائط والريح الخارجة من الدبر والودی والمذی والمنی والدودة والحصاة............ومنها ما يخرج من غير السبيلين .... ويسيل الى ما يظهر من الدم والقيح والصديد والماء لعلة ....ومنها القئ .... ومنها النوم .... ومنها الاغماء والجنون والغشی والسكر ومنها القهقهة .... ومنهاالمباشرة الفاحشة اه‘‘ ......

(فتاویٰ الهندية : ۱/ ۹ تا۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

ناخن پالش مانع وضو ہے:

مسئلہ نمبر(۱۶۳): اگر ناخن پالش لگی ہو اور عورت وضو کر کے نماز ادا کر لے تو نماز ہو گئی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

واضح رہے کہ ایسی تزیین حرام ہے جو شرعی فرائض کے مانع ہو، جو چیز بدن میں پانی پہنچانے سے مانع ہے اس کی موجودگی میں وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتا، اگر بال کے برابر بھی جگہ خشک رہ گئی ہو تو وضو اور غسل صحیح نہ ہوں گے لہذا جتنی نمازیں ناخن پالش لگا کر پڑھتی رہی وہ سب واجب الاعادہ ہوں گی اور توبہ استغفار بھی لازم ہے۔

"وهل يجب ايصال الماء الىٰ ماتحت الاظافير؟قال الفقيه ابوبكر يجب ايصال الماء الى ما تحته حتى ان الخباز اذا توضأ وفى اظفاره عجين او الطيان اذا توضأ وفى اظفاره طين يجب ايصال الماء الى ما تحته"......(التاتا رخانية: ۱۹۹، ۲۰۰،مطبوعه جديدرشيديه كوئٹه)

"فى فتاوى ماوراء النهر ان بقى من موضع الوضوء قدررأس ابرة اولزق باصل ظفره طين يابس اورطب لم يجز وان تلطح بده بخمير اوحناء جاز"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۴)

"وان كان على ظاهربدنه جلدسمک اوخبزممضوغ قدجف فاغتسل ولم يصل الماء الى ماتحته لايجوز"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۱۳)

"ولابدمن زوال مايمنع وصول لماء للجسد كشمع وعجين"......(مراقى الفلاح: ۲۳)

"بخلاف نحوعجين اى كعلک وشمع وقشرسمک وخبز ممضوغ متلبد"......(فتاوىٰ شامى: ۱/۱۱۴)

"وان كان على ظاهربدنه جلدسمک اوخبزممضوغ قدجف فاغتسل ولم يصل الماء الى ماتحته لايجوز"......(المحيط البرهانى : ۱/۲۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

وضو کے بعد سورت القدر پڑھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۶۴): وضو کے بعد ایک بار سورت القدر پڑھنے سے قیامت کے دن اولیاء کے ساتھ حشر ہوگا اور دو مرتبہ پڑھنے سے شہداء کے ساتھ حشر ہوگا، اور تین مرتبہ پڑھنے سے اصدقاء کے ساتھ حشر ہوگا، اور چار مرتبہ پڑھنے سے انبیاء کے ساتھ حشر ہوگا، اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث بیان کریں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فضائل مذکورہ والی حدیث کتب احادیث میں نہیں ملی، لہذا اس کو صحیح قرار دینا مشکل ہے، البتہ دوسری روایت میں وضو کے بعد سورت القدر کا پڑھنا ثابت ہے۔

"ومن الآداب ان يقول بعد الفرغ من الوضوء سورة انا انزلنا ه مرة او مرتين او ثلاثا كذا تورث عن السلف وروى فى ذلك آثار لا بأس بها فى الفضائل منها ان من قرأها فى اثر الو ضوء غفر الله له ذنوب خمسين سنةالخ"......

(حلبی کبیری : ۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قے ناقض وضو ہے یا نہیں؟:

مسئلہ نمبر(۱۶۵): اگر بحالت نماز کڑوا پانی معدہ سے منہ بھر کے آئے اور منہ کے اندر ہی سے واپس لوٹایا جائے کیا اس کی نماز اس عمل سے فاسد ہوگی یا نہیں؟ برائے مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر شخص مذکورہ کو قے اتنی آئی ہو کہ اس کو ضبط کرنا مشکل ہو گیا اور اس نے اس کو واپس لوٹا دیا تو یہ قے کثیر ہے اور قے کثیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ شخص دوبارہ جا کر وضو کرے اور نماز دوبارہ پڑھ لے۔

"فى المحيط......وقال الحسن بن زيادرحمه الله تعالىٰ ان كان القئ بحيث لا يمكن للرجل ضبطه و امساكه كان ملأالفم و ان كان يمكن ضبطه و امساكه لا يكون ملء الفم و زاد على هذا بعض المشائخ رحمهم الله و قال : ان كان القئ بحيث لا يمكن ضبطه و امساكه الا بتكلف كان ملء الفم و ان كان

www.besturdubooks.net

بحیث یمکن ضبطه و امساکه من غیر تکلف لا یکون مل ٔ الفم و الیه مال کثیر من المشائخ و هو الصحیح“...... (المحیط: ۱۹۹/۱)

”و فیه ...... قال محمد رحمه الله تعالی فی الجامع الصغیر رجل قلس أقل من ملأ فیه لاینتقض وضوئه و لو قلس ملأ فیه مرة أو طعاما أو ماء ینتقض الوضوء و هذا مذهبنا و هی مسئلة الخارج من غیر السبیلین“......(أیضا: ۱۹۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخی مانع وضو ہے یا نہیں؟:

مسئلہ نمبر(۱۶۶): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتیں ہونٹوں پر سرخی لگاتی ہیں کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ کیا اس کے لگانے سے وضو اور نماز ہوگی یا کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

عورتوں کا ہونٹوں پر سرخی لگانا جائز ہے، شرعا اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ یہ زینت کے لیے ہے اور زینت اختیار کرنا عورتوں کے لیے مباح ہے نیز تحقیق سے معلوم ہوا کہ سرخی مثل گھی کے ہے، اگر تھوڑی لگائی جائے تو وضو اور نماز میں حرج نہ ہوگا اور اگر اتنی زیادہ لگائی جائے کہ جس کی تہہ بن جائے تو پھر نیچے پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے وضو نہ ہوگا البتہ وضو کے بعد لگانے سے نماز ہو جائیگی۔

”و لا ینبغی للصغیر أن یخضب یده بالحناء لانه تزین و انه یباح للنساء دون الرجال“...... (خلاصة الفتاوی : ۳۷۳/۴)

”(و کذا دهن) أی کزیت و شیرج بخلاف نحو شحم و سمن جامد (قوله و دسومة) هی أثر الدهن قال فی الشرنبلالیة قال المقدسی وفی الفتاوی دهن رجلیه ثم توضأ وأمرّ الماء علی رجلیه و لم یقبل الماء للدسومة جاز لوجود غسل الرجلین“......(ردالمحتار : ۱۱۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

دوران نماز وضو ٹوٹنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۶۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں

ہمارے محلے میں ایک صاحب نے فرمایا کہ اگر آدمی کا دوران نماز وضو ٹوٹ جائے تو اسے فوراً نماز توڑ کر وضو دوبارہ کر کے نماز میں شامل ہونا چاہیے اگر اس نے ویسے ہی ٹوٹے ہوئے وضو کے ساتھ نماز مکمل کی تو وہ اسلام سے یا ایمان سے خارج ہو جائے گا، یعنی کافر ہو جاتا ہے کیا یہ مسئلہ ایسے ہی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جب وضو ٹوٹ گیا تو نماز ٹوٹ گئی، اس شخص کو فوراً باہر نکل کر وضو کر کے نماز ادا کرنا لازم ہے، اگر بلا وضو بلا قصد، تو ہین واستہزاء کے پڑھتا رہے گا تو گنہگار ہوگا کافر نہیں۔

"فی الدر المختار "و فی کفر من صلی بغیر طهارة مع العمد خلف فی الروایات یسطر"

و فی الشامیة :(قوله خلف) أی اختلاف بین أهل المذهب و المعتمد عدم التکفیر کما هو ظاهر المذهب الخ"...... (الدرمع الرد : ۱/ ۶۰)

"و لو صلی بغیر طهارة لا یکفر"...... (التتارخانیة : ۳۲۲/۷،مطبوعه جدید رشیدیه کوئٹه)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

وضو کے بعد اعضاء کو خشک کرنا:

مسئلہ نمبر(۱۶۸): وضو کے بعد اعضاء کو کسی کپڑے وغیرہ سے صاف کر سکتے ہیں جبکہ ہمارے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وضو کے بعد اعضاء کو صاف کرنا درست نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

وضو کے بعد اعضائے وضو کو کپڑے وغیرہ سے صاف اور خشک کر سکتے ہیں مگر بہتر یہی ہے کہ صاف کرنے میں مبالغہ نہ کیا جائے۔

"(والتمسح بمندیل) ذکره صاحب المنیة فی الغسل و قال فی الحلیة و لم

www.besturdubooks.net

أرمن ذكره غيره و انما وقع الخلاف فى الكراهة ففى الخانية و لا بأس به للمتوضئ والمغتسل روى عن رسول الله ﷺ انه كان يفعله و منهم من كره ذلك و منهم من كرهه للمتوضئ دون المغتسل و الصحيح ما قلنا الا انه ينبغى أن لا يبالغ و لا يستقصى فيبقى أثر الوضوء على اعضائه اه"
......(ردالمحتار : ۱/۹۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اعضاء وضو کٹے ہوں تو وضو کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۶۹): جن لوگوں کے ہاتھ پاؤں یعنی اعضائے وضو کٹے ہوئے ہوں تو وہ وضو کیسے کریں اور ان لوگوں کی نماز کیسے درست ہوگی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اعضائے وضو میں سے جو عضو کٹا ہوا ہو اسے دھونا اس کے ذمہ سے ساقط ہے، باقی اعضاء کو دھو کر نماز پڑھے۔

"و لو قطعت يده أو رجله فلم يبق من المرفق والكعب شئ سقط الغسل و لو بقى وجب"...... (البحرالرائق : ۱/۲۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

رگ میں انجکشن لگوانا ناقض وضو ہے؟

مسئلہ نمبر(۱۷۰): انجکشن کے ذریعہ جو خون نکالا جائے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

انجکشن کے ذریعے جو خون نکالا جاتا ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ وضو ٹوٹنے کے لیے خون کا خروج اور اخراج دونوں برابر ہیں، لہذا جس طرح خون نکلنا ناقض وضو ہے اسی طرح نکالنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

www.besturdubooks.net

”لانه اذا فصدو اخرج منه دم کثیر ولم یتلطخ رأس الجرح فانه ینقض الخ“......(حلبی کبیری : ۱۱۵)

”واماماسال بعصر وکان بحیث لولم یعصر لم یسل قالوا لاینقض الوضوء لانه لیس بخارج وانما هو مخرج وهومختارصاحب الهدایة وقال شمس الائمة ینقض وهوحدث عمداعنده وهوالاصح کذافی فتح القدیر معزیا الی الکافی لانه لاتاثیر یظهر للاخراج وعدمه فی هذاالحکم بل لکونه خارجا نجسا وذلک یتحقق مع الاخراج کمایتحقق مع عدمه فصار کالفصد کیف وجمیع الادلة الموردة من السنة والقیاس یفیدتعلیق النقض بالخارج النجس وهوثابت فی المخرج“......(البحرالرائق : ۱/۶۵)

”لاتاثیر بظهرللاخراج وعدمه بل لکونه خارجانجسا وذلک یتحقق مع الاخراج کمایتحقق مع عدمه فصارکالفصد کیف وجمیع الادلة الموردة من السنة والقیاس تفیدتعلیق النقض بالخارج النجس وهوثابت فی المخرج“......(ردالمحتار: ۱/۱۰۱)

”فالاحسن مافی النهر عن بعض المتاخرین من ان المراد السیلان ولوبالقوة ای فان دم الفصد ونحوه سائل الی مایلحقه حکم التطهیر حکماتامل“......(فتاویٰ شامی: ۱/۹۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا بچے کو دودھ پلانا ناقض وضو ہے؟

مسئلہ نمبر(۱۷۱): ایک عورت نے وضو کیا اور پھر بچے کو دودھ پلایا تو آیا اس سے اس کا وضو ٹوٹ گیا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں دودھ کا پستانوں سے نکلنا ناقض وضو نہیں، بلکہ وضو باقی رہے گا اس لیے کہ وضو نجاست کے نکلنے کی وجہ سے ٹوٹتا ہے اور دودھ نجس نہیں لہذا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

www.besturdubooks.net

”(وینقضہ خروج) کل خارج(نجس منہ) الخ(الدر المختار علی ھامش الرد : ۱/ ۹۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

زخم کی پٹی پر مسح کرنا:

مسئلہ نمبر(۱۷۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

پاؤں پر زخم ہو اور اس کے اوپر پٹی وغیرہ ہو اور پاؤں کا بقیہ حصہ خالی ہو تو اس صورت میں وضو کرتے ہوئے کیا طریقہ کار اختیار کریں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر زخم پر مسح کرنا اس کو نقصان دے تو پٹی کے اوپر سے مسح کرے اور ارد گرد کی جگہ کو دھو لے اور اگر زخم پر مسح کرنا اس کو نقصان نہ دے تو زخم پر مسح کرے اور ارد گرد کی جگہ کو دھولے۔

”وفی الخلاصة وان کان یضرہ المسح ولایضرہ الحل فانه یمسح علی الخرقة التی علی الجرح ویغسل حوالیھا وما تحت الخرقة الزائدة“......

(الفتاوی التاتارخانیة : ۴۲۵/ ۱ ،مطبوعہ جدیدرشیدیہ کوئٹہ)

”وان ضرھا المسح لا الحل یمسح علی الخرقة التی علی راسھا ویغسل ما حولھا وان لم یضرہ المسح ولا الحل غسل ما حولھا ومسحھا نفسھا“......(الھندیة : ۱/ ۳۵)

”(فتحققت الضرورة الی جواز المسح علی الزائد علی الجراحة ایضا اذا کان یضرہ حلھا لغسل غیر موضع الجراحةو ان کان لا یضرہ ذلک مسح علی ما فوق الجراحة وغسل ما حولھا لان المسح للضرورة فیتقدر بقدرھا“......(حلبی کبیری : ۱۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

سر کے مسح کا مستحب طریقہ:

مسئلہ نمبر(۱۷۳): سر کے مسح میں انگلیوں کا کوئی خاص طریقہ ہے یا نہیں؟ وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

سر کے مسح میں اصل تو پورے سر کا مسح کرنا مسنون ہے البتہ فقہاء کرام سے کچھ کیفیات مسح منقول ہیں جن میں سے راجح یہ ہے کہ متوضی اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور انگلیوں کو اپنے سر کے ابتدائی حصہ پر رکھے پھر دونوں کو ایسے طریقہ سے گدی تک کھینچ کر لے جائے کہ سارے سر کا مسح ہو جائے۔

"فی الشامیة ...... (قوله مستوعبة) هذا سنة ايضا كما جزم به فی الفتح ثم نقل عن القنية انه اذا داوم على ترك الاستيعاب بلا عذرياثم قال وكأنه لظهور رغبته عن السنة قال الزيلعي وتكلموا فی كيفية المسح "والاظهر" أن يضع كفيه واصابعه على مقدم رأسه ويمدهما الى القفا على وجه يستوعب جميع الرأس ثم يمسح اذنيه باصبعيه اه وما قيل من انه يجافى المسبحتين والابهامين ليمسح بهما الاذنين والكفين ليمسح بهما جانبى الراس خشية الاستعمال فقال فی الفتح لا اصل له فی السنة لان الاستعمال لا يثبت قبل الا نفصال والاذنان من الرأس اه"......(فتاویٰ شامی: ۱/۸۹)

"وفی الخانية ...... الاستيعاب فی مسح الراس سنة وصورة ذلك ان يضع اصابع يديه على مقدم راسه وكفيه على فوديه؟ويمدهما الى قفاه فيجوز"......(قاضی خان علی هامش الهندية : ۱/۳۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

عریاناً وضو کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۷۴): غسل کرتے وقت غسل خانے میں بغیر کپڑے پہنے ہوئے وضو ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

غسل خانے میں غسل کرتے وقت عریاناً (بغیر کپڑے پہنے ہوئے) وضو ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.net

”قولہ (وقیل یجوز ان یتجرد للغسل وحدہ) اعلم انہ ذکر فی القنیة اختلافا فی جواز الکشف فی الخلوة فقال تجرد فی بیت الحمام الصغیر لقصر ازارہ او حلق عانتہ یأثم وقیل یجوز فی المدة الیسیرة وقیل لا بأس بہ وقیل یجوز ان یتجرد الی آخر ما ذکر ہ المؤلف قولہ(مقدار عشرة اذرع) وفی الشرح خمسة اذرع وانظر ما وجہ ھذا التحدید ولعل وجھہ فی الاول ان العشرة تعد کثیرا کما قد روا بہ فی المیاہ فیکون المحل اذا کان بھذا القدر متسعا واللہ تعالی اعلم ،(قولہ کالوضوء) بل الغسل اولی لانہ وضوء وزیادة والی ذلک اشار بقولہ لأنہ یشملہ“......(حاشیة طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

پٹی پر مسح کرنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟:

مسئلہ نمبر(۱۷۵): ایک آدمی کے وضو کے اعضاء میں سے کسی پر زخم ہے، پٹی باندھی ہوئی ہے جلدی سے یا کسی وجہ سے وضو کر کے مسح بھول گیا بعد میں یاد آیا تو نماز ہوئی یا دوبارہ وضو کر کے مسح کر کے نماز لوٹائے۔ بینوا توجروا

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں زخم پر مسح کر کے نماز لوٹانا ضروری ہے۔

”(وحکم مسح جبیرة)ھی عیدان یجبربھا الکسر(وخرقة قرحة وموضع فصد) وکی(ونحو ذلک) کعصابة جراحة ولو برأسہ(کغسل لما تحتھا) فیکون فرضا یعنی عملیا لثبوتہ بظنی وھذا قولھما وإلیہ رجع الإمام خلاصة وعلیہ الفتوی ......لکن قال تلمیذہ العلامہ قاسم فی حواشیہ أن قولہ أقعد بالأصول وقولھما أحوط وقال فی العیون الفتوی علی قولھما الخ“......(الدر مع الرد: ۲۰۴،۲۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

گردن پر مسح کرنے کا طریقہ:

مسئلہ نمبر(۱۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ گردن کا مسح کیسے کرنا چاہیے، یہاں کے لوگ مختلف طریقوں سے مسح کرتے ہیں؟

۲۔ گلے کا مسح کرنا کیسا ہے، اس کے بارے میں علماء سے جو اختلاف منقول ہے، ان کی باحوالہ وضاحت کر کے مفصل جواب ارسال فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

گردن کا مسح انگلیوں کی پشت کو کھینچ کر کرنا چاہیئے اور رقبہ (گردن) کا مسح کرنا مستحب ہے اور گلے (حلقوم) کا مسح بقول فقہاء کرام بدعت ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

علامہ حلبی شرح کبیر للمنیۃ ص۲۲،۲۳) میں تحریر فرماتے ہیں:

”(وقال بعضهم هو) أى مسح الرقبة (أدب) وقال فى فتاوى قاضيخان وأما مسح الرقبة فليس بأدب ولا سنة (وقال بعضهم هو سنة) وعند اختلاف الأقاويل كان فعله أولى من تركه انتهى .

”وفى الاختيار(شرح المختار) قيل هو سنة وقيل مستحب واقتصر فى الكافى على أنه مستحب وهو الأصح لرواية فعله صلى الله عليه وسلم فى بعض الأحاديث دون غالبها فأفاد عدم المواظبة وهو دليل الاستحباب ومسح الحلقوم بدعة“

علامہ شامیؒ نے ردالمحتار ۱/۹۲) میں اسی قول کے متعلق وہوالصحیح کہہ دیا ہے۔

”ومسح الرقبة بظهريديه لاالحلقوم لانه بدعة“......(الدرمع الرد : ۱/۹۲)

”والثانى مسح الرقبة وهوبظهر اليدين وامامسح الحلقوم فبدعة كذافى البحرالرائق“......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸)

”قوله ومسح رقبته يعنى بظهراليدين لعدم استعمال بلتهما وقداختلف فيه فقيل بدعة وقيل سنة وهوقول الفقيه ابى جعفر وبه اخذ كثير من العلماء

www.besturdubooks.net

کذافی شرح مسکین وفی الخلاصة الصحیح انه ادب وهوبمعنی المستحب کماقدمناه وامامسح الحلقوم فبدعة"......(البحر الرائق: ۱/۵۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک ہاتھ سے سر پر مسح کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۷۷): بغیر کسی عذر کے ایک ہاتھ کو تر کر کے سر پر مسح کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایک ہاتھ کو تر کر کے سر پر مسح کیا جا سکتا ہے، اگر ایک ہاتھ سے پورے سر کا مسح کر دیا تو بھی درست ہے بشرطیکہ ہاتھ پر تری باقی رہے اور اگر بغیر کسی عذر کے پورے سر کے مسح کے چھوڑنے کی عادت بنائے تو گناہ گار ہوگا، ایک ہاتھ سے مسح کرنے سے فرض مسح ادا ہو جاتا ہے، لیکن دونوں ہاتھوں سے مسح کرنا سنت ہے۔

"(وقوله ومسح ربع رأسه) هوفی اللغة امرار الید علی الشئ واصطلاحا اصابة الید المبتلة العضوولوببلل باق بعد غسل لا بعد مسح"......(البحر الرائق: ۱/۳۰)

"ولومسح بالسبابة والابهام مفتوحتین فیضعهما مع ما بینهما من الکف علی راسه فحینئذ یجوزلانهما اصبعان ومابینهما من الکف قدراصبع فیصیر ثلاثة اصابع هکذافی المحیط وفتاویٰ قاضیخان" ......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵)

"وقال الزیلعی تکلموا فی کیفیة المسح والأظهر أن یضع کفیه وأصابعه علی مقدم رأسه ویمدهما إلی القفا علی وجه یستوعب جمیع الرأس ثم یمسح أذنیه بأصبعیه"......(البحر الرائق: ۱/۵۳)

"قوله الاان یکون مع الکف لانهامع الکف اومع مابین الابهام والسبابة یصیر ان مقدارثلاث اصابع اواکثر فاذا مدهما وبلغ قدرالربع جاز" ......(ردالمحتار: ۱/۷۴)

"وان داوم علی ترک الاستیعاب الرأس بغیرعذر یاثم کذافی القنیة" ......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۷)

www.besturdubooks.net

”قولہ مستوعبة هذا سنة ایضا کما جزم به فی الفتح ثم نقل عن القنیة انه اذاداوم علی ترک الاستیعاب بلاعذر یاثم “......(ردالمحتار: ۱/۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مہندی یا خضاب پر مسح کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۷۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ڈاڑھی یا سر کے بالوں پر کالی مہندی یا خضاب (کالا کولا یا سیمسول) وغیرہ ہو تو اس پر وضو اور غسل ہو جاتا ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اس صورت میں لگی ہوئی مہندی دھونے سے پہلے چونکہ تہہ دار ہوتی ہے جس کے ساتھ پانی ملنے سے پانی ماء مطلق کے حکم سے نکل جاتا ہے جو کہ مانع وضو و غسل ہے، البتہ لگی ہوئی مہندی دھونے کے بعد وضو اور غسل ہو جائیں گے، کیونکہ اس وقت بالوں پر رنگ چڑھ جاتا ہے جس سے پانی ماء مطلق کے حکم سے نہیں نکلتا، کالا کولا اور سیمسول اگر خضاب کی طرح تہہ دار ہو تو وضو اور غسل جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔

”وان کان علی رأسها خضاب فمسحت علی الخضاب اذا اختلطت البلة بالخضاب وخرجت عن حکم الماء المطلق لایجوز المسح کذا فی الخلاصة “......(فتاوی الهندیة : ۱/۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پٹی کے اردگرد جگہ دھونے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۷۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر پاؤں پر زخم ہو اور اس کے اوپر پٹی لگی ہوئی ہو اور پاؤں کا بقیہ حصہ خالی ہو تو اس صورت میں وضو کرتے ہوئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو تو اگر پٹی کھولنے سے اور دھونے سے زخم کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو تو پھر اس پر مسح جائز نہیں بلکہ زخم کے اردگرد کے حصہ کو دھونا ضروری ہے، البتہ زخم والے حصہ پر مسح کیا جائے، اور اگر کھولنے اور دھونے

www.besturdubooks.net

سے نقصان پہنچتا ہو تو پوری پٹی پر مسح کرنا جائز ہے اور پاؤں کے جس حصہ پر پٹی بندھی ہوئی نہیں ہے اس کو دھونا ضروری ہے پٹی کے اکثر حصہ پر مسح کرنے سے مسح ہو جائے گا۔

"قال الشامی لکن اذا کانت زائدة علی قدر الجراحة فان ضره الحل والغسل مسح الکل تبعا والا فلا بل یغسل ماحول الجراحة ویمسح علیها لا علی الخرقة مالم یضره مسحها فیمسح علی الخرقة التی علیها ویغسل حوالیها وماتحت الخرقة الزائدة لان الثابت بالضرورة یتقدر بقدرها کما اوضحه فی البحر عن المحیط والفتح "......(ردالمحتار: ۱/۲۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۸۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟ اور کیا اس کے بغیر وضو ہو جائے گا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

وضو سے پہلے تسمیہ مستحب ہے اگر وضو سے پہلے تسمیہ نہیں پڑھی تو اس کے بغیر بھی وضو ہو جائے گا۔

"تتمة ماذکره المصنف من ان البداءة بالتسمیة سنة هو مختار الطحاوی وکثیر من المتاخرین ورجح فی الهدایة ندبها قیل وهو ظاهر الروایة نهر وتعجب صاحب البحر من المحقق ابن الهمام حیث رجح هنا وجوبها ثم ذکر فی باب شروط الصلوة ان الحق ماعلیه علماء نا من انها مستحبة کیف وقدقال الامام احمد لااعلم فیها حدیثا ثابتا"......(ردالمحتار: ۱/۸۱)

"قال لاوضوء لمن لم یذکر اسم الله علیه وصححه الحاکم فی المستدرک واسند الی الأثر انه قال سالت احمد بن حنبل عن التسمیة فی الوضوء فقال احسن ماجاء فیها حدیث کثیر بن زید ولااعلم فیها حدیثا ثابتا وارجوان یجزیه الوضوء لانه لیس فیه حدیث به"......(البنایه شرح الهدایة: ۱/۱۹۰)

www.besturdubooks.net

"وقال البزار لکنه ماول و معناه انه لافضل لوضوء من لم یذکراسم الله علیه لاعلی انه لایجوزوضوء من لم یسم"......(اعلاء السنن: ۱/ ۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا وضو کے بعد سورۃ القدر پڑھنا ثابت ہے؟:

مسئلہ نمبر(۱۸۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو کے بعد ایک بار سورۃ القدر پڑھنے سے قیامت کے دن اولیاء کے ساتھ حشر ہوگا اور دو مرتبہ پڑھنے سے شہداء کے ساتھ حشر ہوگا اور تین مرتبہ پڑھنے سے اصدقاء کے ساتھ حشر ہوگا اور چار مرتبہ پڑھنے سے انبیاء کے ساتھ حشر ہوگا اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث بیان کریں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

وضوء کے بعد ادعیہ ماثورہ میں سے سورۃ القدر کے بارے میں ایک حدیث کنز العمال میں موجود ہے لیکن اس کی صحت پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ کے حوالے سے بحث کی ہے کہ وہ ضعیف ہے، سب سے پہلے ہم وہ حدیث بیان کریں گے، اس کے بعد علامہ شامی کی عبارت ذکر کریں گے۔

"قوله من قرء فی اثر وضوئه اناانزلناه فی لیلة القدرواحدة کان من الصدیقین ومن قرء هامرتین کان فی دیوان الشهداء ومن قرء هاؔ ثلاثا یحشره الله محشر الانبیاء "(الدیلمی عن انسؓ)......(کنزالعمال: ۹/ ۱۳۲)

"(وقراءة سورة القدر)لاحادیث وردت فیها ذکرها الفقیه ابواللیث فی مقدمته لکن قال فی الحلیة سئل عنهاشیخنا الحافظ ابن حجر العسقلانی فاجاب بانه لم یثبت منها شیء عن النبی ﷺ لامن قوله ولامن فعله والعلماء یتساهلون فی ذکرالحدیث الضعیف والعمل به فی فضائل الاعمال"......(ردالمحتار: ۱/ ۹۷)

"من قرء فی اثروضوئه اناانزلناه فی لیلة القدرمرة واحدة کان من الصدیقین ومن قرء ها مرتین کتب فی دیوان الشهداء ومن قرء هاثلاثا حشره الله محشرالانبیاء اخرجه الدیلمی وقال فی الحاشیة ولماذکره الفقیه ابواللیث

www.besturdubooks.net

فی مقدمته ذکره المصنف فی کبیره قال فی المقاصدالحسنة حدیث قراء ة انا انزلناه عقب الوضوء لااصل له انتهیٰ ویعنی به ماذکر فی المقدمة ولفظه یدل علی وضعه ‘‘......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱/ ۷۹)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ بعدالوضوسورۃ القدر کے بارے میں کوئی حدیث صحیح منقول نہیں، البتہ ایک حدیث ضعیف ہےاوراس میں اتنا شدید ضعف ہے کہ بعض محدثین نے اس کوموضوع قرار دیا ہے،لہذا ضعف شدید کی وجہ سے فضائل اعمال میں بھی قابل استدلال نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

منہ بھرکرکڑواپانی آنا:

مسئلہ نمبر(۱۸۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر بحالت نماز کڑواپانی معدہ سے منہ بھر کے آئے اور منہ کے اندرہی واپس لوٹایا جائے، کیااس کی نماز اس عمل سے فاسد ہوگی یانہیں؟ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر بحالت نماز معدہ سے منہ بھرکرکڑواپانی آئے اوروہ نگل لےتو نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

’’وان قاء ملء الفم وابتلعه وهو يقدرعلى ان يمجه تفسدصلوته‘‘......(الهندية: ۱/ ۱۰۲)

’’وجه قول ابی یوسف انه نجس لاختلاطه بالانجاس لان المعدة معدن الانجاس فیکون حدثا کمالوقاء طعامااوماء‘‘......(بدائع الصنائع للکاسانی: ۱/ ۱۲۵)

’’لوقلس ملء فيه مرة اوطعاما اوماء نقض كذافي المحيط‘‘......(الهندية: ۱/ ۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

تمسح بالمندیل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۸۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو کے بعد اعضاء کو کسی کپڑے وغیرہ سے صاف کر سکتے ہیں؟ جب کہ ہمارے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وضو کے بعد اعضاء کو صاف کرنا درست نہیں ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

وضو کے بعد اعضاء کو کسی کپڑے یا تولیہ وغیرہ سے صاف کر سکتے ہیں۔

"ولاباس بالتمسح بالمندیل بعدالوضوء کذافی التبیین"......(الھندیۃ: ۱/ ۹)

"قال الشامی(والتمسح بالمندیل)...... ففی الخانیۃ ولاباس بہ للمتوضی والمغتسل روی عن رسول اللہ انہ کان یفعلہ"......(ردالمحتار: ۱/ ۹۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لیکوریا کے پانی سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ نمبر(۱۸۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کو جو لیکوریا (پانی) کی تکلیف ہوتی ہے اور زیادہ تکلیف کی صورت میں کپڑے بھی خراب ہو سکتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں وضو اور غسل قائم رہتا ہے یا نہیں جب کہ مجبوری اور معذوری ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عورتوں کو جو لیکوریا کی تکلیف ہوتی ہے اس سے نکلنے والا پانی نجس ہے، اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کپڑوں کو لگنے کی صورت میں کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں البتہ غسل قائم رہتا ہے، لہذا لیکوریا کی وجہ سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، محض وضو کافی ہے، البتہ اگر لیکوریا کی تکلیف اتنی زیادہ ہو کہ سب سے مختصر وقت والی نماز مثلاً مغرب کی نماز کے شروع سے لے کر آخر تک پاکی کی حالت میں اتنا وقت بھی نہ مل سکے جس سے فرض نماز پڑھ سکے تو اس صورت میں یہ عورت معذور ہے لہذا ہر نماز کے وقت کے لیے دوبارہ وضو کرے گی اور اس وضو سے جتنے نوافل اور فرائض چاہے اسی وقت کے اندر پڑھ سکتی ہے۔

"قولہ برطوبۃ الفرج ،ای الداخل بدلیل قولہ اولج وامارطوبۃ الفرج الخارج

www.besturdubooks.net

فطاهرة اتفاقا اه وفی منهاج الامام النووی رطوبة الفرج لیست بنجسة فی الاصح قال ابن حجر فی شرحه وهی ماء ابیض متردد بین المذی والعرق یخرج من باطن الفرج الذی لایجب غسله بخلاف مایخرج مما یجب غسله فانه طاهر قطعا ومن وراء باطن الفرج فانه نجس قطعا ککل خارج من الباطن کالماء الخارج مع الولد اوقبیله ''......(ردالمحتار: ۱/ ۲۲۹)

''وصاحب عذر من به سلس بول لایمکنه امساکه او استطلاق بطن او انفلات ریح او استحاضة ......(ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة) ......(وحکمه الوضوء) لاغسله ثوبه ونحوه (لکل فرض)''......(درمختار علی هامش ردالمحتار: ۱/ ۲۲۳)

'' المستحاضة ومن به سلس البول او استطلاق البطن او انفلات الریح اورعاف دائم اوجرح لایرقأ یتوضئون لوقت کل صلاة ویصلون بذالک الوضوء فی الوقت ماشاؤا من الفرائض والنوافل هکذا فی البحر ''...... (هندیة: ۱/ ۴۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بار بار وضو ٹوٹے تو کیا کرے؟

مسئلہ نمبر(۱۸۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کا وضو بار بار ٹوٹ جائے تو اس کو کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر وہ واقعی شرعی معذور ہو یعنی اس کا عذر اتنا زیادہ ہو کہ اس کا یہ عذر فرض نماز کے تمام وقت کو گھیر لے کہ اسے فرض نماز ادا کرنے کا موقع بھی نہ ملے تو اس کو چاہیئے کہ ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کرے اور اس وضو سے جتنے فرائض قضاء اور نوافل چاہے پڑھ سکتا ہے، اور اگر وہ شرعی معذور نہیں ہے تو وہ ہر نماز کے لیے وضو کرے گا۔

www.besturdubooks.net

”المستحاضة ومن سلس البول اواستطلاق البطن اوانفلات الريح اورعاف دائم اوجرح لايرقأ يتوضؤن لوقت كل صلوة ويصلون بذالک الوضوء فی الوقت ماشاؤا من الفرائض والنوافل هكذا فی البحر الرائق “......(الهندية : ۱/۱/۴۱)

”وصاحب عذر من به سلس بول لايمكنه امساكه اواستطلاق بطن اوانفلات ريح اواستحاضة اوبعينه رمداوعمش اوغرب............ ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لايجد فی جميع وقتها زمنا يتوضا ويصلی فيه خاليا عن الحدث“......(الدر علی الرد: ۱/۲۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

آنکھوں سے پانی نکلنے سے وضو کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۸۶): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کی آنکھیں دکھتی ہوں اور تکلیف کی وجہ سے آنکھوں سے پانی نکلے تو وضو کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مفتی بہ قول کے مطابق وضو ٹوٹ جائے گا۔

”فدمع من بعينه رمداوعمش ناقض فان استمر صارذاعذرمجتبی والناس عنه غافلون“......(درعلی الرد: ۱/۱۰۹)

”قوله ناقض الخ قال فی المنية وعن محمد اذاكان فی عينيه رمد وتسيل الدموع منها آمره بالوضوء لوقت كل صلوة لانی اخاف ان يكون مايسيل منها صديدا فيكون صاحب العذر اه قال فی الفتح وهذا التعليل يقتضی انه امراستحباب فان الشک والاحتمال لايوجب الحكم بالنقض اذاليقين لايزول بالشک نعم اذاعلم باخبار الاطباء اوبعلامات تغلب ظن المبتلی يجب اه قال فی الحلية ويشهد له قول الزاهدی عقب هذه المسئلة وعن

www.besturdubooks.net

هشام فی جامعه ان کان قیحا فکالمستحاضةوالا فکالصحیح اه ثم قال فی الحلیة وعلی هذا ینبغی ان یحمل علی ماذاکان الخارج من العین متغیرا اه اقول الظاهر ان مااستشهدبه روایة اخری لایمکن حمل مامر علیها بدلیل قول محمدلانی اخاف ان یکون صدیدا لانه اذاکان متغیرا یکون صدیدااوقیحا فلایناسبه التعلیل بالخوف وقداستدرک فی البحر علی مافی الفتح بقوله لکن صرح فی السراج بانه صاحب عذر فکان الامر للایجاب اه ویشهد له قول المجتبیٰ ینتقض وضوء ه (قوله مجتبیٰ)عبارته الدم والقیح والصدید وماء الجرح والنفطة وماء البثرة والثدی والعین والاذن لعلة سواء علی الاصح وقولهم والعین والاذن لعلة دلیل علی ان من رمدت عینه فسال منها ماء بسبب الرمد ینتقض وضوء ه وهذه مسئلة الناس عنهاغافلون اه وظاهره ان المدار علی الخروج لعلة وان لم یکن معه وجع تامل وفی الخانیة الغرب فی العین بمنزلة الجرح فیمایسیل منه فهونجس قال فی المغرب والغرب عرق فی مجری الدمع یسقی فلاینقطع مثل الباسور وعن الاصمعی بعینه غرب اذاکانت تسیل ولاتنقطع دموعها والغرب بالتحریک ورم فی المآقی وعلی ذلک صح التحریک والتسکین فی الغرب اه اقول وقدسئلت عمن رمدوسال دمعه ثم استمر سائلا بعدزوال الرمد وصاریخرج بلاوجع فاجبت بالنقض اخذامما مرلان عروضه مع الرمد دلیل علی انه لعلة وان کان الآن بلارمد ولاوجع خلافا لظاهر کلام الشارح فتدبر‘‘......(فتاویٰ شامی: ۱۱۰،۱۰۹/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ریح کی وجہ سے معذور شخص کی طہارت کے احکام:

مسئلہ نمبر(۱۸۷): محترم المقام واجب الاحترام مفتیان کرام

مندرجہ ذیل مسائل میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

www.besturdubooks.net

(۱)　اگر ایک شخص ریح کے اخراج کی وجہ سے شرعاً معذور ہو تو کیا یہ شخص پائخانہ کی وجہ سے بھی معذور سمجھا جائے گا کہ مخرج دونوں کا ایک ہے؟ اور کیا نینداس کے لیے ناقض وضو ہوگی؟

(۲)　ایک معذور کی ریح ہر وقت ہی خارج ہوتی رہتی ہے (یعنی اس کو پائخانہ اور ریح روکنے پر قدرت نہیں) تو اس کا مسجد جانا اور باجماعت نماز پڑھنا کیسا ہے؟ تلاوت اور قرآن کو ہاتھ لگانا کیسا ہے؟ مختلف مجالس اور اجتماعات میں جانا کیسا ہے؟ نماز کا گھر میں پڑھنا کیسا ہے؟

(۳)　اگر ریح کے مسلسل اخراج کی وجہ سے نماز میں توجہ اور خشوع خضوع نہ رہے اور صرف فرض واجبات ہی پورے ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۴)　اس عذر کی وجہ سے نماز کا مختصر پڑھنا کیسا ہے؟ اور سنت نوافل ترک کر دینا کیسا ہے؟

(۵)　وضو کے دوران بھی اگر یہ عذر ہو تو اس وضو کا کیا حکم ہے؟ اور کیا ایسی حالت میں موزوں پر مسح کی اجازت ہے؟

(۶)　ایک عورت حمل ضائع کرنے کا کام جانتی ہے، اب ایک عورت جو زنا سے حاملہ ہوئی ہے اپنا عیب چھپانا چاہتی ہے اور توبہ تائب بھی ہے تو کیا اس کا حمل ضائع کر دیا جائے تاکہ وہ زانیہ رسوا نہ ہو؟

(۷)　DSP FUND کٹوانا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(۸)　اگر باوضو شخص ناخن کاٹ لے یا بازو پر خارش کر لے تو جسم کا وہ حصہ عیاں ہو جاتا ہے جو وضو میں دھویا ہی نہیں گیا تو اس کا وضو پر کیا اثر پڑتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱)　صورت مسئولہ میں جو آدمی ریح کی وجہ سے معذور ہو تو وہ پائخانہ کیوجہ سے معذور نہیں ہوگا بلکہ پائخانہ کیوجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور نیند بھی اس کے لیے نواقض وضو میں سے ہے۔

"وکذا اذا سال الدم من احد منخريه فتوضأ ثم سال من المنخر الاخر فعليه الوضوء هكذا فى البحر الرائق"......(هندية: ۱/۴۱)

"ومنها النوم ينقضه النوم مضطجعا فى الصلاة وفى غيرها بلاخلاف بين الفقهاء وكذا النوم متوركا بان نام على احد وركيه هكذا فى البدائع"......(هندية: ۱/۱۲)

(۲)　معذور آدمی کا فرض نماز کے لیے مسجد جانا اور باجماعت نماز پڑھنا قرآن کی تلاوت کرنا اور مختلف مجالس میں جانا درست ہے بشرطیکہ نجاست سے تلویث مسجد کا خطرہ غالب نہ ہو۔

www.besturdubooks.net

"المستحاضة ومن به سلسل البول اواستطلاق البطن اوانفلات الريح اورعاف دائم اوجرح لايرقأ يتوضؤن لوقت كل صلاة ويصلون بذلك الوضوء فى الوقت ماشاؤا من الفرائض والنوافل هكذا فى البحرالرائق"......(هندية: ۱/۴۱)

(۴،۳) آدمی اپنی طرف سے نماز میں توجہ رکھنے کی کوشش کرے، اس کے باوجود اگر خیالات آئیں تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا اور نوافل چھوڑ سکتا ہے البتہ سنت مؤکدہ کو چھوڑنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

"(ووقت حضورطعام تاقت نفسه اليه و) كذاكل (مايشتغل باله عن افعالها ويخل بخشوعها) قوله ويخل بخشوعها عطف لازم على ملزوم فافهم قال ط ومحل الخشوع القلب وهوفرض عنداهل الله تعالىٰ وورد فى الحديث ان الانسان ليس له من صلاته الابقدرمااستحضرفيها فتارة يكون له عشرها اواقل اواكثر"......(شامى: ۱/۲۷۹)

"ثم قيل لابأس بترك سنة الفجر والظهراذاصلى وحده وقيل لايجوز تركهما بكل حال وهذا احوط رجل ترك سنن الصلاة ان لم يرالسنن حقا فقدكفر لانه تركها استخفافاوان راٰها حقا فالصحيح انه ياثم لانه جاء الوعيد بالترك كذافى محيط السرخسى"......(هندية: ۱/۱۱۲)

(۵) اگر وہ آدمی شرعاً معذور ہے تو ایسی حالت میں اس کا وضو درست ہوگا اور اس کے لیے موزوں پر مسح کرنا بھی جائز ہے۔

"شرط ثبوت العذر ابتداء ان يستوعب استمراره وقت الصلاة كاملا وهوالاظهر كالانقطاع لايثبت مالم يستوعب الوقت كله حتى لوسال دمها فى بعض وقت الصلاة فتوضأت وصلت ثم خرج الوقت ودخل وقت صلاة اخرى وانقطع دمها فيه اعادت تلك الصلاة لعدم الاستيعاب"......(هندية: ۱/۴۱،۴۰)

"المسح على الخفين رخصة ولواتى بالعزيمة بعدماراٰى جوازالمسح كان اولى كذا فى التبيين"......(هندية: ۱/۳۲)

www.besturdubooks.net

(٦)　صورت مذکورہ میں چار ماہ یا اس سے زیادہ مدت کے بعد یعنی جان پڑ جانے کے بعد حمل ساقط کروانا جائز نہیں ہے، لہذا مذکورہ صورت میں اگر چار ماہ سے کم مدت ہوئی ہے تو ضرورت شدیدہ کی وجہ سے اسقاط حمل جائز ہے۔

"ویکرہ ان تسقی لاسقاط حملها وجاز لعذرحیث لایتصور (قوله ویکرہ الخ ای مطلقا قبل التصور وبعده علی مااختاره فی الخانیة کماقدمناه قبیل الاستبراء وقال الا انهالاتأثم اثم القتل (قوله وجاز لعذر) کالمرضعة اذاظهر بهاالحبل وانقطع لبنها ولیس لابی الصبی مایستاجر به الظئر ویخاف هلاک الولدقالوا یباح لهاان تعالج فی استنزال الدم مادام الحمل مضغة اوعلقة ولم یخلق له عضو وقدروا تلک المدة بمائة وعشرین یوما وجاز لانه لیس بآدمی وفیه صیانة الآدمی خانیة (قوله حیث لایتصور)قید لقوله وجاز لعذر والتصور کمافی القنیة ان یظهرله شعراواصبع اورجل اونحوذلک"......(الدرالمختارمع ردالمحتار: ۳۰۴،۳۰۵/۵)

(٧)　DSP FUND کی وضاحت کریں کہ یہ کیا ہوتا ہے پھر اس کا جواب لکھا جائے گا۔

(٨)　ناخن کاٹنے یا خارش وغیرہ کرنے سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ ہی دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت ہے۔

"ولاالوضوء (بحلق شاربه وحاجبه وقلم ظفره) وکشط جلده"......(درعلی هامش الرد: ۷۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سر پر مہندی لگی ہو تو مسح کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۸۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کے سر پر مہندی لگی ہوئی ہے تو بغیر دھوئے سر پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں، شکریہ۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں زید کے سر پر اگر مہندی لگی ہوئی ہو تو اس کو بغیر دھوئے سر پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

www.besturdubooks.net

”اذا اختضب ومسح برأسه عندوضوئه علی خضابه لایجزیه وان وصل الماء الی شعره “......(التاتارخانية: ٢٠٢/١ ،مطبوعه جدیدرشیدیه کوئٹه)

”وان کان علی رأسها خضاب فمسحت علی الخضاب اذا اختلطت البلة بالخضاب وخرجت عن حکم الماء المطلق لایجوز المسح کذا فی الخلاصة “......(الهندية: ٦/١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وضو کرنے سے کون کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں؟

مسئلہ نمبر(۱۸۹): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو کرنے سے کون کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

احسن طریقہ سے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے وضو کرنے سے حقوق اللہ میں سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ ضروری ہے۔

”وعن عثمان رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطایاه من جسده حتی تخرج من تحت اظفاره متفق علیه (خرجت خطایاه)تمثیل وتصویر لبراء ته لکن هذا العام خص بالصغائر المتعلقة بحقوق الله تعالی لماسیأتی (مالم یأت کبیرة)وللاجماع علی ما حکاه ابن عبدالبر علی ان الکبائر لاتغفر الابالتوبة وان حقوق الآدميين منوطة برضاهم کذانقله ابن حجر“......(مرقاة المفاتيح : ٢/٩)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا واش روم میں بیسن پر وضو کرتے وقت دعائیں پڑھی جائیں گی؟

مسئلہ نمبر(۱۹۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ واش روم کے اندر ہی بیسن لگا ہوا ہے

www.besturdubooks.net

تو واش روم کے اندر داخل ہوکر اگر وضو کرنا پڑے تو واش روم کے اندر داخل ہوکر وضو کی دعا پڑھنی ہے یا باہر دعا پڑھنی ہے، اور وضو کرنے سے پہلے واش روم میں داخل ہونے کے لیے کون سا پاؤں پہلے اندر رکھیں گے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں واش روم میں وضو کرنا جائز ہے جیسا کہ آج کل مروجہ بیسن لگے ہوئے ہیں ،ان پر وضو کیا جاسکتا ہے لیکن وضو کی دعائیں واش روم سے باہر ہی پڑھے گا ، کیونکہ واش روم میں دعا پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، اگر دل ہی دل میں پڑھ لے تو گنجائش ہے، واش روم میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھیں گے اور باہر نکلتے وقت دایاں پاؤں پہلے رکھیں گے۔

”ویستحب لہ عندالدخول فی الخلاء ان یقول اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث ویقدم رجلہ الیسریٰ وعندالخروج یقدم الیمنیٰ کذافی التبیین ولایکشف عورتہ وھوقائم ویوسع بین رجلیہ ویمیل علی الیسریٰ ولایتکلم ولایذکراللہ تعالیٰ ولایشمت عاطسا ولایردالسلام ولایجیب المؤذن فان عطس بحمداللہ بقلبہ ولایحرک لسانہ الخ “......(فتاویٰ ھندیۃ: ۱/۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بغیر وضو کے درود اور تسبیحات پڑھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۹۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ درود ابراہیمی بغیر وضو کے پڑھ سکتے ہیں، مجھے کسی نے کہا ہے کہ بغیر وضو کے درود پڑھنا گناہ ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

درود ابراہیمی اور تمام درودوں کو بغیر وضو پڑھنا جائز اور درست ہے گناہ نہیں ہے، اسی طرح تمام اوراد ووظائف کی تسبیحات بغیر وضو پڑھی جاسکتی ہیں حتی کہ قرآن کریم کی تلاوت بھی بغیر وضو درست ہے، ہاں قرآن کریم کو ہاتھ لگانا بغیر وضو کے درست نہیں ہے، تاہم وضو کر کے درود وغیرہ پڑھنے سے ثواب اور برکات میں اضافہ ہوجاتا ہے، وضو کرنا مستحب ہے۔

www.besturdubooks.net

”ولابأس لحائض وجنب بقراء ة ادعية ومسها وحملها وذكر الله تعالى وتسبيح وقال الشامي قوله ولابأس يشير الى ان وضوء الجنب لهذه الاشياء مستحب كوضوء المحدث“......(درمع الرد: ۲۱۵/۱)

”وان قرأ مادون الآية بقصدالقرآن اوقرأ الفاتحة لابقصدالقرآن بل على قصدالدعاء اوقرأ الآيات التي تشبه الدعاء مثل ربنا اٰتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ونحوها على نية الدعاء وكذالوسمع خبرا سارا فقال الحمد لله اوخبر سوء فقال انالله وانا اليه راجعون وكذا قراء ة بسم الله الرحمن الرحيم على وجه الثناء لاعلى قصدالقرآن يجوز“......(حلبی کبیری: ۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس کا وضو قائم نہ رہ سکتا ہو وہ کیا کرے؟

مسئلہ نمبر (۱۹۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی کا وضو زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا، ایک نماز پڑھنی ہو تو چار دفعہ وضو کرنا پڑتا ہے پیٹ میں گیس کی بہت زیادہ شکایت ہے، اب حج کرنے کا ارادہ ہے وہاں بار بار وضو کرنا مشکل ہے اور حالت احرام میں بہت مشکل ہوگا، چند منٹ بعد دوبارہ وضو کیا جائے، ایسی حالت میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ اگر اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کی جا سکے تو پھر وہ ہر وقت صلوۃ کے لیے وضو کر کے اس وقت میں جو نماز پڑھنا چاہیں پڑھ لیں، خواہ ہوا خارج بھی ہوتی رہے اور اگر اتنا وقت بغیر عذر کے ملتا ہے کہ اس میں وضو کر کے فرض نماز پڑھی جا سکتی ہے تو وہ شرعاً معذور نہیں ہے، لہٰذا جب بھی ہوا خارج ہوگی تو تجدید وضو لازم ہے۔

”(ولايصير)من ابتلى بناقض (معذورا حتى يستوعبه العذر وقتا كاملا ليس فيه انقطاع) لعذره(بقدرالوضوء والصلاة) اذلووجد لايكون معذورا“

......(حاشية الطحطاوى مراقى الفلاح: ۱۵۰)

www.besturdubooks.net

”ومما یتصل بذلک احکام المعذور شرط ثبوت العذر ابتداء ان یستوعب استمراره وقت الصلاة کاملا وهو الاظهر کالانقطاع لایثبت مالم یستوعب الوقت کله “......(الفتاوی الهندیة: ۱/۴۰)

”(ومن به عذر کسلس بول او استطلاق بطن) وانفلات ریح ورعاف دائم وجرح لایرقأ ولایمکن حبسه بحشو من غیر مشقة ولا بجلوس ولا بالایماء فی الصلاة فبهذا یتوضؤن (لوقت کل فرض) لا لکل فرض ولانفل لقوله علیه السلام المستحاضة تتوضأ لوقت کل صلوة رواه سبط ابن الجوزی عن ابی حنیفة رحمه الله تعالی فسائر ذوی الاعذار فی حکم المستحاضة فالدلیل یشملهم (ویصلون به)ای بوضوئهم فی الوقت(ماشاؤا من الفرائض) اداء للوقتیة وقضاء لغیرها ولولزم الذمة زمان الصحة (و)ماشاؤا من(النوافل) والواجبات کالوتر والعید وصلاة جنازة وطواف ومس مصحف“......(حاشیة الطحطاوی مراقی الفلاح : ۱۴۹،۱۵۰/۱)

”وتتوضأ المستحاضة ومن به سلس البول واستطلاق البطن اوانفلات ریح اورعاف دائم اوجرح لایرقأ لوقت کل فرض ویصلون به فرضا ونفلا ویبطل بخروجه فقط وهذا اذالم یمض علیهم وقت فرض الا وذلک الحدث یوجد فیه “......(کنز الدقائق : ۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا سرخی لگانے سے وضو اور نماز ہو جائے گی؟

مسئلہ نمبر(۱۹۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتیں ہونٹوں پر سرخی لگاتی ہیں، کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ کیا اس کے لگانے سے وضو اور نماز ہو گی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مندرجہ بالا عبارت میں دو سوال مذکور ہیں، پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ شوہر کی اجازت سے گھر میں رہتے

www.besturdubooks.net

ہوئے زینت اختیار کرنے کی اسلام نے اجازت دی ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی ناپاک چیز شامل نہ ہو، اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ سرخی ایسی ہے کہ جس کی تہہ ہونٹوں پر جم گئی ہے اور طہارت میں پانی چمڑے تک نہیں پہنچتا تو طہارت نہیں ہوگی اور نماز بھی نہ ہوگی۔

"وقیل ان صلبا منع وهو الاصح "......(درمختار) قوله وهو الاصح صرح به فی شرح المنية وقال لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج اه"......
(فتاویٰ شامی : ۱/۱۱۴)

"ولو كان جلد سمك اوخبز ممضوغ قدجف وتوضأ ولم يصل الماء الى ماتحته لم يجز لان التحرز عنه ممكن "......(بحواله بالا)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وضو کے شروع میں تسمیہ کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۹۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حدیث مبارکہ سے واضح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وضو بسم اللہ سے شروع کیا کریں کیا بسم اللہ پوری پڑھنی چاہیئے یا کہ صرف بسم اللہ کے الفاظ ادا کرنے چاہئیں؟ نیز وضو کرتے وقت ہر عضو کو دھوتے وقت کوئی مسنون کلمات ہیں اس بارے میں بھی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں بسم اللہ سے وضو شروع کرنے کا جو حکم ہے اس سے مراد محض اللہ تعالیٰ کا نام ہے علی التعیین خاص تسمیہ مراد نہیں اسی لیے سلف سے مختلف اقوال منقول ہیں ایک قول یہ ہے کہ " بسم الله العظيم والحمدلله على دين الاسلام" ایک قول یہ ہے کہ " بسم الله الرحمن الرحيم " پڑھے ایک قول یہ ہے کہ تعوذ اور تسمیہ دونوں پڑھے اسی طرح یہ بھی منقول ہے کہ اگر "لااله الا الله الحمدلله یااشهد ان لااله الاالله" پڑھ لے تب بھی سنت ادا ہو جائیگی، کیونکہ مقصود تو اللہ تعالیٰ کا نام ہے وہ ان سب سے پورا ہو جاتا ہے۔

(۲) اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہر عضو کو دھوتے وقت شہادتین کا پڑھنا آداب وضو میں سے ہے باقی ہر

www.besturdubooks.net

عضو کے لیے علیحدہ مستقل دعائیں مذکور ہیں اگر چہ ان کا ثبوت ضعیف روایات سے ہے، لیکن چونکہ فقہاء نے ان کا پڑھنا ہی آداب وضو میں سے لکھا ہے لہذا ان ادعیہ کا پڑھ لینا بھی بہتر ہے۔

”(قوله وتسمية الله تعالى فى ابتداء الوضوء)الكلام فيها فى ثلاثة مواضع كيفيتها وصفتها ووقتها اما كيفيتها بسم الله العظيم والحمدلله على دين الاسلام وان قال بسم الله الرحمن الرحيم اجزأه لان المراد من التسمية هنامجرد ذكراسم الله تعالى لاالتسمية على التعيين“......(الجوهرة النيرة: ۱/۶)

”قال الطحاوى والاستاذالعلامة مولانافخرالدين الماتمرغى المنقول عن السلف فى تسمية الوضوء باسم الله العظيم والحمدلله على دين الاسلام وفى الخبازية هوالمروى عن رسول الله ﷺ كذا فى معراج الدراية ولوقال فى ابتداء الوضوء لااله الاالله اوالحمدلله اواشهدان لااله الاالله صارمقيما لسنة التسمية كذا فى القنية“......(الهندية: ۱/۶)

”ومن الآداب ان يقول عندغسل كل عضواشهدان لا اله الاالله وحده لاشريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله ورد به الاثر عن رسول الله ﷺ “......(المحيط البرهانى ۱/۱۷۸)

”وفى الفتاوى العالمكيرية فى الفصل الثالث فى المستحبات الوضوء وان يقول عندغسل كل عضواشهدان لااله الاالله وحده لاشريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله وان لايتكلم فيه بكلام الناس كذافى المحيط “ ......(فتاوى الهندية: ۱/۸)

”قال صاحب الهداية فى مختارات النوازل ويسمى عندغسل كل عضواويدعو بالدعاء المأثور فيه اويذكر كلمة الشهادة اويصلى على النبى ﷺ “......(ردالمحتار على الدرالمختار : ۱/۹۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

کیا برف کو اعضاء پر پھیرنے سے وضو ہو جائے گا؟

مسئلہ نمبر(۱۹۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی جگہ اور علاقے میں پانی سے برف بن جاتی ہے تو آیا برف کو اپنے اعضاء پر پھیرنے سے وضو اور غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر برف پگھل جاتی ہے اور پانی اعضاء پر بہہ جاتا ہے تو وضو اور غسل کرنا جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

"ولو توضأ بالثلج ان كان يذوب ويسيل الماء على اعضائه جاز والافلا"......(قاضيخان على هامش الهندية:۱/۱۷)

"ولو توضأ فى حوض انجمد ماءه الاانه رقيق ينكسر بتحريك الماء جاز الوضوء فيه "......(فتاوى الهندية:۱/۱۸)

"(يرفع الحدث) مطلقا بماء مطلق هو مايتبادر عندالاطلاق (كماء سماء واودية وعيون وآبار وبحار وثلج مذاب) بحيث يتقاطر"......(الدرالمختار على هامش الرد: ۱/۱۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا قطروں کے شک کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا؟

مسئلہ نمبر(۱۹۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ کو پیشاب قطرہ قطرہ آتا ہے، ٹشو پیپر سے استنجاء کرتا ہوں پھر بھی شبہ قطرے آنے کا رہتا ہے، کیا اس حالت میں نماز ادا ہو جائے گی اور ایک بار وضو سے تہجد فجر اور اشراق پڑھ سکتا ہوں؟ اور اس طرح دعائیں اور قرآن پڑھا جا سکتا ہے؟ میں فالج کا مریض ہوں کیا ایسی حالت میں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری ہے؟ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں محض شک سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ یقین نہ ہو، اگر حقیقتاً قطرے آتے ہیں اتنا وقت بھی نہیں رکتے کہ پورے وقت میں فرض نماز ادا کر سکیں تو اس صورت میں آپ معذور ہیں، معذور کے لیے یہ حکم ہے

www.besturdubooks.net

کہ وہ ہر نماز کے وقت میں وضو کرے اور اس وقت میں جو چاہے پڑھے، اس مرض کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا جب کوئی اور نقض وضو کا سبب نہ ہو، معذور ہونے کی وجہ سے تہجد، فجر اور اشراق کے لیے علیحدہ علیحدہ وضو کرنا ہوگا، فالج کا مریض ہونے کی وجہ سے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری نہیں اگر چلنے کی استطاعت نہ ہو۔

”ان الیقین لایزول بالشک ھکذافی شرح منیة المصلی لابراھیم الحلبی“......(فتاوی الھندیة:۱/۴۷)

”واما صاحب الجرح الذی لایرقا...... ومن بہ سلس البول............ والمستحاضة یتوضون لوقت کل صلوة فیصلون بذلک الوضوء فی الوقت ماشاؤا من الفرائض والنوافل “......(منیة المصلی:۱۱۶)

”(منھا مطر وبرد) شدید (وخوف) ظالم (وظلمة) شدیدة فی الصحیح (وحبس) معسر ومظلوم (وعمی وفلج وقطع) یدورجل قولہ وفلج ای لایستطیع معہ المشی “......(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی : ۲۹۷،۲۹۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گردن کے اگلے حصے کا مسح کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۹۷): براہ کرم درج ذیل مسئلہ کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیجئے۔

میں وضو میں سر کے مسح کے بعد گردن کی اگلی اور پچھلی دونوں سمتوں کا مسح کرتا ہوں لیکن ایک صاحب نے مجھے کہا کہ گردن کے اگلے حصہ کا مسح کرنا بدعت ہے کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

گردن کے اگلے حصہ یعنی حلقوم کا مسح بدعت ہے۔

”(ومسح الرقبة) بظھر یدیہ (لاالحلقوم)لانہ بدعة“......(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار: ۱/۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

خروج ریح کے مریض کا حکم:

مسئلہ نمبر(۱۹۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں

کہ کافی عرصہ سے معدہ کی بیماری میں مبتلا ہوں اور اخراج ریح بار بار ہوتا ہے، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ پوری نماز میں ہوا خارج نہ ہو اس لیے تنگ آ کر نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے، سوال یہ ہے کہ نماز میں ہوا خارج ہونے کے بعد وضو کرنا پڑے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر اس شخص کا خروج ریح کا مرض مسلسل جاری رہتا ہے اور اتنا وقت بھی اس سے خالی نہیں ملتا جس میں چار رکعت فرض نماز صحیح طریقہ سے ادا کر سکے تو یہ شخص شریعت کی روشنی میں معذور کے حکم میں ہے، اس کے لئے حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت نیا وضو کر لے اور اس وضو سے فرض ونفل وقت کے اندر جو عبادت کرنا چاہے کرسکتا ہے، جب نماز کا وقت گزر جائے تو اس کا یہ وضو ٹوٹ گیا ہے، اب اگلی نماز کے لیے دوبارہ وضو کر لے۔

اگر مرض کبھی بھی پورے وقت پر محیط نہیں ہے اور اتنا وقت مل جاتا ہے کہ جس میں فرض نماز ادا کر سکے تو یہ شخص معذور کے حکم میں نہیں اس کو چاہیئے کہ اس خالی وقت میں مختصر نماز پڑھ لے اگر نماز کے دوران وضو ٹوٹ گیا تو دوبارہ کرے۔

"وصاحب عذر من به سلس) بول لایمکنه امساکه (او استطلاق بطن اوانفلات ریح اواستحاضة) ......ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لایجد جمیع وقتها زمنا یتوضا ویصلی فیه خالیا عن الحدث"......(درمختار علی هامش الرد: ۱/۲۲۳)

"(وحکمه الوضوء)...... لکل فرض ثم یصلی به (فیه فرضا و نفلا)...... فاذا خرج الوقت بطل اه"......(درمختار علی هامش ردالمحتار: ۱/۲۲۴،۲۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا گانے کی آواز سننا ناقض وضو ہے؟

مسئلہ نمبر(۱۹۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر وضو کر کے گھر سے مسجد میں نماز

www.besturdubooks.net

پڑھنے جا رہے ہوں راستے میں کسی دکان یا گھر سے گانے کی آواز آ رہی ہو تو وضوٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ یا گھر میں کوئی گانے لگا کر بیٹھا ہو تو وضوٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ اور اگر نماز پڑھنے کے دوران گانا سنائی دے، تو کیا نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

گانا سنائی دینا نواقض وضو میں داخل نہیں، اس لیے صورت مسئولہ میں نہ وضوٹوٹتا ہے اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے، البتہ اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے مثلاً جھوٹ غیبت وغیرہ اس کے بعد وضو کرنے کو فقہاء کرام نے مستحب لکھا ہے۔

"ينقض الوضوء اثنا عشر شيئا منها ماخرج من السبيلين) وان قل(الاريح القبل الخ)...... والقسم (الثالث) وضوء (مندوب) في احوال كثيرة ....(وبعد) كلام (غيبة وكذب) ونميمة (و)بعد(كل خطيئة وانشاد شعر) قبيح لان الوضوء يكفر الذنوب الصغائر "......(مراقى الفلاح شرح نور الايضاح: ۸۶،۸۳،۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیر وضو کے قرآن پاک کو ہاتھ لگانے کا حکم؟

مسئلہ نمبر(۲۰۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) قرآن پاک کو بغیر وضو پکڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھنے یا لے جانے کا کیا حکم ہے؟

(۲) تفسیر کو بغیر وضو پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(۳) اور عورت کا حیض کی حالت میں آیۃ الکرسی یا کوئی آیت پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟

برائے مہربانی واضح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) قرآن پاک کو بغیر وضو ایسے کپڑے کے ساتھ پکڑنا جو قرآن پاک یا بدن کے ساتھ ملا ہوا ہو جائز نہیں۔

"لايمسه الاالمطهرون "......(سورة الواقعه :۷۲)

"ومنها حرمة مس المصحف لايجوز لهما وللجنب والمحدث مس

www.besturdubooks.net

المصحف الابغلاف متجاف عنه كالخريطة والجلد الغير المشرّز لابما هومتصل به هوالصحيح هكذا فى الهداية وعليه الفتوى كذافى الجوهرة النيرة "......(الفتاوى الهندية: ۳۸،۳۹/ ۱)

"(وقوله ومسه)اى القرآن ولوفى لوح اودرهم اوحائط لكن لايمنع الامن مس المكتوب بخلاف المصحف فلايجوز مس الجلد وموضع البياض منه وقال بعضهم يجوز وهذا اقرب الى القياس والمنع اقرب الى التعظيم كمافى البحر اى والصحيح المنع كماذكره ومثل القرآن سائرالكتب السماوية"......(فتاوى شامى : ۲۱۴/ ۱)

(۲) تفسیر کوبغیر وضو پڑھنا اورمس کرنا جائز ہے بشرطیکہ تفسیر غالب ہوورنہ صرف پڑھنا جائز ہے،مس کرنا جائز نہیں ہے۔

"قالوا يكره مس كتب التفسير والفقه والسنن لانها لاتخلوا عن آيات القرآن"......(البحرالرائق: ۳۵۰/ ۱)

(۳) عورت کا حیض کی حالت میں آیت الکرسی پڑھنا جائزنہیں ہےالبتہ ایسی آیت جس میں دعائیہ کلمات ہوں وہ پڑھ سکتی ہے۔

"ومنها حرمة قراءة القرآن لاتقرء الحائض والنفساء والجنب شيئا من القرآن والآية ومادونها سواء فى التحريم على الاصح الاان لايقصد بمادون الآية القراءة مثل ان يقول الحمدلله يريد الشكر اوبسم الله عندالاكل اوغيره فانه لاباس به هكذا فى الجوهرة النيرة "......(الفتاوى الهندية: ۳۸/ ۱)

"قوله بقصده فلوقرأت الفاتحة على وجه الدعاء اوشيئامن الآيات التى فيهامعنى الدعاء ولم ترد القراءة لاباس به كماقدمناه عن العيون لابى الليث وان مفهومه ان ماليس فيه معنى الدعاء كسورة ابى لهب لايؤثرفيه قصد غيرالقرآنية"......(فتاوى شامى : ۲۱۴/ ۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

مسواک کس درخت کی ہونی چاہیئے؟

مسئلہ نمبر(۲۰۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسواک کس درخت کی کر سکتے ہیں؟ بہتر کس درخت کی مسواک ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بانس، انار، ریحان کے علاوہ کسی بھی درخت کی مسواک کر سکتے ہیں، پیلو اور زیتون کی مسواک افضل ہے۔

"(قوله ویکره) بموذ قال فی الحلیة وذکر غیر واحد من العلماء کراهته بقضبان الرمان والریحان اه"

"وفی شرح الهدایة للعینی روی الحارث فی مسنده عن ضمیر بن حبیب قال نهی رسول الله ﷺ عن السواک بعود الریحان وقال انه یحرک عرق الجذام وفی النهر ویستاک بکل عود الا الرمان والقصب وافضله الاراک ثم الزیتون "......(ردالمحتار : ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کیا مذی کا خارج ہونا مفسد صوم ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مریض کا معائنہ کرتے وقت مذی خارج ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مریض کا معائنہ کرتے وقت مذی خارج ہو جانے کی صورت میں روزہ تو نہیں ٹوٹتا البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور منی خارج ہو جانے کی صورت میں تفصیل یہ ہے کہ اگر مریض کے بدن پر کپڑے ہوں یا معالج کے ہاتھ پر کپڑا وغیرہ ہو اور معائنہ کرتے وقت حرارت بدن میں محسوس نہ ہو تو پھر روزہ نہیں ٹوٹتا، اور اگر کپڑا نہ ہو یا کپڑا تو ہو لیکن اتنا نرم ہو کہ حرارت بدن میں محسوس ہو تو پھر روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

واضح رہے کہ روزہ ٹوٹنے کی صورت میں صرف قضاء لازم ہے، کفارہ لازم نہیں ہے۔

www.besturdubooks.net

”ولو مس المرأة ورأى ثيابها فامنى فان وجد حرارة جلدها فسدو الافلا“......(فتاوى الهندية: ۱/۲۰۴)

”وكذااذا قبل امرأة بشهوة فامنى اومسها بشهوة فامنى عليه القضاء دون الكفارة لوجودقضاء الشهوة بصفة النقصان “......(قاضيخان على هامش الهندية: ۱/۲۰۹)

(كذافى التاتارخانية: ۳/۳۸۶،مطبوعه جديدرشيديه كوئٹه)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قطرے آنے سے کب وضوٹوٹتا ہے اور کب نہیں ٹوٹتا؟

مسئلہ نمبر(۲۰۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

بندہ کو پیشاب کا قطرہ قطرہ آتا ہے ٹشو پیپر کے ساتھ استنجاء کرتا ہوں پھر بھی شبہ قطرے آنے کا رہتا ہے کیا اس حالت میں نماز ادا ہوجائے گی اور ایک وضو سے تہجد، فجر اور اشراق پڑھ سکتا ہوں؟ اور اس طرح دعائیں اور قرآن پڑھا جاسکتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جب قطرہ آنے کا یقین ہوجائے اور قطرہ ذکر سے نکل آئے تو وضوٹوٹ جائے گا اور بغیر وضو کے نماز ادا نہیں ہوتی، لہذا استنجاء اور وضو کر کے نماز پڑھ لے لیکن اگر صرف قطرہ آنے کا شک وشبہ ہو حقیقتاً قطرہ نہ نکلا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ یقین شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوتا، لہذا اس کا وضو برقرار ہے اور نماز ادا ہوجائے گی البتہ اگر بعد از نماز دیکھنے پر پتہ چلا کہ پیشاب کا قطرہ واقعی نکل آیا ہے تو دوبارہ استنجاء اور وضو کر کے نماز دہرالے۔

اور ایک مرتبہ کے وضو سے تہجد، اشراق، اور فجر اور قرآن مجید پڑھ سکتا ہے، غرض جب تک وضو نہ ٹوٹے تب تک اسی وضو سے ہر قسم کی عبادت کرسکتا ہے۔

”الفصل الخامس فى نواقض الوضوء منها مايخرج من السبيلين من البول والغائط والريح الخارجة من الدبر......الغائط يوجب الوضوء قل اوكثر وكذلك البول والريح الخارجة من الدبر كذافى المحيط ......ولونزل البول

www.besturdubooks.net

الی قصبة الذکر لم ینقض الوضوء ولوخرج الی القلفة نقض الوضوء کذافی الذخیرة وهوالصحیح هکذا فی البحرالرائق "......(فتاوی الهندیة: ۹،۱۰/۱/۱)

"الیقین لایزول بالشک"......(الاشباه والنظائر : ۱۲)

"مصل سبقه الحدث فی الصلوة من بول اوغائط اوریح اورعاف بغیرقصده انصرف فتوضأ وبنی علی صلاته مالم یتکلم استحسانا وان تکلم واستقبل فهوافضل"......(المبسوط: ۳۲۴/۱،باب الحدث فی الصلوة)

"منها جوازالمسح علی الخف وجوازالصلوات المفروضات والنوافل بوضوء واحد مالم یحدث وهذا جائزباجماع من یعتدبه"......(نووی علی مسلم : ۱۳۵/۱،باب جوازالصلوات کلها بوضوء واحد)

"قال وصرح فی غایة البیان بفساده لصحة الاکتفاء بوضوء واحدلصلوات مادام متطهرا "......(فتاوی شامی:۶۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کلمہ شہادت پڑھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کلمہ شہادت پڑھنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ نہیں ؟ ہماری مسجد میں ایک غیر مقلد نے طوفان برپا کررکھا ہے کہ یہ کسی حدیث میں نہیں آیا، براہ کرم مسئلہ بحوالہ نقل فرمائیں، بغیر دلیل کے مسئلہ مطلوب نہیں ہے، بندہ خوداپنے علماء کی زبان پر بھی مطمئن ہے لیکن شورشرابہ کرنے والے حضرات قبول نہ کریں گے،ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ ابھی چندسالوں سے جاہل مولویوں نے لکھنا شروع کردیا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کلمہ شہادت پڑھنا احادیث سے ثابت ہے۔

"عن عقبة بن عامر الجهنی عن النبی ﷺ نحوه ولم یذکر امرالرعایة قال

www.besturdubooks.net

عند قولہ فاحسن الوضوء ثم رفع نظرہ الی السماء "......(سنن ابی داؤد: ۱/۳۵)

"وزاد فی المنیۃ ایضا وان یقول بعدفراغہ سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لاالہ الاانت استغفرک واتوب الیک واشھد ان محمدا عبدک ورسولک ناظرا الی السماء "......(ردالمحتار: ۱/۹۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۰۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کپڑے کی آڑ کے بغیر اگر شرم گاہ کو ہاتھ لگایا جائے تو کیا اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

"فصل عشرۃ اشیاء لایغتسل منھا مذی...... وھوماء ابیض رقیق یخرج عندشھوۃ لابشھوۃ ولادفق ولایعقبہ فتور وربما لایحس نحووجہ وھواغلب فی النساء من الرجال "......(حاشیۃ الطحطاوی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح: ۱۰۰)

"(ل)اینقضہ (مس ذکر) لکن یغسل یدہ ندبا(قولہ لکن یغسل یدہ ندبا) لحدیث من مس ذکرہ فلیتوضأ ای لیغسل یدہ جمعابینہ وبین قولہ ﷺ ھل ھوالابضعۃ منک حین سئل عن الرجل یمس ذکرہ بعدمایتوضأ"......(فتاویٰ شامی : ۱/۱۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

اختلاج کس کو کہتے ہیں؟

مسئلہ نمبر(۲۰۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فتاویٰ شامی میں نواقض وضوکے بیان میں ہے۔

'لانہ اختلاج حتی لوخرج ریح من الدبر وھویعلم انہ لم یکن من الاعلیٰ فھواختلاج فلاینقض "......(الدرعلی ھامش الرد: ۱/۱۰۱)

ازراہ کرم اختلاج کی تشریح فرمادی جائے نیزمن الاعلیٰ سے کیامراد ہے؟ عبارت کا پورامطلب واضح فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

درمختارکی پوری عبارت یہ ہے۔

"(لاخروج ریح من قبل وذکر) لانہ اختلاج حتی لوخرج ریح من الدبر وھویعلم انہ لم یکن من الاعلیٰ فھواختلاج فلاینقض اھ "......(۱۰۰،۱۰۱)

یہ مسئلہ اس بات پر متفرع ہے کہ ریح بذات خود نجس نہیں ہے بلکہ فی نفسہ طاہر ہے، چونکہ ریح محل نجاست سے ہوکرآتی ہے تو نجاست کی مجاورت کی وجہ سے اس کو ناقض شمار کیا گیا ہے، چنانچہ جہاں نجاست سے مجاورت ہوگی وہاں ریح ناقض وضوہوگی اور جہاں نجاست سے مجاورت نہ ہوگی وہاں ریح ناقض وضونہ ہوگی، یہی وجہ ہے کہ اگرریح قبل امرءۃ غیرمفضاۃ سے خارج ہو یاذکررجل سے خارج ہووہ ریح ناقض وضونہیں ہے، اس کی ایک وجہ تو یہ بتلائی ہے "لانہ اختلاج" کہ یہ درحقیقت ریح ہے ہی نہیں بلکہ عضوکا پھڑکنا ہے اوراگرریح مان بھی لیاجائے کہ ذکراورفرج سے ریح خارج ہوتی ہے تب بھی یہ ناقض وضونہ ہوگی کیونکہ یہ ریح محل نجاست سے نہیں آئی، اوریہی وجہ ہے کہ اگرریح دبر سے بھی خارج ہوجائے لیکن اسے ظن غالب ہوکہ یہ ریح اعلی یعنی محل نجاست سے نہیں آئی تواس سے وضونہیں ٹوٹے گا، اعلیٰ سے مراد جوف ہے جوکہ محل نجاست ہے۔

"ولایردعلی المصنف الریح الخارجۃ من الذکر وفرج المرأۃ فانھا لاتنقض الوضوء علی الصحیح لان الخارج منھما اختلاج ولیس بریح خارجۃ ولوسلم فلیست بمنبعثۃ عن محل النجاسۃ والریح لاینقض الالذلک لالان عینھا نجسۃ لان الصحیح ان عینھا طاھرۃ "......(البحرالرائق : ۱/۵۹)

www.besturdubooks.net

” لاخروج ریح من قبل ذکر لانہ اختلاج حتی لوخرج ریح من الدبر وھویعلم انہ لم یکن من الاعلیٰ فھواختلاج فلاینقض “......(الدرالمختارعلی ھامش الرد: ۱۰۱،۱۰۰/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسواک کرنے اور سرمہ لگانے کا مسنون طریقہ:

مسئلہ نمبر(۲۰۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسواک کرنے اور سرمہ لگانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ اور حضور ﷺ کونسا سرمہ استعمال فرماتے تھے، قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مسواک پکڑنے کا مسنون طریقہ:

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، داہنے ہاتھ کی چھنگلیا مسواک کے نیچے رکھے، اورانگوٹھا مسواک کے اوپر والے سرے کے نیچے رکھے، اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر رکھے۔

مسواک کرنے کا مسنون طریقہ:

دانتوں کے ظاہر، باطن، اطراف منہ کے اندر اور دونوں جبڑوں پر مسواک کرے تاکہ تمام حدیثوں پر عمل ہوجائے۔

”والسنة فی اخذہ ان تجعل خنصر یمینک اسفلہ والبنصر والسبابة فوقہ والابھام اسفل رأسہ کمارواہ ابن مسعودؓ......ویستحب ان یدلک الاسنان ظاھرھا وباطنھا واطرافھا والحنک وھوباطن واعلی الفم من داخل والاسفل من طرف مقدم اللحیین “......(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح مع حاشیة الطحطاوی : ۶۸)

”(قولہ ویستاک عرضا لاطولا) ای لانہ یجرح لحم الاسنان وقال الغزنوی طولا وعرضا والاکثر علی الاول بحرلکن وفق فی الحلیة بانہ یستاک عرضا فی الاسنان وطولا فی اللسان جمعابین الاحادیث ثم نقل عن الغزنوی انہ

www.besturdubooks.net

یستاک بالمداراة خارج الاسنان وداخلها اعلاها واسفلها ورؤس الاضراس وبین کل سنین "......(فتاویٰ شامی :۸۵/۱)

(۲) حضور ﷺ اثمد سرمہ استعمال فرماتے تھے۔

سرمہ لگانے کا مسنون طریقہ:

اس میں علماء سے مختلف اقوال مروی ہیں، جن میں سے راجح قول یہ ہے کہ ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں یکے بعد دیگرے لگائے اور اسی قول کو ملا علی القاری رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے۔

"وعن ابن عباس ان النبی ﷺ قال اکتحلوا بالاثمد فانه یجلوا لبصر وینبت الشعر وفی روایة للترمذی عن ابن عباس ؓ ان خیر اکحالکم الاثمد ،قال التوربشتی هوالحجر المعدنی وقیل هوالکحل الاصفهانی ینشف الدمعة والقروح "......(مرقات المفاتیح: ۸/۳۰۹)

" عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من اکتحل فلیوتر ومن فعل فقداحسن ومن لافلاحرج ......ای ثلاثا متوالیة فی کل عین وقیل ثلاثا فی الیمنیٰ واثنین فی الیسریٰ لکن المجموع وترا والتثلیث علم من فعله علیه الصلوة والسلام والافالوتر صادق علی مرة "......(مرقات المفاتیح : ۲/۶۳)

"وزعم ان النبی ﷺ کانت له مکحلة یکتحل بهاکل لیلة ثلاثة فی هذه وثلاثة فی هذه ......(وثانیهما ان یکتحل فیهما خمسة ثلاثة فی الیمنیٰ ومرتین فی الیسریٰ علی ماروی فی شرح السنة ......وارجحهما الاول لماذکر من حصول الوتر شفعا مع انه یتصور ان یکتحل فی کل عین واحدة ثم وثم ویؤول امره الی الوترین بالنسبة الی العضوین لکن القیاس علی باب طهارة الاعضاء بجامع التنظیف والتزیین هوالاول فتامل) "......(مرقات المفاتیح : ۸/۳۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

سر پر لگائے ہوئے بالوں پر مسح اور غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۰۸): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت میں ایک پلاسٹک سرجن ہوں، آپ سے گزارش ہے کہ شریعت کی روشنی میں یہ بتائیے کہ بالوں کی پیوندکاری جائز ہے؟ میرے پاس وہ حضرات جو کہ جوانی میں ہی گنجے پن کا شکار ہوجاتے ہیں، وہ لڑکیاں جو گنجے پن کی وجہ سے مسائل کا شکار ہوتی ہیں آتی ہیں، ایک چھوٹے سے آپریشن کے ذریعے میں بالوں کی جڑیں سر کے پچھلے حصے سے لے کر آگے لگا دیتا ہوں، بال کچھ عرصے کے بعد نکلنا شروع ہوجاتے ہیں اور بڑھتے رہتے ہیں اسی طرح کچھ ایسے کیس بھی کیے ہیں جن میں ڈاڑھی لگائی جاتی ہے، آپ پلیز مجھے گائیڈ کیجئے کہ میں صحیح کرتا ہوں یا نہیں؟ اور اس طرح کے بالوں کا کیا حکم ہے؟ ان پر غسل یا مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان اگر متأثر شخص ہی کے سر کے بال لے کر اسی کے جسم پر پیوند کردیے جائیں تو اس کی گنجائش ہے، اور اس پر ملنے والی فیس بھی جائز ہوگی، اور جب بال جسم کے اندر پیوست کردیے جائیں اور اس کا حصہ بن جائیں تو ان پر مسح اور غسل دونوں درست ہوجائیں گے، لیکن کسی اور انسان کے بال کسی دوسرے انسان کو لگانا چونکہ شرعاً حرام ہے اس لیے اس پر فیس لینا بھی درست نہیں ہے، اور اس امر کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ متاثرہ مرد کے لیے مرد ہی آپریشن کرے اور متاثرہ خاتون کے لیے خاتون ہی آپریشن کرے۔

”وفی البدائع الصنائع والثانی ان استعمال جزء منفصل عن غیرہ من بنی آدم اھانۃ بذلک الغیر والآدمی بجمیع اجزائہ مکرم ولا اھانۃ فی استعمال جزء نفسہ فی الاعادۃ الی مکانہ“......(بدائع الصنائع : ۴/۳۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پیشاب کے تھوڑی دیر بعد آنے والے قطرے ناقض وضو ہیں:

مسئلہ نمبر(۲۰۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے ایک بیماری ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کروں تو اس کے بعد جب وضو کرلوں اور ایک یا دو رکعت ادا کرنے کے بعد رکوع یا سجدے میں قطرہ آجاتا ہے یہ قطرہ ہمیشہ بھی نہیں ہوتا اور اگر نماز سے دس بیس منٹ پہلے پیشاب کرلوں تو اس وقت چلنے پھرنے سے قطرے

www.besturdubooks.net

کا آنا بند ہوتا ہے، اس صورت میں میں ٹائیلٹ پیپر پیشاب کی جگہ رکھ دیتا ہوں تا کہ مجھے شک نہ ہو، تو آیا اس صورت میں نماز پڑھنا پڑھانا کیسا ہے؟ اور گیس کی بیماری بھی ہے یعنی نماز کے دوران پیٹ میں گیس آجاتا ہے، لیکن گیس کو میں سختی کے ساتھ روک لیتا ہوں اس کی وجہ سے وقتی نماز پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز کے دوران اگر قطرہ آنے کا یقین ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، اس لئے دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھ لیں، پھر خواہ برعایت شرائط بنا کی جائے یا نماز دوبارہ پڑھ لی جائے، اگر قطرہ آنے کا وہم ہو تو وہم سے کچھ نہیں ہوتا لہذا اپنی نماز پوری کر لے۔

پیشاب کی جگہ ٹائیلٹ پیپر رکھنا درست ہے، جب تک پیشاب کی تری باہر کے حصے پر ظاہر نہ ہو وضو نہیں ٹوٹتا، لہذا نماز پڑھنا اور پڑھانا دونوں درست ہیں۔

خروج ریح سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اگر ریح کو سختی سے روک کر نماز پڑھی جائے تو نماز مع الکراہت ہو جاتی ہے، لیکن اگر بیماری ہو تو نماز بلا کراہت درست ہے۔

"منها مايخرج من السبيلين من البول والغائط والريح الخارجة من الدبر والودى والمذى والمنى والدودة والحصاة"......(فتاویٰ الهندية: ۱/۹)

"وينقض الوضوء خروج نجس من المتوضىء"......(البحر الرائق: ۱/۵۸)

"المراد من الطرف الظاهر بانه ماكان عاليا عن الرأس الاحليل اومساويا له اى ماكان خارجا من رأسه زائداعليه اومحاذيا لرأسه لتحقق خروج النجس بابتلاله"......(ردالمحتار: ۱/۱۱۰)

"واذاخاف الرجل خروج البول فحشا احليله بقطنة ولولاالقطنة يخرج منه البول فلابأس به ولاينتقض وضوء ه حتى يظهر البول على القطنة كذافى فتاویٰ قاضى خان"......(فتاویٰ الهندية: ۱/۱۰)

"وان احتشى احليله بقطنة خوفا من خروج البول ولولاالقطنة لخرج منه البول فلاباس به ولاينتقض وضوء ه حتى يظهر البول على القطنة"

......(فتاویٰ التاتارخانية: ۱/۹۰)

www.besturdubooks.net

”وان حشی احلیلہ بقطنۃ فخروجہ بابتلال خارجہ “......(البحرالرائق : ۱/۶۰)

”قولہ مثل ریح فانہا تنقض لانہامنبعثۃ عن محل النجاسۃ “......(ردالمحتار: ۱/۱۰۰)

”ویکرہ التمطی وتغمیض عینہ وان یدخل فی الصلاۃ وھویدافع الاخبثین وان شغلہ قطعہا وکذا الریح وان مضی علیہا اجزأہ وقداساء“......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۱۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا لیکوریا کے قطرے ناقض وضو ہیں؟

مسئلہ نمبر(۲۱۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ لیکوریا کی بیماری سے وضو کب ٹوٹتا ہے؟ اس کے قطرے سوراخ کے اندر ہوں یا ان کا باہر نکلنا ضروری ہے؟ نیز اگر اعضاء وضو پر ویسلین لگی ہوئی ہو وضو ہوجائے گا یا نہیں؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

لیکوریا اگر فرج داخل کے اندر ہو اور باہر نہ نکلے تو اس سے وضو ٹوٹتا نہیں، البتہ فرج داخل سے خارج ہوجائے فرج خارج کی طرف تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

”رطوبۃ الفرج فیکون مفرعا علی قولھما بنجاستھا وقال ابن عابدین تحتہ............ومن وراء باطن الفرج فانہ نجس قطعا ککل خارج من الباطن عابدین کالماء الخارج مع الولد اوقبیلہ“......(درالمختار: ۱/۳۱۳)

”وھی ماء ابیض متردد بین الابیض والعرف یخرج من باطن الفرج الذی لایجب غسلہ ......بخلاف مایخرج ممایجب غسلہ فانہ طاھر قطعا ومن وراء باطن الفرج فانہ نجس قطعا ککل خارج من الباطن کالماء الخارج فی الولد اوقبیلہ“......(ردالمحتار: ۱/۳۲۲)

www.besturdubooks.net

ویسلین چونکہ تیل کی طرح ہی ہے لہذا اگر یہ اعضاء وضو پر لگی ہوئی ہو تو اس سے وضو ہو جاتا ہے۔

"قال ینبغی للمتوضی فی الشتاء ان یبل اعضاء ہ بالماء شبه الدهن ثم یسیل الماء علیها لان الماء یتجافی عن الاعضاء فی الشتاء"......(بدائع الصنائع: ۱/۶۶)

"واذا دهن رجلیه ثم توضا وامر الماء علی رجلیه فلم یقبل الماء لمکان الدسومة جاز الوضوء"......(فتاوی الهندیة: ۱/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس شخص کا وضو بار بار ٹوٹتا ہو کیا وہ معذور ہے؟

مسئلہ نمبر (۲۱۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے وضو کیا با جماعت فرض نماز ادا کرنے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا، سنتیں ادا کیں پھر اس کا وضو ٹوٹ گیا، پھر اس نے وضو کیا اور قرآن پاک کی تلاوت کی پھر اس کا وضو ٹوٹ گیا، اب اس صورت حال میں کیا ہر بار وضو کرنا پڑے گا یا صرف فرضوں کے لیے وضو کر لینا کافی ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں یہ شخص شرعی معذور نہیں ہے لہذا وقت کے اندر بھی ہر نماز کے لیے الگ وضو کرنا ضروری ہے۔

"وحکم الاستحاضة والعذر یبقی اذالم یمض علی اصحابهما وقت صلوة الا والحدث الذی ابتلیت به یوجدفیه ولو قلیلا حتی لو انقطع وقتا کاملا خرج عن کونه عذرا"......(البحر الرائق: ۱/۳۷۶)

"انما یصیر صاحب عذرا اذالم یجد فی وقت صلوة زمانا یتوضأ فیه خالیا عن الحدث"......(البحر الرائق: ۱/۳۷۶)

"فالحاصل ان صاحب العذر ابتداء من استوعب عذرتمام وقت صلاة ولو حکما لان الانقطاع الیسیر ملحق بالعدم وفی البقاء من وجدعذره فی

www.besturdubooks.net

جـزء مـن الـوقـت وفـی الـزوال یشتـرط استیعـاب الانـقـطـاع حـقیـقة“

……(البحرالرائق :۳۷۷/ ۱)

”ومـن بـه عـذر کسـلـس بـول واستـطلاق بطن لوقت کل فرض ویصلون به ماشاء وا من الفرائض والنوافل ویبطل وضوء المعذورین بخروج الوقت فقط ولایصیـر مـعـذورا حتـی یستـوعبـه الـعـذر وقتـا کـاملا لیـس فیـه انقطـاع بـقـدرالـوضـوء والصلوة وهذاشرط ثبوته وشرط دوامه وجوده فی کل وقت بعدذلک ولومرة وشرط انقطاعه وخروج صاحبه عن کونه معذورا خلووقت کامل عنه“……(نورالایضاح :۵۰، ۵۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نسوار رکھنے سے وضو کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۱۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نسوار رکھنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اور جو امام نسوار رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر نسوار رکھنے سے منہ میں دانے بن جائیں یا نشہ آجائے جیسا کہ پہلی مرتبہ نسوار رکھنے سے بعض لوگوں کو کبھی یہ کیفیت ہو جاتی ہے، تو ان دانوں کے ٹوٹنے سے اور نشہ آنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے، اور اگر دانے نہ بنیں اور نشہ وغیرہ نہ آئے تو نسوار رکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے البتہ ایسے شخص کو چاہیئے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت منہ کی صفائی کا خیال رکھے۔

واضح رہے کہ سگریٹ کا پینا اب جدید تحقیق کے مطابق بالاتفاق مضرصحت ہے لہذا بغیر تداوی کے اس کا پینا بطور تلہی مکروہ تحریمی ہے۔

”اعـلـم ان شـرب الـدخـان التنبـاک لم یکن فی زمن النبی ﷺ ولافی زمن الـصـحـابة ولافـی زمن من بعدهم وانماحدث بعدالالف من الهجرة ولذلک تـری کتـب الـسـلـف سـاکتة عـن حـکمه وقداختلف الخلف فی حله وحرمته

www.besturdubooks.net

فمنهم كالفاضل الشرنبلالى والشيخ ابراهيم القانى المتوفى سنة ١٠٤١، احدى واربعين بعدالالف فى رسالته نصيحة الاخوان باجتناب الدخان وغيرهما من افتى بتحريمه ومنهم من افتى بتحليله واليه مال العلامة الحموى والحق انه ان شرب بحيث اسكر اواضره فحرام والا فلاوجه لتحريمه نعم لايخلوعن كراهته"......(رسائل اللكهنوى: ٢/٣٢٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

قطرات گرنے والے شخص کے لیے شرعی رعایت؟

مسئلہ نمبر(۲۱۳): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ مجھے قطرات گرنے کی بیماری ہے،آپ سے پوچھنا ہے کہ میں دن میں پانچ سات دفعہ نہانے سے تو رہا خاص طور پر سردیوں میں علی ہذا القیاس اتنی دفعہ کپڑے بدلنا بھی ناممکن ہے،لہذا مجھے اپنی نماز کو با قاعدہ رکھنے کے لیے اگر کوئی شرعی رعایت ہوتو از راہ کرم مجھے بتائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

نہانا صرف اس صورت میں ضروری ہے جب منی کے خروج کی وجہ سے شہوت ہوا گرچہ خروج کے وقت شہوت باقی نہ ہو،اس کے علاوہ قطرہ وغیرہ نکلنے سے صرف وضوٹوٹ جاتا ہے غسل کی ضرورت نہیں،البتہ کپڑے پاک کرنا ضروری ہے اس کی آسان ترکیب یہ ہے کہ انڈرویئر استعمال کریں اوراس کو تبدیل کرلیں تمام کپڑے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں اگر قطرات کی مقدار زیادہ ہوتو انڈرویئر کے اندر ٹشو یا روئی وغیرہ رکھ لیں۔

"والمعانى الموجبة للغسل انزال المنى على وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرء ة حالة النوم واليقظة"......(الهداية: ١/٣١)

"وتعتبر الشهوة عندانفصاله عن مكانه لاعندخروجه من رأس الاحليل"
......(فتاوىٰ الهندية: ١/١٤)

"وليس فى المذى والودى غسل وفيهما الوضوء"......(الهداية: ١/٣٣)

www.besturdubooks.net

"تطهير النجاسة واجب من بدن المصلي وثوبه والمكان الذي يصلي عليه"......(الهداية:٦٨/١)

"اذاخاف الرجل خروج البول فحشااحليله بقطنة ولولاالقطنة لخرج منه البول فلابأس به ولاينتقض وضوءه حتى يظهر البول على القطنة"......(خانيه على هامش الهندية:٣٧/١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیابغیروضوقرآن مجیدکومس کرسکتے ہیں؟

مسئلہ نمبر(۲۱۴): محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! ہم نے آج تک پڑھا ہے اورلوگوں/علماء کرام سے سنا ہے کہ قرآن مجید جوکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظیم الشان اورلا ریب کتاب ہے اسے بغیر طہارت کے (بے وضو) چھونا منع ہے، جب کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن پاک کوبغیرطہارت (بے وضو) چھونے میں کوئی حرج نہیں اورساتھ ہی وہ شخص قرآن مجیدکواپنے ہاتھ میں پکڑکر یہ کہتا ہے کہ میں بے وضوہوں، مجھے کیا ہوگیا ہے؟

جناب عالی! آپ سے گزارش ہے کہ براہ مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ قرآن مجیدکوبغیر طہارت (بے وضو) چھونا جائز ہے یا نہیں؟ نیزاس امرکی بھی وضاحت فرمائیں کہ جوشخص مذکورہ کلمات کہتا ہے اورپھرایسا عمل کرتا ہے توشریعت اسلامیہ میں ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا۔

اللہ رب العزت آپ کے علم وعمل میں مزید برکتیں عطافرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

الجواب باسم الملک الوھاب

حدث دوقسم پرہے(۱) حدث اکبر(۲) حدث اصغر، اورقرآن پاک کوچھونے کے لیے ان دونوں قسموں کی ناپاکیوں سے پاک ہونا ضروری ہے اوربے وضوشخص کوحدث اکبرسے توپاک کہا جاسکتا ہے لیکن حدث اصغرسے پاک نہیں کہا جاسکتا، لہذا بغیروضوکے قرآن کوچھونا جائزنہیں ہے، چنانچہ ارشادباری تعالیٰ ہے "لایمسه الاالمطهرون" (الواقعہ) یعنی قرآن کوتوصرف پاک لوگ ہی چھوسکتے ہیں، البتہ بغیروضوقرآن کی تلاوت زبانی کی

www.besturdubooks.net

جاسکتی ہے،اوراس شخص کا کہنا کہ ''قرآن پاک کو بغیر طہارت (بے وضو) چھونے سے کوئی حرج نہیں،اور ساتھ ہی وہ شخص قرآن مجید کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر یہ کہتا ہے کہ میں بے وضو ہوں مجھے کیا ہوگیا ہے؟'' انتہائی لاعلمی اور جہالت کی بات ہے،اسے اپنے اس فعل سے توبہ کرنی چاہیئے۔

''ولیس للحائض والجنب والنفساء قراءة القرآن لقوله ﷺ لاتقرء الحائض والجنب شیئامن القرآن ......ولیس لهم مس المصحف الابغلافه ولااخذدرهم فیه سورة من القرآن الابصرته وكذاالمحدث لایمس المصحف الابغلافه بقوله علیه السلام لایمس القرآن الاطاهر،ثم الحدث والجنابة حلاالید فیستویان فی حكم المس والجنابة حلت الفم دون الحدث فیفترقان فی حكم القراءة' ' ......(الهداية: ۶۲،۶۳/۱)

''قوله ولایجوز لمحدث مس المصحف وانما لم یذكر الحائض والنفساء والجنب لانه یعلم ان حكمها حكمه بطریق الاولیٰ ،لان حكم القراءة اخف من حكم المس فاذالم تجزلهم القراءة فلان لایجوز لهم المس اولی'' ......(الجوهرة النيرة: ۱/۸۹)

''ویحرم قراءة آیة من القرآن......بقوله ﷺ لاتقرأ الحائض ولاالجنب شیئامن القرآن والنفساء كالحائض ویحرم مسها ای الایة لقوله تعالیٰ لایمسه الاالمطهرون سواء كتب علی قرطاس اودرهم اوحائط الابغلاف متجاف عن القرآن والحائل كالخریطة فی الصحیح'' ......(مراقی الفلاح: ۳۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

(الباب الثانی فی احکام الغسل)

مذی، منی اور ودی سے غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۱۵): میاں بیوی کے قریب بیٹھنے سے پیار کرنے سے جو پانی کے قطرے عضو تناسل سے نکلتے ہیں، جسے مذی کہتے ہیں اس سے کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں یا اس کو دھوئے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں؟
نیز مذی اور ودی اور منی کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کریں کہ کس حالت میں غسل فرض ہوتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

کپڑوں پر لگی ہوئی مذی اگر درہم کی مقدار سے زائد ہے تو اس کا دھونا فرض ہے، اسے دھوئے بغیر نماز نہیں ہوتی اور اگر بقدر درہم ہو تو بھی اس کا دھونا واجب ہے، دھوئے بغیر اگر نماز پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر درھم سے کم ہو تو اس کا دھونا سنت ہے۔

”النجاسة ان كانت غليظة و هى أكثر من قدر الدرهم فغسلها فر يضة والصلاة بها باطلة و ان كان مقدار درهم فغسلها واجب والصلاة معها جائزة و ان كانت أقل من قدر الدرهم فغسلها سنة و ان كانت خفيفة فانهالا تمنع جواز الصلاة حتى تفحش كذا فى المضمرات“......(الهندية : ۱/۵۸)

منی اگر دفق اور شہوت سے نکلے تو غسل واجب ہوجاتا ہے۔

”و فرض عند منى ذى دفق و شهوة عند انفصاله .اه“...... (كنز الدقائق : ۱/۹)

مذی اور ودی کے نکلنے سے صرف وضو واجب ہوتا ہے غسل واجب نہیں ہوتا۔

”و أجمع العلماء انه لا يجب الغسل بخروج المذى والودى كذا فى شرح المهذب و اذا لم يجب بهماالغسل وجب بهما الوضوء “......(البحر الرائق: ۱/۱۱۵)

”و ليس فى المذى والودى غسل و فيهما الوضوء لقوله عليه السلام كل فحل يمذى وفيه الوضوء .“......(هدايه:۳۳/ ۱

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

وہمی شخص کا طریقہ غسل:

مسئلہ نمبر(۲۱۶): میں ایک وہمی مریض ہوں، عرصہ چار سال سے اس مرض میں مبتلا ہوں، میں جوانی سے نماز پڑھتا ہوں لیکن مسئلے کا علم نہیں تھا کہ نجاست کو دھوتے ہوئے جو چھینٹیں پڑتی ہیں وہ بھی نجس ہوتی ہیں۔

اب مجھے مسئلے کا علم ہوا اب میں بہت پریشان ہوں اور اسی طرح میں جب غسل کرتا ہوں تو غسل کرتے وقت چھینٹے بدن پر پڑ جاتے ہیں آیا یہ نجس ہوتے ہیں یا نہیں؟ بندہ اس مسئلہ میں بہت پریشان ہو رہا ہے اور کبھی چاہتا ہے کہ نماز چھوڑ دوں، لیکن اللہ کے خوف کی وجہ سے نماز نہیں چھوڑتا۔

الجواب باسم الملک الوہاب

آپ فقہ کے اصول کے مطابق اپنے بدن پر تین مرتبہ پانی بہا لیں اور پاک صاف کپڑے پہن کر نماز پڑھیں اس سے زیادہ جسم پر پانی نہ بہائیں ورنہ گنہگار ہوں گے، آپ اپنے ذہن سے وہم نکال دیں۔

”(و)یطھر محل (غیرھا) ای غیر مرئیة(بغلبة ظن غاسل)...... (طھارة محلھا) بلا عدد بہ یفتی(وقدر) ذلک لموسوس(بغسل وعصرثلاثا) اوسبعا(فیما ینعصر)مبالغا بحیث لایقطر......الخ“......(الدر علی ھامش الرد : ۱/ ۲۴۳، ۲۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جنبی کے لیے کھانے پینے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۱۷): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا احتلام کے بعد کچھ کھانے سے پہلے نہانا ضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

نہانا ضروری نہیں ہے ہاں البتہ کلی کرنا اور ہاتھ دھونا مستحب ہے۔

”وأن اراد ان یاکل أو یشرب فینبغی أن یتمضمض ویغسل یدیه کذا فی السراج الوھاج “......(الھندیة : ۱/ ۱۶)

www.besturdubooks.net

”واذا أراد الجنب الأكل فينبغي أن يغسل يديه ثم يتمضمض ثم يأكل“......(الفتاویٰ التاتا رخانية : ۱/۲۹۲ ،مطبوعه جديدمكتبه رشيديه)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

وضواور غسل میں بدن کو پانی پہنچانا ضروری ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۱۸): اگر جسم کے کسی حصہ پر ایسی چیز لگی ہوئی ہو جو پانی کو وہاں نہ پہنچنے دے تو کیا وضواور غسل ہو جائے گا یا اس چیز کو دھونا ضروری ہوگا جو جلد تک پانی پہنچنے سے مانع ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر جسم پر ایسی چیز لگی ہوئی ہے جو پانی کو جسم تک پہنچنے سے مانع ہو تو اس کے ہوتے ہوئے وضواور غسل نہ ہوگا، بلکہ اسے زائل کرنا ضروری ہے، ہاں اگر ایسی چیز ہے جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے مانع نہیں جیسے ویسلین اور تیل وغیرہ تو ان کے ہوتے ہوئے وضواور غسل ہو جاتا ہے ان کا زائل کرنا ضروری نہیں۔

”(و)لا يمنع (ما على ظفر صباغ و)لا (طعام بين اسنانه)او في سنه المجوف به يفتى وقيل ان صلبا منع وهو الاصح وفي الشامية (قوله وكذا دهن) اى كزيت وشيرج بخلاف نحو شحم وسمن جامد......(قوله ودسومة)هي اثر الدهن قال في الشرنبلالية قال المقدسي وفي الفتاوىٰ دهن رجليه ثم توضاء وامرالماء على رجليه ولم يقبل الماء للدسومة جاز لوجود غسل الرجلين اه“......(الرد على الدر : ۱/۱۴۱)

”وان كان على ظاهر جلدسمک اوخبزممضوغ قدجف فاغتسل ولم يصل الماء الى ماتحته لايجوز“......(فتاوىٰ الهندية:۱/۱۳)

”ولابدمن زوال مايمنع وصول لماء للجسد كشمع وعجين“......(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح :۱۰۲)

”بخلاف نحوعجين اى كعلک وشمع وقشرسمک وخبز ممضوغ متلبد“......(فتاوىٰ شامى:۱/۱۱۴)

www.besturdubooks.net

”وان کان علی ظاهر بدنه جلد سمک او خبز ممضوغ قدجف فاغتسل ولم یصل الماء الی ماتحته لایجوز“......(المحیط البرهانی : ۱/۲۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جریان موجب غسل ہے یا نہیں:

مسئلہ نمبر(۲۱۹): جناب والا بچپن کی غلطیوں کی وجہ سے مجھے ایک بیماری لاحق ہوگئی ہے، گرم چیز کھاؤں یا نہ کھاؤں تو پیشاب کے بعد قطرے آتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ احتلام ہے کوئی کہتا ہے کہ بیماری ہے پتہ نہیں کیا ہے مگر میرے کپڑے بھی بعض دفعہ گندے ہوجاتے ہیں، اب اگر میں دفتر میں ہوں یا باہر ہوں مجھے نماز بھی پڑھنی ہوتی ہے تو میں کیا صرف وضو کر کے نماز ادا کرسکتا ہوں یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ گندگی میرے کپڑوں پر لگ جائے تو میں کیا کروں کیونکہ میں تو کافی عرصہ سے ایسے ہی نماز پڑھتا ہوں، اب تو وہ دو سال سے میں نے غلط کام چھوڑ دیے ہیں مگر انسان ہوں جب بھی کسی لڑکی سے بات کرتا ہوں تو ذہن اس طرف چلا جاتا ہے تو پھر کپڑے گندے ہوجاتے ہیں اور مجھے رات کو کبھی سوتے میں احتلام نہیں ہوا، ہمیشہ اسی طرح پیشاب کے بعد مواد نکلتا ہے، مہربانی کر کے مسئلے کا حل بتائیں، کیا اس سے میں ہر مرتبہ غسل کروں گا یا صرف وضو کافی ہوجائیگا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

آپکی بیماری کو طبی اصطلاح میں جریان کہتے ہیں، اس بیماری میں پیشاب کے بعد منی کے قطرے آتے ہیں ان کے نکلنے کے بعد غسل فرض نہیں ہوتا، صرف وضو کافی ہے، البتہ اگر کپڑوں پر لگ جائے جتنی جگہ وہ لگ گئی ہے تو اس کا دھونا ضروری ہے۔

”النجاسة ان کانت غلیظة وهی اکثر من قدر الدرهم فغسلها فریضة والصلاة بها باطلة وان کانت مقدار درهم فغسلها واجب والصلاة معها جائزة وان کانت اقل من قدر الدرهم فغسلها سنة“......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

انزال قبل الدخول موجب غسل ہے:

مسئلہ نمبر(۲۲۰): محترم مفتی صاحب ایک مسئلہ عرض کررہا ہوں اس کا حل ارسال فرمائیں، جب میاں بیوی آپس میں ہم بستری کریں تو وہ کس وقت جنبی ہوں گے اور ان پر غسل کب فرض ہوگا، اس کی علامت تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جب دخول ہوگیا تو ان پر غسل فرض ہوگیا چاہے انزال ہو یا نہ ہو، اگر مرد اور عورت کو دخول سے پہلے بھی انزال ہو تو بھی غسل فرض ہوجاتا ہے۔

”والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة...... والتقاء الختانين من غير انزال لقوله عليه السلام اذا التقى الختانان وغابت الحشفة وجب الغسل انزل او لم ينزل ولانه سبب للانزال“......(الهداية: ۱/۳۱)

”(الفصل الثالث فی المعانی الموجبة للغسل) وهی ثلاثة منها الجنابة وهی تثبت بسببين احدهما خروج المنی علی وجه الدفق والشهوة من غير ايلاج باللمس اوالنظر اوالاحتلام اوالاستنماء كذافی المحيط السرخسی من الرجل والمرأة فی النوم واليقظة كذا فی الهداية“......(فتاوی الهندية: ۱/۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حالت جنابت میں کھانا پینا:

مسئلہ نمبر(۲۲۱): کیا احتلام کے بعد کچھ کھانا درست ہے، یا پہلے نہانا ضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ جب غسل واجب ہوجائے تو سب سے پہلے غسل کرنا چاہیے، بعد میں کھانا وغیرہ کھایا جائے، البتہ اگر کسی وجہ سے غسل میں تأخیر ہوجائے تو ہاتھ منہ دھو کر کھانا، پینا بلا کراہت جائز ہے۔

www.besturdubooks.net

"الجنب اذا أرادأن يأكل او يشرب فالمستحب له ان يغسل يديه وفاه وإن ترك لابأس به"......(قاضي خان على هامش الهندية : ١/٤٦)

"ويجوز للجنب ان يذكرالله تعالى ويأكل ويشرب اذا تمضمض "......(فتح القدير : ١/٥٠)

"وان اراد ان يأكل او يشرب فينبغي ان يتمضمض ويغسل يديه كذا في السراج الوهاج "......(الهندية: ١/١٦،البحر: ١/٨٩)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

غسل کرنا فوراً واجب نہیں:

مسئلہ نمبر(۲۲۲): جب آدمی پر غسل فرض ہو جائے تو فوراً غسل کرنا ضروری ہوتا ہے یا کچھ تاخیر کرنے کی بھی گنجائش ہے۔

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں بہتر تو یہی ہے کہ جلدی غسل کرلیا جائے لیکن اگر نماز کے وقت تک غسل کو مؤخر کردے تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

"الجنب اذا اخر الاغتسال الى وقت الصلاة لا يأثم كذا في المحيط" ......

(فتاوىٰ الهندية: ١/١٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

غسل کرنے کر بعد دوبارہ منی کا قطرہ نکلے تو کیا دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے:

مسئلہ نمبر(۲۲۳): اگر کسی آدمی کو احتلام ہو جائے اور وہ فوراً غسل کرلے، غسل کے بعد اس کو شرمگاہ کے سوراخ پر دوبارہ کچھ منی نظر آئے تو کیا وہ دوبارہ غسل کرے یا پہلا غسل کافی ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں اگر اس شخص نے غسل سے پہلے پیشاب کرلیا ہو تو پہلا غسل کافی ہے اور اگر غسل سے پہلے پیشاب نہ کیا ہو تو اس پر دوبارہ غسل کرنا واجب ہے۔

www.besturdubooks.net

"لو اغتسل من الجنابة قبل ان يبول او ينام و صلى ثم خرج بقية المنى فعليه ان يغتسل عندهما خلافا لأبي يوسف رحمه الله تعالى ولكن لا يعيد تلك الصلاة في قولهم جميعا كذا في الذخيرة ولو خرج بعد ما بال اونام او مشى لا يجب عليه الغسل اتفاقا كذا في التبيين"......(الهندية : ١ / ١٤)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا احتیاطاً غسل کرنا واجب ہوتا ہے؟

مسئلہ نمبر (۲۲۴): مجھے یہ مسئلہ کنفرم کرنا ہے کہ میں نے بہشتی زیور (مؤلفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی) کے گیارہویں حصہ یعنی بہشتی گوہر کے صفحہ ۱۶، ۱۷/ پر یہ مسئلہ پڑھا ہے جس کی عبارت یہ ہے کہ "یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو" تو اس صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا واجب ہے اگر غسل نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی اور سخت گناہ ہوگا، جبکہ میں نے دو عدد دوسری کتب میں بھی یہی مسئلہ پڑھا ہے کہ "یقین ہو جائے کہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ تو غسل واجب نہیں ہوتا" ان کتب کے نام "عمدۃ الفقہ" صفحہ ۱۶۷ (حضرت مولانا زوّار حسین شاہ) اور معدن الحقائق (اردو شرح کنز الدقائق) صفحہ ۸۹ (حضرت مولانا حنیف گنگوہی) مجھے یہ پوچھنا ہے کہ کس کتاب میں یہ مسئلہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بہشتی گوہر کا مسئلہ صحیح نہیں ہے عمدۃ الفقہ کا صحیح ہے، البحر الرائق ج:ا ص۱۰۵/ اور فتاوی شامیۃ :۱/ ۱۲۰ میں اس کی تائید موجود ہے۔

"ولا يجب اتفاقا فيما اذا علم انه ودى مطلقا وفيما اذا علم انه مذى او شك في الاخيرين مع عدم تذكر الاحتلام اه"...... (ردالمحتار : ١ / ١٢٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مذی کا حکم:

مسئلہ نمبر (۲۲۵): اگر بیوی کے ساتھ بات چیت کرتے وقت یا بوس و کنار کرتے وقت پانی خارج ہو تو اس سے غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں بیوی سے بات چیت کرتے وقت یا بوس وکنار کے وقت جو پانی خارج ہوتا ہے اگر وہ پانی شہوت کے ساتھ علی وجہ الدفق نکلے اور وہ پانی سفید اور گاڑھا ہو اور اس پانی کے نکلنے کے بعد عضو تناسل ڈھیلا پڑ جائے اور جوش ٹھنڈا ہو جائے تو وہ منی ہے، اس سے غسل کرنا واجب ہے، اور اگر وہ پانی رقیق ہے گاڑھا نہیں ہے سفیدی مائل ہے اور نہ ہی اس کے نکلنے کے بعد عضو ڈھیلا ہوا ہے اور نہ ہی جوش ٹھنڈا ہوا ہے تو یہ مذی ہے اس کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا، البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔

”والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة“......(الهداية : ۱ ۳)

”وليس فی المذی والودی غسل وفيهما الوضوء ......والمذی رقيق يضرب الی البياض يخرج عند ملاعبة الرجل اهله والتفسير ماثور عن عائشة رضی الله عنها“...... (الهداية : ۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

دوران غسل عورت کے لیے مینڈیاں کھولنا ضروری ہے؟

مسئلہ نمبر (۲۲۶): کیا عورتوں کے لیے غسل کے وقت سر کے تمام بال گیلے کرنا ضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر عورتوں کے بال کھلے ہوئے ہوں تو سارے بال گیلے کرنا ضروری ہے بصورت دیگر اگر پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے تو کافی ہے مینڈیاں کھولنے کی ضرورت نہیں جس وقت مینڈیاں کھولنے میں حرج ہو اور اگر حرج نہ ہو تو کھول کر سارے بال گیلے کرنا ضروری ہے۔

”و(لا) يفترض نقض (المضفور من شعر المراة إن سری الماء فی أصوله) اتفاقا لحديث أم سلمة أنها قالت يارسول الله إنی امرأة أشد ضفر رأسی أ فأنقضه لغسل الجنابة قال إنما يكفيك أن تحثی علی رأسك ثلاث حثيات

www.besturdubooks.net

من ماء ثم تفیضی علی سائر جسدک الماء فتطھرین‘‘......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح :۱۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصوب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جنابت اور اس کا حکم:

مسئلہ نمبر (۲۲۷): میاں بیوی کب جنبی ہوتے ہیں اور ان پر غسل کب فرض ہوتا ہے؟ اس کی علامت کیا ہے۔ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جنابت دو طریقے سے ثابت ہوتی ہے:

(۱) منی کا شہوت کے ساتھ نکلنا، چاہے چھونے سے یا احتلام کی وجہ سے یا دیکھنے کے ساتھ یا دخول سے یعنی حشفہ کے سبیلین میں چھپ جانے سے جنبی ہو جائیں گے اور ان پر غسل فرض ہو جائے گا۔

’’الفصل الثالث فی المعانی الموجبة للغسل وھی ثلاثة منھا الجنابة وھی تثبت بسببین أحدھما خروج المنی علی وجه الدفق والشھوة من غیر ایلاج باللمس او النظر او الاحتلام او الاستمناء کذا فی المحیط السرخسی من الرجل والمراة فی النوم والیقظ کذا فی الھدایة...... السبب الثانی الایلاج فی احد السبیلین اذا توارت الحشفة یوجب الغسل علی الفاعل والمفعول به انزل او لم ینزل وھذا ھو مذھب لعلمائنا کذا فی المحیط وھو الصحیح کذا فی فتاوی قاضی خان‘‘......(فتاوی ھندیة : ۱/۱۵،۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حالت جنابت میں یا بغیر طہارت کے قرآن اور مسنون دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں:

مسئلہ نمبر (۲۲۸): بغیر طہارت کے قرآن پاک زبانی پڑھایا جاسکتا ہے اور مسنون دعائیں پڑھی جاسکتی ہے کہ نہیں؟

بینوا توجروا

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوهاب

بغیر وضو کے قرآن پاک پڑھا جا سکتا ہے البتہ مس نہیں کرسکتا اور جنابت کی صورت میں قرآن پاک کی تلاوت ممنوع ہے، ہاں اگر جنابت کی صورت میں ایک ایک کلمہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھا تا ہوتو اس کی گنجائش ہے اور مسنون دعائیں یعنی تسبیحات وغیرہ دونوں صورتوں میں پڑھنا جائز ہے۔

”(ویحرم) الحدث (الاکبر دخول مسجد) ......(ولو للعبور) خلافا للشافعیؒ (الالضرورة) ...... (و) یحرم به (تلاوة قرآن)ولو دون آیة علی المختار(بقصده) فلو قصد الدعاء او الثناء أو افتتاح أمر أو التعلیم ولقن کلمة کلمة حل فی الأصح حتی لو قصد بالفاتحة الثناء فی الجنازة لم یکره الا اذا قرأ المصلی قاصدا الثناء فانها تجزیه لانها فی محلها فلا یتغیر حکمها بقصده الخ“......(الدر المختارعلی هامش ردالمحتار: ۱/۱۲۶،۱۲۷)

”ولاباس بان یقرء القرآن لماروی عن بعض الصحابة ان رسول الله ﷺ کان لایحجزه شیء عن قراء ة القرآن الاالجنابة “......(المحیط البرهانی : ۱/۲۱۹)

”ویجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الاذان ونحوذلک کذافی السراجیة “......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۳۸)

”ویکره لهما قراء ة دعاء الوتر لان ابیا یجعله من القرآن سورتین من اوله اللهم ایاک نعبدسورة ومن هنا الی اٰخره اخری وظاهرالمذهب لایکره وعلیه الفتویٰ “......(فتح القدیر: ۱/۱۴۹)

”عن علی رضی الله عنه قال کان رسول الله ﷺ یقرئنا القرآن علی کل حال مالم یکن جنبا(رواه ابوداؤد والترمذی)ثم کل من الحدیثین یصلح مخصصا لحدیث مسلم عن عائشة انه کان یذکرالله علی کل احیانه بعدالقول بتناول الذکر قراء ة القرآن“......(البحرالرائق : ۱/۳۴۵)

www.besturdubooks.net

”واما الاذکار فالمنقول اباحتها مطلقا ویدخل فیها اللهم اهدنا الی اخره واما اللهم انا نستعینک الخ الذی هو دعاء القنوت عندنا فالظاهر من المذهب انه لایکره لهما وعلیه الفتویٰ“......(البحر الرائق:۱/۳۴۷)

”ولیس للحائض والجنب والنفساء قراءة القرآن لقوله ﷺ لاتقرء الحائض والجنب شیئامن القرآن “......(هدایه :۱/۶۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مہندی اور خضاب لگایا ہوتو مسح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۲۹): کیا ڈاڑھی یا سر کے بالوں پر کالی مہندی یا خضاب (یا کالا کولا رسمیول وغیرہ) لگانے سے وضو اور غسل ہو جاتا ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر کسی نے ایسا خضاب یا مہندی لگائی، جس کا جرم ہو اور وہ پانی کو بالوں تک پہنچنے سے مانع ہو تو اس سے وضو اور غسل نہیں ہوتا بصورت دیگرا گر ذی جرم نہ ہو اور پانی پہنچنے سے مانع نہ ہو تو وضو اور غسل ہو جاتا ہے۔

”وذکر الناطفی فی الهدایة إذا اختضب ومسح برأسه عند وضوئه علی خضابه لا یجزئه وإن وصل الماء إلی شعره قال وهو کا لمرأة إذا مسحت علی الوقایة فوصل الماء إلی شعرها وذلک لایجوزفههنا کذلک ورأیت فی مسئلة الخضاب فی شرح بعض المشائخ رحمهم الله تعالیٰ أنه إذا اختلطت البلة بالخضاب وخرجت من حکم الماء المطلق فلا یجوز المسح وهو بمنزلة الماء الزعفران‘...... (المحیط البرهانی : ۱/ ۱۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بیماری کی وجہ سے عورت سر کے بال نہیں دھو سکتی تو کیا بالوں کو کاٹ سکتی ہے؟:

مسئلہ نمبر(۲۳۰): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کئی سالوں سے بیمار پڑی ہے صاحب

www.besturdubooks.net

فراش ہے چارپائی سے اٹھ نہیں سکتی اور نہ غسل کرسکتی ہے اور نہ سر دھوسکتی ہے، لہذا سر کے بالوں میں بہت گندگی میل جمع ہوچکی ہے، اس عورت کے لیے سر کے بال کاٹنے جائز ہیں یا نہیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر عورت کو سر کے دھونے سے ہلاکت کا خطرہ نہ ہو، سر دھولے اگر دھونے سے ہلاکت کا خطرہ ہو، لیکن نہ دھونے کی وجہ سے زیادہ تکلیف نہ ہو، بیماری میں اضافے کا خطرہ نہ ہو، پھر نہ دھوئے، لیکن دونوں صورتوں میں سر کے بال کاٹنا جائز نہیں ہے۔

"لما فی الدر المختار عن المجتبی قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت ،زاد فی البزازية وإن بأذن الزوج لأنه لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق ولذا يحرم على الزوج قطع لحية والمعنى المؤثر التشبه بالرجال"......(الدرعلی هامش الرد:۵/۲۸۸)

" فی الأشباه أحكام الأنثی قوله وتمنع من حلق رأسها أی حلق شعر رأسها إلى قوله والظاهر أن المراد بحلق رأسها إزالته سواء كان بحلق أو قص أو نتف أو نورة فليحرر والمراد بعدم الجواز كراهة التحريم كما فی مفتاح السعادة ولو حلقت فإن فعلت ذلک تشبها بالرجال فهو مكروه لأنها ملعونة"......(شرح الاشباه والنظائر المسمی بغمزعيون البصائرللعلامة الشيخ السيداحمدبن محمود الحموی المصری رحمه الله:۷۳)

" وعن علی رضی الله عنه قال نهی رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تحلق المرأة رأسها رواه النسائی "......(مشكوة باب الترجل:۲/۳۹۷)

ہاں اگر عورت کو سر درد یا دوسری تکلیف ہے اور بالوں کو کاٹنے کے بغیر ازالہ تکلیف مشکل ہو، طبیب مسلمان حاذق بتائے کہ دھونا مضر ہے، کاٹنے میں تکلیف رفع ہوجائے گی پھر کاٹنا جائز ہے۔

"ولو حلقت المرأة رأسها فإن فعلت لوجع أصابها لابأس به وإن فعلت ذلک تشبها بالرجل فهو مكروه كذا فی الكبرى"......(فتاوی الهندية:۵/۳۵۸)

بہرصورت بوجہ ضرورت گنجائش ہے، بغیر ضرورت کے مکروہ تحریمی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

جنیہ سے مباشرت کے بعد غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۳۱): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

جس آدمی پر آسیب آتی ہے، آسیب عورت ہے یہ عورت قطعی نظر نہیں آتی ہے اور نہ گفتگو کرتی ہے، لیکن ہاتھ لگانے سے یا جسم کے حصہ سے مکمل احساس اور علم ہوتا ہے، یہ باقاعدہ مباشرت کراتی ہے، بوقت مباشرت بھی صرف ممسوس ہوتی رہتی ہے دیکھائی نہیں دیتی، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ باقاعدہ مباشرت کرنے کے بعد انزال اگر نہ ہو یا انزال فرج میں ہو تو کیا غسل لازم ہے یا نہیں، کیا اس حالت کے ساتھ جماع کرنے سے زنا لازم آتا ہے یا نہیں، یا نکاح کرانے کا طریقہ ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر یہ جنّیہ عورت انسانی صورت میں ظاہر ہو کر اس کے ساتھ جماع ہو جائے تو بغیر انزال بھی غیبوبۃ حشفہ کے بعد غسل واجب ہونے کا قول علامہ شامیؒ نے باب الغسل میں نقل کیا ہے، اور نکاح کرنا جنّیہ سے حرام قرار دینا ذکر کیا ہے، عبارت یہ ہے۔

"وكذا إذا ظهر للرجل جنية فى صورة آدمية فوطئها وجب الغسل لوجود المجانسة الصورية المفيدة لكمال السببية اللهم إلا أن يقال هذا إنما يتم لو لم توجد بينهما مباينة معنوية فى الحقيقة .ومن ثم علل به بعضهم حرمة التناكح بينهما فينبغى أن لا يجب الغسل إلا بالإنزال"......(ردالمحتار: ۱/ ۱۱۹)

سوال میں یہ ذکر ہے وہ کہ دکھائی نہیں دیتی پس مذکورہ روایت کے مطابق بغیر انزال کے غسل واجب نہیں ہے لیکن سوال میں یہ ذکر کہ باقاعدہ مباشرت کراتی ہے تو جب شوہر اور بیوی کی طرح بیداری کی حالت میں لذت جماع محسوس ہو رہی ہو تو احتیاطا بغیر انزال کے بھی غسل کر لیا جائے۔

"وبالجملة التقيد ......الأدمى للاحتراز عن الجنى ليس بشئ "......(السعاية ۳۱۶)

یہ تو ظاہر ہے کہ جنیہ سے جماع حرام اور گناہ ہے،

www.besturdubooks.net

"والذين هم لفروجهم حافظون إلا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم فإنهم غير ملومين"......(سورة المؤمنون،آيت نمبر ۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مجامعت سے غسل کرنے کے بعد عورت کے فرج سے شوہر کی منی خارج ہونا:

مسئلہ نمبر (۲۳۲): مجامعت کے بعد جب غسل کر لیتی ہوں تو غسل سے فارغ ہونے کے بعد تک مجھے اپنے میاں کے مادہ منویہ کے قطرات جائے مخصوصہ سے رستے اور گرتے محسوس ہوتے ہیں، تو کیا اس صورت میں مجھ پر دوبارہ غسل کرنا واجب ہے یا صرف استنجاء کر لینا کافی ہوگا۔

الجواب باسم الملك الوهاب

صورت مسئولہ میں آپ پر دوبارہ غسل کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ صرف استنجاء اور وضو کافی ہے۔

"إذا اغتسلت بعد ما جامعها زوجها ثم خرج منها منى الزوج فعليها الوضوء دون الغسل"......(الهندية: ۱/۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حالت احتلام میں قبل الغسل کھانا پینا:

مسئلہ نمبر (۲۳۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا احتلام کے بعد اور غسل کرنے سے پہلے کچھ کھانا پینا جائز ہے؟

الجواب باسم الملك الوهاب

صورت مسئولہ میں کھانا پینا جائز ہے مگر مناسب یہ ہے کہ کلی کر لے اور ہاتھوں کو دھو لے۔

"وان اراد ان ياكل اويشرب فينبغى ان يتمضمض ويغسل يديه كذا فى السراج الوهاج "......(الفتاوى الهندية : ۱/۱۶)

"واذا ارادالجنب الاكل فينبغى ان يغسله يديه ثم يتمضمض ثم ياكل"......(الفتاوى التاتارخانية : ۱/۲۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

ناپاکی کی حالت میں قرآن زبانی پڑھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۳۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ناپاکی کی حالت میں قرآن زبانی پڑھا جا سکتا ہے؟ اور تسبیحات پڑھی جا سکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جنابت کی حالت میں قرآن زبانی نہیں پڑھ سکتے ہیں، البتہ تسبیحات واذکار پڑھ سکتے ہیں اور بے وضو ہونے کی حالت میں قرآن کو بغیر چھوئے پڑھنا جائز ہے۔

"ولاباس بان یقرأ القرآن لماروی عن بعض الصحابة رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین ان رسول الله ﷺ کان لایحجزه شیء عن قراءة القرآن الاالجنابة "......(المحیط البرهانی : ۱/۲۱۹)

"واماالاذکار فالمنقول اباحتها مطلقا "......(البحر الرائق : ۱/۳۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جنابت کی حالت میں کھانا پینا:

مسئلہ نمبر(۲۳۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جنابت کی حالت میں کھانا کھانا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جنابت کی حالت میں بغیر منہ ہاتھ دھوئے کھانا کھانا مکروہ ہے۔

"ویکره للجنب رجلا کان اوامرأة ان یاکل طعاما اویشرب قبل غسل الیدین والفم"......(هندیة: ۵/۳۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کے لیے غسل کے وقت بال گیلے کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورتوں کے لیے تمام بال غسل کے وقت گیلے کرنا ضروری ہیں؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوہاب

عورت کے بال اگر گندھے ہوئے ہوں تو سارے بالوں کا گیلا کرنا ضروری نہیں، البتہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر بال کھلے ہوئے ہوں تو تمام بالوں کو گیلا کرنا ضروری ہے۔

”وکفی بل اصل ضفیرتھا ای شعر المرء ۃ المضفور للحرج اما المنقوص فیفرض غسل کلہ اتفاقا ولو لم یبتل اصلھا یجب نقضھا مطلقا ھو الصحیح“ ......(الدر المختار: ۱/۲۹)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دانتوں میں روٹی کے ٹکڑے پھنسے ہوں تو غسل ہوگا یا نہیں؟

مسئلہ نمبر(۲۳۷): اگر کوئی شخص غسل کر رہا ہو اور اس کے دانتوں کے درمیان روٹی کے چھوٹے ٹکڑے پھنسے ہوئے ہوں اور ان کو نکال کر پانی نہ پہنچائے تو کیا غسل درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

دانتوں میں روٹی کے پھنسے ہوئے ٹکڑے نکالنے کے بعد غسل کرتے وقت اگر پانی ان سوراخوں تک نہ بھی پہنچے تو اس سے غسل ادا ہو جائے گا البتہ احتیاط اسی میں ہے کہ وہاں تک پانی پہنچائے۔

”(ذکر الصدر الشھید حسام الدین فی موضع آخر اذا کان فی اسنانہ کوات یبقی فیھا الطعام لایجزیہ مالم یخرجہ ویجری الماء علیھا وفی فتاوی الفضلی والفقیہ ابی اللیث خلاف ھذا فالاحتیاط ان یفعل اہ وفی معراج الدرایۃ الاصح انہ یجزیہ“......(البحر الرائق: ۱/۸۸)

”ویجزیہ عن المضمضۃ والاستنشاق اذا اصاب جمیع فمہ کذا فی الظھیریۃ ولو کان سنہ مجوفا فبقی فیہ اوبین اسنانہ طعام اودرن رطب فی انفہ تم غسلہ علی الاصح کذافی الزاھدی والاحتیاط ان یخرج الطعام عن تجویفہ ویجری الماء علیہ ھکذا فی فتح القدیر“......(فتاوی الھندیۃ: ۱/۱۳)

”قولہ غسل الفم والانف) ای بدون المبالغۃ فیھمافانھا سنۃ فیہ علی المعتمد

www.besturdubooks.net

وشرب الماء عبايقوم مقام غسل الفم لامصا ولوكان سنه مجوفا فبقى فيه طعام اوبين اسنانه اوكان فى انفه درن رطب اجزأه" ...... (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح شرح نورالايضاح: ۱/۱۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

منی مذی اورودی میں کس حالت میں غسل واجب ہوتا ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۳۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مذی، ودی اور منی میں سے کس حالت میں غسل فرض ہوتا ہے؟ تفصیل سے آگاہ کریں.

الجواب باسم الملک الوهاب

منی نکلنے سے غسل فرض ہوتا ہے لیکن اگر منی کسی اونچی جگہ سے گرنے کی وجہ سے یا وزن اٹھانے کی وجہ سے بغیر شہوت کے نکلے تو اس سے غسل فرض نہیں ہوتا، باقی مذی اور ودی کے نکلنے سے صرف وضو فرض ہوتا ہے غسل نہیں۔

"الفصل الثالث فى المعانى الموجبة للغسل وهى ثلاثة منها الجنابة وهى تثبت بسببين احدهما خروج المنى على وجه الدفق والشهوة من غير ايلاج باللمس اوالنظر اوالاحتلام اوالاستمناء كذا فى محيط السرخسى من الرجل والمرءة فى النوم واليقظة كذا فى الهداية"......(الهندية: ۱/۱۴)

"المذى ينقض الوضوء وكذا الودى والمنى اذاخرج من غير شهوة بان حمل شيئا فسبقه المنى اوسقط من مكان مرتفع يوجب الوضوء كذافى المحيط"......(هندية: ۱/۱۰)

"وخروج المنى لاعن شهوة بان سقط من مكان مرتفع اوماشبه ذلك لايوجب الغسل وينقض الوضوء والمذى ينقض الوضوء وهوماء رقيق يخرج عندالشهوة وكذاالودى وهوماء غليظ يخرج بعدالبول"......(فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: ۱/۳۸)

"اسباب الغسل ثلاثة الجنابة والحيض والنفاس الجنابة تثبت بسببين

www.besturdubooks.net

احدھاانفصال المنی عن شھوۃ والثانی الایلاج فی الآدمی“......(فتاوی قاضیخان علی ھامش الھندیۃ: ۱/۴۲،فصل فیمایوجب الغسل)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

میاں بیوی ہمبستری کے وقت کب جنبی ہوتے ہیں؟

مسئلہ نمبر(۲۳۹): محترم مفتی صاحب ایک مسئلہ عرض کررہا ہوں اس کا حل ارسال فرمائیں، جب میاں بیوی آپس میں ہمبستری کریں تو وہ کس وقت جنبی ہوتے ہیں اوران پر غسل کب فرض ہوتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں زوجین کے باہمی ملاپ سے غسل اس وقت واجب ہوتا ہے جب مرد کے ذکر کی سپاری عورت کے ختنہ کی جگہ میں غائب ہوجائے اورذکر کی سپاری کا غائب ہوجانا ہی ان پر غسل واجب ہونے کا سبب ہے خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

”کماقال الشامی فی بحث وجوب الغسل ......(قولہ وعندایلاج) ای ادخال وھذا اعم من التعبیر بالتقاء الختانین لشمولہ الدبر ایضا......(قولہ ھی مافوق الختان) کذا فی القاموس زادالزیلعی من راس الذکر وفی حاشیۃ نوح افندی ھی راس الذکرالی الختان وھو ای الختان موضع قطع جلد القلفۃ فموضع القطع غیر داخل فی الحشفۃ“......(ردالمحتار: ۱/۱۱۹)

”واذاالتقی الختانان وغابت الحشفۃ وجب الغسل انزل اولم ینزل“......(فتح القدیر: ۱/۵۶)

”الایلاج فی احدالسبیلین اذاتوارت الحشفۃ یوجب الغسل علی الفاعل والمفعول بہ انزل اولم ینزل و ھذاھوالمذھب لعلمائنا کذا فی المحیط“......(ھندیۃ: ۱/۱۵)

”(وتواری حشفۃ فی قبل اودبرعلیھما) ای فرض الغسل عندغیبوبۃ مافوق الختان وکذلک غیبوبۃ مقدارالحشفۃ من مقطوعھا فی قبل امرأۃ یجامع

www.besturdubooks.net

مثلها......والاجماع علی وجوب الغسل بالایلاج وان لم یکن معه انزال‘‘......
(البحرالرائق: ۱/۱۰۹)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حالت جنابت میں بچے کو دودھ پلانے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۴۰): حضرت مفتی صاحب حالت جنابت میں غسل کیے بغیر بچے کو دودھ پلانا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عورت حالت جنابت میں بچے کو دودھ پلاسکتی ہے۔

’’ولاباس) لحائض وجنب (بقراء ة ادعية ومسها وحملها وذكر الله تعالى وتسبيح) وزيارة القبور ودخول مصلى عيد(واكل وشرب بعدمضمضة وغسل يد‘‘......(درالمختارعلی هامش ردالمحتار: ۱/۲۱۵)

’’قدنقل الشيخ سراج الدين الهندى الاجماع على انه لايجب الوضوء على المحدث والغسل على الجنب والحائض والنفساء قبل وجوب الصلاة اوارادة مالايحل الابه كذا فى البحرالرائق‘‘......(الهندية: ۱/۱٦)

’’وان ارادان ياكل اويشرب فينبغى ان يتمضمض ويغسل يديه كذا فى السراج الوهاج ‘‘......(الهندية: ۱/۱٦)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیرضروری بال کاٹنے سے غسل کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا غیرضروری بال کاٹنے سے غسل فرض ہوجاتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

غیرضروری بال صاف کرنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.net

”(ولا یعاد الغسل) ولو من جنابة (ولا المسح) فی الوضوء (علی موضع الشعر بعد حلقه) لعدم طرق حدث به(و) کذا (لا)یعاد(الغسل بقص ظفره وشاربه) لعدم طرق حدث به وان استحب الغسل“......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح:۶۳،۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جنابت کی حالت میں قرآن کمپوزنگ کرنا:

مسئلہ نمبر(۲۴۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جنابت کی حالت میں قرآن مجید کا لکھنا کمپوزنگ کرنا اور اس کو ٹائپ کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جنابت کی حالت میں قرآن پاک لکھنا کمپوزنگ کرنا اور ٹائپ کرنا درست ہے جب کہ اس میں لکھائی کا محل مس نہ ہوتا ہو، ہاتھ کے ساتھ لکھنے میں تفصیل ہے کہ اگر قرآن پاک لکھنے کے دوران اس کاغذ کے اس حصے پر جس پر قرآن مجید کی لکھائی ہے ہاتھ رکھے تو ناجائز ہے، اگر اسی کاغذ کے اس حصے پر جس پر لکھائی نہیں ہے ہاتھ رکھے تو ہاتھ رکھنا مکروہ ہے۔

”وذکر فی الجامع الصغیر المنسوب الی قاضی خان لاباس للجنب ان یکتب القرآن والصحیفة اواللوح علی الارض اوالوسادة عند ابی یوسف خلافا لمحمد لانه لیس فیه مس القرآن ولذا قیل المکروه مس المکتوب لامواضع البیاض ذکره الامام التمرتاشی وینبغی ان یفصل فان کان لایمس الصحیفة بان وضع علیها مایحول بینها وبین یده یؤخذ بقول ابی یوسف لانه لم یمس المکتوب ولا الکتاب والا فبقول محمد لانه ان لم یمس المکتوب فقد مس الکتاب “......(حلبی کبیری : ۵۱،۵۰)

”وفی الخجندی یکره للجنب والحائض کتابة القرآن اذاکان مباشر اللوح والبیاض وان وضعهما علی الارض وکتبه من غیران یضع یده علی المکتوب لاباس به “......(الجوهرة النیرة : ۳۶/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

کیا ٹانگوں پر پیشاب لگنے سے غسل کرنا ضروری ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۴۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی وجہ سے خود بخود پیشاب نکل جائے تو ٹانگیں دھونا کافی ہے یا غسل کرنا واجب ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ٹانگیں دھونا کافی ہے غسل واجب نہیں۔

”وان کانت غیر مرئیة یغسلها ثلاث مرات کذافی المحیط“......(الهندية: ۱/۴۲)

”فصل فیما یوجب الغسل ،اسباب الغسل ثلاثة الجنابة والحیض والنفاس الجنابة تثبت بسببین احدهما انفصال المنی عن شهوة والثانی الایلاج فی الآدمی“......(فتاویٰ خانية علی هامش الهندية: ۱/۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا فکس دانتوں کو وضو اور غسل میں اتارنا ضروری ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۴۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) اگر فکس دانت نقلی لگے ہوئے ہوں تو وضو کرتے وقت یا غسل کرتے وقت ان کو اتارنا لازمی ہوگا یا نہیں؟ یا ان کو اتارے بغیر وضو یا غسل نہیں ہوگا؟

(۲) اگر جسم کا کوئی حصہ ظاہری جل گیا ہو یا کٹ گیا ہو وہاں اگر سرجری کروائی جائے تو ان کو اتارے بغیر وضو یا غسل ہو جائے گا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) صورت مسئولہ میں اگر مصنوعی دانت کے ہٹانے میں دقت نہ ہو تو اس دانت کو ہٹا کر وضو یا غسل کیا جائے اور اگر مصنوعی دانت کو ہٹانے میں دقت ہو تو پھر مجبوری کی وجہ سے اس دانت کے ساتھ ہی وضو یا غسل کرے۔

(۲) اگر جسم کے کسی حصے کی سرجری ایسی کروائی ہو کہ اس مصنوعی جزء کے ہٹانے میں دقت یا ضرر ہو تو مجبوری کی وجہ سے اس سرجری کے ساتھ ہی وضو یا غسل کیا جائے گا۔

www.besturdubooks.net

"(لاغسل باطن العينين) والانف والفم واصول شعر الحاجبين واللحية والشارب وونيم ذباب للحرج(قوله لاغسل باطن العينين) لانه شحم يضره الماء الحار والبارد ولهذا لواكتحل بكحل نجس لايجب غسله كذافى مختارات النوازل لصاحب الهداية(قوله والانف والفم) معطوفان على العينين اى لايجب غسل باطنهما ايضا"......(درمع الشامی : ۱/۱۴۲)

"وهوتطهير جميع البدن واسم البدن يقع على الظاهر والباطن الاان مايتعذر ايصال الماء اليه خارج عن قضية النص وكذا مايتعسر لان المتعسرمنفى كالمتعذر كداخل العينين فان فى غسلهما من الحرج مالايخفى فان العين شحم لاتقبل الماء وقدكف بصرمن تكلف له من الصحابة كابن عمروابن عباس ولهذا لاتغسل العين اذااكتحل بكحل نجس "......(البحرالرائق : ۱/۸۷)

"ولايجب ايصال الماء الى داخل العينين كذا فى محيط السرخسى"......(فتاوىٰ هندية: ۱/۱۳)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیاغسل میں آنکھوں کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۴۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غسل اور وضو کرتے وقت آنکھوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

وضو کرنے والے اور غسل کرنے والے کو آنکھوں کے اندرونی حصہ میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے لیکن آنکھوں کو کھولنے اور بند کرنے میں تکلف نہ کرے پس پلکیں اور آنکھوں کے جوانب تک پانی پہنچانا کافی ہے۔

"وايصال الماء الى داخل العينين ليس بواجب ولاسنة ولايتكلف فى الاغماض والفتح حتى يصل الماء الى الاشفار وجوانب العينين كذافى

www.besturdubooks.net

الظهيرية ،وعن الفقيه احمدبن ابراهيم ان غسل وجهه وغمض عينيه تغميضا شديدا لايجوز كذافي المحيط "......(فتاوى الهندية: ۱/۴)

اور دوسری بات یہ ہے کہ آنکھوں کے اندر پانی پہنچانا متعذر رہے۔

"(قوله ولناقوله تعالى وان كنتم جنبافاطهروا وهوامربتطهيرجميع البدن) لانه اضاف التطهير الى مسمى الواو وهوجملة بدن كل مكلف فيدخل كل مايمكن الايصال اليه الامافيه حرج وهوالمراد بقوله يتعذروذلك كداخل العينين"......(فتح القدير: ۱/۵۱،۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دورانِ غسل ناک کی نرم ہڈی تک پانی پہنچانے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۴۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی پر غسل فرض تھا، غسل کرنے کے بعد فجر کی سنتوں کی نیت کرلی دوران سنت اس کو یاد آیا کہ ناک میں پانی ڈالتے وقت ناک کی نرم ہڈی تک پانی نہیں پہنچا یا اس لیے غسل ناقص ہے لیکن وہ خیال کرتا ہے کہ سنتیں پڑھنے کے بعد ناک میں پانی ڈال لوں گا، چنانچہ وہ اسی حالت میں فجر کی سنتیں پڑھ لیتا ہے، اور پھر ناک میں پانی ڈال کر بعد میں فرض ادا کرلیتا ہے پوچھنا یہ ہے کہ اس حالت میں سنتیں ادا کرنے سے کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟ یا اس کے ایمان میں کوئی فرق تو نہیں آیا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

دورانِ غسل ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے اس میں مبالغہ کرنا (نرم ہڈی تک پہنچانا) سنت ہے لہذا ناک کی نرم ہڈی تک پانی نہ پہنچانے کی وجہ سے غسل ناقص نہیں ہوا بلکہ غسل کامل ہوا ہے، ترک سنت سے غسل تو ہوجاتا ہے لیکن اس کو عادت نہ بنایا جائے لہذا اس حالت میں سنتیں پڑھنے سے کوئی گناہ نہیں ہوا اور ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا۔

"والمبالغة فى الاستنشاق ان يضع الماء على منخريه ويجربه حتى يصعد الى مااشتد من أنفه وقال بعضهم المبالغة فى الاستنشاق الاستنثار"......(الفتاوى التاتارخانية: ۱/۲۲۲، مطبوعه جديد كوئٹه)

www.besturdubooks.net

”والمبالغة فيهما سنة ايضا وفى شرح الطحاوى الاان يكون صائما “
......(الفتاوى التاتارخانية: ۲۲۲/۱ ،جديدمطبوعه رشيديه كوئٹه)

”والاستنشاق لغة من النشق وهوجذب الماء ونحوه بريح الانف الى داخله واصطلاحا ايصال الماء الى مارن الانف كذافى الخلاصة والمارن مالان من الانف والمبالغة سنة فيهما ايضا كذافى الوافى لحديث اصحاب السنن الاربعة بالغ فى المضمضة والاستنشاق” الاان تكون صائما“ وهى فى المضمضة بالغرغرة وفى الاستنشاق بالاستنثار كذافى الكافى“......(البحرالرائق :۴۳/۱)

”وحدالاستنشاق ان يصل الماء الى المارن كذافى الخلاصة “
......(الهندية: ۶/۱)

”قال صاحب البدائع : ومنهاالمبالغة فى المضمضة والإستنشاق إلا فى حال الصوم فيرفق ، لما روى أن النبى ﷺ قال للقيط بن صبرة : ”بالغ فى المضمضة والا ستنشاق الا أن تكون صائما فأرفق“ولأن المبالغة فيهما من باب التكميل فى التطهير فكانت مسنونة إلا فى حال الصوم لما فيها من تعريض الصوم للفساد “......(بدائع الصنائع : ۱۱۲/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

چاندی کے لگائے ہوئے دانت میں وضواور غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۴۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ اپنے دانتوں کے اوپر یا کوئی دانت نکلنے کے بعد چاندی وغیرہ کا دانت لگواتے ہیں تو کیا وضواور غسل میں اسے دھویا جائے یعنی وضواور غسل بغیر ہٹانے کے درست ہوجائے گا یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگر چاندی کے دانت کو ہٹانا ممکن ہوتو اس دانت کو ہٹا کر وضو یا غسل کرے، اگر چاندی کے دانت کو ہٹانا ممکن نہ ہوتو پھر مجبوری کی وجہ سے اس دانت کے ساتھ ہی وضو یا غسل کرے۔

www.besturdubooks.net

”(لاغسل باطن العینین)والانف والفم واصول شعر الحاجبین واللحیة والشارب وونیم ذباب للحرج......قوله لاغسل باطن العینین لانه شحم یضره الماء الحار والبارد ولهذا لواکتحل بکحل نجس لایجب غسله کذافی مختارات النوازل لصاحب الهدایة(قوله والانف والفم) معطوفان علی العینین ای لایجب غسل باطنهماایضاً“......(درمع ردالمحتار: ۱/۷۲)

”وهوتطهیر جمیع البدن واسم البدن یقع علی الظاهر والباطن الامایتعذر ایصال الماء الیه خارج عن قضیة النص وکذا مایتعسر لان المتعسر منفی کالمتعذر کداخل العینین فان فی غسلهما من الحرج مالایخفی فان العین شحم لاتقبل الماء وقدکف بصره من تکلف له من الصحابة کابن عمروابن عباس ولهذا لاتغسل العین اذااکتحل بکحل نجس “ ......(البحر الرائق:۱/۸۷)

”ولایجب ایصال الماء الی داخل العینین کذافی المحیط السرخسی“......(فتاوی الهندیة: ۱/۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حدث کی حالت میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا:

مسئلہ نمبر(۲۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ناپاکی کی حالت میں قرآن پاک زبانی پڑھا جاسکتا ہے؟ اور تسبیحات پڑھی جاسکتی ہیں؟ کیا گھر میں فرض نماز پڑھی جاسکتی ہے جب کہ آدمی کو معلوم ہو کہ مسجد میں نماز ہوچکی ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں قرآن پاک حدث اصغر کی حالت میں (بغیر وضو کے) زبانی پڑھنا جائز ہے،اور حدث اکبر (جنابت اور حیض اور نفاس) کی صورت میں قرآن پاک کی تلاوت ممنوع ہے ،ہاں اگر قرآن پاک پڑھانا ہو تو ایک ایک کلمہ پر ٹھہر کر پڑھا سکتا ہے ،اور تسبیحات حدث اصغر اور حدث اکبر دونوں صورتوں میں پڑھنا جائز ہیں ،

www.besturdubooks.net

اگر محلّہ کی مسجد میں جماعت ہوجائے اور معلوم بھی ہو کہ جماعت ہوچکی ہے، پھر اگر گھر میں جماعت کی کوئی صورت بن سکتی ہو تو گھر میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اچھا ہے۔

”(ويحرم الحدث الاكبر دخول مسجد)...... ولوللعبور الاضرورة...... ويحرم به (تلاوة قرآن) ولودون آية على المختار بقصده فلوقصدالدعاء اوالثناء اوافتتاح امر اوالتعليم ولقن كلمة كلمة حل فى الاصح حتى لوقصد بالفاتحة الثناء فى الجنازة لم يكره الااذا قرء المصلى قاصداالثناء فانها تجزيه لانها فى محلها فلايتغير حكمها بقصده“......(درالمختار على هامش ردالمحتار:١/١٢٦،١٢٧)

”(قوله ولوفاتته ندب طلبها) فلايجب عليه الطلب فى المساجد بلاخلاف بين اصحابنا بل ان اتى مسجداللجماعة آخر فحسن وان صلى فى مسجدحيه منفردا فحسن وذكر القدورى يجمع باهله ويصلى بهم يعنى وينال ثواب الجماعة كذا فى الفتح“......(فتاوى شامى:١/٤١٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پیشاب کے بعد آنے والے قطروں سے غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۴۹): حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بچپن کی غلطیوں کی وجہ سے مجھے ایک بیماری لاحق ہوگئی ہے گرم چیز کھاؤں یا نہ کھاؤں پیشاب کے بعد قطرے آتے ہیں ،کوئی کہتا ہے احتلام ہے کوئی کہتا ہے بیماری ہے پتہ نہیں کیا ہے مگر میرے کپڑے بھی بعض دفعہ گندے ہوجاتے ہیں اب اگر میں دفتر میں ہوں یا باہر ہوں تو مجھے نماز بھی پڑھنی ہوتی ہے تو میں کیا صرف وضوکر کے نماز ادا کرسکتا ہوں یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ گندگی میرے کپڑوں پر لگ جائے تو میں کیا کروں کیونکہ میں تو کافی عرصہ سے ایسے ہی نماز پڑھتا ہوں اب تو دوسال سے میں نے غلط کام چھوڑ دیے ہیں مگر انسان ہوں جب بھی کسی لڑکی سے بات کرتا ہوں یا ذہن اس طرف چلا جاتا ہے تو پھر کپڑے گندے ہوجاتے ہیں اور مجھے رات کو کبھی سوتے میں احتلام نہیں

www.besturdubooks.net

ہوا ہمیشہ اسی طرح پیشاب کے بعد مواد نکلتا ہے مہربانی کر کے مسئلے کا حل بتائیں، اور کچھ پڑھنے کو بھی بتائیں تاکہ میں اس بیماری سے جان چھڑا سکوں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) پیشاب کے بعد جو قطرے گرتے ہیں یہ ودی کہلاتی ہے اور اس سے غسل فرض نہیں ہوتا صرف وضو کرنا ضروری ہے۔

"والودی بول غلیظ وقیل ماء یخرج بعدالاغتسال من الجماع وبعدالبول کذافی التبیین "......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۱۰)

"اوودی بل الوضوء منه(قوله بل الوضوء منه)الخ ای بل یجب الوضوء منه ای من الودی ومن البول جمیعا "......(فتاویٰ شامی : ۱/۱۲۲)

(۲) اگرودی کپڑوں کو لگ جائے اوردرہم کی مقدار سے زیادہ ہوتو دھونا فرض ہے بغیر دھوئے نماز جائز نہیں، اگر پڑھ لی تو اعادہ فرض ہے اور اگر درہم کی مقدار کے برابر ہے تو دھونا واجب ہے بغیر دھوئے انہی کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اور اگر درہم کی مقدار سے کم ہوتو اس کا دھونا سنت ہے اور بغیر دھوئے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

"النجاسة ان کانت غلیظة وھی اکثر من قدرالدرھم فغسلھا فریضة والصلاة بھا باطلة وان کانت مقدار درھم فغسلھا واجب والصلاة معھاجائزة وان کانت اقل من قدرالدرھم فغسلھا سنة "......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۵۸)

"وعفی الشارع عن قدرالدرھم وان کرہ تحریما فیجب غسله ومادونه تنزیھا فیسن "......(الدرالمختار: ۱/۵۴)

(۳) اگر اجنبی عورت کی طرف دیکھتے وقت شہوت تھی اور شہوت کے بعد مواد نکلا اور اس سے کپڑے گندے ہو گئے تو غسل فرض ہوگا کیونکہ یہ منی ہے اور جتنا حصہ کپڑے کا گندا ہوا ہے اس کو دھونا فرض ہے۔

"والثانی اذانظر الی امرأة بشھوة فزال المنی عن مکانه بشھوة فامسک ذکرہ حتی انکسرت شھوته ثم سال بعدذلک لاعن دفق فعلی ھذا الخلاف"......(البحرالرائق:۱/۱۰۳)

www.besturdubooks.net

بہر حال اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنے سے پرہیز کریں کیونکہ ان کی طرف شہوت سے دیکھنا حرام ہے اور اس کو حدیث میں آنکھ کا زنا کہا گیا ہے، لہذا اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی اجنبی عورت پر نظر پڑے تو فوراً نظر پھیر لے اور یہ سوچے کہ اس گناہ کی وجہ سے آنکھیں جہنم میں جلیں گی اور یہ وظیفہ پڑھے۔

"وَاِنْ یَّکَادُالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّاسَمِعُوْا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَاھُوَاِلَّاذِکْرٌلِّلْعَالَمِیْنَ"......(سورۃ القلم : ۵۱، ۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا احتلام کے بعد سارے کپڑے کو دھونا ضروری ہے یا متعلقہ جگہ کو؟

مسئلہ نمبر(۲۵۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) اگر بندہ کو احتلام ہو جائے تو آیا اسے صرف ناپاک جگہ ہی دھونی چاہیئے یا سارے کپڑے کو دھونا چاہیئے ؟اور کپڑا دھوتے وقت کلمہ شریف پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

(۲) اگر انسان کی منی خارج ہو جائے تو غسل ضروری ہے یا نہیں؟ ایک منی ہوتی ہے دوسری مذی اور تیسری ودی ہوتی ہے، لیس دار قطرہ کے بعد غسل کا کیا حکم ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

(۳) اگر بندہ کچھ وقت یا ساری رات عورت کے پاس لیٹا رہے تو سنا ہے کہ اس پر بھی غسل ضروری ہے کیونکہ اس وقت مذی بھی نکل آتی ہے، وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مسئلہ مسئولہ میں احتلام ہونے پر تمام کپڑے ناپاک نہیں ہوتے بلکہ کپڑے پر جہاں منی لگی ہو اسی قدر ناپاک ہیں باقی سب پاک ہیں، کپڑے دھوتے وقت کلمہ شریف پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

"(ولو اصابه من) نجاسة غليظة............ (وغسل طرف ثوب) اوبدن(اصابت نجاسة محلامنه ونسی) المحل (مطهرله"......(درمختار علی هامش الرد:۲۳۵، ۱/۲۴۰)

(۲) خروج مذی اور ودی پر غسل واجب نہیں ہے لیکن ان دونوں پر وضو واجب ہے البتہ اگر منی اپنے مقام سے شہوت کے ساتھ خارج ہو تو غسل واجب ہے، اگر بغیر شہوت کے خارج ہو تو غسل واجب نہیں ہے۔

www.besturdubooks.net

”واجمع العلماء انه لایجب الغسل بخروج المذی والودی کذافی شرح المهذب واذا لم یجب بهما الغسل وجب بهما الوضوء“......(البحرالرائق:۱/۱۱۵)

”(وفرض) الغسل (عند)خروج (منی)...... منفصل عن مقره...... بشهوة ای لذة ولوحکماکمحتلم ولم یذکر الدفق لیشمل منی المرأة ......ولانه لیس بشرط عندهما خلافاللثانی“......(درمختارعلی هامش الرد:۱/۱۱۸)

”وفرض عندمنی ذی دفق وشهوة عندانفصاله “......(کنزالدقائق: ۹)

”ولوخرج منی بعدالبول وذکره منتشر وجب الغسل وان لم یکن ذکره منتشرا لایجب الغسل کذافی فتاوی قاضی خان “ ......(البحرالرائق : ۱/۱۰۴)

(۳) عورت کے پاس لیٹے رہنے سے غسل ضروری نہیں، مذی کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مصنوعی بال لگوانے سے غسل اور وضو کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۵۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ہے اس کے سر کے بال نہیں ہیں، اس نے سر کی زینت کے لیے مصنوعی بال لگوائے ہیں اور یہ بال اتارے نہیں جا سکتے، مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا شخص اگر غسل جنابت کرے گا تو اس کا غسل جنابت صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور اگر وہ وضو کرے گا تو اس صورت میں اس کا وضو ہوگا یا نہیں؟ کیونکہ وضو میں سر کا مسح فرض ہے، اور اگر یہ امامت کروائے تو اس کی امامت درست ہوگی یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں بالوں کی پیوندکاری کے لیے آدمی اپنے ہی بالوں کی جڑوں کو اپنے جسم کے دوسرے متاثرہ حصے پر لگا سکتا ہے، کسی دوسرے شخص کے بال لے کر لگانا جائز نہیں، اگر آپریشن کر کے ایسے طریقے سے پیوندکاری کی کہ اصلی جلد تک پانی کے پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں تو وضو اور غسل اور امامت وغیرہ ان بالوں کی موجودگی میں جائز ہے ورنہ یہ تمام امور جائز نہیں ہیں۔

www.besturdubooks.net

”ان استعمال جزء منفصل عن غیرہ من بنی آدم اہانة بذلک الغیر والادمی بجمیع اجزائه مکرم ولااهانة فی استعمال نفسه فی الاعادة الی مکانه“ ......(بدائع الصنائع: ۱۳۱٦/۴)

”الفصل الثالث فی الغسل فی التحفة الغسل اسالة الماء علی جمیع مایمکن غسله من بدنه مرة واحدة حتی لوترک شیئا یسیرا لم یصبه الماء لم یخرج من الجنابة وکذافی الوضوء“......(فتاوی التاتارخانیة: ۲۷۲/۱،جدید)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جب نہ دخول ہو اور نہ انزال ہو تو کیا غسل لازم ہوگا؟

مسئلہ نمبر(۲۵۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اپنی بیوی سے لذت حاصل کرنے کے لیے اگر مرد اپنا عضو تناسل بیوی کی شرمگاہ پر رگڑتا رہے اور دونوں کی رطوبت بھی خارج ہونے لگ جائے لیکن نہ ہی شرمگاہ میں حشفہ کا دخول ہوتا ہے اور نہ ہی انزال ہوتا ہے کیا اس صورت میں غسل واجب ہوگا؟ اور کیا ایسا کرنا درست بھی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسا کرنا جائز ہے اور اس صورت میں غسل لازم نہیں ہوگا البتہ وضو کرنا ضروری ہے۔

”قال والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة ....والتقاء الختانین من غیر انزال“......(الهدایة: ۳۱/۱)

”ولیس فی المذی والودی غسل وفیهما الوضوء“......(الفتاویٰ التاتارخانیة: ۲۸۴/۱،مطبوعه جدیدالهدایة: ۳۳/۱)

”الفصل الثالث فی المعانی الموجبة للغسل وهی ثلاثة،منهاالجنابة وهی تثبت بسببین احدهما خروج المنی علی وجه الدفق والشهوة من غیر ایلاج باللمس اوالنظر اوالاحتلام اوالاستنماء کذافی محیط السرخسی من الرجل والمرءة فی النوم والیقظة کذافی الهدایة الی قوله (السبب الثانی

www.besturdubooks.net

الایلاج)الایلاج فی احدالسبیلین اذاتوارت الحشفة یوجب الغسل علی الفاعل والمفعول به انزل اولم ینزل وھذا ھوالمذھب لعلمائنا کذا فی المحیط وھوالصحیح کذافی فتاوی قاضی خان“......(فتاوی الھندیة:۱۵،۱۴/۱)

”قال ابویوسف رحمه الله تعالی سألت اباحنیفة رحمه الله تعالی عن رجل یمس فرج امرأته وھی تمس فرجه لتحرک آلته ھل تری بذلک بأسا قال لاوارجوا ان یعطی الاجر کذا فی الخلاصة“......(فتاوی الھندیة:۳۲۸/۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا غسل میں آنکھوں کے لینز اتارنا ضروری ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۵۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتیں اپنی آنکھوں میں لینز لگاتی ہیں اور غسل کی حاجت پیش آتے وقت لینز کو اتارنا کبھی بھول جاتی ہیں، غسل کے بعد یاد آنے سے کیا دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

آنکھوں کے اندر والے حصے کو دھونا غسل میں ضروری نہیں، لہذا اگر لینز نہ اتارے ہوں تب بھی غسل ہو جاتا ہے۔

”الباب الثانی فی الغسل وفیه ثلاثة فصول الفصل الاول فی فرائضه ولایجب ایصال الماء الی داخل العینین کذا فی محیط السرخسی“......(الفتاوی الھندیة:۱۳/۱)

”وقال فی التاتارخانیة وایصال الماء الی داخل العینین ساقط“......(الفتاوی التاتارخانیة:۱۹۷/۱،جدید)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

غسل کا پانی اگر ٹب میں گر جائے تو کیا وہ ناپاک ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۵۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ایک ایسا آدمی جس پر غسل فرض ہو اور وہ غسل کر رہا ہو، غسل کرنے کے دوران پانی کے کچھ قطرے بالٹی یا ٹپ میں گر گئے، تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟ لیکن نہانے سے قبل وہ استنجاء وغیرہ کر لیتا ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جنبی آدمی کے غسل کرنے کے دوران اگر بالٹی یا ٹپ میں پانی کے چھینٹے گر جائیں تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا، اس پانی سے غسل، وضو وغیرہ جائز ہے جب کہ غسل سے قبل ظاہری نجاست کا ازالہ کر چکا ہو۔

"جنب اغتسل فانتضح من غسله شئ فی انائه لم یفسدعلیه الماء"

......(فتاوی الهندیة: ۱/۲۳)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اگر غسل کی سنتیں پوری نہ کی ہوں تو غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۵۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا غسل کرنے سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے؟ اور جو غسل کی سنتیں ہیں کیا ان کو پورا کرنا لازمی ہے یا نہیں؟ اگر سنتیں پوری نہیں کریں گے تو کیا غسل ہوگا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بہتر یہ ہے کہ سنت کے مطابق غسل کیا جائے البتہ ترک سنت سے غسل تو ہو جاتا ہے لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہیئے۔

"وسنته ان یبدالمغتسل فیغسل یدیه وفرجه ویزیل النجاسة ان کان علی بدنه ثم یتوضأوضؤه للصلوة الارجلیه ثم یفیض الماء علی رأسه وسائر جسده ثلاثا ثم یتنحی عن ذلک المکان فیغسل رجلیه هکذا حکت میمونة رضی الله عنها اغتسال رسول الله ﷺ"......(هدایه: ۱/۳۰)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

بیوی سے بوس وکنار کرتے وقت اگر پانی خارج ہوجائے تو غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۵۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر بیوی کے ساتھ بات چیت کرتے وقت یا بوس وکنار کرتے وقت پانی خارج ہوجائے تو اس سے غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر پانی شہوت کے ساتھ کود کر نکلے اور اس کے نکلنے سے عضو سست ہوجائے، شہوت اور جوش جاتا رہے تو غسل واجب ہوگا، اور اگر بلا شہوت بغیر کود کر نکلے تو غسل واجب نہیں، صرف وضو کر لینا کافی ہے۔

"قال فی المبسوط (وفی المنی الغسل) لقوله ﷺ انما الماء من الماء یعنی الاغتسال من المنی (المنی خائر ابیض ینکسر منه الذکر) وفی المذی الوضوء والمذی رقیق یضرب الی البیاض یخرج عندملاعبة الرجل اهله"......(مبسوط سرخسی: ۱۸۴، ۱۸۵/ ۱)

"قال فی الهدایة والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرءة حالة النوم والیقظة"......(هدایة: ۱/۳۱)

"ولیس فی المذی والودی غسل وفیهما الوضوء لقوله علیه السلام کل فحل یمذی وفیه الوضوء........... والمنی حاثر ابیض ینکسر منه الذکر والمذی رقیق یضرب الی البیاض یخرج عندملاعبة الرجل اهله"......(هدایة: ۱/۳۳)

"فصل مایوجب الاغتسال ،یفترض الغسل بواحدمن سبعة اشیاء خروج المنی وهوماء ابیض ثخین ینکسر الذکر بخروجه بشبه رائحة الطلع ومنی المرءة رقیق اصفر (الی ظاهر الجسد) اذاانفصل عن مقره بشهوة من غیر جماع"......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح: ۹۵، ۹۶)

"عشرة اشیاء لایغتسل منها مذی وهوماء ابیض رقیق یخرج عندشهوة لابشهوة ولادفق ولایعقبه فتور وربما لایحس نحووجه وهواغلب فی النساء

www.besturdubooks.net

من الرجال ''......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح: ۱۰۰)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غسل جنابت سے پہلے وضو کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۵۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غسل جنابت سے پہلے وضو کرنا کیا سنت ہے یا مستحب، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

غسل جنابت سے پہلے وضو کرنا سنت ہے۔

''وتقديم الوضوء على الاغتسال فى الجنابة سنة ''......(المحيط البرهانى : ۱/۲۲۵)

''ثم يتوضأوضوء ه للصلوة الارجليه هكذافى الملتقط''......(فتاوى الهندية: ۱/۱۴)

''وسنته ان يغسل يديه وفرجه ونجاسة لوكانت على بدنه ثم يتوضأ ثم يفيض الماء على بدنه ثلاثا''......(كنز الدقائق : ۱/۹)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غسل جنابت میں کتنی تاخیر جائز ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۵۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیض ونفاس یا صحبت کی وجہ سے جو غسل فرض ہوجاتا ہے اس میں روزہ رکھ کر کتنی دیر تاخیر کر لینے سے روزہ ہوجائے گا، اور رات کے کسی حصہ میں میاں بیوی صحبت کے بعد صبح کی نماز تک غسل کو مؤخر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

غسل جنابت میں فرض نماز کی ادائیگی کے وقت تک غسل میں تاخیر جائز ہے، اس کے بعد گناہ گار ہوگا، البتہ

www.besturdubooks.net

روزہ حالت جنابت میں بھی ہوجائے گا، غسل کا تعلق روزہ سے نہیں ہے بلکہ نماز سے ہے، اسی طرح صحبت کے بعد فجر کی نماز تک تاخیر جائز ہے اور اگر فوراً نہالے تو افضل ہے۔

”ویصح من الجنب اداء الصوم دون الصلوة لان الطهارة شرط جواز الصلوة دون الصوم ویجب علیه کلاهما حتی یجب علیه قضاء هما بالترک لان الجنابة لاتمنع من وجوب الصوم بلاشک ویصح اداء ہ مع الجنابة “

......(بدائع الصنائع : ۱۵۱/۱)

”عن غضیف بن الحارث قال قلت لعائشة ارأیت رسول الله ﷺ کان یغتسل من الجنابة فی اول اللیل اوفی اٰخره قالت ربما یغتسل فی اول اللیل وربما اغتسل فی اٰخره قلت الله اکبر الحمدلله الذی جعل فی الامر سعة “

......(بذل المجهود شرح ابوداؤد : ۱۳۸/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صحبت میں جب دخول نہ ہو تو غسل لازم نہیں:

مسئلہ نمبر(۲۵۹): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی بیمار ہے اور خاوند صحبت کرنے پر مجبور کرتا ہے، بوجہ مجبوری وہ لڑکی کی ٹانگوں میں صحبت کر لیتا ہے تو کیا اس صورت میں اس کی بیوی پر غسل فرض ہے یا کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

شوہر اگر اپنی بیوی کی ٹانگوں میں صحبت کرے تو اس کی بیوی پر غسل واجب نہیں ہوتا۔

”وقال فی الهندیة اذاجومعت المرأ ة فیمادون الفرج ووصل المنی الی رحمها وهی بکرا وثیب لاغسل علیها لفقد السبب وهوالانزال اوموارا ة الحشفة “......(فتاوی الهندیة:۱۵/۱)

”قال محمد رحمه الله تعالی فی البکر اذاجومعت المرء ة فیمادون الفرج فدخل من ماء ہ فرجها فلاغسل علیها لان الغسل انمایجب بالتقاء الختانین اوبنزول الماء ولم یوجد واحدمنهما“......(المحیط البرهانی :۲۲۷/۱)

www.besturdubooks.net

"وفی الفتاوی فلو جامعها فیمادون الفرج فدخل من مائه فرجها لاغسل علیها الااذا حبلت فحینئذ یجب الغسل علیها"......(خلاصة الفتاویٰ:۱۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

استنجاء اور غسل کرنے کا شرعی طریقہ؟

مسئلہ نمبر(۲۶۰): حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

برائے مہربانی مجھے استنجاء اور غسل کرنے کا شرعی طریقہ تفصیل سے بتادیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

غسل کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر استنجے کی جگہ دھوئے، پھر بدن میں جہاں نجاست لگی ہو پاک کرے، پھر وضو کرے اس کے بعد تین مرتبہ سر پر پانی ڈالے، پھر تین تین مرتبہ دائیں اور بائیں کندھے پر اس طرح ڈالے کہ سارے بدن پر پانی بہہ جائے، غسل میں تین چیزیں فرض ہیں (۱) اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے (۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک نرم ہے (۳) سارے بدن پر پانی پہنچانا، ان میں سے اگر کوئی چیز رہ جائے تو اگر آدمی ناپاک تھا تو ناپاک ہی رہے گا۔

استنجاء کرنے کے لیے پہلے دونوں ہاتھ دھوئیں، پھر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھیں اور اتنا دھوئیں کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہوگیا اگر کوئی وہمی آدمی تو زیادہ سے زیادہ سات بار دھوئے پھر وہم نہ کرے۔

"قوله وسننه ان یغسل یدیه وفرجه ونجاسة لو کانت علی بدنه ثم یتوضأ ثم یفیض الماء علی بدنه ثلاثا ......فقال الحلوانی یفیض الماء علی منکبه الایمن ثلاثا ثم الایسر ثلاثا ثم علی سائر جسده وقیل یبدأ بالایمن ثم بالایسرثم بالرأس وقیل یبدأبالرأس وهوظاهر لفظ الهدایة"......(البحر الرائق : ۹۳،۹۴/۱)

"قوله وفرض الغسل غسل فمه وانفه وبدنه ......حتی لو بقیت لمعة لم یصبها الماء لم یجز الغسل وان کانت یسیرة"......(البحر الرائق : ۸۶/۱)

"واما صفته بالماء فهوان یستنجی بیده الیسری بعدما ترخی موضع

www.besturdubooks.net

الاستنجاء مع الادخال حتی یتم التنظیف اذالم یکن صائما ......ویستعمل الماء الی ان یقع فی غالب ظنه انه قدطهر الااذاکان المستنجی موسوسا فیقدر بالثلاث فی حقه وقیل بالسبع "......(البنایة شرح الهدایة: ۱/۷۵٦،۷۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غسل میں اگرناک کی نرم ہڈی تک پانی نہ پہنچا ہوتو پڑھی ہوئی نمازوں کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲٦۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں

(۱) غسل میں ناک کی نرم ہڈی تک پانی نہ پہنچایا تو جونمازیں بغیر پانی پہنچائے ہوئے پڑھی گئی ہیں کیا ان کی قضاء لازم آئے گی یا کہ نہیں؟

(۲) کیا ہر مسلمان پر اتنا علم حاصل کرنا فرض ہے کہ وہ جس سے اپنی چوبیس گھنٹے کی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کے طریقوں پر گزار سکے اور اسے پاکی اور ناپاکی، حرام اور حلال، جائز اور ناجائز کا پتہ چل سکے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) غسل میں ناک کی نرم ہڈی تک پانی پہنچانا فرض ہے، جونمازیں ناک کی نرم ہڈی تک غسل میں بغیر پانی پہنچائے پڑھی گئی ہیں ان کی قضاء واجب ہے کیونکہ مصلی کے بدن کا پاک ہونا نماز کی شرائط میں سے ہے اور جب غسل میں ناک کی نرم ہڈی تک پانی نہ پہنچایا گیا تو حدث اکبر سے پاکی حاصل نہ ہوئی جس کی وجہ سے نمازیں نہیں ہوئیں اور ان کی قضاء واجب ہے۔

(۲) ہر مسلمان پر اتنا علم حاصل کرنا فرض ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اپنی چوبیس گھنٹے کی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام اور حضرت محمد ﷺ کے طریقوں پر گزار سکے اور اسے حرام اور حلال، پاکی اور ناپاکی، جائز اور ناجائز کا پتہ بھی ہو۔

" قوله وفرض الغسل فمه وانفه وبدنه...... وامارکنه فهواسالة الماء علی جمیع مایمکن اسالته علیه من البدن من غیرحرج مرة واحدة حتی لوبقیت لمعة لم یصبها الماء لم یجزالغسل وان کانت یسیرة لقوله تعالیٰ (وان کنتم جنبا فاطهروا ،النساء) امرالله سبحابه وتعالی بالاطهر ......ولهذا وجبت

www.besturdubooks.net

المضمضة والاستنشاق فی الغسل لانه لاحرج فی غسلهما فشملهما نص الكتاب من غيرمعارض كماشملهما قوله ﷺ تحت كل شعرة جنابة فبلوا الشعر واتقواالبشرة رواه الترمذی من غير معارض والبشرة ظاهرالجلد بخلافهما فی الوضوء لان الواجب فيه غسل الوجه ولاتقع المواجهة بداخلهما واماقوله ﷺ عشرمن الفطرة وذكرمنهاالمضمضة والاستنشاق لايعارضه اذكونهمامن الفطرة لاينفی الوجوب لانها الدين ......بدليل قوله ﷺ انهمافرضان فی الجنابة سنتان فی الوضوء ......وفی معراج الدراية الاصح انه يجزيه والدرن اليابس فی الانف كالخبزالمضبوغ والعجين يمنع تمام الاغتسال ''......(البحرالرائق: ۸۶،۸۸/۱)

''باب شروط الصلوة قوله هی طهارة بدنه من حدث وخبث وثوبه ومكانه اماطهارة بدنه من الحدث فبآية الوضوء والغسل......ولحديث فاطمة بنت ابی حبيش اغسلی عنک الدم وصلی......وقدم الحدث لقوته لان قليله مانع بخلاف قليل الخبث وقدم الحدث لقوته لان قليله مانع فيه نظر ...... ويمكن ان يرادبقليله اللمعةتساهلا وماورده فی غاية البيان غيروارد علی الصحيح من طهارة المستعمل وعلی القول بنجاسة يجاب بان المراد بالاغلظية من حيث منع الصلوة ''......(البحرالرائق مع منحة الخالق: ۱/۴۶۲،۴۶۳،۴۶۴)

''كل صلاة فاتت عن الوقت بعدوجوبها فيه يلزمه قضاء ها سواء ترک عمدا اوسهوا اوبسبب نوم وسواء كانت الفوائت كثيرة اوقليلة الخ ''......(فتاوی الهندية: ۱/۱۲۱)

'' قوله واعلم ان تعلم العلم ای العلم الموصل الی الآخرة اوالاعم منه قال العلامی فی فصوله من فرائض الاسلام تعلم مايحتاج اليه العبد فی اقامته دينه واخلاص عمله لله تعالیٰ ومعاشرة عباده وفرض علی كل مكلف ومكلفة بعدتعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلوة والصوم

www.besturdubooks.net

وعلم الزكاة لمن له نصاب والحج لمن وجب عليه والبيوع على التجار ليحترزوا عن الشبهات والمكروهات فى سائر المعاملات وكذا اهل الحرف وكل من اشتغل بشئ يفرض عليه علمه وحكمه يمتنع عن الحرام فيه وفى تبيين المحارم لاشک فى فرضية علم الفرائض الخمس وعلم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة عليه وعلم الحلال والحرام وعلم الرؤيا لان العابد محروم من ثواب عمله بالرياء وعلم الحسد والعجب اذهما ياكلان العمل كما تاكل النارالحطب وعلم لبيع والشراء والنكاح والطلاق لمن ارادالدخول فى هذه الاشياء وعلم الفاظ المحرمة اوالمكفر ولعمرى هذا من اهم المهمات فى هذاالزمان لانک تسمع كثيرامن العوام يتكلمون بمايكفر وهم غافلون والاحتياط ان يجدد الجاهل ايمانه كل يوم ويجددنكاح امرأته عندشاهدين فى كل شهر مرة اومرتين اذا الخطاء وان لم يصدر من الرجل فهومن النساء كثير "......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۲،۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زوجہ بیمار ہواور پانی نقصان دہ ہوتو مجامعت اور غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۶۲): محترم ومکرم جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ میری زوجہ محترمہ کی عمر تقریباً 40 برس ہوگی، پھیپھڑوں کے مرض میں مبتلا ہے، اس وقت زیادہ علیل ہونے کی وجہ سے باتھ روم میں بھی آکسیجن سلنڈر کی بعض اوقات ضرورت پڑتی ہے کیونکہ سانس اکھڑ جاتی ہے۔

اس وجہ سے غسل کرنے میں سخت دشواری محسوس کرتی ہے، سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے، اب اس حالت میں غسل کی وجہ سے میں اس کے پاس کافی دور تک جانے سے قاصر رہتا ہوں اور اس کے غسل کی وجہ سے نہیں جا سکتا، کیونکہ پانچ وقت کی پکی نماز پڑھنے والی ہے، اور تلاوت قرآن کریم کرتی رہتی ہے، پچھلے دو ہفتہ میں اس کے پاس گیا تھا، بعد اس کے حالت جنابت میں غسل کرنے سے شاید اس کو انفکشن ہوگئی اور ہسپتال لے جانا پڑا، اب حالت قدرے بہتر ہے، چند ایام کے بعد غسل ابتر طور سے نہ سہی مگر بیٹیوں کی مدد سے غسل کیا، اور نمازیں شروع کر دیں اب

www.besturdubooks.net

یہی کہتی ہے کہ کیونکہ غسل میرے بس میں نہیں اس لیے آپ کا میرے پاس آنا درست نہیں ہے ، برائے کرم شرعی طور سے اس مسئلہ کا حل بتا دیں، اور ہم دونوں کی صحت کے لیے دعا فرما دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر زوجہ کی بیماری کی رعایت کرتے ہوئے آپ ازدواجی تعلق قائم کریں یا نہ کریں اس میں آپ کو اختیار رہے اور یہ تعلق قائم کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے، ہاں اگر جنابت یا حیض وغیرہ سے پاک ہونے کے بعد پاک ہونا چاہے تو اگر پانی کا استعمال مضر نہ ہو تو غسل کرنا لازم ہوگا، ہاں اگر پانی کے استعمال سے مرض بڑھنے یا جان جانے کا یا کسی بھی عضو اور جسم کے حصہ کے تلف اور ہلاک ہونے کا قوی امکان اور غالب ظن ہو تو پاک ہونے کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں ہوگا بلکہ اس صورت میں چونکہ آپ کی زوجہ معذور ہوگی اور اس کے لیے تیمّم کر لینا ہی کافی ہوگا ، اور جس طرح غسل سے پاکی حاصل ہوجاتی ہے تیمّم سے بھی اس درجہ کی پاکی حاصل ہوجائے گی ، اور اس سے نماز تلاوت وغیرہ اعمال درست ہوں گے۔

”کمافی الهداية ، ولو كان يجدالماء الاانه مريض فخاف ان استعمل الماء اشتدمرضه يتيمم ......ولو خاف الجنب ان اغتسل ان يقتله البرد اويمرضه يتيمم بالصعيد(وبعداسطر)والحدث والجنابة فيه سواء وكذا الحيض والنفاس لماروى ان قوماجاؤا الى رسول الله ﷺ قالوا اناقوم نسكن هذه الرمال الخ “......(هداية: ۴۸،۴۹/ ۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غسل کے بعد منی نکلنے سے دوبارہ غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۶۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں ایک آدمی کو احتلام ہوا اور اس نے غسل کر لیا، غسل کرنے کے بعد دوبارہ اس کی منی خارج ہوئی تو کیا اس شخص پر نئے سرے سے غسل کرنا ضروری ہے یا پہلے والا غسل کفایت کر جائے گا؟ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں یہ شخص مفتی بہ قول کے مطابق دوبارہ غسل کرے گا۔

www.besturdubooks.net

"ومنها ان ينفصل المنى عن شهوة ويخرج لاعن شهوة وانه يوجب الغسل فى قول ابى حنيفة ومحمد وعندابى يوسف لايوجب فالمعتبر عندهما الانفصال عن شهوة وعنده المعتبر هوالانفصال مع الخروج عن شهوة وفائدته تظهر فى موضعين ......والثانى اذا جامع فاغتسل قبل ان يبول ثم خرج منه بقية المنى وجه قول ابى يوسف ان جانب الانفصال يوجب الغسل وجانب الخروج ينفيه فلايجب مع الشك ولهما انه اذا احتمل الوجوب والعدم فالقول بالوجوب اولى احتياطا " ......(بدائع الصنائع: ۱/۱۴۸)

"وقولهما احوط لان الجنابة قضاء الشهوة بالانزال فاذاوجدت مع الانفصال صدق اسمها"......(فتح القدير: ۱/۵۴)

"(قوله قلت الخ) ظاهر الميل الى اختياره مافى النوازل ولكن اكثر الكتب على خلافه حتى البحر والنهر ولاسيما قدذكروا ان قوله قياس وقولهما استحسان وانه الاحوط فينبغى الافتاء بقوله فى المواضع الضرورة فقط " ......(ردالمحتار: ۱/۱۱۹)

"ولهما انه متى وجب من وجه معناه اناذكرنا ان للشهوة مدخلافى وجوب الغسل وقدوجدت فى حاله وهوالانفصال دون الاخرى وهوالخروج فبالنظر الى الاول يجب وبالنظر الى الثانى لايجب والباب باب العبادات فنوجبه احتياطا"......(العنايه على فتح القدير : ۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کیا صحبت کے فوراً بعد غسل واجب ہے یا اس میں تاخیر کی گنجائش ہے؟

مسئلہ نمبر (۲۶۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رات کے کسی حصہ میں میاں بیوی صحبت کرنے کے بعد غسل کو کتنی دیر تک مؤخر کر سکتے ہیں؟ یا فوراً ان پر غسل کرنا لازم ہے؟ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

غسل جنابت میں فرض نماز کی ادائیگی کے وقت تک غسل میں تاخیر جائز ہے اس کے بعد گناہ گار ہوگا، لہذا صورت مسئولہ میں صحبت کے بعد فجر کی نماز تک تاخیر جائز ہے، البتہ فوراً نہا لے تو افضل ہے۔

"ویصح من الجنب اداء الصوم دون الصلوة لان الطهارة شرط جواز الصلوة دون الصوم ويجب عليه كلاهما حتى يجب عليه قضاء هما بالترک لان الجنابة لاتمنع من وجوب الصوم بلاشک ويصح اداء ہ مع الجنابة "

......(بدائع الصنائع : ۱/۱۵۱)

"عن غفيف بن الحارث قال قلت لعائشة ارأيت رسول الله ﷺ كان يغتسل من الجنابة فى اول اليل اوفى اٰخره قالت ربماتغسل فى اول الليل وربماتغسل فى اٰخره قلت الله اكبر الحمدلله الذى جعل فى الامر سعة ......فى اول الليل اى على الفور بعدالفراغ من الجنابة اوفى اٰخره اى يغتسل فى اٰخرالليل اى يؤخر الغسل الى اٰخرالليل قالت اى عائشة كانت له تارات وحالات مختلفة ربمااغتسل فى اول الليل وهذا اقوى واقرب الى التنظيف وربما اغتسل فى اٰخره تيسيرا على الامة ولبيان الجواز "......(بذل المجهود:۱/۱۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران غسل مضمضہ اور استنشاق میں مبالغہ نہ کرنے سے غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۶۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے غسل کرتے وقت منہ اور ناک میں پانی تو ڈال لیا لیکن اس میں مبالغہ نہیں کیا اس کے بعد اس نے نماز پڑھ لی پھر اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ میں نے مبالغہ نہیں کیا، اب سوال یہ ہے کہ اس شخص کا غسل ہوگیا یا نہیں؟ اگر غسل نہیں ہوا تو اس نماز پڑھنے سے وہ گناہ گار ہوگا یا نہیں؟ نیز ایسے شخص کے ایمان کا کیا حکم ہے؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

اس شخص کا غسل تو ہوگیا ہے کیونکہ غسل کے فرائض ادا ہو گئے ہیں، اور اس حالت میں نماز پڑھنے سے وہ گناہ گار نہیں ہوگا، لیکن ایسے شخص کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آئے گا:

”الفصل الاول فی فرائضه وهی ثلاثة المضمضة والاستنشاق وغسل جميع البدن علی مافی المتون وحدالمضمضة والاستنشاق كمامر فی الوضوء“......(فتاویٰ الهندية: ۱/۱۳)

”وحدالاستنشاق ان يصل الماء الی المارن كذافی الخلاصة“ ......(فتاویٰ الهندية: ۱/۶)

”وفرض الغسل غسل فمه وانفه حتی ماتحت المارن وبدنه“ ......(الدرالمختار: ۱/۲۸)

”والاستنشاق اصطلاحا ايصال الماء الی المارن“......(ردالمحتار: ۱/۸۵)

”واماالمضمضة والاستنشاق فهما بمعنی الفرض لانه يفوت الجواز بفوتهما فالمراد بالواجب ادنی نوعيه“......(ردالمحتار: ۱/۱۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا غسل میں عورت کے لیے بالوں کا کھولنا ضروری ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۶۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کے لیے غسل کرتے وقت اپنے تمام بالوں کو کھولنا ضروری ہے؟ یا صرف ان کو تر کر لینا کافی ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں دو صورتیں ہیں۔

(۱) اگر عورت کے بال کھلے ہوئے ہوں تو تمام بالوں کا گیلا کرنا ضروری ہے۔

(۲) اور اگر عورت نے سر کے بالوں کی مینڈھیاں بنائی ہیں تو بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا کافی ہے، ان کو کھولنا ضروری نہیں ہے۔

www.besturdubooks.net

”وکفی بل اصل ضفیرتها ای شعرالمرء ة المضفور للحرج اماالمنقوض فیفرض غسل كله اتفاقا ولولم یبتل اصلها یجب نقضها مطلقا هوالصحیح “ ......(ردالمحتار: ۱/۳۱۴)

”وكذایجب علی المرء ة ایصال الماء الی اثناء شعرها اذاكان منقوضا كذاذكره الفقیه ابوجعفر الهندوانی لانه یمكن ایصال الماء الی ذلك من غیرحرج“......(بدائع الصنائع: ۱/۱۴۲)

”ولیس علی المرء ة ان تنقض ضفائرها فی الغسل اذابلغ الماء اصول الشعر ولیس علیها بل ذوائبها هوالصحیح كذافی الهدایة“......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۱۳)

” حتی ان المرأة اذاكانت لاتحرج فی ایصال الماء الی اثناء الشعر بان كانت منقوضة الشعر یفترض علیها ایصال الماء الی اثناء الشعر هكذا حكی عن الفقیه ابی جعفر“......(المحیط البرهانی : ۱/۲۲۳،۲۲۴)

”ویجب علیها الایصال الی اثناء شعرها اذاكان منقوضا لعدم الحرج “ ......(البحرالرائق : ۱/۹۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غسل کے فرائض نہ جاننے والے کی نماز اور حج کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۶۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی عمر ۲۶ سال ہے، زید کو حال ہی میں غسل جنابت کے فرائض معلوم ہوئے ہیں وہ ساری عمر غسل جنابت اس طرح کرتا رہا ہے کہ نہ کلی مع غرارہ کیا نہ مبالغہ کے ساتھ ناک میں پانی ڈالا اور نہ ناک میں گیلی انگلی ڈالی اور نہ مبالغہ کے ساتھ احتیاط کی کہ جسم کا کوئی حصہ غسل کرتے ہوئے خشک نہ رہے، درج ذیل امور کا جواب مطلوب ہے۔

(۱) زید نے ۲۴ سال کی عمر میں حج ادا کیا اور غسل جنابت کے فرائض اسے بعد میں معلوم ہوئے ہیں، کیا اس کا حج ادا ہوا یا نہیں؟

www.besturdubooks.net

(۲) ۲۶ سال تک زید نے جونمازیں پڑھی ہیں وہ ادا ہوئیں یا نہیں؟

(۳) ۲۶ سال تک زید نے جوروزے رکھے ہیں وہ بلوغت کے بعد ادا ہوئے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

محض شک وشبہ کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے ،اور یہ بات بھی مدنظر رہے کہ کسی مسئلہ سے لاعلمی کوئی عذر نہیں ہوتی ، پس اگر دوران غسل کلی نہیں کی تھی یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تھا تو غسل نہیں ہوا، تاہم اگر پانی منہ بھر کے پی لیا یا وضو کرتے ہوئے ناک میں پانی ڈال لیا تو اس کا غسل اداء ہوگیا ،اوراس کے بعد اداء کی گئی نمازیں درست ہوگئیں اور حج بھی درست ہوگیا۔

اگر جنابت کی حالت میں طواف زیارت کرلیا تو اس پر بدنۃ لازم ہوگا ، نیز فرض غسل میں مضمضہ اور استنشاق فرض ہیں، مبالغہ یعنی غرغرہ یا ناک میں اوپر زور دے کر پانی لے جانا فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔

”قوله لتفرغها للعلم اى لانها تتفرغ لمعرفة احكام الشرع والدار دار العلم فلم تعذربالجهل بحر اى انهايمكنها التفرغ للتعلم لفقدمايمنعها منه وان لم تكلف به قبل بلوغها “......(فتاویٰ شامی:۱/۳۳۷)

”رجل اغتسل من الجنابة ولم يتمضمض الاانه شرب الماء هل يقوم شرب الماء مقام المضمضة ؟كان الفقيه احمدبن ابراهيم رحمه الله يقول نعم وهكذاجواب ابی بكر محمدبن الفضل وحكى عن الفقيه ابی جعفر رحمه الله انه اذا بلغ البلل نواحى الفم حيث مايبلغ اذاتمضمض تجوز ومالافلا“......(فتاویٰ التاتارخانية:۱/۱۱۴)

”واذانسى المضمضة والاستنشاق فی الجنابة حتى صلى لم يجزه وهوعندنا فان المضمضة والاستنشاق فرضان فی الجنابة سنتان فی الوضوء“ ......(المبسوط:۱/۱۷۷)

”المبالغة فيهما سنة وفی شرح الطحاوی الاان يكون صائما وقال شمس الائمة الحلوانی المبالغة فی المضمضة الغرغرة“......(فتاویٰ التاتارخانية: ۱/۸۰)

www.besturdubooks.net

”ویحرم بہ(ای بالحیض)طواف لوجوب الطهارة فیہ قولہ (لوجوب الطهارة)حتی لولم یکن ثمة مسجد لایحل فعله بدونها وتمامه فی البحر قال الرحمتی وکان المناسب ان یذکره ای الطواف مع مابعده لانه کماتجب الطهارة فیه من الحدث الاکبر تجب من الاصغر“......(فتاویٰ شامی:۱/۱۲۸)

”ومن طاف طواف الزیارة محدثا فعلیه شاةوان کان جنبا فعلیه بدنة لان الجنابة اغلظ من الحدث فیجبر بالبدنة اظهارا للتفاوت ولان المنع فی الجنایة من وجهین الطواف ودخول المسجد وفی الحدث من وجه واحد فلتفاحش النقصان اوجنبا البدن وکذا اذاطاف اکثره جنبا لان للاکثرحکم الکل“......(الجوهرة النیرة :۱/۲۰۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

محض بیوی کے ساتھ لیٹنے سے غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۶۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگرکوئی بندہ کچھ وقت یا ساری رات اپنی بیوی کے ساتھ لیٹا رہے،تو سنا ہے کہ اس پر بھی غسل ضروری ہے کیونکہ اس وقت مذی بھی نکل آتی ہے،اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صرف بیوی کے ساتھ لیٹنے سے غسل فرض نہیں ہوتا البتہ اگر منی شہوت سے نکلے تو غسل فرض ہوگا ، مذی اور ودی کے نکلنے سے صرف وضو لازم ہوتا ہے۔

”والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرءة حالة النوم والیقظة......والتقاء الختانین من انزال ......والحیض......وکذاالنفاس بالاجماع“......(هدایه: ۱/۳۱)

”ولیس فی المذی والودی غسل وفیهما الوضوء والودی الغلیظ من البول

www.besturdubooks.net

یتعقب الرقیق والمذی رقیق یضرب الی البیاض یخرج عندملاعبة الرجل اهله“......(فتاویٰ التاتارخانیة:۱۱۸/۱)

”ولیس فی المذی والودی غسل وفیهما الوضوء لقوله علیه السلام کل فحل یمذی وفیه الوضوء“......(هدایه:۳۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مذی اور منی کا فرق اور ان کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۶۹): حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مذی اور منی میں فرق کیا ہے؟ نیز ان دونوں کا حکم کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

دواعی جماع کے وقت شروع میں جو نرم سفید پانی نکلتا ہے جس کے نکلنے سے شہوت کم نہیں ہوتی، اس کو مذی کہتے ہیں، اور سفید گاڑھا پانی جو شہوت سے تکمیل جماع کے وقت نکلتا ہے جس کے بعد آلہ تناسل میں انکسار آجاتا ہے اس کو منی کہتے ہیں، مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا، البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور منی کے نکلنے سے غسل لازم ہوجاتا ہے۔

”والمذی رقیق یضرب الی البیاض یخرج عندملاعبة الرجل اهله ولیس فی المذی والودی غسل وفیهما الوضوء“......(فتاویٰ التاتارخانیة:۱۱۸/۱)

”یجب ان یعلم بان المنی ماء دافق خائر ابیض ینکسرمنه الذکرهذا هوالمذکور فی عامة الکتب،وزادفی الشافعی ویخلق منه الولد“......(فتاویٰ التاتارخانیة:۱۱۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پیشاب کے ساتھ اگر منی کے قطرات آئیں تو غسل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۷۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر پیشاب کے ساتھ منی کے قطرات بھی نکل آئیں تو کیا غسل کرنا واجب یا فرض ہوجاتا ہے یا نہیں؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں غسل فرض نہیں ہوتا ،اس لیے غسل کے فرض ہونے کے لیے منی کا شہوت سے نکلنا ضروری ہے، جب کہ صورت مسئولہ میں یہ بات نہیں پائی جارہی۔

"الجنابة یثبت بشیئین احدھما انفصال المنی عن شھوة"......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۱۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا مذی کا نکلنا بھی موجب غسل ہے یا نہیں؟

مسئلہ نمبر(۲۷۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرتا ہے اور اس کو انزال ہوجاتا ہے تو اس پر غسل کرنا فرض ہے، لیکن اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے پیار کرتا ہے اور اس کے جسم کو چھوتا ہے، اس کو اپنے سینے سے لگاتا ہے لپیٹتا ہے تو اس کا پتلا پانی لیس دار یعنی جس کو شاید مذی کہتے ہیں وہ پانی نکل جاتا ہے، تو کیا ایسی صورت میں غسل فرض ہے یا صرف اس جگہ کو دھو لینا ہی کافی ہے جہاں پر گندگی لگی ہو، اس کا حل بتلا دیجئے، آپ کی عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مذی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا اور مذی کی علامت یہ ہے کہ اس کے نکلنے کے بعد شہوت میں کمی نہیں آتی جب کہ منی کے نکلنے سے شہوت میں کمی آجاتی ہے اور سکون حاصل ہوجاتا ہے، بنابریں اس طرح پیار وغیرہ کرتے ہوئے اگر منی نکلے گی جو کہ شہوت سے ہوگی اور اس کے بعد شہوت میں کمی بھی آئے گی تو غسل فرض ہوجائے گا، اور اگر مذی یعنی صرف لیس دار مادہ ہی خارج ہوا تو غسل فرض نہیں ہوگا۔

"فصل عشرة اشیاء لایغتسل منھامذی وھوماء ابیض رقیق یخرج عندشھوة لابشھوة ولادفق ولایعقبه فتورربمالایحس بخروجه وھواغلب فی النساء من الرجال ویسمی فی جانب النساء قذی ومنھا ودی وھوماء ابیض کدرثخین لارائحه له یعقب البول وقدیسبقه اجمع العلماء علی انه لایجب الغسل بخروج المذی والودی"......(مراقی الفلاح:۲۳)

www.besturdubooks.net

”المنی خائر ابیض ینکسر منه الذکر وذکر الشافعی فی کتابه ان له رائحه الطلع والمذی رقیق یضرب الی البیاض یخرج عندملاعبة الرجل اهله والودی رقیق یخرج منه بعدالبول وتفسیر هذه المیاه مروی عن عائشة رضی الله عنها بهذه الصفة“......(مبسوط : ۱/۱۸۵)

”یجب ان یعلم بان المنی ماء دافق خاثر ابیض وینکسر منه الذکر هو المذکور فی عامة الکتب وزادفی الشافی ویخلق منه الولد فمتی کان حرکته یعنی مفارقته عن مکانه وخروجه عن شهوة......یجب الغسل بلاخلاف ومتی کان مفارقته ومکانه وخروجه لاعن شهوة لایجب الغسل عندعلمائنا المتقدمین وعامة مشائخنا المتاخرین رحمهم الله تعالی“......(المحیط البرهانی : ۱/۲۲۹)

”والمنی ماء ابیض ثخین یندفق فی خروجه ویخرج بشهوة ویتلذذ بخروجه ویستعقبه الفتور وله رائحة کراهة الطلع ورائحة الطلع قریبة من رائحة العجین“......(معارف السنن : ۱/۳۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

غسل جنابت کے بعد نکلنے والے قطروں کا حکم:

مسئلہ نمبر (۲۷۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں

(۱) کہ میں نے اپنی بیوی سے جماع کیا پھر پیشاب وغیرہ کر کے غسل کیا، پھر فجر کی نماز پڑھی، پھر نماز کے تھوڑی دیر بعد کچھ پانی نکلتا ہوا دیکھ لیا جو کہ بغیر شہوت کے تھا اور ذکر بھی منتشر نہ تھا تو آیا میں نئے سرے سے غسل اور نماز کو لوٹاؤں گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال نہ غسل کا اعادہ ہے نہ نماز کا۔

”ان المجامع اذااغتسل قبل ان یبول اوینام ثم سال منه بقیة المنی من

www.besturdubooks.net

غیر شھوة یعید الاغتسال عندھما خلافا له فلو خرج بقیة المنی بعدالبول او النوم او المشی لایجب الغسل اجماعا لانه مذی لیس بمنی لان البول والنوم والمشی یقطع مادة الشھوة اہ وفی فتح القدیر وکذا لایعید الصلوة التی صلاھا بعدالغسل الاول قبل خروج ماتاخر من المنی اتفاقا "
......(البحر الرائق :۱/۱۰۳)

"وکذا لو خرج منه بقیة المنی بعدالغسل قبل النوم او البول او المشی الکثیر نھر ای لابعده لان النوم والبول والمشی یقطع مادة الزائل عن مکانه بشھوة فیکون الثانی زائلا عن مکانه بلاشھوة فلایجب الغسل اتفاقا (وبعداسطر)قوله تقیید قولھم ای فیقال ان عدم وجوب الغسل بخروجه بعدالبول اتفاقا اذالم یکن ذکره منتشرا فلومنتشرا وجب"......(فتاویٰ الشامی:۱/۱۱۸،۱۱۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

ٹب میں غسل کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۷۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ٹب میں پانی جمع کر کے غسل کرنا درست ہے، ٹب میں پانی اکٹھا رہتا ہے اور اسی کے اندر بار بار جسم کو بھگویا یا دھویا جاتا ہے، جب کہ نل کے ساتھ پانی غلاظت وغیرہ ساتھ لیکر بہتا رہتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

آج کل مکانوں میں جو ٹب لگائے جاتے ہیں ان میں بیٹھ کر غسل کرنے سے غسل فرض ادا نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ پانی تھوڑا ہوتا ہے اور جسم کا بعض حصہ داخل کرنے کی وجہ سے وہ مستعمل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے باقی بدن کا غسل نہیں ہوتا، نیز غلاظت وغیرہ بھی اس میں موجود رہتی ہے اس لیے اس میں بیٹھ کر غسل نہیں کرنا چاہیئے، اگر یہ ممکن ہو کہ اس میں ایک طرف سے پانی داخل ہو اور دوسری طرف سے ان کی نکاسی ہوتی رہے تو یہ ماء جاری بن جائے گا اور غسل ہو جائے گا۔

www.besturdubooks.net

”وامارکنه فهواسالة الماء على جميع مايمكن اسالته عليه من البدن من غيرحرج مرة واحدة حتى لوبقيت لمعة لم يصبها الماء لم يجزالغسل “ ......(بدائع الصنائع: ۱/۱۴۲)

”الماء المستعمل هوماء ازيل به حدث اواستعمل فى البدن على وجه القربة“......(الهداية:۱/۳۸)

”والمعتبر فى مقدارالراكد اكبررأى المبتلىٰ به فيه فان غلب على ظنه عدم خلوص اى وصول النجاسة الى الجانب الآخر جازوالالا ،هذاظاهرالرواية عن الامام واليه رجع محمد وهوالاصح“......(درعلى هامش الرد : ۱/۱۴۱،۱۴۰)

”حوض صغير تنجس ماء ه فدخل الماء الطاهر فيه من جانب وسال ماء الحوض من جانب آخر كان الفقيه ابوجعفر رحمه الله يقول كماسال ماء الحوض من الجانب الآخر يحكم بطهارة الحوض “ ......(الهندية: ۱/۱۷)

”(قوله والحقوا بالجارى حوض الحمام) اى فى انه لاينجس الابظهور اثرالنجاسة اقول وكذا حوض غير الحمام لانه فى الظهيرية ذكرهذاالحكم فى حوض اقل من عشر فى عشر ثم قال وكذلك حوض الحمام“ ......(فتاوىٰ شامى: ۱/۱۳۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

(الباب الثالث فی المیاہ)

گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۷۴): گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک ہے؟ بینوا توجروا

الجواب باسم الملک الوہاب

گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔

”فی الدر :(فسؤر آدمی مطلقا ومأکول لحم) ومنه الفرس فی الأصح ومثله مالا دم له (طاهر الفم) قید للکل (طاهر) طهور بلا کراهة (وقال الشامی :تحت قوله ”ومنه الفرس “ فی الأصح) وهوظاهر الروایة عن الإمام وهو قولهما وکراهة لحمه عنده لإحترامه لأنه آلة الجهاد لا لنجاسته فلا یؤثر فی کراهة سؤره بحر والفرس اسم جنس کالحمار فیعم الذکر والأنثی اه“......(در مع الرد : ۱/۱۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بارش کے پانی کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۷۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام کہ راستے سے گزرتے ہوئے اگر بارش کے پانی کی چھینٹیں پڑ جائیں تو وہ کپڑے پہن کر نماز ہو جائے گی؟

الجواب باسم الملک الوہاب

راستہ کے کیچڑ اور گندے پانی کی چھینٹیں اگر کپڑوں کو لگ جائیں اور اس آدمی کی آمد ورفت ایسے علاقہ (شہر،بستی) سے ضرورت کی وجہ سے اکثر ہوتی رہتی ہے اور کیچڑ سے بچنا مشکل ہو تو ایسا شخص اگر بغیر کپڑے دھوئے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز درست ہو جائیگی، البتہ اگر عین نجس چیز لگ گئی تو اس کا دھونا ضروری ہے،لیکن اگر اس کی آمدورفت ایسے علاقہ سے زیادہ نہیں ہوتی تو اسے کپڑے دھو کر نماز پڑھنا چاہیے،بلاضرورت ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔

www.besturdubooks.net

”(قوله وطين شارع) مبتدأخبره قوله عفو والشارع الطريق وفي الفيض طين الشوارع عفو إن ملأالثوب للضرورة ولو مختلطا بالعذرات وتجوز الصلاة معه اه............ والحاصل أن الذى ينبغى أنه حيث كان العفو للضررة وعدم امكان الاحتراز ان يقال بالعفو وان غلبت النجاسة ما لم ير عينها لو أصابه بلا قصد وكان ممن يذهب ويجئ وإلافلاضرورة“...... (ردالمحتار : ۱/ ۲۳۷،۲۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹینکی میں چھپکلی گر کر مر جائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ:

مسئلہ نمبر(۲۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ایک مسجد میں ٹینکی صورت ذیل کے مطابق ہے،عموماً جب نمازی وضوکرتے ہیں تو موٹر چلا لیتے ہیں اور تازہ پانی موٹر والا اور کچھ ٹینکی والا مکس ہوکر آتا رہتا ہے، ایک دن بجلی نہ ہونے کی وجہ سے موٹر نہ چلائی گی نمازی وضوکرنے لگے تو پانی میں بومحسوس ہوئی ٹینکی میں دیکھا تو چھپکلی مری پڑی تھی اور دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ پھولی ہوئی تھی اور چار پانچ دن کی لگتی تھی، مطلوب یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں ان نمازوں کا کیا حکم ہے جو اس پانی سے وضوکر کے ادا کی گئی ہیں، حالانکہ وضو میں استعمال ہونے والے پانی میں موٹر کا پانی غالب ہے اور صرف ایک دن ہی اس بدبودار پانی سے نماز ادا کی بجلی نہ ہونے کی وجہ سے تو مطلوب یہ ہے کہ ان صورتوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگر موٹر چل رہی ہے اور تازہ پانی اور کچھ پانی ٹینکی والا مکس ہوکر آرہا ہے اور دوسری طرف نمازیوں نے ٹوٹیاں کھولی ہوئی ہیں تو جب تک موٹر چلتی رہی اور نمازی ٹوٹیاں کھول کر وضوکرتے رہے اس وقت تک تو یہ ماء جاری رہا ہے اور ماء جاری نجاست کے گرنے سے نجس نہیں ہوتا جب تک کہ تین اوصاف رنگ، بو، اور ذائقہ میں سے کوئی ایک وصف متغیر نہ ہو۔

لیکن عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ کچھ دیر کے بعد ٹینکی بھر جاتی ہے تو لامحالہ موٹر بند کردی جاتی ہے تو موٹر کے بند کرنے کے بعد یہ ماء جاری نہ رہا اور نجاست کے گرنے کی وجہ سے نجس ہوجائے گا، اب جب کہ ٹینکی میں مری ہوئی چھپکلی ملی اور پھولی ہوئی تھی اور بو آرہی تھی تو اگر چھپکلی بڑی تھی تو اس میں چونکہ دم سائل ہوتا ہے لہذا پانی نجس

www.besturdubooks.net

ہو گیا، اب امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک تین دن اور تین رات کی نمازوں کا اعادہ کرے اگر گرنے کا وقت معلوم نہ ہو اور صاحبینؒ کے نزدیک کسی بھی نماز کے اعادے کی ضرورت نہیں جب تک کہ گرنے کے وقت کا تعین نہ ہو لیکن اگر چھپکلی چھوٹی ہے تو چونکہ اس میں دم سائل نہیں ہوتا لہذا پانی نجس نہیں ہوا اور کسی بھی نماز کے اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔

”وفی بعض الفتاوی قال مشائخنا المطر مادام یمطر فله حکم الجریان حتی لو اصاب العذرات علی السطح ثم اصاب ثوبا لایتنجس الاان یتغیر“......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۱۷)

”الاول الماء الجاری وهومایذهب بتبنة کذا فی الکنزوالخلاصة“......(فتاوی الهندیة:۱/۱۶)

”و(اذا وقع) فی البئر سام ابرص ومات ینزح منها عشرون دلوا فی ظاهر الروایة“......(فتاوی خانیه علی هامش الهندیة:۱/۱۲)

”(موت) مالادم له کالسمک والسرطان والحیة وکل مایعیش فی الماء لایفسد ماء الاوانی وغیره وموت مالادم له کالسمک ونحوه کمالایفسد الماء لایفسد غیره کالعصیر ونحوه فی روایة عن ابی یوسف وکذا الضفدع بریة کانت اوبحریة فان کانت الحیة اوالضفدع عظیمة لهادم سائل یفسدالماء وکذا الوزغة الکبیرة“......(فتاویٰ خانیة علی هامش الهندیة:۱/۱۰)

”وکذا الوزغة اذاکانت کبیرة ای بحیث یکون لها دم فانها تفسدالماء“......(حلبی کبیری :۱۴۵)

”واذاوجد فی البئر فارة اوغیرها ولایدری متی وقعت ولم تنتفخ اعادوا صلاة یوم ولیلة اذاکانوا توضؤا منها وغسلوا کل شئ اصابه ماؤها وان کانت قد انتفخت اوتفسخت اعادوا صلاة ثلاثة ایام ولیالیها وهذا عندابی حنیفة رحمه الله وقالا لیس علیهم اعادة شئ حتی یتحققوا متی وقعت کذا فی الهدایة وان

www.besturdubooks.net

علم وقت وقوعها يعيدون الوضوء والصلاة من ذلك الوقت بالاجماع "

......(فتاویٰ الهندية: ۱/۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ناپاک حوض میں مزید جمع شدہ پانی کا حکم:

مسئلہ نمبر (۲۷۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ایک حوض میں تھوڑا پانی رہ کر نجس ہو گیا، بعد میں بارش برس کر اس حوض میں پانی کی مقدار عشر فی عشر کی حد تک پہنچ گئی، لیکن وہ تھوڑا ناپاک پانی حوض میں پہلے سے موجود تھا تو اس حوض کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب باسم الملک الوهاب

پانی اب بھی نجس ہے پانی جتنا بھی تالاب میں جائے پاک نہیں ہے، اگر تالاب بھرنے کے بعد اس سے پانی جاری ہو جائے تو پاک ہو جائے گا، عشر فی عشر تک پہنچنے سے مذکورہ تالاب از روئے فقہ حنفی پاک نہیں ہو سکتا ہاں اگر بھر کر جاری ہو جائے کہ اس سے نجس پانی کی مقدار بہہ کر نکل جائے تو پھر پاک ہے۔

"حوض هو عشر في عشر قل ماءه ووقعت فيه نجاسة حتى تنجس ثم امتلأ الحوض ولم يخرج منه شيء لايجوز التوضوبه لانه كلما دخل الماء يتنجس"......(المحيط البرهاني: ۱/۲۴۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس ندی میں گٹر کے پائپ گرتے ہوں اس کے پانی کا حکم:

مسئلہ نمبر (۲۷۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں کے قریب ایک ندی بہتی ہے جس ندی میں چشمہ کا پانی آتا ہے راستے میں آبپاشی کے لیے ہم نے ایک نالی نکالی ہے جس کی چوڑائی اور لمبائی دو فٹ ہے جس کے اندر پانی کبھی ٹخنوں تک اور کبھی پنڈلی تک اور کبھی اس سے کم اور کبھی خشک ہو جاتا ہے گٹر کے پائپ اس میں گرتے ہیں اور کبھی اس کا بو مزہ بھی تبدیل ہو جاتا ہے اور کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔

سوال یہ ہے کہ اس پانی سے وضو کرنا غسل کرنا کپڑے دھونا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اس پانی سے اگر کپڑے گیلے ہو جائیں تو ان کپڑوں کا کیا حکم ہے؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ نالی میں اگر پانی ٹخنوں یا پنڈلی تک یا اس سے تھوڑا کم ہو مگر بہہ رہا ہو تو یہ ماء جاری ہے، اس سے وضو کرنا، غسل کرنا، کپڑے دھونا جائز ہے، گٹر کے پائپ یا کسی اور نجاست کے گرنے سے اگر پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے تو یہ پانی نجس ہے، اس سے وضو کرنا غسل کرنا کپڑے دھونا جائز نہیں، البتہ جب تک اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف موجود نہ ہو تو پانی پاک ہے۔

"الماء الجاری وهو مایذهب بتبنة كذافی الكنز والخلاصة وهذا هو الحدالذی ليس فی دركه حرج هكذا فی شرح الوقاية وقيل مايعده الناس جاريا وهو الاصح كذافی التبيين وفی النصاب والفتوىٰ فی الماء الجاری انه لاينتجس مالم يتغير طعمه اولونه اوريحه من النجاسة كذافی المضمرات"

......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۱۶)

"والماء الجاری اذاوقعت فيه نجاسة جازالوضوء به اذالم يرلها اثرلانها لاتستقر مع جريان الماء والاثر هوالطعم اوالرائحة اواللون والجاری مالايتكرراستعماله وقيل مايذهب بتبنة"......(الهداية: ۱/۳۵)

"يجوزالتوضوء بالماء الجاری ولايحكم بتنجسه بوقوع النجاسة فيه مالم يتغيرطعمه اولونه اوريحه وبعدماتغيراحدهذه الاوصاف وحكم بنجاسته لايحكم بطهارته مالم يزل ذلک التغير بان يردعليه ماء طاهر حتى يزول ذالک التغير"......(المحيط البرهانی : ۱/۲۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ناپاک حوض کے پانی کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۷۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حوض میں تھوڑا سا پانی باقی رہ گیا اور وہ پانی نجس ہو گیا، بعد میں بارش برس کر اس حوض میں پانی کی مقدار عشر فی عشر کی حد تک پہنچ گئی لیکن وہ تھوڑا ناپاک پانی حوض میں پہلے سے موجود تھا تو اس حوض کا پانی اب پاک ہے یا ناپاک؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں حوض کا پانی ناپاک ہے۔

"حوض هو عشر في عشر قل ماءه ووقعت فيه نجاسة حتى تنجس ثم امتلأ الحوض ولم يخرج منه شئ لايجوز التوضؤ به لانه كلما دخل الماء يتنجس"......(الفتاویٰ التاتارخانية: ۱۳۲/۱، المحيط البرهاني : ۱/۲۴۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گول تالاب کا قطر شرعی کیا ہے؟

مسئلہ نمبر (۲۸۰): حضرت مفتی صاحب گول تالاب کی شرعی حدود تحریر فرما کر مشکور فرمائیں کہ گول تالاب کا قطر شرعی لحاظ سے کتنا ہونا چاہیئے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

گول تالاب کا قطر شرعی لحاظ سے 18 فٹ 8 انچ سے ہرگز کم نہ ہو اور اگر قطر 20 فٹ رکھ دیا جائے تو اس میں رفاہ عام بھی ہوگا اور شرعی احتیاط کے لحاظ سے بھی درست رہے گا۔

"قوله وفي المدور بستة وثلاثين اى بان يكون دوره ستة وثلاثين ذراعا وقطره احدعشر ذراعا وخمس ذراع ومساحته ان تضرب نصف القطر وهو خمسة ونصف وعشر في نصف الدور وهو ثمانية عشر يكون مائة ذراع واربعة اخماس ذراع اه"......(فتاویٰ شامی: ۱/۱۴۲)

"وان كان مدورا اعتبر ان يكون قطره احدعشر ذراعا وخمس ذراع ودوره ستة وثلاثين ذراعا فمساحته ان يضرب نصف القطر وهو خمسة ونصف عشر في نصف الدور وهو ثمانية عشر يكون مائة ذراع واربعة اخماس ذراع"......(الجوهرة النيرة : ۱/۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

اس چھوٹے تالاب کا حکم جس کا پانی نیچے سے جاری ہو:

مسئلہ نمبر(۲۸۱): حضرت مفتی صاحب

پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ مروت علاقہ دیہات میں آب پانی کے واسطہ تالاب بنا رہا ہے، ان تالابوں میں ہر وقت ۲۴ گھنٹے پائپ لائن کے ذریعے تازہ اور صاف پانی چلتا رہے گا، یہ تالاب اوپر سے ہر وقت بند ہوں گے، یعنی تالاب میں ہر وقت پانی جاری ہوگا اور گندگی غلاظت سے محفوظ رہے گا، ہم ۱۴ فٹ گولائی یعنی ۷ فٹ نصف قطر والے تالاب بنا رہے ہیں، مہربانی فرما کر اس سائز والے تالاب کی صفائی کا شرعی مسئلہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں گول تالاب کے لیے مقدار مذکور شرعی لحاظ سے کم ہے لیکن اگر ۲۴ گھنٹے مسلسل اس تالاب میں ایک طرف سے پانی آ رہا ہے اور اسی طرح سے مسلسل ۲۴ گھنٹے دوسری طرف نکلتا رہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ پانی شرعاً جاری ہے۔

"قوله وفی المدور بستة وثلاثین ای بان یکون دوره ستة وثلاثین ذراعا وقطره احدعشر ذراعا وخمس ذراع ومساحته ان تضرب نصف القطر وهوخمسة ونصف عشر فی النصف الدوروهوثمانية عشریکون مائة ذراع واربعة اخماس "......(درمع الرد: ۱/۱۴۲)

"واذاکان الحوض صغیرا یدخل فیه الماء من جانب ویخرج من جانب یجوزالوضوء فیه من جمیع جوانبه وعلیه الفتویٰ"......(فتاوی الهندية: ۱/۱۷)

"ففی الحوض الصغیر اذاکان یدخل فیه الماء من جانب ویخرج من جانب یجب ان یکون هکذا لان هذاماء جار والماء الجاری یجوزالتوضؤ فیه وعلیه الفتویٰ"......(المحیط البرهانی : ۱/۲۵۱)

"واذاکان حوض صغیریدخل فیه الماء من جانب ویخرج من جانب یجوزالوضوء فی جمیع جوانبه وعلیه الفتویٰ"......(البحرالرائق : ۱/۱۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

(الباب الرابع فی التیمم)

کیا بیمار اور کمزور وضو کی جگہ تیمّم کر سکتا ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۸۲): السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی عمر رسیدہ اور انتہائی کمزور ہے، وضو کرنے سے میرے اعضاء کانپنے لگتے ہیں، بیمار ہونے کے خطرے کے علاوہ مجھے پہلے سے ہی کمزوری اور نقاہت ہے تو کیا ایسی صورت میں میرے لیے تیمّم کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مسئلہ مذکورہ میں مرض کے بڑھ جانے کے خوف کی وجہ سے اس بزرگ کے لیے تیمّم کرنا جائز ہے۔

”ویجوز للمریض ان یتیمم فی المصر اذالم یستطع الوضوء اوالغسل للمرض اویخاف علی نفسه الهلاک بسبب استعمال الماء اویخاف تلف عضومن اعضائه وان کان لایخاف الهلاک ولاتلف العضو ولکن یخاف زیادة المرض اوابطاء البرء یجوز التیمم عندنا “......(خلاصة الفتاوی : ۱/۲۸)

”ولنا قوله تعالیٰ وان کنتم مرضی اوعلی سفرالی قوله فتیمموا صعیداطیبا الخ اباح التیمم للمریض مطلقا من غیرفصل بین مرض ومرض الاان المرض الذی لایضر معه استعمال الماء لیس بمراد فبقی المرض الذی یضر معه استعمال الماء مرادابالنص“......(بدائع الصنائع : ۱/۱۷۱)

”کمایباح التیمم عندخوف الهلاک اوتلف عضو یباح له التیمم عندنا اذاخاف زیادة المرض “......(فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة:۱/۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سیمینٹ پر تیمّم کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۸۳): بخدمت اقدس محترم ومکرم جناب مفتی صاحب مدظلہ

www.besturdubooks.net

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکی خدمت میں گزارش یہ ہے کہ سیمنٹ پر تیمّم جائز ہے یانہیں؟ اگر جائز نہیں تو وجہ عدم جواز کیا ہے؟ ذرا تفصیل سے لکھ دیں، عقلی ونقلی دلائل سے اچھی طرح واضح فرمادیں۔ جزاک اللہ خیرا

الجواب باسم الملک الوھاب

سیمنٹ پر تیمّم کرنا جائز ہے۔

"دلیله قوله ﷺ اعطیت خمسا لم یعطهن احدمن الانبیاء قبلی نصرت بالرعب مسیرة شهر وجعلت لی الارض وفی روایة ولامتی مسجداوطهورا ......الخ"......(ردالمحتارعلی درالمختار: ١٦٨/١)

"ویجوزالتیمم عندابی حنیفة ومحمد بکل ماکان من جنس الارض کالتراب والرمل والحجر والجص والنورة والکحل والزرنیخ"......(الهدایة: ٥٠/١)

"(ولوجنبا اوحائضا)طهرت لعادتها اونفساء بمطهرمن جنس الارض وان لم یکن علیه نقع......(فلایجوزبمنطبع مترمد) قوله من جنس الارض الفارق بین جنس الارض وغیره ان کل ما یحترق بالنار فیصیررمادا کالشجر والحشیش اوینطبع ویلین کالحدید والصفر والذهب والزجاج ونحوها فلیس من جنس الارض ابن کمال عن التحفة"......(ردالمحتار علی درالمختار : ١٧٤، ١٧٥، ١٧٦/١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مریض کے لیے تیمّم کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۸۴): حضرت مفتی صاحب گزارش ہے کہ ہم بے سمجھ لوگ ہیں، جس طرح دل کہے اسی طرح کر لیتے ہیں، فکر ہوا کہ ہم تیمّم کے بعض مسائل کو نہیں جانتے، گزارش ہے کہ جو صاحب ایسا ضعیف ہو کہ وضو کرنے سے بیمار ہونے کا خطرہ ہو تو وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی واضح فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوهاب

وضو کرنے سے بیمار ہونے کا خطرہ ہو تو صحیح قول کے مطابق تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، وضو کرنا ضروری ہے البتہ اگر پہلے سے بیمار ہو اور بیماری بڑھنے کا خوف ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

"واذاخاف المحدث ان توضأ ان يقتله البرد اويمرضه يتيمم هكذافي الكافي واختاره في الاسرار لكن الاصح عدم جوازه اجماعا كذافي النهرالفائق والصحيح انه لايباح له التيمم كذافي الخلاصة وفتاوى قاضي خان ولوكان يجدالماء الاانه مريض يخاف ان استعمل الماء اشتدمرضه أوابطأبرؤه يتيمم"......(فتاوى الهندية: ۱/۲۸)

"(قوله يهلك الجنب اويمرضه) قيدبالجنب لان المحدث لايجوز له التيمم للبرد في الصحيح خلافالبعض المشائخ كمافي الخانية والخلاصة وغيرهما وفي المصفى انه بالاجماع على الاصح"......(ردالمحتار: ۱/۱۷۲)

"(اولمرض) يشتد اويمتد بغلبة ظن اوقول حاذق مسلم"......(درمختارعلى هامش ردالمحتار: ۱/۱۷۱)

"(قوله اوبرد) اى ان خاف الجنب اوالمحدث ان اغتسل اوتوضأان يقتله البرداويمرضه تيمم سواء كان خارج المصر اوفيه وعندهما لايتيمم فيه كذافي الكافي وجوازه للمحدث قول بعض المشائخ والصحيح انه لايجوز له التيمم كذافي فتاوى قاضي خان والخلاصة وغيرهما وذكرالمصنف في المستصفى انه بالاجماع على الاصح"......(البحرالرائق: ۲۴۶،۲۴۷/۱)

"(اولمرض) يعني يجوزالتيمم للمرض واطلقه وهومقيدبماذكره في الكافي من قوله بان يخاف اشتدادمرضه لواستعمل الماء "......(البحرالرائق: ۱/۲۴۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

نماز جنازہ کے فوت ہونے کے خوف سے پانی پر قدرت کے باوجود تیمّم کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۸۵): نماز جنازہ کے فوت ہونے کے خوف سے پانی پر قدرت کے باوجود تیمّم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

غیر ولی کے لیے جائز ہے اگرچہ پانی پر قادر ہو اور اس ولی کے لیے بھی جائز ہے جس سے مقدم ولی موجود ہو۔

"(قوله وجاز لخوف فوت صلاة جنازة) ای ولو کان الماء قریبا"......(درمع ردالمحتار: ۱/۱۷۷)

"فاما فی هاتین الصلوتین فلیس بشرط بل الشرط فیهماخوف الفوت لو اشتغل بالوضوء حتی لو حضرته الجنازة وخاف فوت الصلاة لو اشتغل بالوضوء تیمم وصلی"......(بدائع الصنائع: ۱/۱۷۷)

"ویجوز التیمم اذاحضرته جنازة والولی غیره فخاف ان اشتغل بالطهارة ان تفوته الصلاة ولایجوزللولی وهوالصحیح هکذا فی الهدایة ،ولالمن امره الولی هکذا فی الخلاصة ویجوزالتیمم للولی اذاکان من هومقدم علیه حاضرااتفاقالانه یخاف الفوت"......(فتاوی الهندیة: ۱/۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نماز جنازہ کے لیے تیمّم کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۸۶): نماز جنازہ کے فوت ہونے کے خوف سے پانی پر قدرت کے باوجود تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں نماز جنازہ سے رہ جانے کے خوف سے پانی پر قدرت رکھنے کے باوجود تیمّم کر کے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ ساری تکبیرات کے چھوٹ جانے کا خوف ہو، البتہ ولی کے لیے تیمّم جائز نہیں ہے، کیونکہ ولی کے پاس اعادہ نماز جنازہ کا حق موجود ہے۔

www.besturdubooks.net

"(ویتیمم الصحیح فی المصر إذا حضرت جنازة والولی غیره فخاف إن اشتغل بالطهارة ان تفوته الصلوة) لأنها لا تقضی فیتحقق العجز ......وقوله والولی غیره إشارة إلی أنه لا یجوز للولی وهو روایة الحسن عن أبی حنیفة هو الصحیح لأن للولی حق الاعادة فلا فوات فی حقه اه"......

(الهدایة: ۱/ ۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیمّم کب جائز ہوتا ہے؟

مسئلہ نمبر(۲۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں:

کہ تیمّم کب جائز ہوتا ہے کیا اس آدمی کے لیے تیمّم کرنا جائز ہے جو نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہتا ہے وہ پانی کے موجود ہونے کے باوجود تیمّم اس لیے کرے کہ پانی سے اگر وضو کرے گا تو نماز جنازہ ختم ہو جائے گی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں تیمّم کرنا جائز ہے۔

"ویتیمم الصحیح فی المصر اذا حضرت جنازة والولی غیره فخاف ان اشتغل بالطهارة ان تفوته الصلوة لأنها لاتقضی فیتحقق العجز"......(الهدایة : ۱/ ۵۲)

"(وجاز) لخوف فوت صلاة جنازة) ای ولو کان الماء قریبا"......

(الدر مع الرد: ۱/۱۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مریض کو تیمّم کروانا:

مسئلہ نمبر(۲۸۸): فالج کے مریض کو تیمّم کروانا جائز ہے یا نہیں؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر یہ شخص فالج کے مرض میں وضو پر قادر نہیں ہے، اور مرض کی وجہ سے تیمّم بھی خود نہیں کرسکتا تو دوسرے آدمی کا اس کو تیمّم کروانا درست ہے، تاہم نیت تیمّم وہ خود کرے گا۔

”وفی معراج الدراية ولو امر غيره أن ييممه ونوى هو جازاه“...... (البحر الرائق: ۱/۲۵۳)

”مريض ييممه غيره فالنية على المريض دون الميمم كذا فى القنية “ ......(فتاوى الهندية: ۱/۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

تنگی وقت کی وجہ سے تیمّم کرنا:

مسئلہ نمبر(۲۸۹): سورج نکلنے میں دس منٹ رہتے ہوں اور غسل بھی ضروری ہو تو اس صورت میں تیمّم کر کے نماز ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

تیمّم سے نماز نہ ہوگی، البتہ بہتر صورت یہ ہے کہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد وقت کے غسل کر کے قضا کرلے۔

”قال فى التنوير (من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلا)(الى قوله) تيمم) وفى الشامية (قوله لبعده) الضمير يرجع الى من ط وقيد بالبعد لانه عند عدمه لا يتيمم وان خاف خروج الوقت فى صلوة لها خلف خلافا لزفر وسيذكر الشارح ان الاحوط ان يتيمم ويصلى ثم يعيد ويتفرع على هذا الاختلاف ما لو ازدحم جمع على بئر لا يمكن الاستقاء منها الابالمناوبة او كانوا عراة ليس معهم الا ثوب يتناوبونه وعلم ان النوبة لا تصل اليه الا بعد الوقت فانه لا يتيمم ولا يصلى عاريا بل يصبر عندنا وكذا لواجتمعوا فى مكان ضيق ليس فيه الاموضع يسع ان يصلى قائما فقط يصبر ويصلى قائما

www.besturdubooks.net

بعدالوقت کعاجز عن القیام والوضوء فی الوقت ویغلب علی ظنه القدرة بعده وکذا من معه ثوب نجس و.ماء یلزمه غسل الثوب وان خرج الوقت بحر ملخصا عن التوشیح"......(تنویرردالمحتار: ١/٠٧ا تا١٧٣)
"وایضا فی شرح التنویر لا یتیمم لفوت جمعة ووقت ولو وترا لفواتها الی بدل وقیل یتیمم لفوات الوقت قال الحلبی فالاحوط ان یتیمم ویصلی ثم یعیده وفی الشامیة تحت (قوله قال الحلبی)...... ونظیر هذا مسئلة الضیف الذی خاف ریبة فانهم قالوا یصلی ثم یعیدوالله تعالیٰ اعلم "......(الدرمع الرد: ١/١٨٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

(الباب الخامس فی المسح علی الخفین)

چمڑے یا ریکسین کے بنے ہوئے جوتے پر مسح کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۹۰): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چمڑے یا ریکسین کا بنا ہوا جوتا نما جوموزوں یا جرابوں پر پہنا جاتا ہے اگر جرابوں پر پہنا جائے تو کیا اس پر مسح جائز ہے؟ اور کیا اس کا جرابوں کے ساتھ سلا ہوا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جرموق چاہے چمڑے کے ہوں یا ریکسین کے اگر ٹخنوں سمیت تمام پاؤں کو مستور ہوں تو چاہے ان کے نیچے جرابیں یا کوئی اور چیز پہنی ہوئی ہو تو ان پر مسح کرنا درست ہے اور اگر جرموق ٹخنوں کو مستور نہ ہو تو ان پر مسح کرنا درست نہیں ہے۔

”والخف شرعا الساتر للكعبين فاكثر من جلد ونحوه“......(الدر هامش على الشامی: ۱/۱۹۱)

”فمنها ان يكون خفا يستر الكعبين لان الشرع ورد بالمسح على الخفين ومايستر الكعبين ينطلق عليه اسم الخف وكذمايستر الكعبين من الجلد مماسوى الخف كالمكعب الكبير والميثم لانه فی معنى الخف ...... واما المسح على الجوربين فان كانامجلدين ولامنعلين يجزيه بلاخلاف عنداصحابنا وان لم يكونا مجلدين اومنعلين فان كان رقيقين يشفان الماء لايجوز المسح عليهما بالاجماع وان كان ثخينين لايجوز عندابی حنيفة وعندابی يوسف ومحمديجوز“......(بدائع الصنائع : ۱/۸۳)

”منهاان يكون الخف ممايمكن قطع السفربه وتتابع المشی عليه ويستر الكعبين وسترمافوقهما ليس بشرط هكذافی المحيط حتى لولبس خفا لاساق له يجوز المسح ان كان الكعب مستورا ويمسح على الجورب المجلد وهوالذی وضع الجلد على اعلاه واسفله هكذا فی الكافی والمنعل وهوالذی وضع الجلد على اسفله كالنعل للقدم هكذافی السراج الوهاج

www.besturdubooks.net

والثخین الذی لیس مجلدا ولامنعلا بشرط ان یستمسک علی الساق بلاربط ولایری ماتحته وعلیه الفتویٰ“......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جرابوں پر مسح کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۹۱): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ معمولی جراب پر مسح ہو جاتا ہے یا نہیں؟ جب کہ غیر مقلدین حضرات بھی بخاری شریف کی حدیث کا حوالہ دے کر جواز پیش کرتے ہیں، میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ احادیث کی روشنی میں مدلل جواب مرحمت فرمائیں آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔

(۲) ڈاکٹر حضرات پوسٹ مارٹم کرتے ہیں جس میں مردہ جسم کے جسم کو کاٹا جاتا ہے، اور تحقیق کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، تا کہ آئندہ بیماریوں کے علاج کے لیے آسانی پیدا ہو جائے، نیز ایک مردہ جسم کے کسی حصہ کو دوسرے زندہ غیر محرم کے لیے استعمال کرنا مثلاً گردہ لگانا، آنکھ تبدیل کرنا، جائز ہے یا ناجائز؟

نوٹ: اگر بلیڈ خون لگایا جاسکتا ہے تو جسم کے دوسرے اعضاء کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال عام مروجہ جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں کیونکہ جرابوں پر مسح کرنے کے لیے چند شرائط ہیں ،یعنی جرابیں اس قدر گاڑھی ہوں کہ پنڈلی پر باندھے بغیر قائم رہ سکیں، وہ جرابیں اس قدر موٹی ہوں کہ مسلسل تین میل کا سفر کرنے سے نہ پھٹیں ،اور اس قدر موٹی ہوں کہ مسح کرتے وقت پانی اندر جذب نہ ہو سکے، چونکہ یہ شرائط معمولی جرابوں میں مفقود ہیں لہذا ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

”واما المسح علی الجوربین فان کانا مجلدین اومنعلین یجزیه بلاخلاف عنداصحابنا وان لم یکونا مجلدین ولامنعلین فان کانا رقیقین یشفان المآء لایجوزالمسح علیهما بالاجماع“......(بدائع الصنائع :۱/۸۳)

”واماالمسح علی الجوارب فلایخلوا اماان کان الجورب رقیقا غیرمنعل وفی هذاالوجه لا یجوزالمسح بلاخلاف واما ان کان ثخینا منعلا ففی هذاالوجه یجوزالمسح بلاخلاف لانه یمکن قطع السفر وتتابع المشی علیه فکان

www.besturdubooks.net

بمعنی الخف والمراد من الثخین ان یستمسک علی الساق من غیر ان یشد بشیء ولایسقط فاما اذا کان لایستمسک ویسترخی فهذا لیس بثخین ولایجوز المسح علیه واما اذا کان ثخینا غیر منعل ففی هذا الوجه لایجوز المسح عند ابی حنیفة وعندهما یجوز"......(المحیط البرهانی : ۱/۳۴۳)

"(شرط مسحه) ثلاثة امور الاول (کونه ساتر) محل فرض الغسل (القدم مع الکعب) الی ان قال (و) الثانی (کونه مشغول) ا بالرجل الی ان قال (و) الثالث (کونه ممایمکن متابعه المشی) المعتاد "......(درعلی هامش الرد : ۱۹۱، ۱۹۲، ۱/۱۹۳)

(۲)　اللہ تعالیٰ نے انسان کو مکرم بنایا ہے جس طرح انسان کا احترام اس کی زندگی میں کیا جاتا ہے انسان کی موت کے بعد بھی یہ انسان قابل احترام ہے، اسی وجہ سے فقہاء کرام نے انسان کی موت کے بعد انسانی اعضاء کی قطع و برید کو خلاف شرع قرار دیکر پوسٹ مارٹم کو ایک قبیح اور ناجائز عمل قرار دیا ہے۔

"عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله ﷺ قال کسر عظم ا لمیت ککسره حیا"......(سنن ابی داؤد: ۲/۱۰۴)

"ولایجوز بیع شعر الانسان مع قولنا بطهارته والانتفاع به لان الآدمی مکرم غیر مبتذل فلایجوز ان یکون شیء من اجزائه مهانا ومبتذلا "......(فتح القدیر: ۶/۶۳)

"ولایکسر عظام الیهود اذا وجدت فی قبورهم لان حرمة عظامهم کحرمة عظام المسلم لانه لماحرم ایذاؤه فی حیاته تجب صیانته عن الکسر بعدموته"......(فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندیة: ۱/۱۹۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

موزوں پر مسح کی مدت:

مسئلہ نمبر (۲۹۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موزوں پر مسح کی مدت کیا ہے؟ کب

www.besturdubooks.net

شروع ہوتی ہے،موزہ پہننے کے وقت سے یاحدث ہونے کے وقت سے نیز خف حنفی کیاہے اور اس کا حکم کیاہے؟قرآن وسنت کی روشنی میں تحریرفرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

موزوں پرمسح کی مدت حدث ہونے کے وقت سے شروع ہوتی ہے نہ کہ موزہ پہننے کے وقت سے،اورخف حنفی وہ موزہ ہےجس میں ٹخنوں سے نیچے چمڑاہوااوروہ ٹخنوں سےاوپرشلوارکےساتھ سی دیاجائےجس سے ٹخنے چھپ جائیں خف حنفی پرمسح کرنے کے بارے میں فقہاء کااختلاف ہے،اگرچہ راجح مسح کاجوازہےلیکن احتیاط اسی میں ہے کہ اس پرمسح نہ کرے۔

”وابتداء المدة يعتبرمن وقت الحدث بعداللبس“......(الهندية: ۱/۳۳)

”وفی المبسوط لشمس الائمة السرخسی وابتداء ها عقيب الحدث لانه لايمكن اعتبارالمدة من وقت اللبس فانه لولم يحدث بعداللبس حتى يمريوم وليلة لايجب عليه نزع الخف“......(البحرالرائق: ۱/۲۹۹)

”يعتبر من وقت الحدث بعداللبس فيمسح من وقت الحدث الى وقت الحدث“......(بدائع الصنائع: ۱/۷۹)

”ويعلم ايضامانقلناه جوازالمسح على الخف الحنفى اذاخيط بمايسترالكعبين كالسروال المسمٰى بالشخشير“......(ردالمحتار: ۱/۱۹۲)

”ويكون حينئذٍ فی المسئلة قولان ولم نرمن مشائخ المذهب ترجيح احدهما على الاخربل وجدنافروعاتؤيدقول السمرقنديين كماعلمت وسنذكرمايؤيده ايضاثم رايت رسالة اخرى لسيدى عبدالغنى ردفيها على رسالة الشارح وسماها الردالوفى على جواب الحصكفى فی مسئلة الخف الحنفى وحقق فيها ماقاله فی رسالته الاولى المسماة ببغية المكتفى فی جوازالمسح على الخف الحنفى وبين فيها ان ماستدل به الشارح فی رسالته لايدل له لان التنصيص على الشیء لاينفی ماعداه الى غيرذلك ماينبغى

www.besturdubooks.net

مراجعته ولكن لايخفى ان الورع فى الاحتياط وانما الكلام فى اصل الجوازوعدمه والله تعالىٰ اعلم"......(ردالمحتار: ۱/۱۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

موزوں پر مسح کی مدت:

مسئلہ نمبر(۲۹۳): موزوں پر مسح کی مدت کب سے شروع ہوتی ہے موزے پہننے کے وقت سے یا حدث ہونے کے وقت سے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

موزوں پر مسح کی مدت کی ابتداء موزے پہننے کے بعد حدث کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔

"قال فى الدر " و ابتداء المدة من وقت الحدث و قال ابن عابدينؒ تحت قوله (من وقت الحدث)أى لا من وقت المسح الاول كما هو رواية عن أحمدؒ و لا من وقت اللبس كما حكى عن الحسن البصرى و تمامه فى البحر .و ذكر الرملى أن صريح كلام البحر أن المدة تعتبر من اول وقت الحدث لا من آخره كما هو عند الشافعية و ما قلنا أولى لانه وقت عمل الخف و لم أر من ذكر فيه خلافا عندنااه"......(ردالمحتار: ۱/۱۹۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

(الباب السادس فی احکام الحیض والنفاس)

حالت استحاضہ میں نماز کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۹۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کو دس دن سے زیادہ حیض آجائے تو ان دنوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر عورت عادت والی ہے تو اسکی عادت کے بعد والے دنوں کا خون حیض نہیں ، بلکہ استحاضہ ہے چاہے اس کی عادت دس دن کی ہو یا دس دن سے کم کی ہو اور معتادہ عورت کے لیے استحاضہ کے دنوں میں حکم یہ ہے کہ وہ ہر فرض نماز کے لیے وضو کرے اور اس سے جو چاہے فرائض ونوافل میں سے اس وقت کے اندر ادا کرے، اور اگر عورت معتادہ نہیں ہے تو اس کے دس دنوں کے بعد کے دنوں کا خون استحاضہ ہے اور استحاضہ کا حکم اوپر مذکور ہے۔

”ودم الاستحاضة كالرعاف الدائم لايمنع الصلوة ولا الصوم ولا الوطئ كذا فی الهداية“......(فتاوى الهندية : ۱/۳۹)

”المستحاضة ومن به سلس البول اواستطلاق البطن اوانفلات الريح او رعاف دائم او جرح لا يرقاء يتوضؤون لوقت كل صلوة ويصلون بذلك الوضوء فی الوقت ما شاء وا من الفرائض والنوافل هكذا فی البحر“......(الهندية: ۱/۴۱)

”ولو زاد الدم على اكثر الحيض والنفاس فمازاد على عادتها استحاضة لان ما رأته فی ايامها حيض بيقين وما زاد على العشرة استحاضة بيقين“......(البحر الرائق : ۱/۳۶۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایام حیض میں قضاء نمازوں کا حکم:

مسئلہ نمبر(۲۹۵): ایام حیض میں قضاء نمازوں کا کیا حکم ہے؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوهاب

ایام حیض میں قضاء نمازوں سے مراد اگر وہ نمازیں ہیں جو درمیان حیض قضاء ہوئی ہیں تو وہ نمازیں از روئے شریعت معاف ہیں ان کی قضاء نہیں ہے۔ اور اگر قضاء نمازوں سے مراد وہ نمازیں ہیں جو ایام حیض سے پہلے کی ہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ ان ایام حیض میں ادا نہیں کی جائیں گی، بلکہ ایام طہر میں ادا کی جائیں گی، کیوں کہ حیض میں عورت پاک نہیں ہوتی۔

”تطهير النجاسة واجب من بدن المصلي وثوبه“...... (هداية : ١/٦٨)

”باب شروط الصلوة وهي طهارة بدنه من حدث وخبث وثوبه ومكانه“......

(كنز الدقائق: ٢٨)

”المستحاضة ومن به سلس البول او استطلاق البطن او انفلات الريح او رعاف دائم او جرح لا يرقاء يتوضؤون لوقت كل صلوة ويصلون بذلك الوضوء في الوقت ما شاء وا من الفرائض والنوافل هكذا في البحر“......(الهندية: ١/٤١)

”ولو زاد الدم على اكثر الحيض والنفاس فمازاد على عادتها استحاضة لان ما رأته في ايامها حيض بيقين وما زاد على العشرة استحاضة بيقين“......(البحر الرائق : ١/٣٦٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایام حیض میں استعمال شدہ کپڑوں وغیرہ کا حکم:

مسئلہ نمبر (۲۹۶): عورت مخصوص ایام میں ناپاک ہوتی ہے تو ان ایام کے بعد بدن کی پاکی کے علاوہ ان چیزوں کو بھی پاک کرنا پڑتا ہے جو اس کے زیر استعمال رہ چکی ہوں مثلاً اس کے کپڑے کنگھی، بستر، دوپٹہ، وغیرہ؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مذکورہ عورت پر صرف غسل کرنا واجب ہے اور اگر ان ایام میں کپڑے ناپاک ہو گئے ہوں تو ان کا دھونا بھی ضروری ہے، دیگر اشیاء مثلاً کنگھی، بستر، دوپٹہ وغیرہ (جبکہ ان کو نجاست نہ لگی ہو) دھونے کی ضرورت نہیں۔

www.besturdubooks.net

"الحادی والعشرون یوجب الغسل بشرط الإنقطاع علی ما حققناه......اھ"......(البحر الرائق : ۱/۳۳۷)

"(قوله وحیض ونفاس) ای وفرض الغسل عند حیض ونفاس اھ" ......(البحر الرائق : ۱/۱۱۲)

"ویدل علیه ایضا حدیث فاطمة بنت ابی حبیش ان النبی ﷺ قال لها اذا اقبلت الحیضة فدعی الصلاة واذا ادبرت فاغتسلی وصلی"...... (البحر الرائق: ۱/۱۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حائضہ عورت کا سجدہ تلاوت کرنا اور دعائیں پڑھنا:

مسئلہ نمبر(۲۹۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

حائضہ عورت کے پاس اگر کوئی آدمی سجدے والی آیت پڑھے تو اس عورت پر پاک ہونے کے بعد وہ سجدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ حائضہ عورت دعائیں پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں حائضہ عورت پر سجدہ تلاوت ضروری نہیں ہے۔

"وفی الصغری الحائض اذا سمعت آیة السجدة لا سجدة علیها کذا فی التتارخانیة اھ"......(الھندیة: ۱/۳۸)

۲۔ حائضہ عورت دعائیں پڑھ سکتی ہے۔

"ولا بأس لحائض وجنب بقرائة أدعیة اھ وقال الشامی تحت قوله "بقرأة أدعیة" شمل دعاء القنوت وھو ظاھر المذھب کماقدمنا ہ"......(الدر مع الرد : ۱/۲۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

حائضہ عورت تلاوت قرآن مجید نہیں کرسکتی:

مسئلہ نمبر (۲۹۸): کیا حائضہ عورت کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کی ممانعت کسی حدیث شریف سے ثابت ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

حائضہ عورت کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کی ممانعت حدیث شریف سے ثابت ہے۔

"عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیأ من القران"...... (ترمذی، باب ما جاء فی الجنب والحائض انہما لا یقران القران : ۱/ ۱۲۹)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حائضہ عورت اور جنبی آدمی قرآن میں سے کچھ (بنیت تلاوت) نہ پڑھے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایام حیض میں درس وتدریس:

مسئلہ نمبر (۲۹۹): ایک عزت مآب خاتون اپنے علاقہ میں خواتین کو جمع کرکے ان کے سامنے قرآن مجید کی چند آیات کی تلاوت کرکے اس کی تفسیر اور تشریح بیان کرتی ہے اور اس طرح وہاں کی خواتین اور بالغ لڑکیوں کو ترجمہ مع تلاوت آیات پڑھاتی ہے، کیا موصوفہ کے لیے اپنے مخصوص ایام کے اندر قرآن مجید کو علیحدہ کپڑے میں پکڑ کر درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھنا جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

عورت کے لیے ایام مخصوصہ میں قرآن مجید کی درس وتدریس جائز ہے بشرطیکہ وہ عورت آیات قرآنی کو ایک ایک کلمہ پر ٹھہر کر ادا کرے اور قرآن مجید کو ہاتھ بھی نہ لگائے یا تلاوت غیر حائض عورت کرے اور ترجمہ وتشریح یہی استانی کریں، جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ دوسری لڑکی سے تلاوت کروائے اور خود تفسیر وتشریح کرے۔

"وقراءة قرآن بقصده ومسه ولو مکتوبا بالفارسیة فی الاصح الا بغلافه المنفصل کما مر قال ابن عابدین تحت قوله (وقراءة قرآن) ای ولو دون آیة من المرکبات لا المفردات لانه جوز للحائض المعلمة تعلیمه کلمة کلمة"......(ردالمحتار : ۱/ ۲۱۴)

www.besturdubooks.net

"واذا حاضت المعلمة فينبغى لها ان تعلم الصبيان كلمة كلمة وتقطع بين الكلمتين ولا يكره لها التهجى بالقرآن كذا فى المحيط"......(الهندية : ١/٣٨)
(وكذا فى المحيط : ١/٤٠٣ والبحر : ١/٣٤٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایام حیض میں حفظ کرنا اور دینی تعلیم حاصل کرنا:

مسئلہ نمبر(۳۰۰): حفظ کے دوران طالبات کو ماہواری آجائے تو کیا حفظ کی طالبات ان دنوں میں حفظ کی تعلیم جاری رکھ سکتیں ہیں یا کہ نہیں؟ مدارس کی طالبات اگر اس وجہ سے چھٹی کریں تو اس میں ان کے تعلیمی نقصان کا اندیشہ ہے، تو یہ طالبات اپنی تعلیم کس طرح جاری رکھ سکتی ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حفظ کے دوران ایام ماہواری میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا بالکل درست نہیں ہے، لہذا اس دوران تعلیم جاری نہیں رکھ سکتیں اور جو طالبات مدارس میں دینی کتب پڑھتی ہیں وہ تعلیم جاری رکھ سکتی ہیں، کتابوں کو چھو سکتی ہیں پڑھ سکتی ہیں، ہاں البتہ وہ تفسیر جس میں قرآن غالب ہو وہ قرآن کے حکم میں ہے اس کو چھونا مکروہ ہے اور وہ تفسیر جس میں قرآن غالب نہ ہو تو اس کو چھونا درست ہے۔

"ومنها ان لا تقرأ القرآن عندنا لحديث ابن عمرؓ ان النبى ﷺ كان ينهى الحائض والجنب عن قرأة القرآن ، والآية ومادونها فى تحريم القرأة سواء (هكذا ذكر الكرخى فى كتابه"......(المحيط البرهانى : ١/٤٠٢)

"ولايجوز للجنب والنفساء قراة القرآن ، لقوله عليه السلام لا تقرأ الحائض والجنب شيأ من القرآن، رواه الترمذى وابن ماجه"......(منية المصلى : ٤٩)

"(والتفسير كمصحف لا الكتب الشرعية) فانه رخص مسها باليد لا تفسير(قوله لكن فى الاشباه)...... اقول الاظهر والاحوط القول الثالث اى كراهته فى التفسير دون غيره لظهور الفرق فان القرآن فى التفسير اكثر منه فى غيره"......(ردالمحتار : ١/١٣٠)

www.besturdubooks.net

”(قوله ولو قيل به) اى بهذا التفصيل بان يقال ان كان التفسير اكثر لايكره وان كان القرآن اكثر يكره“......(ردالمختار : ۱/۱۳۰)

”ولايكره قرأة القنوت فى ظاهر الرواية كذا فى التبيين وعليه الفتوى كذا فى التجنيس والظهيرية ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الاذان ونحوذالک كذا فى السراجية“......(الهندية : ۱/۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایام حیض ونفاس میں اذان کا جواب دینا:

مسئلہ نمبر(۳۰۱): میں بے وضو ہونے کی حالت میں اذان کا جواب دے سکتی ہوں کہ نہیں اور اسی طرح جب مجھے کپڑے آتے ہیں ان ایام میں، اذان کا جواب دینا ٹھیک ہے کہ نہیں۔؟ برائے کرم جواب عنایت فرما دیجیے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں ایام حیض ونفاس وغیرہ میں اذان کا جواب دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

”ومن سمع الاذان فعليه ان يجيب وان كان جنبا لان اجابة الاذان ليس بأذان“......(خلاصة الفتاوى : ۱/ ۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حالت حیض میں عمرہ ادا کرنے کی ایک صورت:

مسئلہ نمبر(۳۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں:

ایک عورت مدینہ منورہ سے ایام حیض میں احرام باندھ کر مکہ معظّمہ آجاتی ہے اور اپنی عادت کے چھ دن پورے کرکے پاک ہوجاتی ہے اور عمرہ ادا کرکے احرام کھول دیتی ہے، ایک دن بعد اپنی واپسی پرواز سے پاکستان آجاتی ہے پھر اچانک بالکل خلاف عادت اور خلاف معمول دسویں دن سے پھر خون آنے لگتا ہے۔

۱۔ کیا اس کا عمرہ درست ہوگا؟

۲۔ اگر درست نہیں ہوا تو تلافی کیسے ہوسکتی ہے؟

www.besturdubooks.net

وضاحت: خون دسویں، گیارہویں بارہویں اور تیرہویں دن بھی آتا رہا۔

نوٹ: حیض کے اختتام کے قریب احتیاطا حیض بند کرنے والی دوا کھائی تھی شاید اس کی وجہ سے یہ خرابی واقع ہوئی ہے۔ حیض کے معمول میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اس عورت کا عمرہ ادا ہوگیا ہے کیونکہ بقول آپ کے خون دسویں دن سے تجاوز کر کے گیارھویں، بارہویں اور تیرھویں دن بھی آتا رہا تو اس میں عادت کے چھ دن کو حیض شمار کیا جائے گا اور بعد میں آنے والے خون کو استحاضہ شمار کیا جائے گا۔

"وان جاوز العشرة ففی المبتدأة حیضها عشرة ایام وفی المعتادة معروفتها فی الحیض حیض والطهرطهر هکذا فی السراج الوهاج"...... (الهندیة : ۱/۳۷)

"(قوله وکذا الحیض) یعنی ان زاد علی عشرة فی المبتدأة فالزائد استحاضة وترد المعتادة لعادتها اه"......(ردالمحتار : ۱/۲۲۰)

"(ولو زاد الدم علی عشر ة ایام ولها عادة معروفة دونها ردت الی ایام عادتها)فیکون الزائد علی العادة استحاضة اه"......(فتح القدیر : ۱/۱۵۷)

"وان جاوزالعشرة فعادتها حیض وما زادعلیها استحاضة"...... (بدائع الصنائع : ۱/۱۵۸)

"ومما یتصل بهذه مسائل ، اذا عاودها الدم فی العشرة بطل الحکم بطهارتها مبتدءة کانت اومعتادة ......وهذا الذی ذکرنا ه اذاعاودها الدم فی العشرة ولم تزد علی العشرة وطهرت بعدذلک طهرا صحیحا ......اما اذا زاد علی العشرة اولم یزد لکن انتقص الطهر بعدذلک عن خمسة عشر ففی المبتدء ة العشرة حیض ،وفی المعتادة ایامها المعتادة حیض"......(التتارخانیة: ۱/۴۸۵ ،مطبوعه جدید)

"وان کانت عادتها خمسة فالزیادة علیها حیض معها الی تمام العشرة لماذکرنا فی المبتدء ة بالحیض وان جاوز العشرة فعادتها حیض ومازاد علیها استحاضة"......(بدائع الصنائع : ۱/۱۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

ایام نفاس کتنے دن ہیں؟:

مسئلہ نمبر (۳۰۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بچے کی پیدائش سے بعض لوگ چالیس دن اور بعض تیس دن کہتے ہیں اصل میں کتنے دن نماز نہیں پڑھنی ہوتی ہے اس کا تعلق جنس سے ہے، بچہ، بچی سے ہے یا خون کے آنے اور نہ آنے سے ہے جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے اس کو نفاس کا خون کہتے ہیں اور حالت نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، اس کے بعد غسل کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے، چاہے خون جاری بھی رہے، اور اس کی کم از کم مدت متعین نہیں چنانچہ ایک لمحہ بھی ہوسکتا ہے، اور یہ بھی یاد رہے کہ حالت نفاس میں صوم وصلوۃ ممنوع ہے، لہذا چالیس دن تک جب تک نفاس کا خون آتا رہے تو نماز نہ پڑھے اور جب بھی چالیس دن کے اندر خون آنا بند ہو جائے تو اس وقت سے غسل کر کے نمازیں پڑھنا شروع کر دے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ چالیس دن یا تیس دن نمازیں نہیں پڑھے گی یا اس کا تعلق جنس ولد کے ساتھ ہے، ان کی بات بالکل غلط ہے۔

”ولا حد لأقله واكثره اربعون يوما“ ...... (كنز الدقائق : باب الحيض، ۲۳)

”اذا انقطع دم المرأة دون عادتها المعروفة فى حيض او نفاس اغتسلت حين تخاف فوت الصلوٰة وصلت“......(خلاصة الفتاوى : ۱/ ۲۳۱)

”ولو انقطع دمها دون عادتها يكره قربانها وان اغتسلت حتى يمضى عادتها وعليها ان تصلى وتصوم للاحتياط هكذا فى التبيين“......(الهندية : ۱/ ۳۹)

”وذكر شيخ الاسلام فى مبسوطه اتفق اصحابنا على ان اقل النفاس ما يوجد فانها كما ولدت اذا رأت الدم ساعة ثم انقطع الدم عنها فانها تصوم وتصلى وكان ما رأت نفاسا لا خلاف فى هذا بين اصحابنا “......(البحر الرائق : ۱/ ۳۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت:

مسئلہ نمبر(۳۰۴): ایک عورت جوان ہوئی حیض کے ساتھ اور اس کا خون جاری ہوا اور دس دن سے تجاوز کر گیا بلکہ پورا مہینہ خون جاری رہا تو اب اس کی ترتیب کیا ہوگی جب کہ عندالاحناف اکثر مدت حیض دس دن ہے۔

بینوا توجروا

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مذکورہ عورت کے ابتدائی دس دن حیض کے شمار ہونگے اور ان میں عورت صوم وصلوۃ اور دیگر ایام حیض کے درمیان ممنوع اشیاء ترک کردے گی اور بقیہ دن استحاضہ کے شمار ہونگے اور ان دنوں میں عورت صوم وصلوٰۃ اور دیگر احکام شرعیہ کی پابند ہوگی۔

”قولہ ولو مبتدأة فحيضها عشرة ونفاسها اربعون اى لو كانت المستحاضة ابتدأت مع البلوغ مستحاضة اومع الولد الاول فحيضها ونفاسها الاكثر لان الاصل الصحة فلا يحكم بالعارض الا بيقين اه“......(البحر الرائق : ۱/ ۳۷۲)

”(الا لمن بلغت مستحاضة) فيقدر حيضها بعشرة وطهرها بخمسة عشر يوما ونفاسها باربعين “......(حاشية طحطاوى على مراقى الفلاح : ۱۴۱)

”والحاصل ان المبتدأة اذا استمر دمها فحيضها فى كل شهر عشرة وطهر ها عشرون كما فى عامة الكتب“......(رد المحتار : ۱/ ۲۰۹،)

”والحيض يسقط عن الحائض الصلوة ويحرم عليها الصوم وتقضى الصوم ولا تقضى الصلوات لقول عائشة رضى الله عنها كانت احدانا على عهد رسول الله ﷺ اذا طهرت من حيضهاتقضى الصيام ولا تقضى الصلوات ولان فى قضاء الصلوات حرجا لتضاعفها ولا حرج فى قضاء الصوم“...... (الهداية : ۱/ ۶۲)

”وان جاوزالعشرة ففى المبتدء ة حيضهاعشرة ايام“......(الهندية: ۱/ ۳۷)

”اماالمبتدءة بالحيض وهى التى ابتدئت بالدم واستمر بهافالعشرة من أول

www.besturdubooks.net

الشھر حیض لان ھذا دم فی ایام الحیض وأمکن جعله حیضا، ومازاد علی العشرۃ یکون استحاضة، لانه لامزیدللحیض علی العشرۃ"......(بدائع الصنائع: ۱/۱۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حالت حیض میں بیوی سے جماع کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۰۵): اگر کوئی آدمی حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے ؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حالت حیض میں بیوی سے جماع کرنا حرام ہے، لہذا ایسا آدمی توبہ واستغفار کرے اور مستحب یہ ہے کہ یہ صدقہ بھی کرے، اگر حیض کے ابتدائی دنوں میں اس گناہ کا ارتکاب ہوا ہے تو پھر ایک دینار کی مالیت صدقہ کرے اور اگر آخری ایام میں جماع کیا ہے تو پھر نصف دینار کی مالیت صدقہ کرے۔

"(و) یحرم بالحیض والنفاس (الجماع والاستمتاع بما تحت السرۃ الی تحت الرکبة) لقوله تعالی ولا تقربوھن حتی یطھرن، وقوله ﷺ لک ما فوق الازار فان وطئھا غیر مستحل له یستحب ان یتصدق بدینار اونصفه ویتوب ولا یعود وجزم فی المبسوط وغیرہ بکفر مستحله"......(حاشیة طحطاوی علی مراقی الفلاح :۱۴۵، ۱۴۶)

"قوله (یستحب ان یتصدق بدینار او نصفه) قیل ان کان الدم اسود تصدق بدینار ،وان کان اصفر فبنصفه، ویشھدله ما رواہ ابوداؤد وصححه الحاکم اذا وقع الرجل اھله وھی حائض ان کان دما احمر فلیتصدق بدینار وان کان اصفر فبنصف دینار وقیل ان کان فی اول الحیض فبدینار والافبنصفه"......

(حاشیة الطحطاوی : ۱۴۶)

وللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

حالت نفاس میں نکاح کرنا:

مسئلہ نمبر (۳۰۶): ایک عورت کو تین طلاقیں دی گئیں اور عدت گزر گئی ہے یعنی حاملہ نہیں تھی، لیکن بعد میں اس نے زنا کیا اس سے حاملہ ہوگئی اور پھر اس کا حمل ضائع کرا دیا، اب اس کو نفاس آرہا ہے آیا ایسی حالت میں نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں نکاح درست ہے، البتہ وطی نہ کرے جب تک عورت نفاس سے پاک نہ ہو۔

"(و)صح نكاح (حبلى من زنا) لاحبلى (من غير الخ) وان حرم وطؤها ودواعيه(حتى تضع الخ) وصح نكاح الموطوء ة بملك او الموطؤة بزنا اه"

......(الدر المختار : ۲/ ۳۱۶،۳۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایام ماہواری میں صرف نماز معاف ہے:

مسئلہ نمبر (۳۰۷): ایام ماہواری میں جس طرح نماز معاف ہوتی ہے کیا اس طرح روزے بھی معاف ہو جاتے ہیں؟ جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح نماز ایام ماہواری میں معاف ہوتی ہے تو اس طرح روزے بھی معاف ہو جاتے ہیں کیا یہ بات درست ہے۔؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایام ماہواری میں صرف نماز معاف ہوتی ہے، البتہ روزے بعد میں قضا کرنا ضروری ہے۔

"والحيض يسقط عن الحائض الصلوة ويحرم عليها الصوم وتقضى الصوم ولا تقضى الصلوات لقول عائشة رضى الله تعالى عنها كانت احدانا على عهد رسول الله ﷺ اذا طهرت من حيضها تقضى الصيام ولا تقضى الصلوات ولان فى قضاء الصلوات حرجا لتضاعفها ولا حرج فى قضاء الصوم"...... (الهداية: ۱/ ۶۲)

www.besturdubooks.net

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ السلام کے زمانہ میں جب عورتیں حیض سے پاک ہو جاتیں تو روزوں کی قضا کرتی تھیں اور نمازوں کی قضا نہیں (صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں) دوسری وجہ یہ ہے کہ نمازوں کی قضا میں حرج ہے جبکہ روزوں کی قضا میں حرج نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایام حیض میں تلاوت کے علاوہ دیگر اذکار کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۰۸): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ ایام حیض میں تلاوت قرآن مجید کے علاوہ تمام اذکار جائز ہیں؟

۲۔ جن ،جادو وغیرہ کے توڑ کے لیے بطور علاج قرآنی آیات سے نہانا اور خصوصا ایام حیض میں نہانا شرعا کیسا ہے؟

۳۔ غسل کی حاجت میں آیات قرآنیہ کے علاوہ مثلا اسماء اللہ پڑھ کر دم کرنا ازروئے شریعت کیسا ہے؟

کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیکر مطمئن فرمائیں۔(شکریہ)

الجواب باسم الملک الوهاب

ایام حیض میں تلاوت قرآن مجید کے علاوہ تمام اذکار جائز ہیں۔

"ويستحب للحائض إذا دخل وقت الصلوة أن تتوضأ وتجلس عند مسجد بيتها تسبح وتهلل قدر ما يمكنها أداء الصلوة لو كانت طاهرة كذافي السراجية"......(الهندية: ۱/۳۸)

۲۔ ایام حیض میں آیات قرآنیہ سے لکھے ہوئے تعویذ سے نہانا مناسب نہیں ہے،ادب کے خلاف ہے۔

۳۔ حائضہ اور جنبی کے لیے اسماء اللہ پڑھ کر دم کرنا جائز ہے۔

"ولا بأس لحائض وجنب بقرأة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالى وتسبيح الخ"......(الدر المختار على هامش الرد: ۱/۲۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

ایام حیض میں عورت کا قرآن کو چھونے اور پڑھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۰۹): یہاں امریکہ میں کچھ اسلامی ادارے ہیں جہاں عورتیں قرآن وتفسیر پڑھاتی ہیں،البتہ یہ قرآن کو چھونا، پڑھنا اور پڑھانا ایام حیض میں بھی جاری رکھتی ہیں اور اسی طرح طالبات بھی کرتی ہیں یہ کہتی ہیں کہ بحرین (مشرق وسطی) کے علماء نے اجازت دی ہے۔

سوالات یہ ہیں:

۱۔ کیاایک مسلمہ ایام حیض میں قرآن پاک چھوکر قرأت کرسکتی ہے؟

۲۔ کیا طالبہ قرآن کوایام حیض میں چھوکر پڑھ سکتی ہے؟

۳۔ کیا کوئی حافظہ ایام حیض میں قرآن پڑھ سکتی ہے؟

۴۔ کیاایک حفظ قرآن کی طالبہ ایام حیض میں اپنی تعلیم جاری رکھ سکتی ہے یا نہیں؟

ہمیں جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دیا جائے، چونکہ یہاں امریکہ میں سلفیوں اوراہل حدیث لوگوں کے باعث بڑی جہالت پھیلی ہوئی ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱-۴) حائضہ عورت تلاوت کلام پاک نہیں کرسکتی ،چاہے وہ حافظہ ہو یا غیر حافظہ البتہ استانی (معلّمہ) حالت حیض میں قرآن مجید پڑھا سکتی ہے،لیکن وہ پوری آیت نہیں پڑھ سکتی، بلکہ ایک ایک کلمہ کوالگ الگ کر کے پڑھا سکتی ہے۔

”فی الدر المختار: (و) یحرم به (تلاوة القرأن) ولو دون آية على المختار (بقصده) وفی الرد (قوله أی من المركبات لاالمفردات لأنه جوز للحائض المعلمة تعليمه كلمة كلمة الخ(الدر مع الرد: ۱/۱۲۷)

البتہ حافظہ ایام حیض میں نہ جہراً پڑھے نہ سراً پڑھے،صرف ذہن میں تصور کرے تو جائز ہے اس لیے کہ قرأت قرآن منع ہے اور متصور کوکوئی بھی قاری نہیں کہتا۔

”وليس للحائض والجنب والنفساء قرأة القرآن)لقوله عليه السلام لاتقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن“......(الهداية: ۱/۶۲)

البتہ حائضہ بوقت ضرورت قرآن مجید کوایسے کپڑے کے ساتھ چھوسکتی ہے جواس نے پہنا نہ ہومثلا رومال وغیرہ سے۔

www.besturdubooks.net

"ومنها حرمة مس المصحف لايجوز لهما وللجنب والمحدث مس المصحف إلا بغلاف متجاف عنه كالخريطة والجلد الغير المشرز لابما هو متصل به هو الصحيح هكذا في الهداية وعليه الفتوى كذا في الجوهرة النيرة ...... ولايجوز لهم مس المصحف بالثياب التي هم لابسوها ويكره لهم مس كتب التفسير والفقه والسنن"......(الهندية: ۳۸،۳۹/ ۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حالت حیض میں جماع کرنا:

مسئلہ نمبر(۳۱۰): السلام علیکم گزارش ہے کہ اس مسئلہ میں علماء ومفتیان کرام کیا فرماتے ہیں کہ ایک عورت حالت حیض میں ہے جب کہ اس کے خاوند کو شدت سے طلب تھی اور اس حالت میں خاوند نے عورت کے فرج میں دخول کر دیا، اب اس صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ حالت حیض میں مرد سے صبر نہ ہو تو اس صورت میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟ وہ اپنی اس خواہش کو کیسے پورا کرے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حالت حیض میں جماع کرنا حرام ہے، اگر حالت حیض میں جماع کرلیا تو اس گناہ کی تلافی کے لیے کثرت سے توبہ واستغفار کرے، البتہ بہتر ومستحب یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ صدقہ کر دے، اگر مرد سے صبر نہ ہوتا ہو تو ناف سے گھٹنوں تک کے علاوہ جسم کے کسی حصہ سے اپنی خواہش کو پورا کرلے۔

"قوله ومنها حرمة الجماع هكذا في النهاية والكفاية"......(الهندية : ۱/ ۳۹)

"(قوله وقربان ماتحت الازار) اى ويمنع الحيض قربان زوجها ماتحت ازارها اما حرمة وطئها عليه فمجمع عليها لقوله تعالى ولاتقربوهن حتى يطهرن وطؤها في الفرج عالما بالحرمة عامدا مختارا كبيرة لا جاهلا ولاناسيا ولامكرها فليس عليه الاالتوبة والاستغفار وهل يجب التعزير ام لا ويستحب ان يتصدق بدينار اونصفه"......(البحرالرائق : ۱/ ۳۴۲)

"يجوز الاستمتاع بالسرة ومافوقها وبالركبة وماتحتها والمحرم الاستمتاع

www.besturdubooks.net

بمابینهما وهی احسن من عبارة بعضهم یستمتع بما فوق السرة وماتحت الرکبة کمالایخفی فیجوز له الاستمتاع فیما عداماذکربوطء وغیره ولوبلاحائل "......(البحر الرائق : ۱/۳۴۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حالت حیض میں قرآن کی تلاوت کرنا:

مسئلہ نمبر(۳۱۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وہ طالبات جو کہ قرآن مجید حفظ کر رہی ہوں کیا وہ قرآن پاک کو ہاتھ لگائے بغیر حالت حیض میں قرآن پاک پڑھ سکتی ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں حالت حیض میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے البتہ آیت کو توڑ توڑ کر یعنی علیحدہ علیحدہ ایک ایک کلمہ ٹھہر ٹھہر کر یا دعا والی آیات کو بنیت دعا پڑھنا جائز ہے۔

"ومنها حرمة قراءة القرآن لاتقرء الحائض والنفساء والجنب شیئا من القرآن والایة ومادونها سواء فی التحریم علی الاصح الا ان لا یقصد بمادون الآیة القراءة مثل ان یقول الحمد لله یرید الشکر اوبسم الله عندالاکل اوغیره فانه لاباس به "......(الفتاوی الهندیة: ۱/۳۸)

"واذاحاضت المعلمة فینبغی لها ا ن تعلم الصبیان کلمة کلمة وتقطع بین الکلمتین ولایکره لها التهجی بالقرآن کذافی المحیط "......(الفتاوی الهندیة: ۱/۳۸)

"واما قراءة القرآن قالوا ان القرآن یخرج عن کونه قرآنا بالقصد فجوز للجنب والحائض قراءة مافیه من الاذکار بقصد الذکر والادعیة بقصدالدعاء "......(الاشباه والنظائر: ۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

لڑکی کی عمر بلوغت:

مسئلہ نمبر(۳۱۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی جس کی عمر تیرہ سال یا ساڑھے تیرہ سال ہوتو آیا وہ شرعی لحاظ سے بالغ ہوچکی ہے یا نہیں؟ اور کس عمر کی لڑکی یقیناً بالغہ شمار ہوتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ نوسال سے پہلے لڑکی نابالغ شمار ہوتی ہے، اگر علامات بلوغ میں سے کوئی علامت ظاہر ہوجائے تو وہ بالغ ہے اور علامات بلوغ لڑکی کے حق میں تین ہیں،(۱)احتلام ہونا(۲)حیض آنا(۳)حمل ٹھہر جانا، اگر پندرہ سال تک کوئی علامت ظاہر نہ ہوتو پندرہ سال پورے ہونے پر شرعاً بالغ شمار ہوگی۔

”فصل بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل هوالانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل ولم يذكر الانزال صريحالانه قلمايعلم منها فان لم يوجدفيهماشيء حتى تم لكل منهماخمس عشرة سنة به يفتى لقصراعماراهل زماننا وادنى مدته له اثنتاعشرة سنة ولها تسع سنين هوالمختار كمافى احكام الصغار (فى الشامية قوله فان لم يوجدفيهما) اى فى الغلام والجارية شيء مماذكر الخ مفاده انه لااعتبارلنبات العانة خلافا للشافعي وروا ية عن ابى يوسف ولااللحية واما نهود الثدى فذكرالحموى انه لايحكم به فى ظاهرالرواية وكذا نقل الصوت كمافى شرح النظم الها ملى ابوالسعودو كذا شعرالساق والابط والشارب“......(الدرمع الرد:۵/۱۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حائضہ عورت کا بغیر وضو کے روٹی کھانا:

مسئلہ نمبر(۳۱۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حائضہ عورت بغیر وضو کے روٹی کھاسکتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حائضہ عورت بغیر وضو کے روٹی کھاسکتی ہے لیکن منہ کا دھونا مستحب ہے۔

www.besturdubooks.net

"ویکرہ للجنب رجلا کان اوامرأۃ ......ولایکرہ ذلک للحائض والمستحب تطھیر الفم فی جمیع المواضع کذا فی فتاوی قاضی خان"
......(ھندیۃ: ۵/۳۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حالت حیض میں جماع کرنے سے غسل کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۱۴): حضرت مفتی صاحب حالت حیض میں عورت سے جماع کیا گیا اس پر غسل ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اس صورت میں عورت پر غسل جنابت واجب نہیں ہے لیکن حالت حیض میں صحبت کرنا حرام ہے اس کا گناہ ہوگا۔

"ویکفی غسل واحدلعیدوجمعۃ اجتمعامع جنابۃ کمالفرضی جنابۃ وحیض"......(درالمختارعلی ھامش ردالمحتار: ۱/۱۲۵)

"قال فی التتارخانیۃ تحت نوع آخرفی الاحکام التی تتعلق بالحیض ومنھا انہ یلزمھا الاغتسال عندانقطاع الدم"......(التتارخانیۃ: ۱/۴۸۲،مطبوعہ جدیدرشیدیہ کوئٹہ)

"ویمنع الحیض قربان زوجھا ماتحت ازارھا اماحرمۃ وطئھا علیہ فمجمع علیھا لقولہ تعالی ولاتقربوھن حتی یطھرن ووطؤھا فی الفرج عالمابالحرمۃ عامدامختاراکبیرۃ لاجاھلاولاناسیاولامکرھافلیس علیہ الاالتوبۃ والاستغفار"......(البحرالرائق: ۱/۳۴۲)

"ومن اتی المرءۃ فی حیضھا فعلیہ الاستغفاروالتوبۃ"......
(تاتارخانیۃ: ۱/۴۷۹،مطبوعہ جدیدرشیدیہ کوئٹہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

ایام مخصوصہ کے بعد ہر چیز کی صفائی:

مسئلہ نمبر(۳۱۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایام حیض کے بعد جب عورت غسل کرے گی تو کیا ان چیزوں کو پاک کرنا بھی لازمی ہوگا جو دوران حیض اس کے استعمال میں رہ چکی ہوں، یعنی دوران حیض اس نے جن چیزوں کو استعمال کیا ان کا کیا حکم ہے؟ وہ ناپاک ہیں یا پاک ہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

ایام مخصوصہ کے بعد عورت کے لیے بدن کی پاکی کے علاوہ ہر اس چیز کو بھی پاک کرنا ضروری ہے جس پر دم حیض لگا ہوا اور جس چیز پر دم حیض نہیں لگا اسے پاک کرنا ضروری نہیں ہے۔

"(قوله یختص بالاول) وهو الحقیقی وازالته من البدن والثوب والمکان فرض ان کان القدر المانع وامکن ازالته من غیر ارتکاب ماهو اشد"......(حاشیة الطحطاوی علی الدر: ۱/۱۵۷)

"کل مایخرج من بدن الانسان ممایوجب خروجه الوضوء اوالغسل فهو مغلظ کالغائط والبول...... وکذادم الحیض والنفاس والاستحاضة الی ان قال فاذااصاب الثوب اکثر من قدرالدرهم یمنع جوازالصلوة کذافی المحیط"......(الهندیة: ۱/۴۶)

"وروی انه ﷺ قال لعائشة رضی الله عنها ناولینی الخمرة فقالت انی حائض فقال لیست حیضتک فی یدک"......(بدائع الصنائع: ۱/۲۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

جنبی اور حائضہ تعویذ باندھ سکتے ہیں:

مسئلہ نمبر(۳۱۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر تعویذ وغیرہ پر قرآن مجید یا اسمائے الٰہی لکھا گیا ہو تو ایسے تعویذات کو جنبی اور حائضہ بھی پہن سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کون سی شرائط کے ساتھ؟

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں تعویذات کو حائضہ اور جنبی بھی پہن سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ چمڑہ وغیرہ میں بند ہوں۔

www.besturdubooks.net

”ولا بأس بان يشد الجنب والحائض التعاويذ على العضد اذا كانت ملفوفة“

......(شامية: ۵/۲۵۷،ومثله فى قطب الارشاد: ۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا ایام حیض میں دستانے پہن کر قرآن پاک پڑھا جا سکتا ہے؟

مسئلہ نمبر(۳۱۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک قاری صاحب چند عورتوں کو پڑھاتے ہیں اور عورتیں کہتی ہیں کہ ہمیں ایک قاری صاحب نے کہا تھا کہ ایام حیض میں بھی عورتیں ہاتھوں پہ دستانے چڑھا کر قرآن پاک کا سبق پڑھ سکتی ہیں کیونکہ یہاں یہ مقصد ثواب حاصل کرنا نہیں بلکہ تعلیم حاصل کرنا ہے اور اس کے لیے گنجائش ہے، کیا واقعی سبق پڑھنے کے لیے گنجائش ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں ایام حیض میں عورتوں کے لیے تعلیم کی غرض سے بھی تسلسل کے ساتھ قرآن پاک پڑھنا یا پڑھانا جائز نہیں ہے، بلکہ ایک ایک کلمہ علیحدہ علیحدہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا یا پڑھانا ہوگا۔

”(قوله وقراءة قرآن) اى ولو دون آية من المركبات لاالمفردات لانه جوز للحائض المعلمة تعليمه كلمة كلمة كماقدمناه وكالقرآن التوراة والانجيل والزبور كماقدمه المصنف“......(فتاویٰ شامی: ۱/۲۱۴)

البتہ حائضہ بوقت ضرورت قرآن مجید کو ایسے کپڑے کے ساتھ چھو سکتی ہے جو اس نے پہنا نہ ہو مثلاً رومال وغیرہ سے۔

”ومنها حرمة مس المصحف لايجوز لهما وللجنب والمحدث مس المصحف إلا بغلاف متجاف عنه كالخريطة والجلد الغير المشرز لابما هو متصل به هو الصحيح هكذا فى الهداية وعليه الفتوى كذا فى الجوهرة النيرة ...... ولايجوز لهم مس المصحف بالثياب التى هم لابسوها ويكره لهم مس كتب التفسير والفقه والسنن“......(الهندية: ۱/۳۸،۳۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

ایام ماہواری میں قضاء شدہ نمازوں اور روزوں کا حکم:

مسئلہ نمبر (۳۱۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیا ایام ماہواری میں جو روزے اور نمازیں رہ جاتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کی قضاء لازم ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ایام ماہواری میں عورت سے جو روزے رہ جاتے ہیں ان کی قضاء عورت پر لازم ہے البتہ ان ایام کی نمازوں کی قضاء نہیں ہے۔

"قال ولاتصلی الحائض ولاتصوم لقوله علیه الصلوۃ والسلام فی بیان نقصان دین المرأۃ تقعد احداھن شطرعمرھا لاتصوم ولاتصلی یعنی زمان الحیض فاذاطھرت قضت ایام الصوم ولاتقضی الصلاۃ لماتقدم بیانه"......(مبسوط للسرخسی: ۳/۸۸)

"الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس والاستحاضة الی ان قال ومنھا ان یسقط عن الحائض والنفساء الصلوۃ فلاتقضی ھکذافی الکفایة الی ان قال ومنھا ان یحرم علیھماالصوم فتقضیانه ھکذا فی الکفایة"......(فتاوی الھندیة: ۱/۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران حفظ حائضہ طالبات کے لیے قرآن مجید پڑھنے کی صورت:

مسئلہ نمبر (۳۱۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دوران حفظ طالبات کو اگر ماہواری آجائے تو کیا حفظ کی طالبات ان دنوں میں حفظ کی تعلیم جاری رکھ سکتی ہیں یا نہیں؟ جو طالبات مدارس میں پڑھتی ہیں اگر وہ چھٹی کریں تو کافی نقصان ہوتا ہے تو یہ طالبات ان ایام میں چھٹی کریں یا اپنی تعلیم کو جاری رکھیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر طالبات کو دوران حفظ ماہواری آجائے تو علیحدہ علیحدہ ایک ایک کلمہ کر کے قرآن پاک پڑھ بھی سکتی ہیں اور پڑھا بھی سکتی ہیں اور اپنی تعلیم کو اس طرح جاری رکھ سکتی ہیں۔

www.besturdubooks.net

”واذاحاضت المعلمة فينبغي لهاان تعلم الصبيان كلمة كلمة وتقطع بين الكلمتين ولايكره لها التهجي بالقرآن كذافي المحيط“......(فتاوى الهندية: ۱/۳۸)

”قوله وقراءة القرآن اى ولودون آية من المركبات لاالمفردات لانه جوزللحائض المعلمة تعليمة كلمة كلمة“......(ردالمحتار: ۱/۲۱۴)

”واذاحاضت المعلمة فينبغي لهاان تعلم الصبيان كلمة كلمة وتقطع بين الكلمتين على قول الكرخي رحمه الله وعلى قول الطحاوى رحمه الله تعلم نصف آية وتقطع ثم تعلم نصف آية ولايكره لها التهجي بالقرآن“......(فتاوى التاتارخانية: ۴۸۰، ۱/۴۸۱، مطبوعه جديدرشيديه كوئٹه)

”وفي النهاية وغيرها واذاحاضت المعلمة فينبغي لهاان تعلم الصبيان كلمة كلمة وتقطع بين الكلمتين على قول الكرخي وعلى قول الطحاوى تعلم نصف آية الخ اه“......(البحر الرائق: ۱/۳۴۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اگر ہمبستری کے دوران عورت کو حیض آجائے تو وہ غسل کب کرے گی؟

مسئلہ نمبر(۳۲۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) بیوی سے ہمبستری کرتے وقت اگر اس کو حیض کا خون آجائے یا ہمبستری کے بعد خون آجائے تو کیا عورت کو اسی وقت غسل کرنا چاہیئے یا کہ حیض کا خون بند ہونے پر؟

(۲) کیا کوئی اپنی بیوی کو نام لے کر پکار سکتا ہے؟ اور کبھی محترمہ کے لفظ کے ساتھ بھی پکار سکتا ہے؟

(۳) کیا مرد اپنی بیوی کے پستان چوس سکتا ہے؟ اس سے کوئی گناہ تو نہیں جب کہ دودھ کی حالت میں نہ ہو؟

(۴) کیا کوئی عورت اپنے خاوند کے پاؤں چوم سکتی ہے؟ اس میں کوئی مضائقہ تو نہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مندرجہ بالا سوالات کے جوابات بالترتیب مندرجہ ذیل ہیں۔

www.besturdubooks.net

(۱)　جب عورت جنبی تھی اور ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض آ گیا تو اب حکم یہ ہے کہ اس پر فی الحال غسل واجب نہیں بلکہ جب حیض سے پاک ہو تو تب غسل کرے، ایک ہی غسل دونوں کی طرف سے ہو جائے گا۔

(۲)　اپنی بیوی کو نام لے کر پکار سکتا ہے اور محترمہ کے لفظ سے بھی پکار سکتا ہے۔

(۳)　اپنی بیوی کے پستان چوسنا جائز ہے جب کہ دودھ کی حالت میں نہ ہو اور اگر دودھ آ جائے تو اسے تھوک دے اور کلی کر دے۔

(۴)　عورت اپنے خاوند کے پاؤں چوم سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

"المرءة اذا اجنبت ثم حاضت ان شاء ت اغتسلت وان شاء ت اخرت الاغتسال لانه لافائدة في التعجيل فانها ان كانت تخرج من الجنابة لاتخرج من الحيض وحكمهما واحد"......(قاضی خان علی هامش الهندية: ۴۵/۱)

"قال الشرنبلالی فعلم من مجموع ماذكرنا اباحة تقبيل اليد والرجل والرأس والكشح كماعلم من الاحاديث المتقدمة اباحتها على الجبهة وبين العينين وعلى الشفتين اذا كان على وجه المبرة والاكرام فامااذا كان على وجه الشهوة فلايجوز الافى حق الحليل والحليلة "......(حاشية الطحطاوی علی الدر: ۱۹۲/۴)

"مص ثدى زوجته لم تحرم"......(الدرالمختار : ۲۱۴/۱)

"لانه يجوز له ان يلمس بجميع بدنه حتى بذكره جميع بدنها"......(ردالمحتار على الدرالمختار: ۲۱۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حیض سے پاک ہونے کے بعد عورت خاکی یا زرد رنگ کا پانی دیکھے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ نمبر(۳۲۱):　کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیض سے پاکیزگی حاصل کرنے کے بعد اگر خاکی یا زرد رنگ کا پانی خارج ہو تو کیا دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت ہے؟ جب کہ حیض سے پہلے اور پاکیزگی کے دوران بھی کبھی کبھی خاکی یا زرد رنگ کا پانی خارج ہوتا ہو۔

www.besturdubooks.net

نوٹ: اگر ایسا پہلے نہ ہوتا ہو یعنی پاکیزگی کے دوران اور حیض سے پہلے زرد یا خاکی رنگ کے پانی کا اخراج بلکہ پچھلے چند مہینوں سے ایسا مسئلہ درپیش ہو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

تنقیح: ماہواری کی عادت کتنے دن کی ہے نیز یہ پانی جو خارج ہوتا ہے یہ ماہواری سے کتنے دن پہلے آتا ہے اور کتنے دن تک جاری رہتا ہے؟ (از دارالافتاء)

☆ پانی کا اخراج تقریباً ایک دن پہلے مگر زیادہ دن پہلے نہیں۔

☆ ماہواری کی عادت ٦ یا ٧ دن ہے، اس میں ماہواری سے پہلے اور بعد میں جو پانی خارج ہوتا ہے وہ شامل نہیں ہے۔

☆ ماہواری کے بعد پانی کا اخراج تقریباً دو دن تک رہتا ہے ایک دو مرتبہ زیادہ دن بھی رہا جس پر دسویں دن کے بعد غسل کرلیا۔

نوٹ: یہ بھی بتادیں کہ اس صورت میں کیا کیا جائے اگر ماہواری کی عادت ۵ یا ٦ دن ہو اور ماہواری کے بعد جو پانی کا اخراج ایک دن تک ہوتا ہو لیکن ماہواری سے پہلے اور پاکی کی حالت میں بالکل نہ ہوتا ہو صرف لیکوریا (بے رنگ) کی شکایت ہو؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایام حیض میں خاکی اور زرد رنگ کا پانی حیض ہی شمار ہوگا جب کہ دس دن کے اندر اگر اس سے پہلے غسل کرلیا تو دوبارہ غسل کرنا ہوگا اور اگر پاکی کے دوران خاکی یا زرد رنگ کا پانی آتا ہے تو اگر پاکی کے پندرہ دن گزر چکے ہیں تو وہ بھی حیض ہے، خالص سفید پانی حیض نہیں ہے۔

"قوله وماسوى البياض الخالص حيض...... عن ام عطية قالت كنا لانعد الكدرة والصفرة بعدالطهر شيئا وهذا يدل على انهما فى ايام الحيض حيض لانها قيدت بما بعدالطهر "......(البحرالرائق : ١/٣٣٤)

" والبياض على مذهبهم جميعا ليس بحيض "......(فتاوى التاتارخانية: ١/٤٧٦ ،مطبوعه جديدرشيديه كوئٹه)

"(ومانراه) من لون ككدرة وترابية(فى مدته) المعتادة(سوى بياض خالص)"......(درمختار على هامش ردالمحتار : ٢١١،٢١٢/١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

حج کے دوران اگر عورت کو حیض آ جائے تو کیا کرے؟

مسئلہ نمبر (۳۲۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حج میں حائضہ عورت کے لیے طواف وداع کا انتظار ضروری ہے یا نہیں؟

کیا حج میں عورت زعفرانی کپڑے پہن سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر عورت وہاں ٹھہر نہ سکتی ہو تو اپنے شوہر کے ساتھ واپس چلی جائے اور طواف وداع نہ کرنے کی وجہ سے اس پر دم لازم نہ آئے گا لیکن اگر پاک ہونے کا انتظار کرے اور طواف وداع کر کے واپس آئے تو یہ افضل ہے۔

"قال ابن عابدین تحت قوله(الاعلی اهل مكة) طاف للصدر وسعی وهوواجب الاعلی اهل مكة افاد وجوبه علی كل حاج آفاقی مفردا ومتمتع اوقارن بشرط كونه مدركا مكلفا غيرمعذورفلايجب علی المكی ولاعلی المعتمر مطلقا وفائت الحج والمحصروالمجنون والصبی والحائض والنفساء "......(ردالمحتار : ۲/۲۰۲)

"وحيضها لايمنع الاالطواف وهوبعدحصول ركنيته بسقط طواف الصدر(قوله يسقط طواف الصدر) ای يسقط وجوبه عنها كما قدمناه ولادم عليها"......(الدرمع ردالمحتار: ۲/۲۰۶)

" وطواف الصدر واجب علی الحاج ......ولايجب علی الحائض والنفساء ولاعلٰی فائت الحج كذافی المحيط للسرخسی"......(فتاویٰ الهندية: ۱/۲۳۴)

"وان حاضت بعدمارأت البيت وطافت جازلهاان تنفروليس عليها طواف الصدر "......(فتاویٰ خانية علی هامش الهندية: ۱/۳۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

نذر کے روزوں کے دوران اگر حیض آجائے تو قضاء کا حکم:

مسئلہ نمبر (۳۲۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی عورت نے تین مہینے روزہ کی نذر مانی ہو تو ایام حیض کے روزوں کی قضاء کرنا حیض کے بعد ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں عورت پر ایام حیض کے روزوں کا قرض حیض کے بعد ضروری ہے اس کی وجہ سے نذر میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

"واذاوجبت المرءة على نفسها صوم سنة بعينها قضيت ايام حيضها لان تلك السنة قداتخلوا عن ايام الحيض فصح الايجاب كذافي فتاوىٰ قاضي خان "......(فتاوى الهندية: ١/٢١٠ ،قاضي خان على الهندية: ١/٢١٩)

"واماالمرء ة اذانذرت صوم سنة بعينها فالجواب في حقها كالجواب في حق الرجل يلزمها احدعشرشهرابنذرها وتقتضي ايام حيضها لان النذور اذاكان مضافا الى سنة بعينها اذاكان مضافا الى كل يوم من تلك السنة فليزمها صوم يوم حيضها"......(المحيط البرهاني :٣/٣٧٣،خلاصة الفتاوىٰ: ١/٢٦٢)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

دوران اعتکاف اگر عورت کو حیض آجائے تو اعتکاف کا حکم:

مسئلہ نمبر (۳۲۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں دوران اعتکاف اگر عورت کو حیض آجائے تو عورت کیا کرے؟ اور کیا اس اعتکاف کی قضاء لازم ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کے دوران اگر عورت کو حیض آجائے تو حیض آتے ہی اعتکاف ختم ہوجائے گا اور بعد میں ایک دن کا اعتکاف بمع روزہ کے رکھنا ضروری ہے۔

"اذا فسد الاعتكاف الواجب وجب قضاء ه فان كان اعتكاف شهر بعينه اذافطر يوما يقضي ذلك اليوم وان كان اعتكاف شهر بعينه بغير عينه يلزمه

www.besturdubooks.net

الاستقبال سواء افسده بصنعه من غیرعذر کالخروج والجماع والاکل فی النهار اوبعذر کمااذامرض فاحتاج الی الخروج اوبغیرصنعه کالحیض والجنون والاغماء الطویل کذافی فتح القدیر "......(فتاوی الهندیة : ۱/۲۱۳)

" فان کان اعتکاف شهر بعینه یقضی قدرمافسدلیس غیرولایلزمه الاستقبال کالصوم المنذور به فی شهر بعینه اذاافطر یوما یقضی ذلک الیوم ......سواء افسده بصنعه من غیر عذر کالخروج والجماع والاکل الاالردة اولعذر کمااذامرض فاحتاج الی الخروج اوبغیر صنعه کالحیض والجنون والاغماء الطویل "......(فتح القدیر : ۲/۳۱۴)

"کذافی بدائع الصنائع :۲/۲۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حفظ کرنے والی طالبات کو اگر ماہواری آجائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ نمبر (۳۲۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مدرسہ کی پڑھنے والی طالبات جو قرآن پاک حفظ کرتی ہیں اگر ان کو دوران حفظ ماہواری آجائے تو کیا حکم ہے؟ وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکتی ہیں یا نہیں؟ اگر تعلیم جاری نہ رکھیں تو اس میں حرج آتا ہے اور اگر جاری رکھیں تو اس کا طریقہ کار کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایام حیض کے زمانہ میں مذکورہ عذر کی وجہ سے قرآن مجید کی تلاوت کی اجازت نہیں اور یاد کیا ہوا نہ بھولنے کے دو طریقے ہیں (۱) کپڑے وغیرہ سے قرآن شریف کھول کر بیٹھے اور قلم وغیرہ سے ورق پلٹے اور قرآن مجید پر دیکھ کر دل میں پڑھے اور زبان نہ ہلائے (۲) کوئی تلاوت کر رہا ہو تو اس کے پاس بیٹھ کر سنتی رہے بس سننے سے بھی یاد ہو جاتا ہے، یہ دونوں طریقے جائز ہیں، ان شاء اللہ یاد رکھنے کے لیے کافی ہوں گے۔

"ای ولودون آیة من المرکبات لاالمفردات لانه جوزللحائض المعلمة تعلمیه کلمة کلمة کماقدمناه وکالقرآن التوراة والانجیل والزبور کماقدمه

www.besturdubooks.net

المصنف...... فلایجوز مس الجلد وموضع البیاض منه وقال بعضهم یجوز وهذا اقرب الی القیاس والمنع اقرب الی التعظیم کمافی البحر''......(فتاویٰ شامی: ۱/۲۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حالت حیض میں جماع کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۲۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع کرلے تو اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ اس کا گناہ کیا ہے؟ اور اس کا کفارہ کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ایام حیض میں جماع کرنا نص قرآنی سے حرام ہو چکا ہے، اور یہ گناہ کبیرہ ہے، اگر غلطی سے کبھی ایسا ہو جائے تو اگر حیض کی ابتداء میں صحبت کی ہو تو ایک دینار اور اگر صحبت حیض کے آخر میں کی ہو تو نصف دینار خیرات کرنا مستحب ہے، اور توبہ واستغفار کرنا واجب ہے۔

''اماحرمة وطئها علیه مجمع علیها لقوله تعالیٰ ولاتقربوهن حتی یطهرن ووطؤها فی الفرج عالما بالحرمة عامدا مختارا کبیرة لاجاهلا ولاناسیا ولامکرها فلیس علیه الاالتوبة والاستغفار ویستحب ان یتصدق بدینار اونصف دینار''......(البحر الرائق : ۱/۳۴۲)

''فان جامعها وهوعالم بالتحریم فلیس علیه الاالتوبة والاستغفار ویستحب ان یتصدق بدینار اونصف دینار''......(الهندیة: ۱/۳۹)

''(قوله ولایاتیها زوجها)ولواتاهامستحلاکفرو عالمابالحرمة اتی کبیرة ووجبت التوبة ویتصدق بدینار اوبنصفه استحبابا''......(فتح القدیر: ۱/۱۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

حائضہ کے لیے قرآن کو چھونے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۲۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارہ میں کہ ایام حیض میں عورت قرآن پاک کو مس کرسکتی ہے یا نہیں؟ کیا قرآن پاک کی تلاوت کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور طالبہ اور معلّمہ کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حائضہ کے لیے قرآن کو چھونا جائز نہیں، اگر ضرورت ہو تو کسی جدا کپڑے سے پکڑے، نیز حالت حیض میں قرآن پاک کی تلاوت کی اجازت نہیں، البتہ طالبہ یا معلّمہ کے لیے ایک ایک کلمہ کر کے قرآن پاک کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کی اجازت ہے۔

"قوله وقراءة القرآن ای ولودون آية من المركبات لاالمفردات لانه جوزللحائض المعلمة تعليمه كلمة كلمة"......(ردالمحتار: ۱/۲۱۴)

"وفي السراج قال اصحابنا المتاخرون اذاكانت الحائض اوالنفساء معلمة جازلها ان تلقن الصبيان كلمة كلمة وتقطع بين الكلمتين على قول الكرخی وعلى قول الطحاوی تعلمهم نص آية نصف آية ولاتلقنهم آية تامة"......(منحة الخالق على البحر الرائق: ۱/۳۴۸)

"واذاحاضت المعلمة فينبغي لهاان تعلم الصبيان كلمة كلمة وتقطع بين الكلمتين ولايكره لهاالتهجی بالقرآن كذافي المحيط ومنهاحرمة مس المصحف لايجوز لهما وللجنب والمحدث مس المصحف الابغلاف متجاف عنه كالخريطة والجلد الغير المشرزلابما هومتصل به هوالصحيح هكذافي الهداية"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران ماہواری بیوی سے جماع کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۲۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دوران ماہواری بیوی کے پاس جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی شخص دوران ماہواری اپنی بیوی سے جماع کرلے تو اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

حالت حیض اور حالت نفاس میں جماع حرام ہے، اتنا ہی نہیں بلکہ ناف سے گھٹنے تک اس کے جسم کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا بھی درست نہیں، اور فقہاء نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ حلال سمجھ کر صحبت کرنا کفر ہے، اگر کسی سے یہ گناہ کبیرہ سرزد ہو جائے تو بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ کے حضور پکی توبہ کرے، اور حسب طاقت صدقہ بھی کرنا چاہیئے۔

"فیجوز الاستمتاع بالسرة ومافوقها والركبة وتحتها ولوبلاحائل وكذا بمابينهما بحائل بغيرالوطء......ولااستعمال مامسته من عجين قوله مطلقا اى بشهوة اولاوهل يحل النظر اى بشهوة وهذا كالاستثناء من عموم حل ماعدا القربان واصل التردد لصاحب البحر حيث ذكر ان بعضهم عبربالاستمتاع فيشمل النظر وبعضهم بالمباشرة فلايشمله ومال الى الثانى ومال اخوه فى النهر الى الاول وانتصر العلامة ح للاول واقول فيه نظر فان من عبربالمباشرة (قوله وقربان ماتحت ازار)من اضافة المصدر الى مفعوله والتقدير ويمنع الحيض قربان زوجها ماتحت ازارها"......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۱۴)

"يسئلونک عن المحيض قل هواذى فاعتزلوا النساء فى المحيض ولاتقربوهن حتى يطهرن "......(البقرة: ۲۲۲)

"قوله ولاياتيها زوجها ولواتاها مستحلا كفراوعالمابالحرمة اتى كبيرة ووجبت التوبة ويتصدق بدينار اوبنصفه استحبابا"......(فتح القدير:۱/۱۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

طہر متخلل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۲۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت ۲۱ تاریخ کو حیض سے پاک ہوئی اور اگلے مہینے کی ۱۷ تاریخ کو دوبارہ خون دیکھا لیکن ایک دن جاری رہنے کے بعد خون منقطع ہو گیا اور دو دن انقطاع کے بعد دوبارہ شروع ہو گیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایک دن جس میں خون جاری رہا اور دو دن جن میں خون رک گیا یہ تینوں دن حیض میں شمار ہوں گے یا نہیں؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں یہ تین دن بھی حیض میں شمار ہوں گے اور درمیان میں جو دو دن پا کی کی حالت میں گزرے ہیں وہ طہر متخلل ہے اس کو حیض ہی سمجھا جائے گا کیونکہ وہ ۱۵ دن سے کم ہے۔

''والطهر اذاتخلل بين الدمين فى مدة الحيض فهو كالدم المتوالى''

......(الهداية: ۱/۶۴)

''واقل الطهر بين الحيضتين او النفاس والحيض خمسة عشر يوماوليااليها اجماعا ولاحدلاكثره وان استغرق العمر''......(الدرالمختار: ۱/۵۰)

''والطهرالمتخلل اى بين الدمين فى مدته اى فى مدة الحيض ومارأت من لون فيها اى فى المدة سوى البياض حيض فقوله والطهر مبتداء ومارأت عطف عليه وحيض خبره واعلم ان الطهر الذى يكون اقل من خمسة عشريوماماذاتخلل بين الدمين فان كان من اقل من ثلثة ايام لايفصل بينهما بل هو كالدم المتوالى اجماعا وان كان ثلثة ايام اواكثر فعندابى يوسف وهوقول ابى حنيفة اٰخرا لايفصل وان كان اكثر من عشرة ايام فيجوز بداية الحيض وختمه بالطهر على هذا القول فقط وقدذكران الفتوىٰ على هذا تيسيرا على المفتى والمستفتى''

......(شرح الوقاية: ۱/۱۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مبتدءہ کو اگر ایک مہینہ خون آیا تو حیض کتنے دن شمار ہوگا؟

مسئلہ نمبر (۳۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ایسی عورت کے بارے میں جو جوان ہوئی تو اس کو ابتداء سے ہی پورا ایک مہینہ حیض آتا رہا، اب اس عورت کے کتنے دن حیض شمار کیے جائیں گے جب کہ اس کی پہلے سے حیض کی کوئی عادت نہیں ہے، اور حیض کی مدت سے جو دن اوپر ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ صورت میں جب عورت حیض کے ساتھ جوان ہوئی اوراس عورت کا خون جاری رہا یہاں تک کہ دس دن سے تجاوز کرگیا تو اب اس عورت کے پہلے دس دن حیض شمار ہوں گے اور باقی دن استحاضہ کے ہوں گے۔

”وان ابتدء ت مع البلوغ مستحاضة فحيضها عشرة ايام من كل شهر والباقی استحاضة “......(الهداية : ۱/۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حالت حیض اورنفاس میں بیوی سے مشت زنی کروانے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۳۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی اہلیہ سے حالت حیض میں یا حالت نفاس میں مشت زنی کرواتا ہے، کیا اس کا یہ فعل ازروئے شریعت درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کا اپنی اہلیہ سے مشت زنی کروانا مکروہ تنزیہی ہے جس پر دوام کرنا باعث گناہ اور معصیت ہے، لہٰذا اس سے گریز کرنا چاہیئے۔

”فی الجوهرة الاستمناء حرام وفيه التعزير ولومكن امرأته اوامته من العبث بذكره فانزل كره ولاشئ عليه قوله(كره)الظاهر انهاكراهة تنزيه لان ذلك بمنزلة مالوانزل بتفخيذ اوتبطين تامل وقدمنا عن المعراج فى مفسدات الصوم يجوز ان يستمنى بيد زوجته اوخادمته، قوله (ولاشئ عليه) اى من حدوتعزير وكذا من اثم على ماقلناه“......(الدرمع ردالمحتار: ۳/۱۷۱، ۲/۱۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

حائضہ کی مستعمل چیزوں کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۳۲): مکرمی ومحترمی مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسئلہ میں الجھن کا شکار ہوں امید ہے کہ آپ جواب سے نوازیں گے۔

مسئلہ یہ ہے کہ عورت مخصوص ایام میں جب پاک ہوتی ہے تو بدن کی پاکی کے علاوہ اس چیز کو بھی پاک کرنا پڑتا ہے جو اس کے زیر استعمال رہ چکی ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مخصوص ایام کے بعد نہانا ضروری ہے، اس وقت عورت نجاست حکمی سے پاکی حاصل کرتی ہے، اس کے بدن کے ساتھ مس کرنے والی ہر چیز ناپاک نہیں ہوتی البتہ جس چیز کے ساتھ نجاست لگی ہے وہ پاک کریں، قمیص، کپڑا وغیرہ پر اگر نجاست نہیں لگی تو وہ پاک ہیں۔

"(قوله يعني مابين سرة وركبة)فيجوز الاستمتاع بالسرة ومافوقها والركبة وماتحتها ولوبلاحائل وكذابما بينهما بحائل بغير الوطء ولوتلطخ دماولايكره طبنها ولااستعمال مامسته من عجين اوماء اونحوهما"......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۱۴)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

(الباب السابع فی النجاسة واحکامها)

ذبح شدہ جانور کے خون کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۴۳): ذبح شدہ جانور کا خون اگر کپڑوں کو لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ وہ پاک ہیں یا ناپاک؟ اور کیا وہ کپڑے پہن کر نماز ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ ایسے کپڑوں میں نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ذبح کے وقت اگر خون کپڑوں کو لگ جائے یعنی دم مسفوح تو کپڑے ناپاک ہوجائیں گے، اور اگر جانور کے سر پر یا گردن میں خون جما ہوا ہے تو اکثر وہ دم مسفوح ہوتا ہے تو وہ بھی ناپاک شمار ہوگا اور اگر گوشت بناتے وقت خون کپڑوں کو لگ جائے اور یقین ہے کہ یہ دم مسفوح نہیں تو وہ ناپاک نہیں۔

”(ودم مسفوح من سائر الحیوانات إلادم شهيد ......) قال الشامی تحت قوله(وما بقی فی لحم الخ) یوهم أن هذه الدماء طاهرة ولو كانت مسفوحة وليس بمراد فهی خارجة بقيد المسفوح كماهوصريح كلام البحر وافاده ح وفی البزازية وكذا الدم الباقی فی عروق المذكاة بعد الذبح وعن الإمام الثانی انه يفسد الثوب اذا فحش ولا يفسد القدر للضرورة ......وكذا دم مطلق اللحم ودم القلب قال القاضی الكبد والطحال طاهران قبل الغسل حتى لو طلی به وجه الخف وصلی به جاز الخ“...... (درمع الرد : ۱/ ۳۲۴، ۳۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

لیدر کی جیکٹ پہن کر نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۴۴): لیدر کی جیکٹ پہن کر نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جیکٹ وغیرہ چمڑے کو دباغت دیکر بنائے جاتے ہیں انسان اور خنزیر کے علاوہ کسی بھی جانور کے چمڑے کو جب دباغت دی جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے اس کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح ہے۔

www.besturdubooks.net

”ومن اللباس المعتاد لبس الفرو ولا بأس به من السباع کلها وغیر ذلک من المیتة المدبوغة والمذکاة ودباغها ذکاتها محیط ولا بأس بجلود النمر والسباع کلها اذا دبغت أن یجعل منها مصلی او منبر السرج ملتقط ویکره للرجال السراویل التی تقع علی ظهر القدمین عتابیه ولا بأس بنعل مخصوف بمسامیر الحدید وفی الذخیرة مافیه نجاسة تمنع جوازالصلاۃ اہ“ ......(ردالمحتار : ۲۴۷/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اگرمسافر کے پاس پاک کپڑے نہ ہوں تو کیا کرے؟:

مسئلہ نمبر(۳۳۵): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں اگر پیشاب پاخانہ نکل جائے اور آدمی سفر میں ہواوراس کے پاس اور کپڑے بھی نہ ہوں تو اس صورت میں کیا حکم ہے آپ نے سابقہ فتوی میں فرمایا تھا کہ نماز انہی کپڑوں میں ہوجاتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر آدمی کا پیشاب وغیرہ نکل جائے تو اس کو دھولے یا کسی دوسرے آدمی سے کپڑے مانگ لے،لیکن اگر وہ آدمی کسی ایسی جگہ میں ہو جہاں کوئی ایسی چیز میسر نہ ہوتو انہی کپڑوں میں نماز ادا کرلے،شرعاً اس کی نماز ہوجائے گی۔

”واذا کان مسافرا وله ثوب آخر لا یجوز الصلاۃ مع الثوب النجس اذا کانت النجاسة اکثر من قدر الدرهم وان لم یکن له ثوب آخر وعجز عن غسله لعدم الماء أو معه ماء وهو یخاف العطش جاز له الصلوۃ فیه“......(محیط البرهانی: ۱۶/۲)

”(ولو کان ربعه طاهرا صلی فیه حتما)اذ الربع کا لکل وهذا إذا لم یجدما یزیل به النجاسة أو یقللها فیتحتم لبس أقل ثوبیه نجاسة والضابط ان من ابتلی

www.besturdubooks.net

ببلیتین فان تساویا خیر و ان اختلفا اختار الأخف اہ "...... (الدرالمختار علی ہامش الرد : ۱/۳۰۴،۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زمین پاک کرنے کا طریقہ:

مسئلہ نمبر(۳۳۶): (۱) اگر زمین نا پاک ہو جائے تو کیا صرف تین بار پانی بہا دینا کافی ہے؟ یا فرش کے سوکھنے کا انتظار کرنا چاہیے؟

(۲) بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ ناپاک کپڑے کو تین بار پاک کریں اور تیسری بار پوری طاقت سے نچوڑیں سو جب کپڑے دھوبی کے پاس جاتے ہیں وہ کپڑے اس طرح پاک نہیں کرتا وہاں ایسے لوگوں کے کپڑے بھی جاتے ہیں جو پاکی اور ناپاکی نہیں جانتے دوسروں کے بھی ساتھ مل جاتے ہیں ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

۱۔ صورت مرقومہ میں اگر فرش تین بار دھو کر خشک کر دیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر اس پر اتنا پانی بہا دیا جائے جس سے نجاست کا اثر ختم ہو جائے پھر بھی پاک ہو جاتا ہے۔

"و ان کانت مستویة صب علیها الماء ثلاث مرات و جففت کل مرة بخرقة طاهرة و کذا لو صب علیها الماء بکثرة حتیٰ لا یظهر اثر النجاسة."......

(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۶۴)

۲۔ اگر کپڑے کو نجاست غیر مرئیہ لگی ہو تو مفتی بہ قول کے مطابق تین دفعہ دھویا جائے گا تین دفعہ سے کم دھونے کی صورت میں کپڑا ناپاک ہوگا۔

"(وما لیس بمرئی فطهارته أن یغسل حتی یغلب علی ظن الغاسل أنه قد طهر)لان التکرار لابد منه للاستخراج ولا یقطع بزواله فاعتبر غالب الظن کما فی أمر القبلة وانما قدروا بالثلاث لان غالب الظن یحصل عنده فاقیم السبب الظاهر مقامه تیسیرا ویتأید ذلک بحدیث المستیقظ من منا مه ثم لا بد من العصر فی کل مرة فی ظاهر الروایة "......(الهدایة ج ۱/۷۴)

www.besturdubooks.net

"(قوله بلا عدد يفتى) كذا فى المنية وظاهره أنه لو غلب على ظنه زوالهما بمرة أجزأه وبه صرح الامام الكرخى فى مختصره واختاره الامام الاسبيجابى وفى غاية البيان أن التقدير بالثلاث ظاهر الرواية وفى السراج اعتبار غلبة الظن مختار العراقيين والتقدير بالثلاث مختار البخاريين والظاهر الاول ان لم يكن موسوسا وان كان موسوسا فالثانى اه بحر قال فى النهر وهو توفيق حسن اه وعليه جرى صاحب المختار فانه اعتبر غلبة الظن الافى الموسوس وهو ما مشٰى عليه المصنف واستحسنه فى الحلية وقال وقد مشى الجم الغفير عليه فى الاستنجاء أقول وهذا مبنى على تحقيق الخلاف وهو أن القول بغلبة الظن غير القول بالثلاث قال فى الحلية وهو الحق واستشهد له بكلام الحاوى القدسى والمحيط أقول وهو خلاف مافى الكافى مما يقتضى أنهما قول واحد وعليه مشى فى شرح المنية فقال فعلم بهذا أن المذهب اعتبار غلبة الظن وانها مقدرة بالثلاث لحصولها به فى الغالب وقطعا للوسوسة وانه من اقامة السبب الظاهر مقام المسبب الذى فى الاطلاع على حقيقته عسر كالسفر مقام المشقة اه وهو مقتضى كلام الهداية وغيرها واقتصر عليه فى الامداد وهو ظاهر المتون حيث صرحوا بالثلاث والله اعلم"......(الرد المحتار: ۱/۲۴۳، ۲۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ناپاک قالین کو پاک کرنے کا طریقہ:

مسئلہ نمبر(۳۳۷): اگر کوئی بچہ قالین پر پیشاب کردے اور وہ پیشاب خشک ہوجائے تو آیا اس پر نماز ادا ہوجائے گی یا نہیں؟ اور اگر اس کے اوپر مصلیٰ ڈال لیا جائے تو پھر نماز کا کیا حکم ہے؟ نیز اگر ناپاک ہے تو پھر قالین کی پاکی کا کیا طریقہ ہے؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ جب قالین کا ایک حصہ ناپاک ہو جائے تو دوسرے پاک حصے پر نماز پڑھنا جائز ہے، اور ناپاک حصہ پر نماز پڑھنا صرف اس وقت جائز ہوگا جب اس کو پاک کیا جائے گا، البتہ اگر ناپاک حصہ پر مصلیٰ (جائے نماز) وغیرہ ڈال دیا جائے تو اس پر نماز پڑھنا درست ہے نیز قالین کے ناپاک حصہ کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر تین مرتبہ پانی ڈالا جائے اور پھر لٹکا دیا جائے اور لٹکانے کے بعد ہر مرتبہ اتنا انتظار کیا جائے کہ پانی کے قطروں کا ٹپکنا بند ہو جائے۔

"و لو بسط بساطا رقيقا على الموضع النجس و صلى عليه ان كان البساط بحال يصلح ساترا للعورة تجوز الصلاة......و لو افترش نعليه و قام عليهما جازت الصلوٰة بمنزلة ما لو بسط الثوب الطاهر على الارض النجسة و صلى عليه جاز"......(البحر الرائق : ١/٢٦٦)

"قوله (و مكانه) فلا تمنع النجاسة فى طرف البساط و لو صغيرا فى الأصح و لو كان رقيقا و بسطه على موضع نجس ان صلح ساتراً للعورة تجوز الصلوٰة كما فى البحر عن الخلاصة"......(رد المحتار : ١/٢٩٦)

"قوله (و بتثليث الجفاف فيما لا ينعصر) أى ما لا ينعصر فطهارته غسله ثلاثا و تجفيفه فى كل مرة لان للتجفيف أثرا فى استخراج النجاسة و هو ان يتركه حتىٰ ينقطع التقاطر و لا يشترط فيه اليبس"......(البحر الرائق : ١/٤١٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

دوران استنجاء چھینٹیں لگنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۴۸): کھلے میدان میں استنجاء کرتے وقت جو پانی زمین پر گرتا ہے تو اسکی چھینٹیں کپڑوں پر پڑ جائیں وہ کپڑے ناپاک ہونگے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

دوران استنجاء جو پانی زمین پر گر جائے اور اس کی چھینٹیں کپڑے پر لگ جائیں تو کپڑا ناپاک ہو جائیگا اس لیے احتیاط بہت ضروری ہے۔

www.besturdubooks.net

”(استنجیٰ) فأصاب الماء کمه أو ذیله ان أصابه الماء الاول أو الثانی أو الثالث یتنجس نجاسة غلیظة و ان أصابه الماء الرابع یتنجس نجاسة الماء المستعمل“......(الخانیة : ۱/۱٦۱)و(تبیین الحقائق: ۱/۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈھیلے سے استنجا کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۳۹): استنجا کرتے وقت صرف اگر ڈھیلا استعمال کرلیا جائے اور پانی استعمال نہ کیا جائے تو پاکی حاصل ہوگی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

استنجا کی صورت میں افضل یہ ہے کہ ڈھیلوں اور پانی کو جمع کرلیا جائے خصوصا آجکل جبکہ غذائیں بہت مختلف ہوگئی ہیں، ہاں اگر کہیں پانی نہ ملے اور ڈھیلوں پر اکتفا کیا جائے تو جائز ہے جبکہ ماوراء مخرج نجاست درہم یا اس سے کم ہو۔

”ویجوز فیه الحجر وما قام مقامه یمسحه حتیٰ ینقیه لان المقصود هو الانقاء فیعتبر ما هو المقصود“......(الهدایة : ۱/۷۴)

”ثم الاستنجاء بالاحجار انما یجوز اذا اقتصرت النجاسة علی موضع الحدث فأما اذا تعدت موضعها بأن جاوزت الشرج أجمعوا علی ان ما جاوز موضع الشرج من النجاسة اذا کانت أکثر من قدر الدرهم یفترض غسلها بالماء و لا یکفیها الازالة بالاحجار “......(الهندیة : ۱/۴۸)

”وفی الذخیرة اتفق أصحابنا ء رحمهم الله ان من استنجیٰ بالاحجار و أنقاه ان له ان یصلی من غیر استعمال الماء“......(التاتارخانیة : ۲۱۸،۲۱۹/۱، مطبوعه جدید رشیدیه کوئٹه)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

بازار سے خریدے ہوئے استعمال شدہ کپڑوں کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۴۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لنڈے بازار سے پرانے استعمال شدہ کپڑوں کو خریدنے کے بعد بغیر دھوئے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا ان کپڑوں میں نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

لنڈے بازار کے کپڑوں کا استعمال کرنا اور ان میں نماز پڑھنا درست ہے لیکن بہتر ہے کہ دھو لیے جائیں، بشرطیکہ اس پر واضح نجاست موجود نہ ہو ورنہ دھونا ضروری اور لازم ہے، البتہ ایسے کپڑے جیسے پائجامہ جن میں نجاست کا خطرہ غالب ہے ان میں بدون دھوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

”والصلوۃ فی سراویلھم (الی قولہ) ان علم ان سراویلھم نجسۃ لا تجوز الصلوۃ فیھا وان لم یعلم تکرہ الصلوۃ فیھا ولو صلی یجوز“......(الھندیۃ: ۳۴۷/۵)

”قال فی الفتح وقال بعض المشائخ تکرہ الصلوۃ فی ثیاب الفسقۃ لانھم لایتقون الخمور قال المصنف یعنی صاحب الھدایۃ الاصح انہ لایکرہ لانھم لم یکرہ من ثیاب اھل الذمۃ الاسراویل مع استحلالھم الخمر فھذا اولی“......(ردالمحتار: ۱/۲۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

معذور کے کپڑے پاک کرنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۴۱): بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

ایک آدمی نے مسئلہ پوچھا کہ میں نماز پڑھتا ہوں اور نماز کے بعد گھر جاتا ہوں اور جب مجھے پیشاب کی حاجت ہوتی ہے تو میرے بیت الخلاء جانے تک پیشاب میری شلوار میں نکل جاتا ہے اور کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں، ہر بار اسی طرح ہوتا ہے غرضیکہ کپڑے پاک نہیں رہ سکتے، میں نماز کے بارے میں کیا کروں؟ اور پانچ وقت کپڑے بدلنا ممکن نہیں ہے مجھے بتلائیں کہ میں کیا کروں؟ یہ پیشاب کی تکلیف مجھے بدستور ہے نکل جاتا ہے اب اس جگہ میں کیا کروں مجھے جواب دیں تاکہ اس پر عمل کروں؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز سے پہلے اور دوران نماز کپڑوں کے ناپاک ہونے کا یقین ہو تب تو کپڑے کا دھونا واجب ہے بصورت دیگر کپڑے کا دھونا ضروری نہیں، مگر جب نجاست کپڑے پر بہت زیادہ جمع ہو جائے تو دن میں ایک یا دو مرتبہ دھولیا جائے۔

"فرع إذا اصاب ثوب المعذور نجاسة عذره هل يجب غسله قيل لا...... وفى البدائع يجب غسل الزائد عن الدرهم ان كان مفيدا بان لا يصيبه مرة بعد اخرى حتى لو لم يغسل وصلى لا يجزيه وان لم يكن مفيد ا لا يجب ما دام العذرقائما وهو اختيار مشايخنا ...... وفى النوازل ان كان لو غسله تنجس ثانيا قبل الفراغ من الصلوة جاز ان لا يغسله والا فلا قال وهو المختار" ......
(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح : ۱۵۰)

"(وان سال على ثوبه) فوق الدرهم (جاز له ان لا يغسله ان كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها) اى الصلاة (والا) يتنجس قبل فراغه (فلا) يجوز ترك غسله هو المختارللفتوى"...... (الدر مختار على هامش رد المحتار : ۱/ ۲۲۴)

"(قوله هو المختار للفتوى) وقيل لا يجب غسله اصلا وقيل ان كان مفيدا بان لا يصيبه مرة اخرى يجب وان كان يصيبه المرة بعد الاخرى فلا واختاره السرخسى بحر قلت بل فى البدائع انه اختيار مشايخنا وهو الصحيح"......
(در مع الرد : ۱/ ۲۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ:

مسئلہ نمبر (۳۴۲): ناپاک کپڑے کو تین بار پاک کرنا اور نچوڑنا ضروری ہے یا نہیں، جب کہ دھوبی ایسا نہیں کرتا تو آیا کپڑے پاک ہو جاتے ہیں؟ بینوا توجروا

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر کپڑے کونجاست غیرمرئیہ لگی ہوتو مفتی بہ قول کے مطابق تین دفعہ دھویا جائے گا تین دفعہ سے کم ہونے کی صورت میں کپڑاناپاک ہوگا۔

"(ومالیس بمرئی فطھارته أن یغسل حتی یغلب علی ظن الغاسل أنه قد طھر) لان التکرار لابد منه للاستخراج ولا یقطع بزواله فاعتبر غالب الظن کما فی أمر القبلة وانما قدروا بالثلاث لان غالب الظن یحصل عنده فاقیم السبب الظاھر مقامه تیسیراویتأید ذلک بحدیث المستیقظ من منامه ثم لا بد من العصر فی کل مرة فی ظاھر الروایة"...... (الھدایة ج ۱ /۷۴)

"(قوله بلا عدد به یفتی) کذا فی المنیة وظاھره أنه لو غلب علی ظنه زوالھما بمرة أجزأه وبه صرح الامام الکرخی فی مختصره واختاره الامام الاسبیجابی وفی غایة البیان أن التقدیر بالثلاث ظاھرالروایة وفی السراج اعتبار غلبة الظن مختار العراقیین والتقدیر بالثلاث مختار البخاریین والظاھر الاول ان لم یکن موسوسا وان کان موسوسا فالثانی اہ بحر قال فی النھر وھو توفیق حسن اہ وعلیه جری صاحب المختار فانه اعتبر غلبة الظن الافی الموسوس وھو ما مشی علیه المصنف واستحسنه فی الحلیة وقال وقد مشی الجم الغفیر علیه فی الاستنجاء أقول وھذا مبنی علی تحقیق الخلاف وھو أن القول بغلبة الظن غیر القول بالثلاث قال فی الحلیة وھو الحق واستشھد له بکلام الحاوی القدسی والمحیط أقول وھو خلاف مافی الکافی مما یقتضی أنھما قول واحد وعلیه مشی فی شرح المنیة فقال فعلم بھذا أن المذھب اعتبار غلبة الظن وانھا مقدرة بالثلاث لحصولھا به فی الغالب وقطعا للوسوسة وانه من اقامة السبب الظاھر مقام المسبب الذی فی الاطلاع علی حقیقته عسر کالسفر مقام المشقة اہ وھو مقتضی کلام الھدایة وغیرھا

www.besturdubooks.net

واقتصر علیه فی الامداد وهو ظاهر المتون حیث صرحوا بالثلاث والله اعلم‘‘......(الردالمحتار : ۱/۲۴۳، ۲۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کپڑوں پر پرفیوم کا استعمال:

مسئلہ نمبر(۳۴۳): آج کل بازاروں میں مختلف قسم کی پرفیومز ملتے ہیں جس میں الکحل کا استعمال ہوتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان پرفیومز کا استعمال کرنا کپڑوں وغیرہ پر درست ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

پرفیومز وغیرہ میں استعمال ہونے والا الکحل اگر انگور، کھجور اور کشمش کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہو تو ان پرفیومز کا کپڑوں پر لگانا درست ہے اور اگر انگور، کھجور اور کشمش سے ہی حاصل کیا گیا ہو تو یہ نجس ہے کپڑوں پر لگانا درست نہیں ہے، البتہ ایسے الکحل میں اگر کوئی ایسا کیمیاوی عمل کیا جائے جس سے الکحل کی حقیقت ہی باقی نہ رہے، پھر یہ الکحل ان پرفیومز وغیرہ میں ڈالا جائے تو ان پرفیومز کا کپڑوں پر لگانا درست ہے۔

’’واما الأشربة التی تتخذ من الأطعمة کا لحنطة والشعیر والدخن والذرة والعسل والتین والسکر ونحوها فلا یجب الحد بشربها لان شربها حلال عندهما ‘‘......(بدائع الصنائع : ۵/۷ ۹ ۴)

’’وقال فی الدرالمختار (المحرم منها اربعة) انواع الاول (الخمر وهی النی من ماء العنب اذا غلی واشتد وقذف بالزبد)...... قال (وهی نجسة نجاسته مغلظة) ...... قال (ولا یجوز بها التداوی) الثانی (الطلاء وهو العصیر یطبخ حتی یذهب اقل من ثلثیه) ویصیر مسکر ...... ونجاسته کالخمر) وبه یفتی والثالث (السکر وهو النی من ماء الرطب) اذا اشتد وقذف بالذبد ، الرابع (نقیع الزبیب وهو النی من ماء الزبیب) بشرط ان یقذف بالزبد بعد الغلیان (والکل حرام اذاغلی واشتد) والا لم یحرم اتفاقا وان قذف حرم اتفاقا ...... ولم یبین حکم نجاسة السکر والنقیع ومفاد کلامه انها خفیفة وهو مختار

www.besturdubooks.net

السرخسی واختار فی الھدایة انها غلیظة"......(الدرالمختارعلی ھامش الرد : ٣١٨تا٣٢١/٥)

"وقال الشامی وعبارة المجتبی جعل الدھن النجس فی صابون یفتی بطھارته لأنه تغیر والتغیر یطھر عند محمد ویفتی به للبلوی ...... ثم اعلم ان العلة عند محمد ھی التغیر وانقلاب الحقیقة وانه یفتی به للبلوی کما علم مما مر ومقتضاه عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل فیه کل ما کان فیه تغیر وانقلاب حقیقة وکان فیه بلوی عامة"...... (الفتاوی الشامیة : ١/ ٢٣١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

نجس کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(٣٤٤): بندے کا تقریباً پانچ سال کا عرصہ اس حالت میں گزرا ہے کہ چھوٹا پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کے قطرات آتے تھے اور ان کی مقدار قضائے حاجت کے بعد بوقفہ دو یا تین مرتبہ تھی اور ممکن ہے چوتھی مرتبہ بھی بسا اوقات آجاتے ہوں چوتھی مرتبہ کے بارے میں صحیح معلوم نہیں۔ پھر بندہ کا طرز یہ ہوتا تھا کہ شلوار کے اگلے حصہ کو اکثر نماز ادا کرنے لیے وضو کے وقت دھو لیتا اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ویسے ہی انہیں کپڑوں میں وضو کر کے نماز پڑھ لیتا تھا اور دھونے کی مقدار دن میں ایک دو مرتبہ سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔

عرض یہ ہے کہ اس عرصہ میں بندہ نے لاعلمی کی وجہ سے ان کپڑوں میں نمازیں پڑھی ہیں ان کی قضا بندہ کے ذمہ لازم ہے یا کہ ادا ہو گئیں ؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ آدمی کا پیشاب، چونکہ نجاست غلیظہ ہے اور نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے اور پھیلاؤ میں درہم کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، اس کو دھوئے بغیر اگر نماز پڑھ لے تو نماز درست ہوگی، لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ ہے اور اگر پھیلاؤ میں درہم سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں، اس کو دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی۔

www.besturdubooks.net

”(وعفی قدر الدرهم) وزناً فی المتجسدة وهوعشرون قیراطاومساحة فی المائعة وهو قدر مقعر الکف داخل مفاصل الاصابع کما وفقه الهندوانی وهو الصحیح فذلک(عفو) من النجاسة(المغلظة) فلا یعفی عنها اذا زادت علی الدرهم مع القدرة علی الازالة اه“......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب الانجاس،ص: ۱۵۶،۱۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۴۵): ہمارے ہاسٹل میں دھوبی جب کپڑے دھوتا ہے تو ایک تالاب میں دھوتا ہے اور ایک ٹونٹی تالاب میں چل رہی ہوتی ہے اور ایک چھوٹی نالی سے پانی بہہ رہا ہوتا ہے جبکہ تالاب کا سائز بھی چھوٹا ہے، واضح رہے کہ دھوبی کافی سارے کپڑے اکٹھے دھوتا ہے جن میں پاک وناپاک دونوں شامل ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں ہاسٹل کے دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے پاک ہیں جب تک کپڑوں پر واضح نجاست نظر نہ آئے محض شک کی بناء پر ناپاکی کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

چونکہ دھوبی جس تالاب میں کپڑے دھوتا ہے اس میں ایک طرف سے پانی داخل ہو رہا ہے اور دوسری طرف سے نکل رہا ہے، اس لیے یہ جاری پانی کے حکم میں ہے اس تالاب میں ناپاک و پاک دونوں قسم کے کپڑے دھونے کے بعد پاک ہوں گے۔

”من شک فی انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسةام لا فهو طاهر ما لم یستیقن“......(فتاویٰ التاتار خانیه : ۱/۲۶۹ ،مطبوعه جدیدرشیدیه کوئٹه)

”ان المعتبر فی تطهیر النجاسةالمرئیة زوال عینها ولو بغسلة واحدةولو فی اجانة کما مر فلا یشترط فیهاتثلیث غسل ولا عصر وان المعتبرغلبةالظن فی تطهیر غیر المر ئیةبلا عدد علی المفتی به او مع شرط التثلیث علی ما مر ولاشک ان الغسل بالماء الجاری وما فی حکمه من الغدیر أو الصب الکثیر الذی یذهب بالنجاسة اصلا“......(ردالمحتار : ۱/۳۴۴)

www.besturdubooks.net

"اما لو غسل فی غدیر أو صب علیه ماء كثير أو جرىٰ عليه الماء طهر مطلقا"......(الدر علی هامش الرد : ۱/۲۴۴،۲۴۵)

"الماء الجاری وهو مايذهب بتبنة كذافی الكنز والخلاصة وهذا هو الحد الذی ليس فی دركه حرج هكذا فی شرح الوقاية وقيل مايعدالناس جاريا وهو الاصح كذافی التبيين "......(فتاوی الهندية: ۱/۱۶)

"ثم اشتراط العصر فيماينعصر انما هو فيمااذاغسل الثوب فی الاجانة امااذاغمس الثوب فی ماء جار حتی جری عليه الماء طهر......واماحكم الصب فانه اذاصب الماء علی الثوب النجس ان اكثر الصب بحيث يخرج مااصاب الثوب من الماء وخلفه غيره ثلاثا فقدطهرلان الجريان بمنزلة التكرار والعصروالمعتبر غلبة الظن هوالصحيح"......(البحرالرائق: ۱/۴۱۲)

"واذاكان حوض صغير يدخل فيه الماء من جانب ويخرج من جانب يجوزالوضوء فی جميع جوانبه وعليه الفتوىٰ من غيرتفصيل بين ان يكون اربعا فی اربع اواقل فيجوز اواكثر فلايجوز وفی معراج الدراية يفتی بالجواز مطلقا واعتمده فی فتاوی قاضی خان"......(البحرالرائق : ۱/۱۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

طہارت مسجد:

مسئلہ نمبر(۳۴۶): ہماری مسجد میں ایک بوڑھا آدمی ہے جو کہ اکثر مسجد میں تلاوت کرتا ہے اور اکثر مسجد میں پیشاب بھی کر دیتا ہے سمجھانے کے باوجود مانتا بھی نہیں ہے حتیٰ کہ اس کے گھر والے بھی اس کو مسجد آنے سے منع کرتے رہتے ہیں ان کی بھی نہیں مانتا، اس کو سب نے کہا ہے کہ تم گھر میں تلاوت کر لیا کرو اور فرض نماز مسجد میں پڑھ کر چلے جایا کرو لیکن سمجھانے کے باوجود نہیں مانتا عمر اس کی تقریباً ۹۰ سال ہے کیا زبردستی اس کو منع کر سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اس بزرگ کو مناسب طریقے سے مسجد میں آنے سے روکا جائے اگر سمجھانے کے باوجود

www.besturdubooks.net

نہیں مانتا تو اولاد کے علاوہ مسجد کی انتظامیہ یا امام وغیرہ سختی سے منع کر سکتے ہیں کیونکہ پیشاب پر قابو نہ رکھنے کی وجہ سے یہ بوڑھا بچوں کے حکم میں ہے، نیز مسجد کو نجاست سے پاک رکھنا ضروری ہے۔

”والرابع عشر أن ینزهه عن النجاسات والصبیان والمجانین و اقامة الحدود“......(الهندیة : ۵/ ۳۲۱)

”و یحرم ادخال صبیان و مجانین حیث غلب تنجیسهم و الا فیکره و ینبغی لداخله تعاهد نعله و خفه و صلاته فیهما افضل اه “...... (الدر علی هامش الرد: ۱/ ۴۸۶)

”(قوله و یحرم الخ)لما أخرجه المندری مرفوعا جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم و بیعکم و شرائکم و رفع أصواتکم و سل سیوفکم و اقامة حدودکم اه“......(درمع الرد: ۱/ ۴۸۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

استبراء کرنا:

مسئلہ نمبر(۳۴۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ استنجاء کے بعد استبراء کا کیا حکم ہے؟ نیز استبراء کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ دلائل کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ قطرات بول سے استبراء ضروری ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ذکر کو پکڑ کر نیچے سے حشفہ کی طرف نچوڑا جائے اور کھانسی کر لی جائے یا چل لیا جائے یہاں تک کہ استبراء بول کا یقین ہو جائے، پھر اس کے بعد مٹی کے تین ڈھیلے استعمال کر کے پانی سے استنجاء کر لے۔

”فاذا فرغ یعصر ذکره من اسفله الی الحشفة ثم یمسح بثلاثة احجار...... فاذا استیقن بانقطاع اثر البول یقعد للاستنجاء بالماء“......(ردالمحتار : ۱/ ۲۵۴)

”یجب الاستبراء بمشی او تنحنح او نوم علی شقه الایسر ویختلف بطبائع الناس“......(الدرالمختار علی هامش الرد: ۱/ ۲۵۳)

www.besturdubooks.net

”(یلزم الرجل الاستبراء) حتی یزول اثر البول ویطمئن قلبه علی حسب عادته ......الخ“......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۴۳،۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

واشنگ مشین میں پاک اور ناپاک کپڑے اکٹھے دھونا:

مسئلہ نمبر (۳۴۸): واشنگ مشین میں کپڑے دھوئے ہوں اور کوئی کپڑا اس میں ناپاک تھا تو باقی کپڑوں کا کیا حکم ہے وہ پاک ہیں یا ناپاک؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر پاک اور ناپاک کپڑے اکٹھے دھوئے جائیں تو تین بار پانی بہا کر نچوڑ دینے سے پاک ہوجاتے ہیں اور اگر دھونے والے کو تین بار سے کم نچوڑنے پر نجاست کے نکل جانے کا غالب گمان ہوجائے تب بھی پاک ہیں، البتہ تین بار بہا کر نچوڑ دینا بہتر ہے۔

”ومالیس بمرئی فطهارته ان یغسل حتی یغلب علی ظن الغاسل انه قدطهر لان التکرار لابدمنه للاستخراج ولایقطع بزواله فاعتبرغالب الظن کمافی امرالقبلة وانما قدروا بالثلاث لان غالب الظن یحصل عندهم فاقیم السبب الظاهر مقامه تیسیرا ویتاید ذلک بحدیث المستیقظ من منامه ثم لابدمن العصر فی کل مرة فی ظاهرالروایة لانه هوالمستخرج“......(هدایه علی هامش البنایة: ۷۴۰،۷۳۹/۱)

”وفی غایة البیان ان التقدیربالثلاث ظاهرالروایة وظاهره انه لوغالب علی ظنه زوالها بمرة اومرتین لایکفی وظاهر ان مافی الهدایة اولاانه یکفی لانه اعتبرغلبة الظن واخرا انه لابدمن الزیادة علی الواحدة حیث قال لان التکرار لابدمنه للاستخراج والمفتی به اعتبارغلبة الظن من غیرتقدیر بعدد کماصرح به فی منیة المصلی“......(البحرالرائق: ۱/۴۱۲)

”ثم التقدیر بالثلاث عندنا لیس بلازم بل هومفوض الی غالب رأیه واکبرظنه

www.besturdubooks.net

وانماوردالنص بالتقدير بالثلاث بناء على غالب العادات فان الغالب انهاتزول بالثلاث ولان الثلاث هوالحدالفاصل لابلاء العذر“......(بدائع الصنائع: ۱/۲۴۹)

”ثوب نجس غسل فی ثلاث جفان اوفی واحدة ثلاثا وعصر فی کل مرة طهر لجريان العادة بالغسل هكذا فلولم يطهر لضاق على الناس“......(فتاویٰ الهندية: ۱/۴۲)

”قال العلامة الشامی تحت (قوله مما يتشرب النجاسة الخ) حاصله كما فی البدائع ان المتنجس اما ان لا يتشرب فيه اجزاء النجاسة اصلا كالاوانی المتخذة من الحجر و النحاس و الخزف العتيق أو يتشرب فيه قليلا كالبدن والخف والنعل أو يتشرب كثيرا ففی الاول طهارته بزوال عين النجاسة المرئية أو بالعدد على مامر و فی الثانی كذلك لان الماء يستخرج ذلك القليل فيحكم بطهارته و اما فی الثالث فان كان مما يمكن عصره كالثياب فطهارته بالغسل و العصر الى زوال المرئية وفی غيرها بتثليثهما و ان كان مما لا ينعصر كالحصير المتخذ من البردی و نحوه ان علم انه لم يتشرب فيه بل أصاب ظاهره يطهر بازالة العين أو بالغسل ثلاثا بلا عصر و ان علم تشربه كالخزف الجديد و الجلد المدبوغ بدهن نجس والحنطة المنتفخة بالنجس فعند محمدؒ لا يطهر أبدا و عند أبی يوسفؒ ينقع فی الماء ثلاثا و يجفف كل مرة و الاول أقيس والثانی أوسع اه وبه يفتی“......(ردالمحتار : ۱/۳۴۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ناپاک شے کو پاک کرنے کے بعد اس سے نکلنے والے قطروں کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۴۹): اگر پاؤں پر نجاست (مثلاً پیشاب کے قطرے) پڑ گئے تو آیا دھونے کے بعد جو قطرے ٹپک رہے ہیں وہ پاک ہیں یا ناپاک؟

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں جو قطرے دھونے کے بعد ٹپک رہے ہیں وہ ماء مستعمل کے حکم میں ہیں اور ماء مستعمل کا حکم یہ ہے کہ وہ پاک تو ہوتا ہے لیکن نجاست حکمیہ کو زائل نہیں کرسکتا بلکہ نجاست حقیقیہ کو زائل کرسکتا ہے جیسے پاخانہ وغیرہ کپڑے کو لگ جائے، لہٰذا یہ قطرے پاک تو ہوں گے لیکن ایسے مستعمل پانی سے وضو اور غسل وغیرہ نہیں کیا جاسکتا، اور اگر یہ کپڑے وغیرہ کو لگ جائیں تو کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔

”اتفق اصحابنا رحمهم الله تعالى ان الماء المستعمل ليس بطهور حتى لايجوز التوضوء به واختلفوا فى طهارته قال محمدرحمه الله هو طاهر وهورواية عن ابى حنيفة وعليه الفتوىٰ كذافى المحيط “ ......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۲۲)

”(قوله والماء المستعمل لقربة اورفع حدث اذا استقر مكان طاهر لامطهر)“......(البحر الرائق : ۱/۱٦۴)

”اتفق اصحابنا رحمهم الله تعالى ان الماء المستعمل ليس بطهور حتى لايجوز التوضوء به ولايجوزغسل شىء من النجاسات به واختلفوا فى طهارته قال محمدرحمه الله هوطاهر غيرطهور وهورواية عن ابى حنيفة رحمه الله تعالى وعليه الفتوىٰ“......(المحيط البرهانى : ۱/۲۷٦)

”منهاالغسل يجوز تطهير النجاسة بالماء وبكل مائع طاهريمكن ازالتها به كالخل وماء الورد ونحوه......ومن المائعات الماء المستعمل وهذاقول محمد ورواية عن ابى حنيفة وعليه الفتوىٰ هكذافى الزاهدى “......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۴۱)

”اماالماء المستعمل وعند محمدؒ و هى رواية عن أبى حنيفةؒ أيضا هى طاهر غير طهور أى غير مطهر و به أخذ أكثر المشائخ و هو ظاهر الرواية و عليه الفتوىٰ“......(حلبى كبيرى : ۱۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

خروج ریح سے استنجاء کرنا ضروری ہے یا نہیں؟:

مسئلہ نمبر(۳۵۰): فقط ہوا کے خارج ہونے سے استنجا کا کرنا ضروری ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ہوا کے خارج ہونے سے استنجاء کرنا ضروری نہیں۔

"(قوله فلا يسن من ريح) لأن عينها طاهر ة و انما نقضت لانبعا ثها عن موضع النجاسة اه و لأن بخروج الريح لا يكون على السبيل شئ فلا يسن منه بل هو بدعة كما في المجتبىٰ بحر"...... (ردالمحتار : ۲۴۶/۱)

"والخامس بدعة وهوالاستنجاء من الريح كذافى الاختيار شرح المختار"......(فتاویٰ الهندية: ۵۰/۱)

"(قوله ولايسن من ريح)لان عينها طاهرة فانما نقضت لانبعاثها عن موضع النجاسة ولان بخروج الريح لايكون على السبيل شيء فلايسن منه بل هوبدعة كمافى المجتبىٰ بحر"......(فتاویٰ شامی : ۲۴۶/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

گندگی کی جگہ پر مسجد بنانے اوراس جگہ میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۵۱): ایک جگہ گندگی کا سالوں سال ڈھیر پڑا ہے، اب ایک شخص اس ڈھیر کواس جگہ سے ہٹا کر یہاں مسجد بنانا چاہتا ہے، کیا اس ڈھیر کی جگہ پر مسجد شریعت کے لحاظ سے بنانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں جب نجاست اور گندگی ہٹادی جائے اور جگہ صاف رہ جائے تو اس پر مسجد بنانے میں ازروئے شریعت کوئی حرج نہیں ہے، حدیث میں حضور ﷺ نے مزبلہ میں نماز پڑھنے سے جو منع فرمایا ہے اس کی وجہ علمائے کرام نے نجاست قرار دی ہے۔

"عن ابن عمر رضى الله عنهما قال نهى رسول الله ﷺ ان يصلى فى سبعة مواطن فى المزبلةوالمجزرةوالمقبرة وقارعة الطريق وفى الحمام وفى

www.besturdubooks.net

معاطن الإبل وفوق ظهر بيت الله ،رواه الترمذی و ابن ماجه‘‘......(مشکوۃ: ۱/۷۲)

’’وقال المحشی ناقلا عن المرقات لملاعلی القاری المزبلة هی الموضع الذی یکون فیه الزبل وهو السرجین ومثله سائر النجاسات قوله والمجزرة بکسر الزاء وتفتح هی الموضع الذی تنحر فیه الإبل وتذبح البقر والشاء نهی عنها لأجل النجاسة فیها من الدماء والأرواث‘‘ ......(مشکوۃ: ۱/۷۲)

اس تعلیل سے معلوم ہوا جب نجاست ہٹا دی جائے تو کوئی منع نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ناک، منہ سے نکلنے والے خون کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۵۲): ۱۔ جو خون ناک سے یا منہ سے نکلتا ہے وہ پاک ہے یا ناپاک ہے؟ اگر وہ خون بہنے والا ہوگا تو کیا ناپاک ہوگا اور اگر وہ خون بہنے والا نہیں ہوگا تو کیا وہ پاک ہوگا؟

۲۔ اگر وہ ناپاک ہے تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے گا؟

۳۔ اگر جسم کے حصہ پر ناپاکی لگی ہو تو اس کو کس طرح پاک کریں، کیا اس پر گیلا ہاتھ پھیر دینے سے جسم پاک ہو جائے گا۔ اگر پاک ہو جائے تو ہاتھ ناپاک ہو جائے گا یا ہاتھ پاک ہی رہے گا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱،۲) جو خون بہنے والا ہے وہ تو بالاتفاق ناپاک ہے اور جو خون بہنے والا نہ ہو وہ مذہب مختار کے مطابق ناپاک نہیں ہے، البتہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس جگہ کو دھو کر صاف کر لیا جائے۔

’’فی الطحطاوی :(والدم المسفوح) للآیة الشریفة أو دما مسفوحا لاالباقی فی اللحم ...... وما لاینقض الوضوء فی الصحیح‘‘......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح:ص: ۱۵۴،۱۵۳)

’’وفی حاشیة الأشباه للغزی دم قلب الشاة ومالم یسل من بدن الإنسان طاهر

www.besturdubooks.net

على المذهب المختار وهو قول أبي يوسف وقال محمد نجس الخ والحاصل كما في الحلبي أن في نجاسة غير المسفوح اختلافا والذي مشى عليه قاضيخان وكثيرانه طاهر وليس فيه رواية صريحة عن الأئمة الثلاثة بل قد توخذالطهارة من عدم نقض الوضو بالدم غير السائل وأن ما ليس بحدث ليس بنجس وأمر الاحتياط بعد ذلك غير خفي"......(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح :۱۵۴)

بدن میں جس جگہ خون لگا ہواس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو اس طرح دھویا جائے کہ خون کا نام ونشان نہ رہے۔

"(ويطهر متنجس) سواء كان بدنا أو ثوبا أو آنية (بنجاسة) ولو غليظة (مرئية) كدم (بزوال عينها ولو) كان (بمرة) أي غسلة واحدة (على الصحيح) ولا يشترط التكرارلأن النجاسة فيه باعتبار عينها فتزول بزوالها (حاشية الطحطاوي: ۱۵۹)

۳۔ جسم کے کسی حصہ پر اگر نجاست لگی ہوتو اس کو دھوکر زائل کرنا ضروری ہے، محض گیلا ہاتھ پھیرنے سے وہ جگہ پاک نہ ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابلتی دیگ میں زندہ چڑیا گر جائے تو گوشت اور شوربے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۵۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ایک آدمی خیرات کرنا چاہتا ہے، اللہ کا نام لیکر گائے کو ذبح کیا اور دیگ میں پکانے لگا، دیگ تقریبا پک چکی تھی کہ اچانک ہوا میں دو چڑیاں لڑکر ابلتی ہوئی دیگ میں گر پڑیں، اور مرگئیں، پھر مردہ چڑیوں کو چمچے سے باہر نکال دیا گیا، اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا گوشت یا شوربا دونوں میں ایک یا دونوں حلال ہیں یا حرام ہیں، اگر مردار ہیں، تو کیا دونوں میں سے ایک یا دونوں کسی طرح حلال ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر چڑیاں ابلتی ہوئی دیگ میں گرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں، پھر نکالی گئیں

www.besturdubooks.net

تو ایسی صورت میں نہ گوشت حلال ہوسکتا ہے نہ شوربا، کیونکہ اس میں میتہ کے اجزاء آ گئے ہیں اور میتہ حرام ہے اور اگر دیگ میں گرتے ہی نکال لی گئیں اور ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوئیں، تو دیگ سے گوشت نکال کر شوربے کی مقدار پانی ڈال کر جوش دیا جائے، تاکہ وہ پانی جل جائے اور شوربے کی مقدار سابقہ رہ جائے اسی طرح تین دفعہ کیا جائے تو شوربا پاک اور حلال ہوجائے گا۔

"کما فی الدر المختار ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن يغلى ثلاثا وقال الشامی : فی ذیله قال فی الدررو لو تنجس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلى حتى يعود إلى مكانه"......(الدر مع الرد: ۱/۲۴۵)

درالمختار ص ۱۸۵ میں ہے:

" وحكم سائر المائعات كالماء فی الأصح"

چونکہ شوربا بھی مائعات میں سے ہے اس کا بھی دودھ، شہد وغیرہ جیسا حکم ہے، اگر شوربے میں اور اس قدر پانی ملالیا جائے کہ شوربا دیگ کے منہ سے بہہ جائے تو شوربا پاک ہوسکتا ہے اسی طرح فتاوی دارالعلوم دیوبند کے (صفحہ نمبر ۲۷۸ اور جلد نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ اگر کتے نے شوربے کی دیگ میں منہ ڈال دیا اور کچھ شوربا پی لیا) سوال کے جواب میں مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ نے ایسا ہی جواب دیا ہے کہ مائعات کو پاک کرنے کا طریقہ جو اوپر ذکر ہو چکا کہ غلیان سے شوربا پاک ہوجاتا ہے، اسی طرح جریان سے بھی پاک ہوسکتا ہے،

"كما قال الشامی علی القول الاصح تطهر الأوانی ايضا بمجرد الجريان"

ہاں گوشت کے متعلق امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ تین بار پاک پانی میں جوش دیا جائے اور ہر بار گوشت کو پاک کرنے کے لیے اس کی تجفیف اور تبرید کی جائے مگر امام اعظمؒ کا قول یہ ہے کہ گوشت کو جب نجس چیز میں جوش دیا جائے تو بالکل پاک نہیں ہوسکتا اور یہی قول مفتی بہ ہے۔

"قوله ولحم طبخ الخ وفی الظهيرية ولو صبت الخمر فی قدرفيها لحم إن كان قبل الغيلان يطهر اللحم بالغسل ثلاثا ، وان بعده فلا وقيل يغلى ثلاثا كل مرةبماء طاهر ويجفف فی كل مرة وتجفيفه بالتبريد اه بحر قلت لكن يأتی قريبا أن المفتی به الأول ....وكذا الحنطة إذا طبخت فی الخمر لاتطهر ابدا.(الدر مع الرد: ۱/۲۴۵)

www.besturdubooks.net

”قدر طبخ وقعت فیہ نجاسة لم توکل المرقة وکذا اللحم اذا کان فی حالة الغلیان فان لم یکن فی حالة الغلیان یغسل ویوکل کذافی السراجیة“......(فتاوی الھندیة: ۵/۳۳۹)

”لما جلس ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ للتدریس من غیر اعلام ابی حنیفة فارسل الیہ ابو حنیفة رجلا فسالہ عن خمس مسائل ....الثالثة طیر سقط فی قدر علی النار فیہ لحم ومرق ھل یوکلان ام لا؟فقال یوکل فخطأہ فقال لا یوکل فخطأہ ثم قال ان کان اللحم مطبوخا قبل سقوط الطیر یغسل ثلاثا ویوکل وترمی المرقة والایرمی الکل “......(الاشباہ والنظائر :۴۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مٹی کے تیل کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۵۴): میں مٹی کے تیل کی کمپنی میں کام کرتا ہوں، اکثر میرے ہاتھوں اور کپڑوں پر مٹی کا تیل لگا ہوتا ہے، کیا ایسی حالت میں، میں مسجد جا کر نماز پڑھ سکتا ہوں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مٹی کا تیل فی نفسہ تو پاک ہے،لیکن اگر بدن یا کپڑوں پر لگا ہو تو اسے بغیر دھوئے مسجد میں نہ جائے، کیونکہ اس کی بدبو فرشتوں اور مسلمانوں کی اذیت کا سبب ہے لہذا اس کو اچھی طرح دھوئے، پھر نماز کے لیے مسجد جائے۔

”ویحرم فیہ السوال ....وأکل نحو ثوم ویمنع منہ وکذا کل موذ(قولہ وأکل نحو ثوم)أی کبصل ونحوہ مما لہ رائحة کریھة للحدیث الصحیح فی النھی عن قربان أکل الثوم والبصل المسجد قال الإمام العینی فی شرحہ علی صحیح البخاری قلت علة النھی أذی الملئکة وآذی المسلمین“......(الدر مع الرد: ۱/۴۸۸،۴۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

رال کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۵۵): سوتے وقت جو منہ سے رال ٹپکتی ہے وہ پاک ہے یا ناپاک؟ اس سے کپڑا نجس ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

سوتے وقت منہ سے جو رال ٹپکتی ہے وہ پاک ہے، اگر وہ کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا نجس نہیں ہوتا۔

”لعاب النائم طاهر سواء كان من الفم أو منبعثا من الجوف عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى وعليه الفتوى“......(الهندية: ۱/۴۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مذی سے کپڑے ناپاک ہوتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ نمبر(۳۵۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کپڑوں پر اگر مذی لگ جائے تو کیا اس سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں اور کیا اس کو دھوئے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

مذی نجاست غلیظہ میں سے ہے، اس کے نکلنے سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں، اگر مذی کپڑوں کو لگ جائے اور وہ ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہو تو اس کو دھوئے بغیر نماز نہیں پڑھ سکتے۔

”واشاربالبول الى ان كل مايخرج من بدن الانسان ممايوجب خروجه الوضوء اوالغسل فهومغلظ كالغائط والبول والمنى والمذى“......(البحرالرائق: ۱/۳۹۹)

”المعانى الناقضة للوضوء كل مايخرج من السبيلين“......(هداية: ۱/۲۳)

”وهي نوعان الاول المغلظة وعفى منها قدرالدرهم “......(هندية: ۱/۴۵)

”وعفى قدرالدرهم كعرض الكف من نجس مغلظ“......(كنزالدقائق: ۲۴)

”وقدرالدرهم ومادونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمروخرء الدجاج وبول الحمارجازت الصلوة معه وان زادلم تجز“......(هداية: ۱/۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

ذبح شدہ جانور کے خون کا حکم:

مسئلہ نمبر (۳۵۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ذبح شدہ جانور کا خون اگر کپڑوں پر لگ جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے ایسے کپڑوں میں نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ذبح شدہ جانور کا وہ خون جو ذبح کرتے وقت نکلتا ہے وہ نجس ہوتا ہے، وہ خون چونکہ جانور کی گردن اور سر پر لگا ہوا ہوتا ہے اگر وہ کپڑوں کو لگ جائے تو کپڑے ناپاک ہو جائیں گے لہذا ان کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز نہیں، اس کے علاوہ وہ خون جو جانور کے گوشت اور دل میں ہوتا ہے اور رگوں میں ہوتا ہے وہ پاک ہے لہذا اگر وہ کپڑوں کو لگ جائے تو اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے، لہذا ان کپڑوں میں نماز پڑھنا بھی درست ہے۔

"ودم مسفوح الادم شهيدمادام عليه ومابقى فى لحم مهزول وعروق وكبدوطحال وقلب ومالم يسل"......(الدرالمختارعلى هامش ردالمحتار: ۱/۵۵)

"ومايبقى من الدم فى عروق المذكاة بعدالذبح لايفسدالثوب وان فحش كذافى فتاوىٰ قاضى خان وكذاالدم الذى يبقى فى اللحم لانه ليس بمسفوح هكذا فى محيط السرخسى ومالزق من الدم السائل باللحم فهونجس كذافى منية المصلى"......(فتاوىٰ هندية: ۱/۴۶)

"والدم المسفوح نجس بجميع اجزائه ......والدم الذى يبقى فى العروق واللحم بعدالذبح طاهر لانه ليس بمسفوح ولهذا حل تناوله مع اللحم"......(بدائع الصنائع: ۱/۱۹۶،۱۹۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نجس قالین کو پاک کرنے کا طریقہ:

مسئلہ نمبر (۳۵۸): بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم میں خیریت سے ہوں اور خداوند کریم سے آپ کی خیریت نیک چاہتا ہوں، میرے گھر میں قالین ہے جس پر چھوٹے بچوں نے پیشاب کر دیا ہے جو کہ جگہ جگہ پر ہے

www.besturdubooks.net

یہ قالین کچھ چیزوں کے نیچے بھی دبا ہوا ہے اس کو نکال کر دھونا بہت مشکل کام ہے میں اس قالین پر نماز کیسے پڑھ سکتا ہوں؟

۱۔اگر اس قالین پر موٹا کپڑا یا موٹی چادر بچھا دی جائے اور اس پر جانماز بچھا دی جائے تو نماز ادا ہو سکتی ہے؟

۲۔یا اگر اس کو دھویا جائے تو کس طریقے سے دھویا جائے کہ پاک ہو جائے،شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرما دیں،میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱)اس پر موٹا کپڑا یا جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے۔

(۲) کھلے پانی میں اس کو دھویا جائے اور ایک دفعہ اچھی طرح پانی ڈال کر اس کو کسی اونچی جگہ لٹکا دیا جائے تا کہ پانی خوب نچڑ جائے،اس کے بعد دوبارہ اس طرح کیا جائے،پھر تیسری بار اس طرح کیا جائے تو قالین پاک ہو جائے گا،اور اگر قالین کی ایک طرف پاک ہے اور دوسری طرف ناپاک ہے تو پاک حصہ پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

”ومالاینعصریطهر بالغسل ثلاث مرات والتجفیف فی کل مرة لان للتجفیف اثرا فی استخراج النجاسة وحدالتجفیف ان یخلیه حتی ینقطع التقاطر ولایشترط فیه الیبس هکذا فی التبیین هذا اذا تشربت النجاسة کثیرا وان لم تتشرب فیه اوتشربت قلیلایطهر بالغسل ثلاثا هکذا فی محیط السرخسی“ ......(الهندية: ۱/۴۲)

”ولوکانت النجاسة رطبة فالقی علیها ثوباوصلی ان کان ثوبایمکن ان یجعل من عرضه ثوبان کالنهالی یجوزعندمحمدرحمه الله وان کان لایمکن لایجوزوان کانت یابسة جازت اذاکان یصلح ساترا کذا فی الخلاصة“......(الهندية: ۱/۶۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ٹینکی کی طہارت کا طریقہ:

مسئلہ نمبر(۳۵۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چند دن قبل ہماری مسجد کے پانی سے

www.besturdubooks.net

اچانک بدبو آنے لگی تو چیک کرنے پر معلوم ہوا کہ ٹینکی میں ایک عدد مردہ چوہا پھولا ہوا پڑا تھا ان حالات میں شرعا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر حوض یا ٹینکی کا پانی دونوں طرف سے جاری ہے (ایک طرف سے حوض یا ٹینکی میں پانی آرہا ہے اور دوسری طرف سے نکل رہا ہے) تو یہ جاری پانی ہونے کی وجہ سے پاک ہے جب تک پانی کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف تبدیل نہ ہو۔

اگر حوض یا ٹینکی کا پانی دونوں طرف سے جاری نہ ہو، بلکہ دونوں طرف سے یا ایک طرف سے بند ہو تو حوض یا ٹینکی کا پانی ناپاک ہو جائے گا۔

حوض یا ٹینکی کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر نجاست ذی جرم ہو تو اس کو نکال دیا جائے، پھر دونوں طرف سے پانی جاری کر دیا جائے تو دوسری طرف سے پانی نکلنے اور اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو، ذائقہ) میں سے کوئی بھی وصف متغیر باقی نہ رہنے کی صورت میں ٹینکی یا حوض کا پانی پاک ہو جائے گا، احتیاط اسی میں ہے کہ وقوع نجاست کے وقت حوض یا ٹینکی میں جتنا پانی ہے وہ سارا نکال دیا جائے۔

"فان دخل رجل يده فى الحوض وعليها نجاسة ان كان الماء ساكنا لايدخل فيه شىء من انبوبه ولايغترف منه انسان بالقصعة يتنجس وان كان الناس يغترفون من الحوض بقصاعهم ولايدخل من الانبوب ماء اوعلى العكس فاكثرهم على انه يتنجس وان كان الناس يغترفون من الحوض بقصاعهم ويدخل الماء من الانبوب فاكثرهم على انه لايتنجس هكذافى فتاوى قاضى خان وعليه الفتوىٰ كذا فى المحيط "......(الهندية : ١/ ١٨)

"فان ادخل الماء من جانب حوض صغير كان قدتنجس ماؤه وخرج من جانب قال ابوبكر بن سعيد الاعمش لايطهر مالم يخرج مثل ماكان فيه ثلاث مرات فيكون ذلك غسلا له كالقصعة حيث تغسل اذا تنجست ثلاث مرات وقال غيره لايطهر مالم يخرج مثل ماكان فيه مرة واحدة وقال ابوجعفر الهندوانى يطهر بمجرد الدخول من جانب والخروج من جانب وان لم يخرج مثل ماكان فى الحوض وهو اى قول ابى جعفر اختار الصدر

www.besturdubooks.net

الشھید حسام الدین لانہ حینئذ یصیر جاریا والجاری لاینجس مالم یتغیر بالنجاسة والکلام فی غیر المتغیر“......(کبیری:۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بچے کے پیشاب کو صاف کرنے کا طریقہ:

مسئلہ نمبر(۳۶۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر فرش پر بچہ پیشاب کردے تو کیا اس پر تین مرتبہ پانی بہانا کافی ہے یا خشک کرنا بھی ضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر فرش پر بچہ پیشاب کردے تو اس پر تین مرتبہ پانی بہادینا کافی ہے، ہاں اگر پانی ٹھہر جاتا ہو یا ایسی جگہ پر نجاست ہو جہاں سے پانی نکالنا مشکل ہو تو ایک مرتبہ پانی ڈال کر کسی چیز سے خشک کرلے پھر اسی طرح دوبارہ اور پھر سہ بارہ کرے۔

”الارض اذا تنجست ببول واحتاج الناس الی غسلھا فان کانت رخوة یصب الماء علیھا ثلاثا فتطھر وان کانت صلبة قالوا یصب الماء علیھا وتدلک ثم تنشف بصوف اوخرقة یفعل کذالک ثلاث مرات فتطھر“ ...... (ھندیة: ۱/۴۳)

”وفی الفتاوی البول اذااصاب الارض واحتیج الی الغسل یصب الماء علیه ثم یدلک وینشف ذلک بصوف اوخرقة فاذا فعل ذلک ثلاثا طھر وان لم یفعل ذلک ولکن صب علیه ماء کثیرا حتی عرف انه زالت النجاسة“ ......(محیط برھانی : ۱/۳۸۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

استدبار قبلہ کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۶۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

www.besturdubooks.net

(۱) ہمارے گھر میں جوٹوائیلٹ ہے اس میں پیٹھ کعبے کی طرف ہوتی ہے، کیا کعبہ کی طرف پیٹھ بھی نہیں کر سکتے ؟اب مجبوری ہے تو کیا کریں؟

(۲) ایک حدیث کنفرم کرنی ہے کہ کھڑے ہو کر کھانے پینے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ قے کر دو؟

(۳) کھڑے ہو کر کھانے میں کتنا گناہ ہے اور اگر کبھی ایسا کرنا پڑ جائے تو کیا کریں؟

(۴) مجھے ایک اور حدیث بھی کنفرم کرنی ہے کہ کسی نے بتایا کہ جب حضورﷺ فرمارہے تھے، قیامت کے بارے میں تو جب امام مہدی کا ذکر آیا تو فرمایا کہ ان کا قد بال چہرہ عمر میری طرح ہوگی، بات بھی میری طرح کریں گے تو کسی صحابی نے پوچھا یارسول اللہﷺ کیا وہ آپ تو نہیں ہوں گے تو آپﷺ اس سوال پر مسکرائے اور کوئی جواب نہ دیا، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) صورت مسئولہ میں کعبہ شریف کی طرف منہ یا پشت کر کے قضائے حاجت کرنا مکروہ تحریمی ہے لہذا اس سے بچنا چاہیئے اور اگر قضائے حاجت کی جگہ ایسی ہی ہو کہ منہ یا پشت کعبہ کی طرف ہوتی ہو تو اس کو صحیح اور درست کرنا ضروری ہے تا کہ حدیث صحیح پر عمل ممکن ہو سکے اور جب تک صحیح نہ ہو اور کوئی دوسرا انتظام نہ ہو تو بھی حتی الامکان بچنے کی کوشش کریں بشرطیکہ شدید مجبوری نہ ہو۔

”(کرہ تحریما استقبال قبلة واستدبارها)لاجل(بول اوغائط)فلو للاستنجاء لم یکرہ (ولوفی بنیان)لاطلاق النهی (قوله استقبال قبلة)ای جهتها کمافی الصلوة فیمایظهر ونص الشافعیة علی انه لواستقبلها بصدره وحول ذکره عنها وبال لم یکرہ بخلاف عکسه اھ ای فالمعتبر الاستقبال بالفرج وهوظاهر قول محمد فی الجامع الصغیر یکرہ ان یستقبل القبلة بالفرج فی الخلاء وهل یلزمه التحری لواشتبهت علیه کمافی الصلوة الظاهرنعم ولوهبت ریح عن یمین القبلة ویسارها وغلب علی ظنه عودالنجاسة علیه فالظاهر انه یتعین علیه استدبارالقبلة حیث امکن لان الاستقبال افحش والله اعلم (قوله واستدبارها)هوالصحیح“......(درمع الرد: ۱/۲۵۱)

(۲) جی ہاں یہ حدیث موجود ہے۔

(۳) کھڑے ہو کر کھانا پینا مکروہ تنزیہی ہے۔

www.besturdubooks.net

”وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لايشربن احدمنكم قائما فمن نسی منكم فليستقی ء رواه مسلم (قوله فليستقیء) ای فليتكلف للقیء فان الاستقاء والتقيوء التكلف فی القیء وهوامرندب“......(مرقاة المفاتيح :۸/۱۶۴)

”(قوله وعن ابن عمرؓ الخ)اخرجه الطحاوی واحمدوابن ماجة والترمذی وصححه حلية وقصد بذكره بيان حكم الاكل لكن اخرج احمدومسلم والترمذی عن انس عن النبی ﷺ انه نهی ان يشرب الرجل قائما قال قتادة قلت لانس فالاكل فقال ذلک اشرواخبث وفی الجامع الصغيرللسيوطی نهی عن الشرب قائما والاكل قائما ولعل النهی لامرطبی ايضا كمامرفی الشرب وفی فصل الحادی والثلاثين من فصول العلامی وكره الاكل والشرب فی الطريق والاكل نائما وماشيا ولاباس بالشرب قائما ولايشرب ماشيا ورخص ذلک للمسافر “......(شامی:۱/۹۶)

(۴) احادیث مبارکہ سے مجموعی طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان سیداوراولادفاطمہ میں سے ہوں گے،کھلی پیشانی والے طویل وباریک ناک والے ہوں گے،اخلاق میں آپ ﷺ کے مشابہ ہوں گے، ان کا نام محمداوروالدکا نام عبداللہ ہوگا،البتہ سوال میں مذکوریہ مضمون (کسی صحابی نے پوچھایارسول اللہ کیاوہ آپ تو نہیں ہوں گے تو آپ اس سوال پر مسکرائے اورکوئی جواب نہ دیا)احادیث میں نہیں مل سکا لیکن یہ بات واضح رہے کہ احادیث سے مجموعی طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ علیہ السلام خودمہدی بن کرنہیں آئیں گے، بلکہ حضرت مہدی علیہ الرضوان آپ علیہ السلام کی اولادیعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے پیدا ہوں گے اورقربِ قیامت میں ان کا ظہور ہوگا۔

”عن عبدالله عن النبی ﷺ قال لولم يبق من الدنيا الايوم قال زائدة لطول الله ذلک اليوم حتی يبعث رجلا منی اومن اهل بيتی يواطیء اسمه اسمی واسم ابيه اسم ابی زاد فی حديث فطر يملاء الارض قسطا وعدلا كماملئت ظلماوجورا الخ “......(ابوداؤد:۲/۲۳۹،۲۳۸)

www.besturdubooks.net

”عن ابی سعیدالخدری قال قال رسول الله ﷺ المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف یملا الارض قسطاوعدلا کماملئت ظلما وجورا ویملک سبع سنین“......(ابو داؤد: ۲/۲۳۹)

”عن ابی اسحق قال قال علی رضی الله عنه ونظرالی ابنه الحسن یقال ان ابنی هذا سید کماسماه النبی ﷺ وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم ﷺ یشبهه فی الخلق ولایشبهه فی الخلق ثم ذکرقصة یملاالارض عدلاالخ“......(ابو داؤد: ۲/۲۴۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دودھ پیتے بچے کے پیشاب کا حکم:

مسئلہ نمبر (۳۶۲): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا چھوٹے دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہے؟ اور ماں کے بدن اور کپڑوں پر بچے نے پیشاب کر دیا ہو تو کیا اس حالت میں نماز ہو جائے گی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

دودھ پیتے بچے کا پیشاب ناپاک ہے اور اگر بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو دھونا اور پاک کرنا ضروری ہے پاک کیے بغیر نماز ادا نہ ہوگی۔

”(الفصل الثانی فی الاعیان النجسة) وهی نوعان (الاول) المغلظة ......وکذلک بول الصغیر والصغیرة اکلا اولا کذا فی الاختیار شرح المختار“......(الهندیة: ۱/۴۶،۴۵)

”تطهیر النجاسة من بدن المصلی وثوبه والمکان الذی یصلی علیه واجب هکذا فی الزاهدی فی باب الانجاس“......(فتاویٰ عالمگیری: ۱/۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

برفباری والے علاقوں میں طہارت کس طرح حاصل کی جائے؟

مسئلہ نمبر(۳۶۲۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسا علاقہ جہاں بہت زیادہ برف باری ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ مخصوص خیموں میں رہتے ہیں جہاں پر پانی اور مٹی میسر نہیں ہوتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ اگر وہاں نماز پڑھنی ہو تو طہارت کا کیا حکم ہے؟ یاد رہے کہ وہاں پر ہر وہ چیز جس سے طہارت ممکن ہو میسر نہیں ہے۔

اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال علاقائی سطح صورت مسئولہ میں عقلی طور پر تو ہو سکتی ہے لیکن وقوعی طور پر نہیں ہو سکتی، ایسی صورت حال میں خیموں کے اندر جگہ کھود کر مٹی یا پتھر نکال کر اس پر تیمّم کر کے طہارت حاصل کریں اور نمازیں پڑھیں اگر بالفرض یہ صورت پیش آجائے کہ نہ تو وضو کرنا میسر ہو اور نہ ہی تیمّم کرنا میسر ہو تو وہاں کے لوگ فاقد الطہورین کے حکم میں ہیں جس کا حکم یہ ہے کہ نماز کے وقت کا احترام کرتے ہوئے نماز جیسی کیفیت بنا کر محض تشبہ بالمصلین کریں نماز کی نیت نہ کریں بعد میں جب وضو یا تیمّم کا موقع ملے تو طہارت حاصل کر کے قضاء نماز پڑھیں۔

"والمحصور فاقد الماء والتراب الطهورين بان حبس في مكان نجس ولايمكنه اخراج تراب مطهر وكذا العاجز عنهما لمرض يؤخرها عنده وقالا يتشبه بالمصلين وجوبا فيركع ويسجد ان وجد مكانا يابسا والا يومىء قائما ثم يعيد كالصوم به يفتى واليه صح رجوعه اى الامام كمافي الفيض (قوله وقالا يتشبه بالمصلين) اى احتراماللوقت قال ولايقرء كمافي ابى السعود سواء كان حدثه اصغراواكبراه قلت وظاهره انه لاينوى ايضا لانه تشبه لاصلوة حقيقية تامل"......(الدرمع الرد: ۱۸۵/۱)

"الوجه الثاني ان يكون محبوسا في مكان نجس لايجد ماء ولاترابا نظيفا فانه على وجهين ان امكنه نقرالارض اوالحائط بشيء واستخراج التراب الطاهر فعل ذلك ويصلي بالتيمم وان لم يمكنه ذلك فعلى قول ابى حنيفة رحمه الله تعالى لايصلي بل ينتظر حتى يجدالماء اوالتراب الطاهر وقال ابويوسف

www.besturdubooks.net

رحمہ اللہ تعالی یصلی بالایماء تشبیھا بالمصلین ویعید وقول محمدرحمہ اللہ تعالی مضطرب ذکرفی الزیادات وفی کتاب الصلوۃ فی روایۃ ابی حفص رحمہ اللہ تعالی قولہ مع قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وذکر فی کتاب الصلوۃ لابی سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ قولہ مع قول ابی یوسف قال بعض المشائخ علی قول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انما یصلی بالایماء اذالم یکن الموضع یابسا امااذاکان یابسایصلی برکوع وسجود“......(المحیط البرھانی: ۱۶۳/۱)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ذی جرم چیز جسم پرلگ جانے سے وضوکاحکم:

مسئلہ نمبر(۳۶۴): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگرجسم کے کسی حصہ پرایسی چیزلگی ہوئی ہوجو پانی کووہاں تک نہ پہنچنے دے تو کیاوضوہوجائے گایااس چیزکودھوناضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ صورت میں اگراعضاءوضوپرکوئی ذی جرم چیزلگ جائے جو پانی کے پہنچنے سے مانع ہوتو اگرچیزایسی ہے کہ جس کے لگنے سے بچاؤ آسانی سے ممکن نہ ہوتواس کے ہٹائے بغیروضوہوجائے گااوراگراس چیزسے بچاؤ آسانی سے ممکن ہوتواس کے ہٹائے بغیروضونہ ہوگا۔

”وفی فوائدالقاضی الامام رکن الاسلام علی السغدی رحمہ اللہ تعالی اذاکان علی بعض اعضاء وضؤہ خرء ذباب اوبرغوث فتوضأ ولم یصل الماء الی تحتہ جاز لان التحرز عنہ غیرممکن ولوکان جلدسمک اوخبز ممضوغ قدجف وتوضاولم یصل الماء الی ماتحتہ لم یجز لان التحرز عنہ ممکن“......(المحیط البرھانی: ۱۶۸/۱)

”فی فتاوی ماوراء النھر ان بقی من موضع الوضوء قدرراس ابرۃ اولزق باصل ظفرہ طین یابس اورطب لم یجز وان تلطخ یدہ بخمیر اوحناء جاز“......(فتاوی الھندیۃ: ۴/۱)

www.besturdubooks.net

”وکذا الخباز اذاکان وافرالاظفار کذا فی الزاهدی ناقلا عن الجامع الاصغر والخضاب اذاتجسد ویبس یمنع تمام الوضوء والغسل کذافی السراج الوهاج ناقلاعن الوجیز“......(فتاوی الهندية: ۴/۱)

”(قوله بخلاف نحوعجین)ای کعلک وشمع وقشر سمک وخبزممضوغ متلبد جوهرة لکن فی النهر ولوفی اظفاره طین اوعجین فالفتوی علی انه مغتفر قرویا کان اومدنیااه نعم ذکرالخلاف فی شرح المنیة فی العجین واستظهر المنع لان فیه لزوجة وصلابة تمنع نفوذالماء (قوله به یفتی)صرح به فی الخلاصة وقال لان الماء شئ لطیف یصل تحته غالبا اه ویردعلیه ماقدمناه آنفا ومفاده عدم الجواز اذاعلم انه لم یصل الماء تحته قال فی الحلیة وهواثبت“......(الردالمحتار: ۱۱۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

پیشاب کرنے کے بعد استبراء کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۶۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پیشاب کرنے کے بعد استبراء کا کیا حکم ہے؟ واجب ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں پیشاب کرنے کے بعد قطروں سے استبراء واجب ہے جس طریقے پر ہو طبیعت کے موافق، یعنی چلنے کے ساتھ یا کھانسنے کے ساتھ وغیرہ یہاں تک کہ اس کا دل مطمئن ہو جائے۔

”والاستبراء واجب حتی یستقرقلبه علی انقطاع العود کذافی الظهیریة قال بعضهم یستنجی بعدمایخطوخطوات وقال بعضهم یرکض برجله علی الارض ویتنحنح ویلف رجله الیمنی علی الیسری وینزل من الصعود الی الهبوط والصحیح ان طباع الناس مختلفة فمتی وقع فی قلبه انه تم استفراغ مافی السبیل یستنجی هکذافی شرح المنیة المصلی لابن امیرالحاج والمضمرات“......(فتاوی الهندية: ۴۹/۱)

www.besturdubooks.net

"فروع ،یجب الاستبراء بمشی اوتنحنح اونوم علی شقه الایسر ویختلف بطباع الناس (قوله یجب الاستبراء)هوطلب البراءة من الخارج بشئ مماذكره الشارح حتی یستیقن بزوال الاثر واما الاستنقاء فهوطلب النقاوة وهوان یدلک المقعدة بالاحجار اوبالاصابع حالة الاستنجاء بالماء واماالاستنجاء فهواستعمال الاحجار اوالماء هذا هوالاصح فی تفسیر هذه الثلاثة کمافی الغزنویة(الی ان قال قوله اوتنحنح) لان العروق ممتدة من الحلق الی الذکر وبالتنحنح تتحرک وتقذف مافی مجری البول اه ضیاء "

......(درمع الرد: ۱/۲۵۳)

"یلزم الرجل الاستبراء عبرباللازم لانه اقوی من الواجب لفوات الصحة بفوته لابفوت الواجب والمراد طلب براءة المخرج عن اثرالرشح حتی یزول اثرالبول بزوال البلل الذی یظهر علی الحجر بوضعه علی المخرج"......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۴۲،۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

استنجاء کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۶۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب آدمی استنجاء کرتا ہے تو استنجاء کے بعد ہاتھوں کو پاک کرنے کے لیے دھونا ضروری ہے یا ہاتھ بھی استنجاء سے پاک ہوجاتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

استنجاء کرنے کے بعد ہاتھ دھونا ضروری نہیں ہے، استنجاء کرنے سے ہی ہاتھ پاک ہوجاتے ہیں البتہ دھولینا مسنون ہے۔

"وتطهر الید مع الطهارة موضع الاستنجاء کذافی السراجیة ویغسل یده بعدالاستنجاء کمایکون یغسلها قبله لیکون انقی وانظف وقدروی ان النبی ﷺ غسل یده بعدالاستنجاء ودلک یده علی الحائط کذا فی التجنیس"......(فتاوی الهندیة: ۱/۴۹)

www.besturdubooks.net

”(قوله ومع طهارة المغسول تطهراليد) قال ابن عابدين هذا مختار الفقيه ابى جعفر وقيل يجب غسلها لانها تتنجس بالاستنجاء وقيل يسن وهذا هوالصحيح كمامر فى سنن الوضوء نوح“......(فتاویٰ شامی :۱/۲۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خروج ریح کی صورت میں استنجاء کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۶۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کی فقط ہوا خارج ہوئی ہوتو کیا اس کے لیے استنجاء کرنا ضروری ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

محض ہوا کے خارج ہونے سے استنجاء کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ بدعت ہے۔

”والخامس بدعة وهوالاستنجاء من الريح كذا فى الاختيارشرح المختار“......(فتاوى الهندية: ۱/۵۰)

”وقدعلم من تعريفه ان الاستنجاء لايسن الامن حدث خارج من احدالسبيلين غيرالريح لان بخروج الريح لايكون على السبيل شيئ فلايسن منه بل هوبدعة كمافى المجتبیٰ“......(البحرالرائق: ۱/۴۱۶)

”(قوله فلايسن من الريح) لان عينها طاهرة وانما نقضت لانبعاثها عن موضع النجاسة ولان بخروج الريح لايكون على السبيل شيئ فلايسن منه بل هوبدعة كمافى المجتبى“......(ردالمحتار: ۱/۲۴۶)

”والاستنجاء منهابدعة كمافى البحر“......(حاشية الطحطاوى على الدر: ۱/۱۶۴)

”ولااستنجاء فى الريح لانها ليست بعين مرئية“......(بدائع الصنائع: ۱/۱۰۴)

www.besturdubooks.net

"ولایسن الاستنجاء فی حدث الریح والنوم"......(قاضی خان علی الهندیة: ۱/۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پاک اور ناپاک کپڑے اکٹھے دھونے کا حکم:

مسئلہ نمبر (۳۶۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم اپنے کپڑے دھونے کے لیے دھوبی کو دیا کرتے ہیں وہ دھوبی ایک چھوٹے تالاب میں پاک اور ناپاک کپڑے اکھٹے دھوتا ہے اور اس تالاب کی حالت یہ ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی آ رہا ہوتا ہے اور دوسری طرف سے نکل رہا ہوتا ہے، تو کیا یہ کپڑے پاک ہوں گے یا ناپاک؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے پاک ہیں کیونکہ وہ جس تالاب میں کپڑے دھوتا ہے وہ ماء جاری کے حکم میں ہے اور ماء جاری کی صورت میں نچوڑنا شرط نہیں البتہ نچوڑنا بہتر ہے۔

"الماء الجاری وهومایذهب بتبنة کذا فی الکنز والخلاصة وهذا هوالحد الذی لیس فی درکه حرج هکذا فی شرح الوقایة وقیل مایعدالناس جاریا وهوالاصح کذا فی التبیین"......(فتاوی الهندیة: ۱/۱۶)

"ثم اشتراط العصر فیماینعصر انماهوفیما اذاغسل الثوب فی الاجانة امااذا غمس الثوب فی ماء جار حتی جری علیه الماء طهر (الٰی ان قال) واماحکم الصب فانه اذاصب الماء علی الثوب النجس ان اکثرالصب بحیث یخرج مااصاب الثوب من الماء وخلفه غیر ثلاثا فقد طهر لان الجریان بمنزلة التکرار والعصر والمعتبر غلبة الظن هوالصحیح"
......(البحرالرائق: ۱/۴۱۲)

"واذا کان حوض صغیر یدخل فیه الماء من جانب ویخرج من جانب یجوزالوضوء فی جمیع جوانبه وعلیه الفتویٰ من غیرتفصیل بین ان یکون

www.besturdubooks.net

اربعا فی اربع اواقل فیجوز اواکثر فلایجوز وفی معراج الدرایة یفتی بالجواز مطلقا واعتمده فی فتاوی قاضی خان"......(البحر الرائق: ۱۴۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پیشاب کے بعد آنے والے قطروں کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۶۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کو پیشاب کے بعد قطرے آتے ہوں تو کیا کرنا چاہیئے، اگر ٹیشو یا مٹی کا ڈھیلا استعمال کرنے کے بعد نماز کے دوران بھی اس کے قطرے نکلتے ہوں، تو اس صورت میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر اس شخص کو اتنا وقت نہیں ملتا کہ جس میں یہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو یہ شخص معذور ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو سلسل بول والے کا ہے اور اگر اس شخص کو فرض نماز ادا کرنے کا وقت مل جاتا ہے تو یہ شخص غیر معذور ہے اور پیشاب کا قطرہ نکلتے ہی اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

"المستحاضة ومن به سلس البول اواستطلاق البطن اوانفلات الريح اورعاف دائم اوجرح لايرقأ يتوضؤن لوقت كل صلوة ويصلون بذلك الوضوء فى الوقت ماشاؤا من الفرائض والنوافل هكذافى البحرالرائق"......(فتاوى الهندية: ۴۱/۱)

"ومن به عذر كسلس بول اواستطلاق بطن وانفلات الريح ورعاف دائم وجرح لايرقأ ولايمكن حبسه بحشو من غير مشقة ولابجلوس ولابالايماء فى الصلوة فبهذا يتوضؤن لوقت كل فرض "......(حاشية الطحطاوى على المراقى الفلاح: ۱۴۹)

"وتتوضأ مستحاضة ومن به سلس بول اواستطلاق بطن اوانفلات ريح اورعاف دائم اوجرح لايرقأ لوقت كل فرض (الى ان قال) ومن به سلس البول وهو من لايقدرعلى امساكه والرعاف الدم الخارج من الانف والجرح

www.besturdubooks.net

الذی لایرقأ ای الذی لایسکن دمه من رقأالدم سکن وانما کان وضوء ها لوقت کل فرض لالکل صلاة لقوله علیه الصلوة والسلام المستحاضة تتوضأ لوقت کل صلوة رواه سبط ابن الجوزی عن ابی حنیفة‘ ......(البحرالرائق:۳۷۳/۱)

”(وصاحب عذر من به سلس البول) لایمکنه امساکه (ثم قال بعداسطر) ان استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة)بان لایجدفی جمیع وقتها زمنا یتوضأ ویصلی فیه خالیاعن الحدث“......(درالمختارعلی هامش الرد: ۲۲۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

واشنگ مشین میں ناپاک اور پاک کپڑے اکٹھے دھونے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۷۰): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ واشنگ مشین میں کپڑے دھوئے اور کوئی کپڑا ان میں ناپاک تھا تو باقی کپڑوں کا کیا حکم ہے وہ پاک ہیں یاناپاک؟

۲۔ اگرپاؤں پرنجاست (مثلاً پیشاب کے قطرے)پڑگئے تو آیا دھونے کے بعد جو قطرے ٹپک رہے ہیں وہ پاک ہیں یاناپاک؟

۳۔ اگرکوئی ایسی شئ جسے دھونے کے بعد نچوڑنا ممکن نہ ہو مثلاً بڑا قالین تو اگر اسے ایک مرتبہ صابن لگا کر دھولیا جائے تو وہ پاک ہے یاناپاک؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) واشنگ مشین میں ناپاک کپڑا اڈالنے سے سارے کپڑے ناپاک ہوگئے ہیں،اگران کپڑوں کودھلائی مشین سے باہر یااس کے خشک کرنے والے حصہ میں اس قدر پانی کے ساتھ دھویا گیا کہ نجاست کے زائل ہونے کا غالب گمان ہوگیا ہوتو سب کپڑے پاک ہوں گے۔

”ان غسل ثلاثا فعصرفی کل مرة ثم تقاطرت منه قطرة فاصابت شیئا ان

www.besturdubooks.net

عصره فی المرة الثالثة وبالغ فيه بحيث لوعصره لايسيل منه الماء فالثوب واليد وماتقاطرطاهر والا فالكل نجس هكذافی المحيط "......(فتاوى الهندية: ۴۲/ ۱)

"الثوب النجس اذاغسل ثلاثا وعصره فی كل مرة ثم تقاطرمنه قطرة فاصاب شيئا قال ينظر ان عصر فی المرة الثالثة عصرا بالغ فيه حتى صار بحال لوعصر لم يسل منه الماء فالثوب طاهر واليد طاهرة وماتقاطرطاهر واذا لم يبالغ فی العصر فی المرة الثالثة وكان الثوب بحال لوعصر سال الماء فاليد نجسة والثوب نجس وماتقاطرنجس"......(فتاوى التاتارخانية: ۴۵۱، ۴۵۲/ ۱، جديدمطبوعه رشيديه كوئٹه)

(۲) پاؤں دھونے کے بعد جوقطرے پاؤں سے ٹپکتے ہیں وہ پاک ہیں۔

"اذااصابت النجاسة البدن يطهر بالغسل ثلاث مرات متواليات اه" ......(فتاوى التاتارخانية: ۴۵۳/ ۱، جديد)

"قوله بتثليث جفاف ای جفاف كل غسلة من الغسلات الثلاث وهذا شرط فی غيرالبدن ونحوه"......(ردالمحتار على الدرالمختار: ۲۴۳/ ۱)

(۳) اگرایک مرتبہ ہی اتنی مقدار میں پانی بہایا کہ جس سے غالب گمان ہوگیا کہ ناپاکی ختم ہوچکی ہے تو قالین پاک ہوجائے گا ورنہ ایسے قالین کوتین مرتبہ ایسے طریقے پر دھونا ضروری ہے کہ ہر دفعہ میں قطرے ٹپکنا بند ہوجائیں تو دوسری مرتبہ دھویا جائے۔

"ان كان غالب ظنه انها تزول بمادون الثلث يحكم بطهارته"......(فتاوى التاتارخانية: ۴۵۰/ ۱، جديد)

"وذكرعن الفقيه احمدبن ابراهيم رحمه الله ان الحصير اذاكان من بردى يغسل ثلاثا ويجفف فی كل مرة ويطهر عندابی يوسف خلافالمحمداه"......(فتاوى التاتارخانية: ۴۵۵/ ۱، جديدمطبوعه رشيديه كوئٹه)

www.besturdubooks.net

"ومالاینعصر یطهر بالغسل ثلاث مرات والتجفیف فی کل مرة لان للتجفیف اثرا فی استخراج النجاسة اه"......(فتاوی الهندیة: ۴۲/ ۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اگر پاک اور ناپاک صفوں کا علم نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

مسئلہ نمبر(۳۷۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کی ایک دو یا تین صفوں پر بچوں نے پیشاب کر دیا ہے اور معلوم نہیں کہ وہ کونسی صف ہے جس پر پیشاب کیا تھا کیونکہ جب پیشاب کیا تھا اس وقت وہ صفیں نکال کر رکھ دیں تھیں، جب وہ خشک ہو گئیں تو ان کو مسجد کے اندر بچھا دیا گیا کوتاہی کی وجہ سے اور مسجد کی صفیں کبھی اندر بچھا دیتے ہیں اور کبھی باہر صحن میں جس کی وجہ سے پیشاب والی صفیں اور دوسری صفیں خلط ملط ہو گئیں، اب ان پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا ان سب صفوں کو دھویا جائے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں صفوں کی طہارت کے لیے ضروری ہے کہ ان ناپاک صفوں کو پانی سے دھویا جائے، صرف خشک ہونے سے پاک نہیں ہوتیں اگر پاک اور ناپاک صفوف میں کسی علامت کے باعث امتیاز ممکن ہے تو امتیاز کے ساتھ ناپاک صفوں کو دھویا جائے اور اگر ایسا کرنا متعذر ہے تو تحری کر کے ناپاک صفوں کو علیحدہ کر لیا جائے اور دھو کر پاک کر دیا جائے بشرطیکہ پاک صفیں غالب ہوں البتہ اگر ناپاک صفیں غالب ہوں یا برابر ہوں تو تحری کی ضرورت نہیں بلکہ ساری صفوف کو دھونا ضروری ہے۔

"اذاکان مع الرجل ثوبان اوثیاب والبعض نجس والبعض طاهر فان امکن التمییز بالعلامة یمیز وان تعذر التمییز بالعلامة ان کانت الحالة حالة الاضطرار بان لایجد ثوبا طاهرا بیقین واحتاج الی الصلاة ولیس معه مایغسل به احدالثوبین اواحدالثیاب یتحری وان کانت الحالة حالة الاختیار فان کانت الغلبة للطاهر یتحری وان کانت الغلبة للنجس اوکاناعلی السواء لایتحری کذافی الذخیرة'......(فتاوی الهندیة: ۳۸۳/ ۵)

"(و)تطهر(ارض) بخلاف نحوبساط (بیبسها) "......(ردالمحتار: ۲۲۷/ ۱)

www.besturdubooks.net

”(قوله بخلاف نحو بساط) ای وحصیر وثوب وبدن ممالیس ارضا ولامتصلا بهااتصال قرار“......(ردالمحتار:۲۲۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ناپاک چھری کو پاک کرنے کا طریقہ:

مسئلہ نمبر(۳۷۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر دھات یعنی لوہے وغیرہ کی چھری یا چاقو وغیرہ سؤر کے گوشت کے ساتھ استعمال کی وجہ سے نجس (ناپاک) ہوجائے تو کیا دیگر طریقوں کے علاوہ اسے آگ میں بھی گرم کرکے پاک کیا جاسکتا ہے تاکہ اسے دوبارہ استعمال میں لایا جاسکے، شرعی نقطہ نظر سے وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں لوہے یا دھات وغیرہ کی چھری یا چاقو وغیرہ اگر نجس ہوجائیں تو خوب پونچھ ڈالنے یا رگڑ دینے یا مانج ڈالنے سے یا تین بار پانی سے دھو دینے سے پاک ہوجاتے ہیں اور اگر آگ میں ڈال دیے جائیں اور نجاست کا اثر ختم ہوجائے تو بھی پاک ہوجاتے ہیں۔

”ویطهر (صقیل) لامسام له (کمرآة) وظفر وعظم وزجاج وآنیة مدهونة اوخراطی وصفائح فضة غیرمنقوشة بمسح یزول به اثرها“......(شرح التنویرعلی هامش الرد:۲۲۷/۱)

”وان کان ممالاینعصر کالحصیر المتخذمن البردی ونحوه ان علم انه لم یتشرب فیه بل اصاب ظاهره یطهر بازالة العین اوبالغسل ثلاثا بلاعصر“......(ردالمحتار:۲۴۴/۱)

”اذاتلطخ السکین ونحوه بالدم اوتلطخ رأس الشاة مثلابه ثم ادخل ذلک المتلطخ النار فاحترق الدم وزال اثره طهر الرأس والسکین ونحوهما بالنار لحصول المقصود وکذااذا اصاب السکین دم فمسح بالتراب یطهر“......(غنیة المستملی فی شرح منیة المصلی المعروف حلبی کبیری:۱۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

لیٹرین کے سامنے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۷۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو کہ آگے غسل خانہ یا لیٹرین ہو تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جس جگہ پر نماز پڑھنی ہو اس جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے، صورت مسئولہ میں اگر یہ جگہ پاک ہو تو محض غسل خانہ یا لیٹرین کے آگے ہونے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، البتہ اگر بدبو آ رہی ہو تو اس جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"تطهير النجاسة من بدن المصلى وثوبه والمكان الذى يصلى عليه واجب هكذافى الزاهدى فى باب الانجاس"......(الهندية: ۱/۵۸)

"(وتكره الصلاة فى تسع مواطن) فى قوارع الطريق ومعاطن الابل والمزبلة والمجزرة والمخرج والمغتسل "......(الهندية: ۱/۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرش اگر ناپاک ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ:

مسئلہ نمبر(۳۷۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر فرش وغیرہ ناپاک ہو جائے تو کیا صرف تین مرتبہ پانی بہانا کافی ہے یا خشک ہونے کا انتظار کریں وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

فقہاء کرام نے ناپاک فرش کو پاک کرنے کا حکم وہی ارشاد فرمایا ہے جو زمین کو پاک کرنے کا ہے، اس میں تفصیل یوں ہے کہ اگر فرش پکا ہے تو اس کی پاکی کا حکم اس کا خشک ہونا ہے، البتہ اگر فرش کو جلدی پاک کرنا ہو تو اس پر تین مرتبہ پانی بہائے اور ہر مرتبہ اس کو پاک کپڑے سے خشک کرے یا اتنی کثرت سے پانی بہائے کہ نجاست کا اثر زائل ہو جائے، اور اگر اینٹیں ادھر ادھر بکھری ہوئی ہوں اور ان کو آسانی سے اٹھایا جا سکتا ہو تو ان کو اٹھا کر دھویا جائے گا۔

"الآجرّة اذاكانت مفروشة فحكمها حكم الارض تطهربالجفاف وان كانت موضوعة تنقل وتحوّل لابدمن الغسل هكذافى المحيط"......(فتاوى الهندية: ۱/۴۴)

www.besturdubooks.net

”(و)حکم (آجر) ونحوہ کلبن (مفروش وخص) بالخاء وتحجیرة سطح (وشجر وکلاء قائمین فی ارض کذلک) ای کارض فیطهر بجفاف وکذا کل ماکان ثابتا فیها لاخذہ حکمها باتصاله بها“......(الدر المختار علی هامش الرد :۱/۲۲۸)

”ولو ارید تطهیر ها عاجلا یصب علیها الماء ثلاث مرات وتجفف فی کل مرة بخرقة طاهرة وکذا لو صب علیها الماء بکثرة حتی لایظهر اثر النجاسة شرح المنیة وفتح“......(ردالمحتار :۱/۲۲۷)

”وفی الطحطاوی ......وان کانت مستویة صب علیها الماء ثلاث مرات وجففت کل مرة بخرقة طاهرة وکذا لو صب علیها الماء بکثرة حتی لا یظهر اثر النجاسة “......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح :ص، ۱۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جو کپڑا کتے نے منہ میں ڈالا ہو اس کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۷۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم نے گھر میں ایک کتا رکھا ہوا ہے، وہ کبھی کبھی کھیلتے ہوئے چادر یا قمیص یا کوئی کپڑا منہ میں ڈال لیتا ہے اس کپڑا کا کیا حکم ہے؟ کہ وہ پاک ہے یا ناپاک ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر کتا کپڑا منہ میں ڈالے اور کپڑے میں لعاب کی تری ظاہر ہوجائے تو کپڑا پلید ہوجائے گا ورنہ ناپاک نہیں ہوگا۔

”الکلب اذا اخذ عضو انسان اوثوبه لاینجس مالم یظهر فیه اثر البلل راضیا کان اوغضبان“......(الفتاوی الهندیة :۱/۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.net

ٹینکی میں اگر چڑیا یا جوتا گر جائے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ:

مسئلہ نمبر(۳۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد میں ایک زمینی ٹینکی ہے اور زمین کے برابر اگر اس میں چڑیا یا جوتا گر جائے تو کیا وہ ناپاک ہوگا؟ اگر ناپاک ہوگا تو اس کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر چڑیا زندہ نکال لی جائے یا جوتے پر نجاست نہ لگی ہوئی ہو تو اس کے گرنے سے ٹینکی ناپاک نہ ہوگی، اور اگر چڑیا مردہ نکالی گئی یا جوتے پر نجاست لگی ہوئی ہو تو ٹینکی ناپاک ہو جائے گی، اگر وہ دس بائی دس سے کم ہے تو ٹینکی کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں ایک جانب سے پانی داخل کیا اور دوسری جانب سے بہہ پڑا تو اس ٹینکی پر طہارت کا حکم لگایا جائے گا۔

”قوله نزح جميع مافيها هذا اذاماتت والحاصل ان المخرج حيا ان كان نجس العين اوفى بدنه نجاسة معلومة نزحت كلها وانماقلنا معلومة لانهم قالوا فى البقرونحوه يخرج لايجب نزح شىء وان كان الظاهر اشتمال بولها على افحاذها لكن يحتمل طهارتها بان سقطت عقيب دخولها ماء كثيرا هذا مع الاصل وهوالطهارة تظافرا على عدم النزح ،والله سبحانه اعلم“......(فتح القدير : ۱/۹۲)

”(قوله اوبماء دائم فيه نجس ان لم يكن عشرافى عشر) اى لايتوضا بماء ساكن وقعت فيه نجاسة مطلقا سواء تغيراحداوصافه اولاولم يبلغ الماء عشرة اذرع فى عشر اعلم ان العلماء اجمعوا على ان الماء اذاتغير احداوصافه بالنجاسة لاتجوزالطهارة به قليلا كان الماء اوكثيرا جاريا كان اوغيرجار هكذا نقل الاجماع فى كتبنا“......(البحرالرائق : ۱/۱۳۶،۱۳۷)

”حوض صغير تنجس ماءه فدخل الماء الطاهر فيه من جانب وسال ماء الحوض من جانب آخر كان الفقيه ابوجعفررحمه الله يقول كماسال ماء الحوض من جانب الآخر يحكم بطهارة الحوض وهواختيار الصدرالشهيد رحمه الله كذافى المحيط “......(فتاوى الهندية: ۱/۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.besturdubooks.net

قضائے حاجت کرتے وقت رخ کس طرف ہونا چاہیئے؟

مسئلہ نمبر(۳۷۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کی لیٹرینوں کا رخ کس طرف ہونا چاہیئے، ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ شمالاً وجنوباً نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اس طرف قطب ہے، کیا اس قطب کا تذکرہ کہیں حدیث میں آیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے کی ممانعت حدیث میں آئی ہے لہذا منہ اور پیٹھ دونوں جب قبلہ کی طرف کرنے کی ممانعت ہے تو ہمارے بلاد میں باقی دو ہی سمتیں رہ جاتی ہیں شمالاً وجنوباً تو لامحالہ ہمارا رخ انہی میں سے کسی ایک کی طرف ہوگا، اور پانچویں سمت کوئی ہے نہیں لہذا یہ کہنا غلط ہوگا۔

"عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ ﷺ اذااتیٰ احدکم الغائط فلایستقبل القبلة ولایولها ظهره شرقوا اوغربوا "......(صحیح البخاری : ۲۶/۱)

" وكره استقبال القبلة بالفرج في الخلاء واستدبارها وان غفل وقعد مستقبل القبلة يستحب له ان ينحرف بقدر الامكان كذافي التبيين ولايختلف هذا عندنا في البنيان والصحراء كذافي شرح الوقاية "......(فتاویٰ الهندية : ۵۰/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس شخص کا پیشاب نہ رکتا ہو کیا وہ معذور کے حکم ہے؟

مسئلہ نمبر(۳۷۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نماز پڑھتا ہوں اور نماز کے بعد گھر جاتا ہوں اور جب مجھے پیشاب کی حاجت ہوتی ہے تو واش روم تک جانے سے پہلے پیشاب میری شلوار میں ہی نکل جاتا ہے اور کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں، غرضیکہ کپڑے پاک نہیں رہ سکتے، اب نماز کے بارے میں میں کیا کروں؟ پانچ وقت کپڑے بدلنا بھی ممکن نہیں ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں یہ شخص معذور نہیں ہے، لہذا پاک کپڑے پہن کر نماز ادا کرے گا، ایک پائجامہ یا ازار رکھ لے، نماز کے لیے پہن لیا کرے، پھر اتار دے، معذور شرعی اس کو کہتے ہیں جس کا ایک فرض نماز کا وقت کامل

www.besturdubooks.net

گزر جائے اس عذر کی حالت میں کہ اس وقت میں اس کو اس قدر مہلت نہ مل سکے کہ وضو کر کے بلا اس عذر کے نماز پوری پڑھ سکے، لہذا مذکورہ تدبیر اختیار کرے۔

"وصاحب عذر ومن به سلس بول لايمكنه امساكه ثم قال ان استوعب عذره تمام وقت صلوة المفروضة بان يجدفي جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث"......(ردالمحتار: ۱/۲۲۳)

"ومن به سلس بول وهومن لايقدرعلى امساكه والرعاف الدم الخارج من الانف......وانما كان وضوئها لوقت كل فرض لالكل صلوة ......(البحرالرائق: ۱/۳۷۳)

"وهذا اذالم يمض عليهم وقت فرض الاوذلك الحدث يوجدفيه"......(كنز الدقائق متن البحر الرائق: ۱/۳۷۵)

"واماتعريفه فهومرض خاص يترتب عليه نزول البول اوانفلات الريح اوالاستحاضة اوالاسهلال الدائم اونحوذلك من الامراض المعروفة فمن اصيب بمرض من هذه الامراض فانه يكون معذورا ولكن لايثبت عذره في ابتداء المرض الااذااستمر نزول حدثه متتابعا وقت صلوة مفروضه"

......(كتاب الفقه: ۱/۹۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پیشاب کے بعد آنے والے قطروں کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۷۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے کافی سالوں سے چھوٹا پیشاب کرنے کے بعد دو یا تین مرتبہ قطرے آتے ہیں، اور کبھی کبھی چار مرتبہ بھی آجاتے ہیں تو میں یوں کرتا ہوں کہ نماز کے وقت اپنی شلوار کو دو یا تین دفعہ دھو لیتا ہوں اور کبھی انہی کپڑوں میں بغیر دھوئے بھی نماز پڑھ لیتا ہوں، اب لاعلمی میں جو نمازیں کپڑوں کو بغیر دھوئے پڑھی گئی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ نیز اس کا حل کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں پیشاب لگے ہوئے کپڑوں کو اگر تین بار سے کم دھویا جائے تو مفتی بہ قول کے مطابق یہ کپڑے ناپاک ہیں جن میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے، اور نہ دھونے کی صورت میں اگر پیشاب

www.besturdubooks.net

کا پھیلاؤ درہم (روپے) کے برابر یا کم ہو تو انہی کپڑوں میں پڑھی گئی نمازیں درست ہیں اور اگر پھیلاؤ درہم سے زیادہ ہو تو انہی کپڑوں میں پڑھی گئی نمازوں کی قضاء واجب ہے، ہاں درہم کے برابر یا کم ناپاک کپڑوں میں پڑھی گئی نمازیں مکروہ ہیں، بشرطیکہ دھونے کی وجہ سے نماز کے فوت ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

"ويطهر محل غيرها اى غير مرئية بغلبة ظن غاسل لومكلفا والافمستعل طهارة محلها بلاعدد به يفتى (قوله بلاعددبه يفتىٰ) كذافى المنية وظاهره انه لوغلب على ظنه زوالهما بمرة اجزأه وبه صرح الامام الكرخى فى مختصره واختاره الامام الاسبيجابى وفى غاية البيان ان التقدير بالثلاث ظاهرالرواية وفى السراج اعتبارغلبة الظن مختارالعراقيين والتقدير بالثلاث مختارالبخاريين والظاهر الاول ان لم يكن موسوسا وان كان موسوسا فالثانى اه بحر قال فى النهر وهوتوفيق حسن اه وعليه جرى صاحب المختار فانه اعتبر غلبة الظن الافى الموسوس وهومامشى عليه المصنف واستحسنه فى الحلية وقال قدمشى الجم الغفير عليه فى الاستنجاء اقول وهذامبنى على تحقق الخلاف وهوان القول بغلبة الظن غيرالقول بالثلاث قال فى الحلية وهوالحق واستشهد له بكلام الحاوى والمحيط اقول وهوخلاف مافى الكافى ممايقتضى انهماقول واحد وعليه مشى فى شرح المنية فقال فعلم بهذا ان المذهب اعتبارغلبة الظن وانها مقدرة بالثلاث لحصولها به فى الغالب وقطعا للوسوسة وانه من اقامة السبب الظاهر مقام السبب الذى فى الاطلاع على حقيقة عسر كالسفر مقام المشقة اه وهومقتضى كلام الهداية وغيرهااقتصر عليه فى الامداد وهوظاهر المتون حيث صرحوا بالثلاث "
......(الدرمع ردالمحتار: ۲۴۳،۲۴۲/۱)

"وماليس بمرئى فطهارته ان يغسل حتى يغلب على ظن الغاسل انه قدطهر لان التكرار لابدمنه للاستخراج ولايقطع بزواله فاعتبرغالب الظن كمافى امرالقبلة وانما قدرواالثلٰث لان غالب الظن يحصل عنده فاقيم السبب الظاهر مقامه تيسيرا "......(الهداية: ۷۴/۱)

www.besturdubooks.net

"النجاسة ان کانت غلیظة وفی اکثر من قدر الدرھم فغسلھا فریضة والصلاة بھا باطلة وان کانت مقدار درھم فغسلھا واجب والصلاة معھا جائزة وان کانت اقل من قدر الدرھم فغسلھا سنة وان کانت خفیفة فانھا لاتمنع جواز الصلوة حتی تفحش کذافی المضمرات "......(فتاوی الھندیة: ۱/ ۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پیشاب کے بعد آنے والے قطروں کے احکام:

مسئلہ نمبر (۳۸۰): محترم ومکرم جناب مفتی صاحب السلام علیکم

سوال نمبر (۱) (الف) مسئلہ یہ ہے کہ میرا پیشاب صحیح طریقے سے خشک نہیں ہوتا، پیشاب کرنے کے بعد ٹشو پیپر سے صاف کرنے کے باوجود بھی بعض اوقات صحیح طرح سے خشک نہیں ہو پاتا اور قطرہ نکلنے کا امکان رہتا ہے اور نکل بھی آتا ہے، پیشاب کو خشک کرنے کے لیے کافی وقت چاہیئے ہوتا ہے، پیشاب کرنے کے بعد ٹشو پیپر سے صاف کر کے کچھ دیر چہل قدمی وغیرہ کر کے جب مکمل خشک ہو جاتا ہے تو استنجاء کر کے کپڑے تبدیل کرنے پڑتے ہیں، اس کے باوجود بھی بعض اوقات قطرے خارج ہو جاتے ہیں، مگر اکثر اوقات وقت یا سہولت نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرنا یعنی چہل قدمی کر کے خشک کرنا اور کپڑے تبدیل کرنا مشکل ہوتا ہے ایسی صورت میں نماز پڑھنے کے لیے اور کپڑوں کو صاف رکھنے کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے؟

(ب) اکثر اوقات ایسے ہی چلتے پھرتے ہوئے یا زیادہ تر بیٹھے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ پیشاب کا قطرہ نکلنے کے قریب ہے اور بعض اوقات نکل بھی آتا ہے، بندہ اس صورت حال پر توجہ تو نہیں دیتا لیکن

(۱) اگر یقین ہو کہ قطرہ نکل آیا ہے تو بندہ اس سے کس طرح پاکی حاصل کر سکتا ہے؟

(۲) بندہ کو کوئی خاص محسوس تو نہ ہو لیکن شک سا ہو اور بندہ اگر احتیاط کے طور پر پاکی حاصل کرنا چاہے تو کیا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے؟

(ج) پیشاب کرنے کے بعد اگر پیشاب مکمل طور پر خشک نہیں ہوا اور غسل شروع کر دیا یا غسل کے دوران قطرے خارج ہوئے یا غسل کے فوراً بعد پیشاب خشک کرنا پڑا تو کیا اس سے غسل پر کچھ اثر پڑتا ہے۔

سوال نمبر (۲) اگر عضو مخصوص میں حرکت پیدا ہو کسی کو دیکھنے سے یا کوئی ایسی ویسی بات کرنے سے یا سننے، بچوں کو پیار کرنے سے، کسی بات کے ذہن میں آنے سے پیشاب کے بعد استنجاء کرتے ہوئے یا ویسے ہی، تو کیا ان صورتوں میں غسل کرنا یا استنجاء کرنا ضروری ہے، یہ حرکت شہوت کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اور بغیر شہوت کے بھی، ایک

www.besturdubooks.net

تو یہ ہے کہ ہم اس میں فرق کس طرح کریں گے، دوسرا کس صورت میں غسل یا استنجاء ضروری ہے اور کس صورت میں نہیں ہے۔

سوال نمبر (۳) (الف) اکثر اوقات بندہ کو وضو کرتے ہوئے شک سا ہوتا ہے کہ شاید ہلکی سی ہوا خارج ہوگئی ہے اس طرح بار بار ہوتا ہے اور بار بار اعضاء دھو کر وضو کرنا پڑتا ہے، اس طرح وضو کرنے کے بعد نماز کے دوران بھی ہلکی سی ہوا کے اخراج کا شک ہوتا ہے، نماز تو پڑھ لیتا ہوں لیکن وہم سا ہوتا ہے کہ وضو ٹوٹا تو نہیں تھا۔

(ب) مندرجہ بالا صورت حال میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ بغیر وضو کے قرآن پاک پڑھا تو جاسکتا ہے لیکن چونکہ اسے دیکھ کر پڑھنا ہوتا ہے اس لیے کس طرح اٹھایا جاسکتا ہے؟

کیا مندرجہ بالا صورت میں یا وضو میں زیادہ شک کی صورت میں قرآن پاک کی منزل پڑھی جاسکتی ہے؟

سوال نمبر (۴) روزہ میں غسل کرتے وقت غرارہ نہیں کیا جاتا اور ناک میں پانی بھی احتیاط سے ڈالا جاتا ہے، بندہ کو یہ معلوم تو تھا لیکن چونکہ غسل فرض تھا اس لیے بندہ نے غسل کرتے وقت غرارہ کیا اور ناک میں بھی اچھی طرح پانی پہنچایا جس سے غالب گمان ہے کہ پانی حلق میں گیا ہوگا، ایسا صرف اطمینان اور تسلی کی وجہ سے کیا تا کہ غسل صحیح ہوجائے، ایسی صورت میں کیا روزہ ٹوٹ جائے گا، اگر ہاں تو اس کی قضاء ہے یا کفارہ؟ اگر ایک دفعہ سے زائد ایسا ہوا ہو تو کیا کیا جائے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) (الف، ب) چہل قدمی وغیرہ کرنا شرعاً کوئی ضروری نہیں ہے البتہ چہل قدمی سے عام طور پر مقصود حاصل ہوجاتا ہے اور اصل میں مقصود یہ ہے کہ قطرہ ٹپکنے سے اطمینان حاصل ہوجائے، جب تک اطمینان حاصل نہ ہو وضو شروع کرنا صحیح نہیں ہے، اور اگر آپ کو قطرہ بہت دیر تک آتا ہو تو پھر آپ کو چاہیئے کہ وقت سے بہت پہلے پیشاب کرلیا کریں، تا کہ نماز کے وقت پریشانی نہ ہو، اس کے باوجود اگر مکمل اطمینان کے بعد بھی پیشاب کے قطرے کے نکل آنے کا یقین ہو تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا، اور کپڑے کے جس حصہ پر نجاست لگی ہے وہ اگر ایک درہم یا اس سے زائد ہو تو اس کا دھونا بھی واجب ہے، البتہ مکمل اطمینان کے بعد محض شک کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(ج) اس سے غسل پر اثر نہیں پڑتا۔

(۲) اگر شہوت کے ساتھ منی خارج ہوجائے تو اس سے غسل فرض ہوجاتا ہے اور اگر منی تو خارج نہیں ہوئی بلکہ مذی خارج ہوئی ہے یا پیشاب کے قطرے نکلے ہیں تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے غسل کرنا ضروری نہیں ہوتا ہے، اور اگر صرف شہوت پیدا ہوئی ہے لیکن پیشاب کی نالی سے کوئی چیز خارج نہیں ہوئی تو اس صورت میں کچھ بھی لازم نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.net

(۳) اگر ہوا کے نکلنے کا صرف شک ہو یقین نہ ہو تو اس صورت میں وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۴) روزہ کی حالت میں فرض غسل کے لیے بھی غرارہ کرنا فرض نہیں ہوتا، لیکن اگر کسی نے کرلیا اور حلق سے پانی نیچے اتر گیا تو اس روزے کی قضاء لازم ہوگی بشرطیکہ ایسا کرتے وقت اس کو روزہ یاد ہو اور جتنے روزے اس طرح ٹوٹے ہوں ان سب کی قضاء لازم ہوگی۔

(۱) "والاستبراء واجب حتی یستقر قلبه علی انقطاع العود کذافی الظهیرية قال بعضهم یستنجی بعدمایخطو خطوات "......(فتاوی الهندية: ۱/۴۹)

"فاذااصاب الثوب اکثر من قدرالدرهم یمنع جوازالصلوة کذافی المحيط"......(فتاویٰ الهندية: ۱/۴۶)

(۲) "الفصل الثالث فی المعانی الموجبة للغسل وهی ثلاثة منهاالجنابة وهی تثبت بسببين احدهما خروج المنی علی وجه الدفق والشهوة من غير ايلاج باللمس اوالنظر اوالاحتلام اوالاستمناء کذافی محيط السرخسی من الرجل والمرأة فی النوم واليقظة کذافی الهداية"......(فتاوی الهندية: ۱/۱۴)

"المذی ینقض الوضوء وکذاالودی والمنی اذا خرج من غیرشهوة بان حمل شيئا فسبقه المنی اوسقط من مکان مرتفع یوجب الوضوء کذافی المحيط"......(فتاوی الهندية: ۱/۱۰)

(۳) "ومن شک فی الحدث فهوعلی وضوئه "......(فتاوی الهندية: ۱/۱۳)

"وان تمضمض اواستنشق فدخل الماء جوفه ان کان ذاکرا بصومه فسدصومه وعليه القضاء وان لم يکن ذاکرا لايفسدصومه کذافی الخلاصة وعليه الاعتماد"......(فتاویٰ الهندية: ۱/۲۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پیشاب کے بعد اگر قطرہ آنے کا شبہ ہو تو کیا نماز ہو جائے گی؟

مسئلہ نمبر (۳۸۱): محترمی و مکرمی مفتی حمید اللہ جان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ کو پیشاب کا عارضہ ہے، خطیب مولانا اجمل

www.besturdubooks.net

خان اپنی خطابت میں فرماتے ہیں کہ نماز کسی حالت میں نہ چھوڑو چاہے کسی کو پیشاب کے قطرے آنے کی شکایت ہو تو نماز ضرور پڑھنی چاہیئے، میرے معالج بھی یہی کہتے ہیں کہ نماز پڑھ سکتے ہیں، اب آپ فرمائیں شریعت اس سلسلہ میں کیا کہتی ہے؟

پیشاب کے بعد کافی دیر تک ٹشو پیپر سے استنجاء کرتا ہوں پھر بھی شبہ قطرے آنے کا رہتا ہے، کیا اس حالت میں نماز ہو جائے گی؟

کیا ایک بار وضو سے تہجد، فجر اور اشراق کی نمازیں ادا ہو سکتی ہیں؟ صلاۃ التسبیح ظہر ملا کر پڑھی جاسکتی ہے فجر کے بعد معمولات میں منزل، درود و سلام مولف شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ مناجات مقبول کتابچہ قرآن حکیم کی دعائیں، کہتے ہیں کہ ایسی حالت میں ہاتھ لگانا درست نہیں، قرآن پاک پڑھنے کو بہت دل کرتا ہے، مہربانی فرما کر رہنمائی فرمائیں۔

میں فالج کا بھی مریض رہا ہوں، کرسی پر بیٹھ کر نمازیں ادا کرتا ہوں ایسی حالت میں مسجد جانا درست ہے کہ نہیں؟ مسجد جاتا ہوں وہاں بھی کرسی کا انتظام ہے، بندہ کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں شرعاً معذور وہ شخص ہے جس کو ایک مرتبہ پورے وقت میں یہ عذر رہے اور پھر ہر نماز کے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ یہ عذر پیش آئے یعنی یہ عذر پایا جائے اگر طہارت حاصل کرنے کے بعد فرض کی مقدار وقت مل جاتا ہے تو وہ شخص معذور نہیں۔

جو شخص پیشاب کے بعد قطرات آنے کی وجہ سے معذور شرعی بن چکا ہے، اس کا وضو ایک دفعہ کر لینے سے وقت کے اندر قطرات کی وجہ سے وضو نہ ٹوٹے گا (البتہ اور کوئی چیز وضو توڑنے والی صادر ہوئی تو وضو ٹوٹ جائے گا) وضو کر کے نماز پڑھ لے، نماز ہرگز قضاء نہ کرے، اگر دوران وضو یا نماز قطرات ٹپکتے رہیں نماز ہو جائے گی، جب تک ایک وقت کسی نماز کا باقی ہے تو اس کا وضو رہے گا خروج وقت سے وضو ٹوٹ جائے گا، دوسرا وقت نماز آنے پر پھر تازہ وضو کر کے نماز پڑھے، اگر کپڑا اتنی دیر بھی پاک نہیں رہتا کہ فرض ادا ہو سکے تو بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی، اگر لنگوٹ باندھ لیا کریں تو بہتر ہے، اس وقت نماز کے اندر اس وضو سے فرض واجب نفل تلاوت قرآن جملہ وظائف جو چاہیں پڑھ سکتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ تہجد کے لیے الگ وضو کریں اور نماز فجر کے لیے الگ، طلوع آفتاب کے بعد وضو کر کے نماز اشراق صبح کے معمولات وظائف تلاوت قرآن نماز چاشت قضاء نمازیں صلوۃ التسبیح اور ظہر کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

"وصاحب عذرو من بہ سلس بول لایمکنہ امساکہ الخ ان استوعب عذرہ

www.besturdubooks.net

تمام وقت صلوة مفروضة بان لایجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضأ ویصلی فیه خالیا عن الحدث ولوحکما لان الانقطاع الیسیرملحق بالدم وهذاشرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولومرة الخ وحکمه الوضوء لاغسل ثوبه ونحوه لکل فرض الخ ثم یصلی به فیه فرضا ونفلا فدخل الواجب بالاولی فاذاخرج الوقت بطل اه وافاد انه لوتوضأ بعدالطلوع ولولعیداوضحی لم یبطل الابخروج وقت الظهر وان سال علی ثوبه فوق الدرهم جازله ان لایغسله ان کان لوغسله تنجس قبل الفراغ منهااى الصلوة والایتنجس قبل فراغه فلایجوزترک غسله هوالمختار للتقویٰ‘‘......(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار: ۲۲۴،۲۲۳/۱)

’’ومن به سلس بول اواستطلاق البطن اوانفلات الریح اورعاف دائم اوجرح لایرقأ یتوضؤن لوقت کل صلوة ویصلون بذالک الوضوء فی الوقت ماشاؤا من الفرائض والنوافل هکذا فی البحرالرائق ویبطل الوضوء عندخروج الوقت المفروضة بالحدث السابق هکذافی الهدایة وهوالصحیح هکذافی المحیط فی نواقض الوضوء حتی لو توضأ للعذر لصلاة العید له ان یصلی الظهر به عندابی حنیفة ومحمد وهوالصحیح لانهابمنزلة صلاة الضحیٰ اه‘‘

......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۴۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نجس قالین پر گیلے پاؤں رکھنے کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۸۲): کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے گھر میں قالین پر لوگ گندے جوتے لے کر آتے ہیں، میں نے اپنے گیلے پیر قالین پر رکھ دیے تو میرے گیلے پیروں کے نشان قالین پر لگ گئے اور نظر آنے لگے اب اس صورت میں میں کیا کروں، دوبارہ وضو کروں یا دونوں پاؤں کو دھولوں، برائے کرم اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوهاب

جس قالین پر نجاست گری ہو اور اس بات کا یقین ہو کہ قالین ناپاک ہے تو اگر اس قالین کے ناپاک حصہ پر چلے اور قالین اس کے پاؤں کی تری کی وجہ سے گیلا ہو جائے اور تری کا اثر قالین پر ظاہر ہو لیکن اس تری کا اثر واپس پاؤں پر ظاہر نہ ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر قالین پر پڑی ہوئی رطوبت کا اثر واپس پاؤں پر ظاہر ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں صرف پاؤں کا دھونا ضروری ہوگا دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں ہے، اور اگر قالین کی نجاست یقینی نہ ہو تو محض شک کی بناء پر ناپاکی کا حکم نہیں لگے گا، اور اس قالین پر گیلا پاؤں آنے سے قالین ناپاک نہیں ہوگا۔

”کمافی الاصول، ان ماثبت بالیقین لایزول بالشک “......(اصول کرخی :۵،الاشباہ والنظائر:۱۲)

”وکذاان مشی علی ارض نجسة بعدماغسل رجلیه فابتلت الارض من بلل رجلیه واسود وجه الارض ای بالنسبة الی لونه الاول لکن لم یظهر اثرالبلل المتصل بالارض فی رجله لم تتنجس رجله وجازت صلوته بدون اعادة غسلها لعدم ظهور عین النجاسة فی جمیع ذلک والطاهر بیقین لایصیرنجسا الابیقین مثله واما ان صارت الارض طینا رطبا من بلل رجله فاصاب ذلک الطین رجله فحینئذ تتنجس رجله ولاتجوز صلوته مالم یغسلها ان کان قدرا مانعا وقس علیها ماقبلها من المسائل بان صار من بلل الثوب طین وتلوث به واصاب الجسد بلل الفراش اوالرجل بلل اللبد بعدان صاربحیث لوعصر لسال حیث یحکم بالتنجس فی ذلک کله “......(حلبی کبیری: ۱۵۳)

”ولومس کلبا اوخنزیرا اووطئ نجاسة لاوضوء علیه لانعدام الحدث حقیقة وحکما الاانه اذاالتزق بیده شئ من النجاسة یجب غسل ذلک الموضع والافلا“......(بدائع الصنائع: ۱/۱۳۹)

”المتوضی من اتصف بالوضوء واحترزبالحی عن المیت فانه لوخرجت منه نجاسة لم یعد وضوءه بل یغسل موضعها فقط “......(فتاویٰ شامی : ۱/۹۹)

www.besturdubooks.net

"ولو بسط المصلی علی شئ نجس رطب اوجلس علی ارض نجسة رطبة ولف الثوب الیابس الطاهر فی ثوب نجس رطب فاثرت الرطوبة النجسة فی ثوبه اوفی مصله ینظر ان کان بحال لوعصرالثوب اوالمصلی یتقاطر منه شئ یتنجس والافلا ......قال شمس الائمة الحلوانی رحمة الله تعالیٰ لوکان بحال لووضع الانسان یده علیه تبتل یده یصیر نجس والافلاولهذا الذی قاله شمس الائمة قریب فی المعنی من القول الاول "......(منیة المصلی: ۱۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ذبح شدہ بھینس کے دودھ کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۸۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے بھینس ذبح کی اور اس ذبح شدہ بھینس کا دودھ نکالا تو اب اس دودھ کو استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اس دودھ کو استعمال کر سکتے ہیں۔

"ولبنها طاهر کالمذکاة خلافا لهما لتنجسهما بنجاسة المحل قلنا نجاسة لاتوثرفی حال الحیاة اذا اللبن الخارج من بین فرث ودم طاهر فکذا بعدالموت"......(فتاویٰ شامی: ۱/۱۵۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ناپاک زمین کو پاک کرنے کا طریقہ:

مسئلہ نمبر(۳۸۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر زمین ناپاک ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کے لیے کیا صرف تین بار پانی بہا دینا کافی ہے یا زمین کے خشک ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

زمین کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر فرش ہے تو اس پر اتنا زیادہ پانی بہا دیا جائے کہ نجاست اس فرش

www.besturdubooks.net

سے جدا ہو جائے اور اس کی بو اور رنگ باقی نہ رہے اور اس کو یہاں تک چھوڑے کہ خشک ہو جائے تو یہ پاک ہو جائے گا اور اگر جلدی پاک کرنا ہے تو ہر مرتبہ پاک کپڑے سے خشک کرے اور تین دفعہ ایسا کیا جائے اور اگر زمین ہے تو دیکھیں گے کہ سخت ہے یا نرم اگر زمین نرم ہے تو تین دفعہ پانی بہادینے سے پاک ہوگی اور اگر سخت ہے تو اس پر پانی بہائے اور کسی چیز کے ذریعے رگڑے پھر پاک کپڑے وغیرہ سے صاف کی جائے اور تین مرتبہ ایسا کرنے سے پاک ہو جائے گی، اور ایک طریقہ یہ ہے کہ زمین خشک ہو جائے اور اس کا اثر باقی نہ رہے تو زمین پاک ہو جائے گی جیسا کہ شامی کی عبارت سے واضح ہے۔

”طهورالارض اذايبست وساق بسنده عن ابن عمرقال كنت ابيت فى المسجد ولم يكونوا يرشون شيئامن ذلك اه ولواريد تطهيرها عاجلا يصب عليهاالماء ثلاث مرات وتجفف فى كل مرة بخرقة طاهرة“......(فتاویٰ شامی: ۱/۲۲۷)

”الارض اذاتنجست ببول واحتاج الناس الى غسلها فان كانت رخوة يصب الماء عليها ثلاثاًمتطهروان كانت صلبة قالوا يصب الماء عليها وتدلك ثم تنشف بصفوف اوخرقة يفعل كذلك ثلث مرات فتطهروان صب عليها ماء كثير حتى تفرقت النجاسة ولم يبق ريحها ولالونها وتركت حتى جفت تطهر“......(فتاویٰ الهندية : ۱/۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بہشتی زیور کے ایک مسئلہ کی وضاحت:

مسئلہ نمبر(۳۸۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بہشتی زیور میں ایک مسئلہ لکھا ہے کہ ناپاک کپڑے کو تین بار پاک کریں اور تیسری بار پوری طاقت سے نچوڑیں، سو جب وہ کپڑے دھوبی کے پاس جاتے ہیں وہ اتنے کپڑے اس طرح پاک نہیں کرتا وہاں ایسے لوگوں کے کپڑے بھی جاتے ہیں جو پاکی اور ناپاکی نہیں جانتے، دوسروں کے ساتھ بھی مل جاتے ہیں، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں کپڑا تین دفعہ دھونے سے اور ایک دفعہ نچوڑنے سے پاک ہوگا، اور یہی ارفق للناس ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے، باقی تین دفعہ اچھی طرح دھونا وہ صرف احتیاط پر مبنی ہے۔

www.besturdubooks.net

”وفی غیر الاصول یکتفی بالعصر مرة وھوارفق کذافی الکافی وفی النوازل وعلیه الفتویٰ کذافی التتارخانیة“......(فتاوی الھندیة: ۱/۴۲)

”وفی غیر روایة الاصول یکتفی بالعصر مرة وانه اوسع وارفق بالناس وفی النوازل وعلیه الفتویٰ“......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۲۳۱، ۲۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

احتلام کے بعد کتنے کپڑے کو دھونا ضروری ہے؟

مسئلہ نمبر(۳۸۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی بندہ کو احتلام ہوجائے تو آیا صرف اسی ناپاک جگہ کو دھونا ضروری ہے یا سارے کپڑوں کو دھونا ضروری ہے، اور کپڑا دھوتے وقت کلمہ شریف پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جتنا حصہ کپڑے کا ناپاک ہوا ہے اس کو دھونا ضروری ہے سارے کو دھونا ضروری نہیں اور نہ ہی کپڑے دھوتے وقت کلمہ پڑھنا ضروری ہے۔

”وکذا یطھر محل نجاسة مرئیة بقلعھا“......(حاشیة الطحطاوی علی الدر: ۱/۱۶۲)

”عن سلمان بن یسار قال حدثنی الشرید قال کنت انا وعمربن الخطاب جالسین بیننا جدول فرأی عمرفی ثوبه جنابة فقال خرط علینا ھذا الاحتلام منذاکلنا ھذا الدثم ثم غسل مارأی فی ثوبه واغتسل واعادالصلوة“ ......(کنزالعمال: ۹/۲۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک سال کے بچے کے پیشاب کا حکم:

مسئلہ نمبر(۳۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام قرآن وحدیث کی روشنی میں بیچ اس مسئلہ کے کہ جب بچے کا پیشاب کپڑوں پر پڑ جائے تو کیا کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں؟ جب کہ بچے کی عمر ایک سال ہو۔

www.besturdubooks.net

الجواب باسم الملک الوھاب

چھوٹے بچے کا پیشاب بھی نجاست غلیظہ ہے لہذا اگر کپڑے پر لگ جائے تو کپڑے کا اتنا حصہ ناپاک ہو جائے گا اور اگر اس ناپاک جگہ کی مقدار ایک درہم سے زائد ہو تو نماز پڑھنے کے لیے اس کا دھونا ضروری ہوگا۔

"فالغليظة كالخمر والدم المسفوح ولحم الميتة واهابها وبول مالايؤكل لحمه كالادمى ولورضيعا قال الطحطاوى قوله ولورضيعا لم يطعم سواء كان ذكرا اوانثىٰ "......(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح :۱۵۳،۱۵۴)

"اذاانتضح من البول شئ يرى اثره لابدمن غسله ولولم يغسله وصلى كذلك وكان اذا جمع كان اكثر من قدرالدرهم اعاد الصلوة "......(المحيط البرهانى: ۱/۳۷۱)

"فالغليظة اذاكانت قدرالدرهم اواقل فهى قليلة لاتمنع جوازالصلوة وان كانت اكثر من قدرالدرهم منعت جوازالصلوة "......(المحيط البرهانى : ۱/۳۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تمت المجلد الثانى بحمدالله تعالىٰ وعونه

www.besturdubooks.net